میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر علماء اسلام، مشائخِ عرب وعجم
اور اکابر دیوبند کی مصدّقہ عظیم الشان تحقیقی کتاب لاجواب تاریخی دستاویز
الدُّرُّ المُنظّم
فی
بیانِ حکمِ مولدِ النبی الاعظم
مصنف
شیخ الدلائل مولانا شیخ عبدالحق محدّث الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ
حسب الارشاد
حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ
مترجم
محمد منشاء تابش قصوری
مکتبہ اشرفیہ
بازار مسجد مہاجرین مریدکے ضلع شیخوپورہ
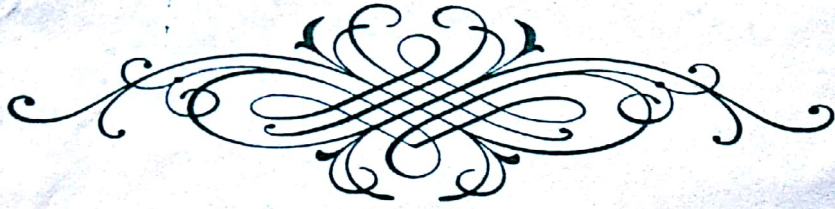
میں ''خاتم النّبیّین'' ہُوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں،

محمد نور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بسم اللہ الرحمن الرحیم
قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین

میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر علماء اسلام، مشائخ عرب وعجم
اور اکابر دیوبند کی مصدقہ عظیم الشان تحقیقی کتاب لاجواب تاریخی دستاویز

الدُّرُّ المُنظّم

فی

بیانِ حکمِ مولدِ النبیِّ الاعظم

مصنف

شیخ الدلائل مولانا شیخ عبدالحق محدّث الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

حسب الارشاد

حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ

مترجم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نام کتاب: الدرّ المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم (صلی اللہ علیہ وسلم)

مؤلف: علامہ مولانا محمد عبدالحق محدثِ الٰہ آبادی

ترجمہ: میلادِ مصطفیٰ بزبانِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

مترجم: علامہ مولانا محمد منشا قصوری 0345-4680027

تحقیق وتخریج: قاری محمد یاسین قادری شطاری ضیائی

ونظر ثانی: 0333-4289323

ناشر: محمد محمود احمد حافظ قصوری 0300-8002585

محمد مسعود اشرف قصوری ایم اے

پروف ریڈنگ: محمد شکیل قادری شطاری 0333-4030407

کمپوزر: امِ حبیبہ قادریہ شطاریہ ضیائیہ، کامونکی

صفحات 384

تعداد 1100

سال اشاعت: 2015ء/1436ھ (ربیع الاوّل شریف)

قیمت: 300/-

ملنے کا پتے

☆ قاری محمد یاسین قادری شطاری ضیائی، جامع مسجد حیدری، کامونکی گوجرانوالہ ☆ شبیر برادرز، اردو بازار لاہور، ☆ نفیس قرآن کمپنی، مکہ سینٹر اردو بازار لاہور ☆ نعیمہ بک سٹال، مکہ سینٹر اردو بازار لاہور ☆ مکتبہ اہل سنت، مکہ سینٹر اردو بازار لاہور، ☆ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور، مکتبہ الفرقان، جام پور ضلع راجن پور، دکان نمبر 11 مکہ سینٹر اردو بازار لاہور ☆ مکتبہ قادریہ، دربار مارکیٹ لاہور، ☆ مکتبہ نشان منزل، نزد دستا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور، مکتبہ نبویہ، داتا دربار روڈ لاہور، ادارہ صراط مستقیم، داتا دربار مارکیٹ لاہور، نظامیہ کتاب گھر، زبیدہ سنٹر اُردو بازار لاہور، مکتبہ فضل حق، دربار مارکیٹ لاہور، مکتبہ والضحیٰ، دربار مارکیٹ لاہور ☆ مکتبہ کرمانوالہ، دربار مارکیٹ لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

لا الٰہ الا اللہ ھو الا اللہ محمد رسول اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نشانِ منزل

رحمۃ للعالمین، سید الانبیاء، شفیع المذنبین، جناب احمد، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کے یوم ولادت کو عقیدت ومحبت سے منانے پر اَن گِنت کتب، رسائل وجرائد لکھے گئے اور تا قیامِ قیامت یہ سلسلہ بدستور جاری رہے گا، ہر کلمہ گو میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اپنے رنگ میں مناتا چلا آ رہا ہے۔ مثبت ومنفی طریقے اپنائے ہوئے ہیں، بکثرت اپنی نورانی اور مثبت سوچ کے مطابق خوب عشق ومحبت سے جزوِ ایمان سمجھ کر حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں سچی عقیدت کا برملا اظہار کر کے اپنی عاقبت کو سنوار رہے ہیں۔

اور جو منفی رویہ اختیار کر چکے ہیں گو ان کی تعداد نمک میں آٹے کی مثال ہے مگر وہ بھی اپنے وسائل، رسائل وجرائد میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میلادِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی سرخی لگا کر اپنی بدنصیبی پر اپنے ہاتھوں مہریں لگا رہے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلادِ پاک کا نام سن کر ہی انہیں بخار سا ہو جاتا ہے۔ اور ایسے ناگفتہ بہ کلمات استعمال کرتے ہیں کہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدمقابل کھڑے ہیں۔

بہر حال اہل عشق ومحبت نے مثبت انداز میں امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہتری اور رہنمائی کے لئے ایسی ایمان افروز کتابیں لکھیں جنہیں پڑھ کر مسلمانوں کے ایمان وایقان میں اضافہ ہوتا ہے۔ ایسی لاتعداد تصانیف وتالیفات میں حضرت شیخ الدلائل شیخ عبدالحق محدث اِلہ آبادی مہاجر مکی علیہ الرحمۃ نے جو اپنے ہم عصر علمائے عرب وعجم میں بلند تر مقام پر فائز تھے۔ جنہوں نے میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عربی میں ایک ایسی کتاب قلم بند فرمائی جو عالم اِسلام میں محبوبیت ومقبولیت حاصل کر چکی ہے، اس پر اکابر

علمائے عصر نے تقاریظ لکھ کر مہر تصدیق ثبت فرمائی۔پہلی بار یہ کتاب مستطاب ۱۳۰۷ھ میں پھر ۱۳۰۸ھ میں طباعت سے آراستہ ہوئی۔اس طباعت کا ایک نسخہ شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب نقشبندی شرقپوری کے کتب خانہ میں موجود تھا جسے حضرت میاں غلام اللہ ثانی لاثانی کے فرزند ارجمند حضرت الحاج صاحبزادہ میاں غلام احمد نقشبندی مجددی شرقپوری علیہ الرحمۃ نے ۱۴۱۲ھ میں شائع کیا۔حسن اتفاق کہ اس کی اشاعت وطباعت کی ذمہ داری راقم الحروف محمد منشا تابش قصوری پر ڈالی،اب اسی نسخہ کو از سرِ نو جدید ترجمہ کے ساتھ مکتبہ اشرفیہ مرید کے،کو طباعت واشاعت کی سعادت حاصل ہورہی ہے،واضح رہے کہ اس جدید ترجمہ میں میری بھرپور معاونت عزیز القدر مولانا علامہ قاری محمد یاسین قادری شطاری ضیائی نقشبندی اشرفی رضوی زید مجدہ خطیب اعظم کامونکی ،مدرس مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد حیدری کامونکی،بانی جامعہ شطاریہ ضیائیہ کامونکی نے کی جو جامعہ نظامیہ رضویہ کے جلیل القدر فضلاء میں ممتاز مقام رکھتے ہیں موصوف نے کمپوزنگ،تخریج جدید اور تصحیح کا کام بھی بڑی محبت سے سرانجام دیا،یہ بھی حسن اتفاق ہے کہ جب میاں غلام احمد صاحب نے میری ذمہ داری اس کتاب کو چھاپنے کی لگائی تو اس وقت بھی مولانا محمد یاسین قادری شطاری نے بھرپور تعاون کیا تھا،دعا ہے مولا تعالیٰ موصوف کو دارین میں کامیابی وکامرانی سے بہرور فرمائے!

حضرت شیخ الدلائل علیہ الرحمۃ کے احوال وآثار مجھے دو معتبر تصانیف سے حاصل ہوئے،انہیں پر اکتفاء کرتے ہوئے بعینہ قارئین کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

پہلی تصنیف لطیف حضرت شیخ عبدالمصطفی محمد عارف قادری ضیائی علیہ الرحمۃ (مدفون جنت البقیع مدینہ منورہ) کی ہے،جو قطب مدینہ حضرت ضیاء الدین احمد القادری،علیہ الرحمۃ کے تفصیلی احوال پر مشتمل ہے،اور دوسری کتاب مستطاب ”سیرت امیر ملت“ ہے جسے جوہر ملت حضرت صاحبزادہ پیر سید اختر حسین شاہ جماعتی علی پوری نے تصنیف فرمایا۔

اور ترتیب وتسوید کا شرف پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی علیہ الرحمۃ کو حاصل ہوا۔ جب کہ نظر ثانی واضافات جدیدہ، جناب میاں محمد صادق قصوری نقشبندی جماعتی بانی مرکزی مجلس امیر ملت برج کلاں کے حصہ میں آئی، اور جانشین امیر ملت حضرت صاحبزادہ پیر سید منور حسین شاہ جماعتی علی پوری مدظلہ نے اشاعت وطباعت کی نگرانی فرمائی۔ جمیل ملت حضرت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی دامت برکاتہم ناظم اعلیٰ وشیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ کراچی نے اپنے کلمات طیبات سے بھی نوازا،

اللہ تعالیٰ میری اس خدمت کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے! اور سید عالم، محسن اعظم، نبی مکرم، رسول مکرم، صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نگاہِ رحمت سے نوازتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارش فرمائیں تاکہ یہ ناکارۂ خلائق، عصیاں شعار کو ہر قسم کی روحانی و جسمانی بیماریوں سے شفا عطا فرمائے!

صَلَّى اللهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ ○

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًا کا راز تابشؔ کھل گیا

جب جہاں میں سرورِ دنیا و دیں پیدا ہوئے

محتاجِ دعا: محمد منشا تابش قصوری چشتی سیالوی

خطیب: مرید کے

مدرس: جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور پاکستان

۱۲ ربیع الاول ۱۴۳۶ھ/2015ء

سخنِ جمیل

از قلم: حقیقت رقم حضرت علامہ الحاج مفتی جمیل احمد نعیمی مدظلہ
ناظم اعلیٰ دار العلوم نعیمیہ کراچی

کتاب مستطاب ''الدر المنظم فی حکم بیانِ مولد النبی الاعظم'' صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استاذ العرب و العجم الحاج الحافظ العلامہ مولانا المعظم حضرت شیخ الدلائل شاہ عبدالحق محدث الہ آبادی علیہ الرحمۃ کی وہ تاریخی کتاب ہے جسے اپنے وقت میں بے حد محبوبیت و مقبولیت حاصل ہوئی، اکابر وقت نے تصدیق وتوثیق سے مؤکد فرمایا یہ کتاب عرصہ دراز سے نایاب تھی، نہایت خوشی ومسرت کی بات ہے کہ اس تاریخی کتاب کو جدید ترجمہ و تخریج کے ساتھ اشاعت و طباعت کی سعادت ہماری جماعت کے جیّد عالم دین، صاحب تصانیف وتراجم کثیرہ، مؤسس نشان منزل، فاضل جلیل، عالم نبیل مخدوم ومحترم مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری مدظلہ، مدرس مرکزی دار العلوم، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور پاکستان، کو حاصل ہو رہی ہے، موصوف ہر شعبہ علم میں اعلیٰ صلاحیتوں سے جانے پہچانے جاتے ہیں، سینکڑوں سنی اہل علم وقلم کی تصانیف وتالیفات پر نشان منزل کے عنوان سے ان کے احوال وآثار لکھ کر بڑا تاریخی کارنامہ سرانجام دیا ہے، کیا ہی اچھا ہو کہ ''نشان منزل'' کتاب کی صورت میں شائع ہو جائے جو ''ایک تاریخی دستاویز'' ثابت ہوگی۔

بہر حال راقم زیب نظر بہترین ترجمہ بنام ''میلاد مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ'' (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نہایت خوبصورت اشاعت پر خراج محبت پیش کرتا ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ علامہ قصوری صاحب زیدہ مجدہ، کی مساعی جمیلہ کو باریابی کا شرف عطا فرمائے اور سید عالم نور مجسم نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نگاہِ کرم سے بہرہ مند فرمائیں۔

فقط: احقر جمیل احمد نعیمی ضیائی
ناظم تعلیمات وشیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ
بلاک 15 فیڈرل بی ایریا کراچی

16 ستمبر 2014ء

قطب مکّہ معظّمہ شیخ الدلائل محمد عبدالحق الہٰ آبادی قدس سرہٗ

محمد عبدالحق بن شاہ محمد بن یار محمد مہاجر مکی ۱۲۵۲ھ/۱۸۳۶ء کو الہٰ آباد، ہند میں پیدا ہوئے، آپ مفسر، فقہ حنفی اور اس کے اصول کے عالم و فلسفی اور تصوف میں سیدنا محی الدین ابن عربی قدس اللہ سرہٗ کے طریقہ پر تھے۔ ہندوستان میں تعلیم پائی ۱۲۸۳ھ میں حج کیا اور چار سال مدینہ طیبہ میں اقامت پذیر رہے، پھر مکہ معظّمہ میں سکونت اختیار کی، شیخ الدلائل کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ ہندوستان کے حجاج آپ سے بیعت کرتے اور دلائل شریف کی اجازت حاصل کرتے۔

آپ بہت بڑے ولی اللہ، عالم باعمل، متقی شب زندہ دار اور بہت عبادت گزار بزرگ تھے۔ اہل مکہ مکرمہ آپ کو قطب مکہ مکرمہ کہا کرتے تھے۔

آپ صدیقی النسب تھے۔ مولانا تراب علی لکھنوی وغیرہ سے درسیات پڑھی، حضرت مولانا عبداللہ صاحب گھورکھپوری سے بیعت کی، امام اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری قدس اللہ سرہٗ دوسرے سفر حج میں آپ کی قیام گاہ پر بار بار حاضر ہوئے۔

سیدنا امام احمد رضا قادری قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں:

"فقیر دعوتوں کے علاوہ صرف چار (۴) جگہ ملنے کو جاتا۔ مولانا شیخ صالح کمال اور شیخ العلماء محمد سعید بابصیل اور مولانا عبدالحق مہاجر الہٰ آبادی اور کتب خانے میں مولانا سید اسمٰعیل کے پاس۔ رحمۃ اللہ علیہم"

حضرت مولانا عبدالحق الہٰ آبادی کو چالیس سال سے زائد مکہ مظمہ میں گزرے تھے، کبھی شریف (مکہ) کے یہاں بھی تشریف نہ لے گئے، قیام گاہ فقیر پر دوبار تشریف لائے۔ مولانا سید اسماعیل وغیرہ ان کے تلامذہ فرماتے تھے، کہ یہ

محض خرق عادت ہے۔ مولانا کا دم بسا غنیمت تھا، ہندی تھے مگر ان کے انوار مکہ میں چمک رہے تھے۔ التزاماً ہر سال حج کرتے، مولانا سید اسمٰعیل فرماتے تھے کہ ایک سال زمانہ حج میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب بہت علیل اور صاحب فراش تھے، نویں تاریخ اپنے تلامذہ سے کہا: مجھے حرم شریف میں لے چلو! کئی آدمی اُٹھا کر لائے، کعبہ معظّمہ کے سامنے بٹھایا، زمزم شریف منگا کر پیا اور دعا کی الٰہی حج سے محروم نہ رکھ، اسی وقت مولا تعالیٰ نے قوت عطا فرمائی کہ اُٹھ کے اپنے پاؤں سے عرفات شریف گئے اور حج ادا کیا۔

امام اہل سنت مجدد اعظم احمد رضا خان قادری قدس اللہ سرہ العزیز مکہ مکرمہ کے علماء کا تذکرہ کرتے ہوئے، آپ کے بارے میں یوں ارشاد فرماتے ہیں:

> ''علما کی خدمت سے شرف لو خصوصا اکابر، جیسے آج کل مولانا مولوی عبدالحق صاحب مہاجر الٰہ آبادی جو حمید یہ محل کے قریب تشریف فرما اور مسلمانان ہند کے لئے رحمت مجسم ہیں۔''

حضرت مولانا غلام مصطفیٰ مدرس، مدرسہ عربیہ اشرف العلوم گھوڑا مارا راج شاہی مشرقی پاکستان ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء کو جب حج و زیارت سے مشرف ہو کر اپنے وطن پہنچے تو احباب کے اصرار پر انہوں نے سفرنامہ حرمین طیبین مرتب فرمایا۔ مکہ معظّمہ میں جن علماء کی خدمت میں بطور وفد حاضر ہوئے ان میں سے مولانا مفتی سعد اللہ مکی، مولانا سید علوی مالکی قاضی القضاۃ، حضرت علامہ شیخ محمد مغربی الجزائری اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن درویش ہیں۔

مولانا غلام مصطفےٰ اپنے سفرنامہ صفحہ ۷۴ میں رقمطراز ہیں کہ:

مکہ شریف میں، ہماری ملاقات مولانا درویش عبدالرحمٰن صاحب قبلہ بانجو سے ہوئی ان سے مل کر بہت ہی باتیں معلوم ہوئیں یہ نہایت ہی بزرگ اور ہر

دلعزیز درویش ہیں۔ میں دن کے وقت گرمی سے پریشان ہو کر ان کے مکان پر چلا جاتا۔ ان کا مکان حرم شریف سے بالکل متصل اور نہایت ٹھنڈا تھا ان کی عمر شریف تقریباً اسی سال کی ہو چکی ہے لیکن جوانوں سے بھی زیادہ چست ہیں۔ سوائے بالوں کی سفیدی کے ان پر بڑھاپے کا قطعی کوئی اثر نہیں ہے میں نے ان کی صحت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ بزرگان دین کے کرم کا اثر ہے۔ میں جب چھوٹا تھا تو حضرت علامہ شیخ الدلائل مولانا عبدالحق صاحب الٰہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جوٹھا کھانا مجھے نصیب ہوا کرتا تھا۔ یہ حضرت موصوف کے جوٹھے کھانے کی برکت ہے کہ میں ابھی تک جوان ہوں، مولانا عبدالرحمٰن درویش یہ وہ بزرگ ہیں کہ اعلیٰ حضرت کے بہت سارے تبرکات ان کے پاس موجود ہیں جن کی میں نے اور مولانا عبدالمصطفیٰ صاحب اعظمی نے زیارت کی مولانا عبدالرحمٰن صاحب کے پاس اعلیٰ حضرت کے عطا کردہ تبرکات میں حسب ذیل چیزیں اب بھی موجود ہیں ایک کالے رنگ کی شیروانی، ایک روئی دار بنڈی، بریلی شریف کے بنے ہوئے تانبے کے دو لوٹے، ایک مشک، مولانا عبدالرحمٰن صاحب کا بیان ہے کہ میں اس وقت چھوٹا تھا لیکن ذی ہوش تھا مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ علمائے حرم شریف جب اعلیٰ حضرت سے ملتے تو ان کی دست بوسی کرتے اور اتنا احترام فرماتے کہ میں نے اتنا احترام کسی ہندوستانی عالم کا نہیں دیکھا۔

حضرت علامہ سید علی قادری رامپوری مہاجر مدنی و حضرت مولانا کریم اللہ قادری مہاجر مدنی فاضل بریلوی کے نام ایک مشترکہ مکتوب محررہ جمادی الآخریٰ ۱۳۳۰ھ میں لکھتے ہیں۔

حضرت مولانا صاحب قبلہ مدظلہ العالیٰ (حضرت علامہ عبدالحق الٰہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ) نے مکہ معظمہ سے دو خط بنام سید محمد سعید و سید محمد عباس

رضوان صاحبان کو بھیج دیئے۔ والحمد للہ علی ذلک...... مولانا موصوف نے مکہ معظمہ سے تحریر فرمایا ہے کہ ہمارے خطوط کی نقل کر کے بریلی کے مولانا کو بھیج دو بعد ازاں سید محمد سعید صاحب وغیرہ کو دے دینا۔ لہٰذا نقل خط نامی سید محمد سعید صاحب کے ملفوظ عریضہ ہذا اور خط نامی سید عباس صاحب کا مضمون واحد ہے نام کا فرق ہے۔

اس خط کی نقل الدولۃ المکیہ مخطوطہ مخزونہ سیدی و مرشدی قطب مدینہ رضی اللہ عنہ کے شروع میں درج ہے۔

رسالہ من العلامۃ الفاضل شیخ الدلائل محمد عبدالحق الی جناب الشیخ الاجل محمد سعید سلمہ الحمید المجید و مولانا الشیخ عباس رضوان سلمہ اللّٰہ الحنان المنان دام فضلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا و مصلیا و مسلما اما بعد...... فمن محمد عبدالحق عفی عنہ الی جناب الاجل محمد سعید سلمہ الحمید المجید و مولانا الشیخ عباس رضوان سلمہ اللّٰہ الحنان المنان السلام علیکم و علی من لدیکم و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہ قد ارسلت الی جنابکم جواب کتابکم واللّٰہ اکلفکم الامراھم و ھو ان مولانا الفاضل المحقق جامع فنون العلوم و شتات الفضائل احمد رضا خان سر الحنان المنان من اجل علماء اھل السنۃ و الجماعۃ و جل ھمتہ الرد علی الفرق الضالۃ سیما الوھابیۃ والنیا شرۃ و غیر ھما شکر الیہ سعیہ و نفع المسلمین بوطل بقائہ و ھم فی اشد عداوتہ و الافتراء علیہ و ینسبون الیہ مالا

اصل لہ حتی افشوا انہ کتب فی الرسالۃ الفلانیۃ کذا و کذا و الحال
انہ ما کتب فیھا و حتی زادوا من عند انفسھم فی بعض رسالاتہ کما
یطحھر ھذا الامر من مطالعۃ رسالاتۃ و قالوا لا ینبغی لاحد ان یطالع
مو لفاتہ لانہ یکتب فی بعضھا شیئا مواقھا لاھل السنہ والجماعۃ و
بعضھا مخالھا لا ہ فلا اعتبار لھا اصلا و ھکذا افتراء ات اخریٰ یطول
ذکرھا ھنا و قد افشوا انہ الف الدولۃ المکیۃ فی مکۃ المعظمۃ زادھا
اللّٰہ تعالیٰ تعظیما و تشریفا و کتبفیھا کذا و کذا مخالفاً لعقیدہ اھل
سلنۃ و الجماعۃ و الحال ان الدولۃ المکیۃ لما کتبھا الشیخ منھا
نسخ عدیدۃ کما ھی موجودہ ھنا عند العلماء المعتبرین وما ھو
الازور و کذب و اختلاق علیہ کما یطحھر ھذا من التقریظات التی
قرظت فی رسالتہ المسماۃ الدولۃ المکیۃ بعد افشائھم لمذکور و
سیصل الی جنابکم بواسطۃ المولوی مجی محمد کریم اللّٰہ سلمہ
اللّٰہ سلمہ اللّٰہ تعالیٰ الرسالۃ بالدولۃ المکیۃ فالمرجو من جنابکم ان
تکتبوا علیھا شیئا دفعا للافتراء علیہ و قد ورد فی الحدیث الشریف
علی قائلہ الف الف صلوۃ و سلام واللّٰہ فی عون العبد و ماکان العبد
فی عون اخیہ و قال اللّٰہ تعالیٰ (لینصر اللّٰہ من ینصرہ) و بلغوا السلام
الی حضرۃ النبی ﷺ و علی الہ و صحبہ علی جمیع الانبیاء
والمرسلین و سلم تسلیما کثیرا والسلام مع التعظیم حرر ۲ شوال
۱۳۲۸ھ ہجری علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم

کتبہ محمد عبدالحق

آپ کو دلائل الخیرات کی سند شیخ الدلائل علی الحریری المدنی بن یوسف

باشلی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہما سے حاصل تھی۔ حزب البحر کی اجازت علامہ شاہ عبدالغنی دہلوی مہاجر مدنی و مولانا محمد قطب الدین مہاجر مکی قدس سرہما اور حزب الاعظم کی اجازت علامہ عبدالغنی مہاجر مدنی و قصیدہ درود شریف کی اجازت شیخ علی الحریری اور مولانا ابی البرکات تراب علی لکھنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حاصل تھی۔

حضرت قدوۃ السالکین سیدی قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین احمد قادری قدس اللہ سرہ العزیز کو آپ سے دلائل الخیرات و دیگر تمام اوراد و ظائف کی اجازت حاصل تھی۔

آپ کا وصال ۱۸ شوال ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۵ء کو مکہ معظمہ میں ہوا اور جنۃ المعلی میں مدفون ہوئے۔

آپ کی تصانیف میں سے:

۱. الاکلیل علی مدارک التنزیل، شرح تفسیر نفسی، تین جلدوں میں سات جزاء ہیں۔
۲. سراج السالکینفی شرح منهاج العابدين.
۳. حاشيه على شرح المسلّم (منطق)
۴. مجموعه ارشاد الحق
۵. تعليم حقانی
۶. مجموعه رسائل اربع
۷. انيس المسافرين مع رساله حج بدل
۸. منبع المحسنات فی مولود افضل الکائنات.
۹. الدر المنظم فی حکم بیان مولد النبی الاعظم (صلی اللہ علیہ وسلم)
۱۰. الکنز الاکبر شرح فقه الاصغر
۱۱. التعليفات على الدر المختار

''سیرت امیر ملّت'' سے اقتباس ملاحظہ فرمائیے

شیخ الدلائل حضرت مولانا شاہ عبدالحق بن یار محمد صدیقی الحنفی، الہ آباد (بھارت) کے مضافاتی گاؤں نیوان میں پیدا ہوئے۔ سلسلۂ نسب خلیفۂ اوّل افضل البشر بعد از انبیاء حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ نے مولانا تراب علی لکھنویؒ (ف ۱۲۸۱ھ) سے درسیات پڑھیں اور حضرت مولانا عبداللہ گورکھپوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ پھر دہلی جا کر نواب قطب الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (ف ۱۲۸۹ھ) اور دوسرے علماء کے سامنے زانوائے تلمّذ کیا۔

۱۲۸۳ھ/ ۱۸۶۶ء میں مکہ مکرمہ کا سفر کیا اور حضرت شاہ عبدالغنیؒ (ف ۱۲۹۶ھ) بن حضرت شاہ ابوسعید فاروقی دہلوی (ف ۱۲۵۰ھ) سے فیض حاصل کیا۔ روایت حدیث اور طریقت میں اجازت حاصل کی۔ پچاس برس تک مکہ مکرمہ میں مسند تدریس پر فائز رہ کر علم و فضل کے دریا بہائے اور کنافِ عالم کے تشنگانِ علم آپ سے سیراب ہوئے۔ اپنی گوناگوں علمی خدمات کی بناء پر ''شیخ الدلائل'' کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کے شاگردوں میں حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ دہلویؒ (ف ۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۳) مولانا عبدالاوّل جونپوریؒ (ف ۱۳۳۹)ھ اور سنوسئ ہند امیر ملت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ (ف ۱۹۵۱ء) بہت مشہور ہوئے۔

آپ بہت بڑے ولی اللہ، عالم باعمل، متقی، شب زندہ دار اور عبادت گزار تھے۔ اہل مکہ آپ کو ''قطب مکہ مکرمہ کہا کرتے تھے۔ فاضل بریلوی اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاںؒ (ف ۱۹۲۱ء) دوسرے حج کے موقع پر کئی بار آپ کی قیام گاہ پر حاضر اور مستفیض ہوئے۔

۱۹۰۵ء میں حضرت امیر ملّت محدث علی پوری قدس سرہ نے مکہ شریف میں آپ کو احادیث سُنائیں اور روایت حدیث کی سند حاصل کی اور آپ نے پانی دم کر کے پلایا، کھجور دم کر کے کھلائی اور ''حدیثِ اَسوَدَین'' کی اجازت عطا کی۔

اجازتِ ''حدیثِ اَسوَدَین'' کے بارے میں حضرت امیر ملّت فرماتے ہیں کہ:

''مکہ شریف میں میرے اُستاد حضرت مولانا مولوی الحاج عبدالحق صاحب محدث نے مجھے ایک حدیث شریف کی اجازت دی۔ اس کو ''حدیثِ اسودین'' کہتے ہیں۔ یعنی ''حدیث مصافحہ''۔

من صا فحنی او صفاحه من صافحنی الی یوم القیامة دخل الجنة.

''جس نے میرے ساتھ مصافحہ کیا یا اُس شخص کے ساتھ کیا جس نے میرے ساتھ مصافحہ کیا تھا۔ قیامت کے دن وہ جنّت میں داخل ہوگا۔''

ایک اور مقام پر حضرت امیرِ ملّت نے اِس اجازت حدیث کا واقعہ تفصیل سے بیان کیا ہے اور یہ واقعہ ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۳ء کا ہے جبکہ حضرت اقدس حج بیت اللہ کی سعادت اور روضۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ السلام کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ حضرت ارشاد فرماتے ہیں:۔

> اسی زمانہ میں حضرت مولانا اُستاذنا مولوی عبدالحق محدث الہ آبادی مہاجر مکّی کی بھی زیارت فقیر کو نصیب ہوئی۔ اُن کا زہد و تقویٰ اور خدمتِ اسلام دیکھ کر تمام اہل عرب اُن کو ''قطب'' تصور کرتے تھے۔ یہ بھی فقیر کے حال پر بڑی عنایت فرماتے رہے یہاں تک کہ ''دلائل الخیرات شریف'' حرف بحرف سُن کر اُس کے پڑھنے کی اور قرآن و حدیث شریف کی اجازت عطا فرمائی۔

چنانچہ آپ کے قلم کا اجازت نامہ اب تک فقیر کے پاس موجود ہے۔ نیز پہلی مجلس میں ''حدیثِ مصافحہ'' کی اجازت فرمائی اور پانی منگوا کر تبرک کر کے پلایا اور کھجوریں دم کر کے کھلائیں۔''

دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی وابستگی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت امیرِ ملّتؒ فرماتے ہیں کہ:

''میرے استاد حضرت مولانا مولوی عبدالحق صاحب (جو محدّث، مفسّر کے علاوہ قطب زمانہ ہیں) نے فرمایا کہ میں مدینہ منورہ میں حاضر تھا۔ ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہوں۔ حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میری دعوت نہیں کی۔ یہ خیال اس وقت آیا جبکہ میں مواجہہ شریف کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اِدھر دل میں خیال آیا اُدھر پانچ منٹ نہ گزرے کہ ایک بدوّ آیا اور کہا کہ مولوی صاحب! رات کو آپ کی دعوت ہے۔ میں نے کہا کہ میں کسی کی دعوت نہیں کھایا کرتا۔ اُس بدوّ نے کہا، میں اپنی طرف سے نہیں کرتا، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں۔''

رمضان شریف کا مہینہ تھا، وہ بدّو مغرب کی نماز ''مسجد نبوی'' میں پڑھ کر مجھے ہمراہ لے کر مدینہ منورہ سے بارہ میل دُور بطرف شمال، پہاڑ پر لے گیا۔ اُس وقت میری اسّی برس کی عمر تھی۔ بدّو نے اپنی عورت سے پوچھا کہ کیا کھانا تیار ہے؟ اُس نے کہا، نہیں۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ روزہ رکھا ہے، اتنی دُور سے آئے ہیں، صرف افطار کیا تھا، یہاں پہنچے تو کھانا ندارد۔ معلوم نہیں کیا حال ہوگا؟ اتنے میں بدّو باہر آ گیا اور ایک پیالہ شہد کا اس میں دُودھ، گھی، شکر اور کوئی نعمت بھی تھی، مجھے دیا۔ جو لذّت اُس سے مجھے ملی، ساری عمر اُس سے پہلے یا بعد میں نصیب نہ ہوئی۔''

''ایک دفعہ صوفی محمد حسین نامی ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا

اور عرض کرنے لگا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہمارا مدینہ، بھٹی ہے۔ جیسے کہ بھٹی لوہے کے میل کو نکال دیتی ہے۔ ایسے ہی زمینِ مدینہ نااہل کو اپنے سے نکال دیتی ہے۔ حالانکہ مرتد اور منافق بھی مدینہ پاک میں مرکر یہیں دفن ہو جاتے ہیں۔ پھر اس حدیث کا مطلب کیا؟ آپ نے اسے کان پکڑ کر نکلوا دیا۔ وہ شخص حیران تھا کہ اُسے کس قصور کی وجہ سے نکالا گیا ہے۔ رات کو اُس نے خواب میں دیکھا کہ قبرستانِ مدینہ منورہ یعنی جنت البقیع میں کھدائی ہو رہی ہے اور اونٹوں پر باہر سے لاشیں آ رہی ہیں اور یہاں سے باہر جا رہی ہیں۔ جب اُن لوگوں سے پوچھا گیا کہ کیا کر رہے ہو، تو وہ بولے کہ جو نااہل یہاں دفن ہو گئے ہیں اُن کو باہر پہنچا رہے ہیں اور عشاقِ مدینہ کی اُن لاشوں کو جو اور جگہ دفن ہو گئی ہیں یہاں لا رہے ہیں۔''

وہ شخص دوسرے دن پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اُسے دیکھتے ہی فرمایا کہ:

''اب سمجھے، حدیث کا مطلب یہ ہے، کل تم نے مجھ سے اغیار کی محفل میں اسرار پوچھے تھے جس کی تمہیں سزا دی گئی تھی۔'' (سیرت امیر ملت حصہ دوم)

ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ
الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم
اشاعت اول کا سب ٹائٹل

میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر علماء اسلام، مشائخ عرب وعجم
اور اکابر دیوبند کی مصدقہ عظیم الشان تحقیقی کتاب، لاجواب تاریخی دستاویز

الدُّرُّ المُنظّم

فی

بیانِ حکمِ مولدِ النبی الاعظم

تصنیف

شیخ الدلائل مولانا شیخ عبد الحق محدث الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

حسبُ الارشاد

حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ

بسعی

پیر طریقت حضرت الحاج صاحبزادہ میاں غلام احمد نقشبندی مجددی
زیب سجادہ آستانہ عالیہ شیرِ ربانی شرقپور شریف

ناشر

مولانا الحافظ القاری صاحبزادہ محمد ابوبکر نقشبندی
ناظم مکتبہ حضرت میاں صاحب شرقپور شریف۔ شیخوپورہ

اشاعت ثانی کا سب ٹائٹل

مقدمہ از مصنف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ۔

(حضرت شیخ الدلائل علامہ) محمد عبدالحق ابن مولانا علامہ الشیخ محمد بن الشیخ یار محمد محدثِ الٰہ آبادی رحمہم اللہ الہادی تلمیذِ رشید مولانا العلامہ، البحر الفہامہ ابوالبرکات رکن الدین تراب علی علیہ الرحمۃ

برادرانِ اسلام کی خیر خواہی کے لیے یہ کتاب پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے، کیونکہ بعض لوگ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے نہایت تکلیف محسوس کرتے اور اسے نہایت بُرا سمجھتے ہیں، اور یہ کہتے ہیں کہ خاص طور پر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہنا چاہیے۔ اُن کا اِس ذکرِ مقدس سے چِڑنا اور بُرا کہنا، بہت ہی بُرا ہے، (نعوذ باللہ منہُ!) اور اُن کا نظریہ بالکل غلط ہے۔

جامع ترمذی، جو صحاحِ ستہ میں سے ہے، اس میں خصوصیت کے ساتھ ایک باب کا عنوان یوں ہے: بَابُ مَا جَآءَ فِیۡ مِیۡلَادِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اِس باب میں کتنے روشن کلمات ہیں!

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، اگر ان کلمات کی ممانعت ہوتی تو امام ترمذی اپنی جامع میں قطعًا نہ لاتے، جبکہ وہ بڑے اچھوتے اور محبت بھرے انداز میں ذکر کرتے ہیں، اور باب کا نام ہی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم رکھا ہے، اگر یہ ناجائز ہوتا تو ذکر تک نہ کرتے۔ جامع ترمذی کے اسی باب میں حضرت قیس بن مخرمہ صحابیٔ رسول (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے میلادِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں یوں بیان فرمایا ہے:

وُلِدۡتُّ اَنَا وَرَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ عَامَ الۡفِیۡلِ ۔

میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی سال پیدا ہوئے جس سال واقعہ اصحاب فیل کا ظہور ہوا۔

حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت قباث بن اشیم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا:

اَنْتَ اَکْبَرُ اَمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

تم بڑے ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم؟

تو انہوں نے کہا:

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْبَرُ مِنِّیْ وَ اَنَا اَقْدَمُ مِنْہُ فِی الْمِیْلَادِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھ سے بڑے ہیں، البتہ میں ولادت میں مقدم ہوں۔

سبحان اللہ! کیا احترام ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا! بات بات میں ادب و احترامِ رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو ملحوظ رکھا جا رہا ہے۔

افسوس! کہ بعض لوگ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام نامی اسمِ گرامی سے ہی الرجک (allergic) ہیں، جلتے ہیں، بُرا سمجھتے ہیں، اور برملا یہ کہتے نہیں تھکتے، کہ میلادِ رسول اللہ کہنا ہی نہیں چاہیے۔ تو ان کا جلنا، بُرا کہنا، یہ بہت ہی بُرا اور قبیح عمل ہے۔

نعوذ باللہ منہٗ!

ان کا یہ کہنا کسی طرح صحیح و درست نہیں، بلکہ بالکل غلط ہے۔

ابن سعد، ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر حضرت امام جعفر صادق محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، کہ انہوں نے فرمایا:

کَانَ قُدُوْمُ اَصْحَابِ الْفِیْلِ لِلنِّصْفِ مِنَ الْمُحَرَّمِ فَبَیْنَ الْفِیْلِ وَ بَیْنَ مَوْلِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ وَّ خَمْسُوْنَ لَیْلَۃً۔

اصحابِ فیل نصف محرم کو آئے، چنانچہ اس واقعہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے میلاد (پیدائش) میں پچپن (۵۵) دِن کا فاصلہ تھا۔

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واقعہ اصحابِ فیل کے پچپن دِن بعد اِس عالم ہست و بود میں جلوہ افروز ہوئے۔

اِس روایت میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کا ذکر کرتے وقت مولدِ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلمات فرمائے، اگر یہ کہنا منع ہوتا تو آپ ولادت کے بیان میں "مولدِ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" ہرگز نہ فرماتے۔

واضح ہو کہ بعض لوگ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسئلہ میں جھگڑتے ہیں اور ناشائستہ کلمات استعمال کرتے ہیں، ان کا ذکر نہ کرنا ہی مناسب ہے، نعوذ باللہ! وہ تو کہتے ہیں ذکرِ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا فائدہ! ہم تو ایک مرتبہ پیدا ہو چکے، ہمارے اختیار میں اس طرح پیدا ہونا نہیں ہے، اگر کوئی اور قسم کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ہو گا تو عمل کریں گے، مثلاً کھانے، پینے، سونے، وغیرہ کا بیان۔

اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ بھلا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا حال کبھی کسی سے بیان فرمایا؟ خصوصاً ولادتِ مبارکہ کا ذکرِ مقدس؟ یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کسی نبی ورسول کے میلاد کو بیان کیا؟ (علیہم الصلاۃ والسلام) جب ایسا نہیں ہے، تو تم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف بیان کرتے ہو، یا خلفائے راشدین علیہم الرضوان میں سے کسی نے بیان فرمایا؟ یا دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی نے؟ نیز تابعین، تبع تابعین سے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود ثابت ہے؟ جب قرونِ ثلاثہ میں نہ پایا گیا، تو اب ذکرِ میلاد کرنا بدعتِ سیئہ ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ ذکرِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستحسن تو ہے، مگر اجتماع (یعنی جلسے جلوس نہ کیے جائیں) صرف اکیلے اکیلے ذکرِ پاک کریں، اور پھر اس کا تکرار بھی نہ کریں (یعنی ہر سال میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اہتمام نہ کریں)، اگر ایسا کریں گے تو یہ ممنوع، بلکہ بدعتِ سیئہ ہوگا۔

نیز ذکرِ میلادِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اشعار کی صورت میں بھی نہ پڑھا جائے (یعنی نعت

خوانی کی صورت بھی نہ ہو)، اسٹیج سجا کر اور منبر پر بیٹھ کر بھی میلاد بیان نہ ہو (یعنی اس انداز سے ذکرِ میلادِ مصطفیٰ کریں تو درست نہ ہو گا)۔

جو لوگ اِس طرح کہتے ہیں، درست نہیں، اس لیے کہ حدیث شریف میں ہے:

"عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ"۔ نیک و پارسا لوگوں کے ذکر کے وقت (اور ایک روایت میں یوں ہے:) عِنْدَ ذِکْرِ الْاَوْلِیَآءِ تَنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ۔

اولیاء کرام کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

(جب ذکرِ اولیا کا یہ حال ہے) تو میلادِ سید الانبیاء والمرسلین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ مبارک کے وقت بطریقِ اَولیٰ رحمتِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔

اِس لیے، یہ متحقق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ مبارک کے وقت رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور تمام فرشتے ان (ذکر کرنے والے) لوگوں کے لئے بخشش کی دعا کرتے رہتے ہیں اور ان کو دنیا و آخرت کے مصائب و عذاب سے نجات حاصل ہوتی ہے، شفیع المذنبین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ کی ان کے لئے شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔

تو ثابت ہوا کہ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے سے بہت فائدہ ہے، اللہ تعالیٰ جَلَّ وعلا اپنے کرم سے ہمیں توفیق مرحمت فرمائے!

صحیح احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے کہ سیدِ عالم، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے از خود اپنے میلاد کا کئی بار ذکرِ مبارک فرمایا، بعض اوقات منکرین کی مذمت کے لیے اور بعض اوقات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درخواست والتجاء پر ذکر فرمایا۔ اور یہ سلسلہ بدستور جاری رہا!

نیز یہ بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ کبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی نبی یا رسول علیہ السلام کے ذکرِ ولادت و احوال کے ساتھ اپنا ذکرِ ولادت و احوال فرمایا، اور کبھی انبیاء و مرسلین

علیہم الصلاۃ والسلام کا مطلقاً ذکر کیا۔

یوں ہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا معمول رہا، یعنی وہ بھی صرف ذکرِ سیدِ عالم ﷺ سے اپنے قلب کو سکون بخشتے، اور کبھی انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے ذکرِ مبارک کے ساتھ آپ ﷺ کی یاد تازہ کرتے رہتے، یوں میلادِ مبارک کا بیان بھی جاری رہتا۔

بسااوقات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے تو آپ سے اجازت حاصل کر کے ذکرِ مقدس کی محفل سجاتے، یا آپ ﷺ خود ارشاد فرماتے تو محفلِ ذکر کو نورٌ علیٰ نور بنا دیتے۔ عموماً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اشعار کی صورت میں آپ ﷺ کی مدح پیش کرتے خصوصاً آپ کی ولادتِ باسعادت کو شعروں میں بیان کرتے۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ ﷺ سے اجازت طلب کرتے تو آپ ﷺ ان کے لئے یوں دعا فرماتے:

قُلْ، لَا يَفْضُضِ اللهُ فَاكَ۔

(میری نعت) پڑھو، اللہ تعالیٰ تمھارے دانت صحیح و سالم رکھے!

فائدہ

یہ مبارک دعا، مدح سرائی اور نعت خوانی کرنے والوں کے لیے ہے، کہ بظاہر وہ تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے جو آپ ﷺ کے حضور مدحت کی سعادت حاصل کرتے تھے، مگر اس میں قیامت تک ثنا خوانی ثنا گوئی کرنے والے شامل ہیں۔

اور یہ دعا تمام منہ کی حفاظت کے لیے ہے نہ کہ صرف دانتوں کی سلامتی کے لیے، اِس لیے کہ بعض اوقات گلا بیٹھ جاتا ہے، بات کرنی مشکل ہوتی ہے، گلے یا زبان میں خشکی یا درد محسوس ہوتا ہے، دانت بھی گر جاتے ہیں، لہٰذا یہاں گلے سے مدح سرائی کرنے والوں کے لیے ہر تکلیف سے سلامتی کی دعا ہے۔ (سبحان اللہ! سبحان اللہ!)

تحدیثِ نعمت

راقم السطور محمد منشاء تابش قصوری جو اس وقت ۱۰/ ذوالحجہ مبارکہ ۱۴۳۳ھ

بمطابق ۲۷ اکتوبر ۲۰۱۲ء بروز سعید عید الاضحیٰ تقریباً ستر سال کے پیٹے میں ہے، جب پروگرامز میں جانا ہوتا ہے تو عموماً طرز و ترنم سے تقریری اشعار پڑھتا ہوں، لوگ، خصوصاً میرے تلامذہ دریافت کرتے ہیں کہ آپ کون سا نسخہ استعمال کرتے ہیں؟ تو میں عرض کیا کرتا ہوں کہ میرا عمدہ ترین، طاقت ور، صرف ایک ہی نسخہ ہے، وہ ہے: محبت و عشق سے ذکرِ حبیبِ خدا صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ ۔ جب بندہ یہ ارشادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحریر کر رہا ہے، تو پتہ چلا کہ ذکرِ حبیب صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ ہی ہر مرض کی دوا خصوصاً منہ کی ہر تکلیف سے شفا ہے۔

خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی میلادِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ کا یوں ہی بیان ہے، نیز عشرہ مبشرہ اور دیگر صحابہ وصحابیات و امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن سے لے کر تابعین، تبع تابعین سے بھی صحیح روایات سے میلادِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ کا ذکر کرنا ثابت ہے۔

اشعار سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکرِ خیر آپ کے سامنے تسلسل سے ہوتا رہا، اور وہ بھی یوں کہ صحابہ کھڑے ہو کر نعتیہ اشعار سے اپنی عقیدت و محبت کا والہانہ اظہار کرتے رہے۔

اور از خود نبی کریم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ نے منبر شریف پر جلوہ گر ہو کر اپنے نسب شریف اور ولادتِ مبارکہ پر خطبہ ارشاد فرمایا، جس کا تفصیلاً ذکر احادیثِ صحیحہ اور کتبِ معتبرہ سے عنقریب ملاحظہ فرمائیے گا، ان شاء اللہ العزیز الحمید!

تاہم یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ذکرِ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرگز ہرگز منع و بدعتِ سیئہ نہیں ہے!

نیز جب کتبِ احادیثِ شریفہ سے بیانِ میلاد ثابت ہے، تو بیان کرنے والے جب چاہیں تذکرہ کریں، حدیث و روایات کے اِسناد سے یا بلا اِسناد (جیسے بکثرت ائمۂ دینِ متین، خطبا واعظین کرتے آ رہے ہیں)، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی عموماً جب تذکارِ میلاد و احوالِ مبارکہ بیان فرماتے، تو بلا اِسناد کرتے۔ یہ تمام باتیں آئندہ سطور سے

واضح کی جارہی ہیں جنہیں قارئین کرام نہایت مفید پائیں گے۔ان شاءاللہ العزیز!

واضح ہونا چاہیے کہ بعض لوگ عملِ میلادشریف، جو کہ مروّج ہے، جس کا بیان عنقریب آرہا ہے، جبکہ وہ محرمات ومنکراتِ شرعیہ سے خالی بھی ہو، اوراس میں تعین وتخصیصِ ایام بھی نہ ہو، بدعتِ سیئہ کہتے ہیں، حالانکہ ایسا نہیں، بلکہ اگر بدعت کہیں، تو بدعتِ حسنہ ہے۔

بلکہ بعض اکابر علماء نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل ومعجزات کے ذکر کو واجب علی الکفایہ قرار دیا ہے، جب کہ ظہورِ فساد اور ضعفِ اعتقاد کا وقت ہو، اور منکرین سید عالم نبی مکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ کے بارے غلط نظریات کے پرچار سے عوام کے ذہنوں میں شکوک وشبہات پیدا کر رہے ہوں۔

اور بعض اکابر علمائے اسلام نے یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر مسلمان، دشمنانِ اسلام کا حال بدیدۂ حمیتِ اسلامی ملاحظہ فرمائیں کہ وہ اپنے دین کی ترویج اور لوگوں کو ترغیب دینے کے لیے جگہ جگہ اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل کی نشرو اشاعت کرتے ہیں، تو مجلسِ مولود شریف جو حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوات والتحیات کے فضائل ومعجزات کی اِشاعت کا ذریعہ ہے، اسے ربیع الاول میں، بلکہ ہر مہینے میں لازم وواجب جانیں، چنانچہ اس کا بھی بالتصریح بیان ہوگا، ان شاءاللہ تعالیٰ۔

بعض لوگ اُس عملِ مولد شریف کو بھی بدعتِ سیئہ کہتے ہیں جو ہر سال ولادتِ باسعادت کے موافق دِن ہو اور محرمات ومنکراتِ شرعیہ سے خالی ہو، حالانکہ ایسا نہیں ہے، بلکہ یہ بھی بدعتِ حسنہ ہے، اس تعیین کی اصل بھی شرع شریف سے ثابت ہے، اس اصل اور اس پر لوگوں کے اعتراض وجوابِ اعتراض کا بھی بالتفصیل بیان ہوگا۔

اور جاننا چاہیے کہ یہ عملِ میلاد شریف بہ تعیین وتخصیصِ روز ہو یا بلاتعیین وتخصیصِ روز، اگر وہ محفل منکرات ومحرماتِ شرعیہ سے خالی نہیں ہوگی، تو تمام اکابر کے نزدیک بالاتفاق ناجائز ہوگی، ایسی مجالس کو کوئی بھی ذمہ دار عالم پسند نہیں کرے گا، جائز نہیں سمجھے گا۔

مگر اس کے برعکس، بعض لوگ نفسِ میلاد شریف کو بدعتِ سیئہ، ضلالت وحرام قرار دیتے ہیں اور وہ (بدنصیب) برملا کہتے ہیں کہ ہمارا مشن اصل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی روکنا ہے، اور یہ (ہمارا روکنا) بہت اچھا عمل ہے، اِس لیے کہ بہت سے مفاسد کی وجہ ہی میلاد ہے۔

(اَسْتَغْفِرُاللهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ!)

اکابر محققین اس نظریے کا سختی سے ردّ فرماتے ہیں، اور فرماتے ہیں: تحریم تو حرام اشیاء کی جہت سے ہے، نہ کہ باعتبارِ اجتماع، میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو شعائرِ اسلام میں سے ہے، اگر ایسے اُمور کے واقع ہونے پر محض اجتماع کو بدعتِ سیئہ سے تعبیر کیا جائے تو اسلام میں کہاں کہاں اجتماع ہے؛ جمعہ کا ہفتہ وار اِجتماع، عید الفطر، عید الاضحیٰ اور حج کے اِجتماعات، ماہِ رمضان میں نمازِ تراویح کے اجتماع، نیز دیگر دینی امور کے بجالانے کے لیے مشاورت کے اِجتماع، غزوات وسرایا اور بعد کے جہادی اجتماع، افواجِ اسلام کے اجتماع، کیا کوئی ان اجتماعات کو بدعتِ سیئہ قرار دے گا؟ یہ سمجھ لینا چاہیے کہ یہ تمام اجتماعات، عظمتِ مصطفیٰ، توقیرِ مصطفیٰ اور بنیادی طور پر میلادِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طفیل ہیں، بناءً علیہ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شعائرِ اِسلام میں شمار کیا جانا کوئی مضائقہ نہیں ہے، اور یہ مندوب اور قربتِ خدا اور سول کا ذریعہ وواسطہ ہے، اور وہ اجتماع جو شرعاً قبیح ہیں، وہ ممنوع وحرام ہیں، ان کا انعقاد سراسر ناجائز ہے، مگر افسوس کہ ان بُرے اجتماعات کی تردید میں اس شدومد سے لوگوں کو بچانے کی کوشش نہیں کی جاتی جس شد و مدّ اور سختی سے محافل میلادِ مصطفی صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ سے روکنے کی مساعیٔ قبیحہ کا تسلسل جاری ہے۔ (العیاذ باللہ!)

عجیب منطق

انعقادِ محافلِ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مانعین یہ بھی کہتے ہیں کہ "مولد النبی" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں مضاف (مولد) کی تعظیم، "بیت اللہ" کی مانند ہے، زادھا اللہ تعالیٰ تعظیماً و تشریفاً، یعنی جب کسی چیز کا علاقہ بڑی چیز سے لگاتے ہیں تب اس چیز کی تعظیم ثابت ہوتی

ہے، جیسے مولدِ نبی کا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک اور نعلین شریف وغیرہ، یا جیسے اللہ کا گھر ، بادشاہ کا غلام، تو اس قسم میں گھر کی تعظیم اور غلام کی تعظیم ثابت ہوتی ہے۔

اور یہ اضافتِ تحقیر کے لیے تب ہوتی ہے جب کسی چیز کی نسبت جھوٹے، اور حقیر وذلیل چیز کی طرف کرتے ہیں، جیسے: ولد الحجام، یعنی حجام کا بیٹا۔

لہٰذا" مولد" کی حقارت کرنا درست نہ ہوگا، یہ کہہ کر کہ مولد بدعتِ مذمومہ ہے، یا گمراہی، یا حرام، یا مکروہ ہے، اور یہ کہنا بھی درست نہ ہوگا کہ یہ رسالہ مولد باطل کرنے کے لیے ہے۔

عملِ مولد شریف، جو کہ مستحسن ہے، اس کو ہم بدعتِ سیئہ و بدعتِ ضلالت وحرام و مکروہ اور ممنوع ہرگز نہیں کہتے ہیں، بلکہ جو کوئی اس میں محرمات وممنوعاتِ شرعیہ کرے، اسے منع کرتے ہیں، اور ان محرمات وممنوعاتِ شرعیہ کو ہم بدعتِ سیئہ و بدعتِ ضلالت وحرام ومکروہ وممنوع کہتے ہیں۔

اور ہم یہ تاکید کرتے ہیں کہ ایسی چیزوں سے مجلسِ مولود کو پاک رکھنا چاہیے، بلکہ شمولیت وشرکت کی سعادت حاصل کرنے والوں کو چاہیے کہ طہارت و پاکیزگی کو ملحوظ خاطر رکھیں، اور جن بدعات کو عوام نے نکالا ہے اُن سے محافل میلاد شریف کو پاک صاف رکھنا لازم وضروری ہے، تاکہ باعثِ حرمان نہ ہو، چنانچہ اِن تمام باتوں کو کتبِ معتبرہ مستندہ سے مدلل ومبرہن کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ العزیز۔

واضح رہے کہ بعض حضرات جو کہتے ہیں کہ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانا منع ہے، اس لیے کہ لوگ اس میں وقت کی تعیین کرتے ہیں، خواہ دن میں کریں یا رات میں، اور اپنی طرف سے تعیین کرنا منع ہے، اور بلا تعیین میلاد شریف ہوتا ہی نہیں ہے، اس لیے یہ بدعتِ سیئہ ہے، مگر یہ بات قطعاً درست نہیں، البتہ اگر یوں کہیں کہ فلاں دن فلاں وقتِ مقررہ پر ہی میلاد منانا لازمی وضروری ہے، تو یہ ممنوع وناجائز ہے، اس لیے کہ اس صورت میں تشریعِ شرعِ جدید

اور تغییر حدود اللہ ہے، اور اگر تعیین بغیر اِس لحاظ کے ہے تو کچھ مضائقہ نہیں، جیسا کہ لوگوں کو وَعظ کرنے کے لیے خاص دِن، خاص وقت، خاص جگہ اور مخصوص عالم و خطیب کا تعین، مؤکد ومستحب ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موعظت کے لئے پنجشنبہ (جمعرات) کا دِن مقرر فرمایا تھا۔

صحیح بخاری میں ہے:

عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ کَانَ عَبْدُ اللهِ یُذَکِّرُ النَّاسَ فِیْ کُلِّ خَمِیْسٍ (الخ)

اِس بیان کو بڑی تفصیل سے حضرت مولانا علامہ استاذنا جناب ابوالبرکات رکن الدین محمد، المدعو بہ تراب، قدس سرہ، نے رسالہ ہدایۃ النجدین فی مسائل العبدین میں رقم فرمایا ہے، جو چاہے ملاحظہ فرمائے۔

قیام بوقتِ ولادتِ خیر الانام علیہ الصلاۃ والسلام

جاننا چاہیے کہ جو لوگ ذکرِ ولادتِ باسعادت کے وقت قیام کرتے ہیں، اور اِنہیں بعض ناعاقبت اندیش لوگ، مشرکین میں شمار کرتے ہیں، اور قیام کو شرک وحرام وبدعتِ سیئہ کہتے ہیں، تو یہ اس طرح نہیں ہے، بلکہ قیامِ تعظیمی بوقتِ ولادتِ باسعادت، کو علما محدثین محققین نے مستحسن اور بدعتِ حسنہ فرمایا ہے، چنانچہ اس کا بیان بھی تفصیل سے ہوگا۔

پس اب (مصنف) اللہ تعالیٰ کی توفیق واِعانت سے اُمورِ مذکورہ کا بیان شروع کرتا ہے، اور اس کتاب کو آٹھ ابواب پر مرتب کرتا ہے:

{باب ا}

یہ باب اس بات کے بیان میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا حالِ ولادت باکرامت اپنے آپ، یا منکرین کی مذمت وبرائی کے لیے، یا کسی صحابی یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی درخواست پر متعدد بار بیان فرمایا، اور اس باب میں سات

فصلیں ہیں:

فصل نمبر{۱} اس میں ان احادیثِ صحیحہ کو لایا گیا ہے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے از خود اپنی ولادت باسعادت کا ذکر فرمایا، اور اس میں منکرین کی مذمت و برائی کا ذکر نہیں اور نہ ہی کسی صحابی رضی اللہ عنہ کی درخواست کا تذکرہ ہے۔

فصل نمبر{۲} اِس میں ان روایاتِ صحیحہ کا بیان ہے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف پر جلوہ افروز ہوئے، اپنا نسب شریف اور اپنی ولادتِ مبارکہ کی کیفیت بیان فرمائی، بلا منکرین کی مذمت و برائی کے۔

فصل نمبر{۳} اِس میں ان احادیثِ شریفہ کو درج کیا گیا ہے جن میں کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گزارش پر آپ نے اپنی ولادتِ باسعادت کا ذکر فرمایا۔

فصل نمبر{۴} اِس میں ان روایاتِ صحیحہ کا تذکرہ ہے کہ اپنے میلاد شریف کے بیان کے ساتھ ساتھ دیگر انبیاء ومرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کا بھی تذکرہ فرمایا۔

فصل نمبر{۵} اِس میں اُن روایاتِ صادقہ کو درج کیا گیا ہے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کے بغیر اپنی ولادتِ مبارکہ کا بیان فرمایا اور یوں ہی صحابہ کرام وتابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بلا تذکرۂ انبیاء ومرسلین علیہم الصلاۃ والسلام فقط آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کا ذکر فرمایا، اور ایسی روایات بھی ہیں جن میں کسی نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا ذکر مبارک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے سوا بھی ہے۔

فصل نمبر{۶} اِس میں اُن روایاتِ مبارکہ کو لایا گیا ہے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کے ساتھ ساتھ خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی پیدائش کا بھی بیان ہے، وہ یوں کہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف اپنا ذکرِ ولادت باسعادت فرمایا، تو کبھی اپنی پیدائش کے بیان کے ساتھ کسی خلیفہ راشد کی پیدائش کا تذکرہ ہے۔

فصل نمبر{۷} اِس میں کہیں خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی پیدائش کا ذکر ہے، تو کہیں صحابہ

کرام، تابعین عظام و تبع تابعین رضی اللہ عنہم کے ذکر میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی پیدائش کا بیان ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادتِ باسعادت کے ذکر کے ساتھ ساتھ ان کا علیحدہ بھی بیان ہے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

{باب ۲}

اِس باب میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آپ کے میلاد مبارک کو بیان کیا، اِس باب میں تین فصل ہیں:

فصل نمبر{۱}　　اِس میں بیان ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بصورتِ اشعار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد شریف پڑھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں طلبِ اجازت کے وقت یوں دعا فرمائی:

قُلْ، لَا يَفْضُضِ اللهُ فَاكَ۔

(حلیۃ الاولیاء، باب خبیب بن یصاف، ج۱، ص ۳۶۴)

(میری نعت) پڑھو، اللہ تعالیٰ تمھارے دانت صحیح وسالم رکھے!

(کما مر) (مکتبہ شاملہ میں ۴۴ حوالے)

فصل نمبر{۲}　　اِس میں یہ بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے از خود بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا میری نعت اور میرے شمائل خصائل اور مکارم اخلاق بیان کرو اور انہوں نے مدحت کرتے ہوئے آپ کے میلاد شریف کو بھی بیان کیا، خاص طور پر فرمایا:

کھڑے ہو کر نعتیہ اشعار پڑھو، اور اِس فصل میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں منبر شریف پر مسجد (نبوی) میں کھڑے ہو کر مدح سرائی کے لئے ارشاد فرمایا، اور صحابی شعراء تو آپ کی مدح سرائی کے ساتھ ساتھ مشرکین کی ہجو بھی کرتے۔

فصل نمبر{۳}　　اِس میں بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کی مدح سرائی میں بغیر طلبِ اذن اور آپ کے فرمائے بغیر بچوں، عورتوں، کنیزوں نے اشعار پڑھے

اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں منع نہ فرمایا۔

اور یہ بھی بیان ہے کہ حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی مدحت میں آپ کے سامنے اشعار پڑھے، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں دعا سے نوازا کہ

جَزَاكِ اللهُ يَاعَائِشَةُ خَيْرًا

اے عائشہ! اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے!

اور یہ فرمایا:

فَمَا اَذْكُرُ اَنِّىْ سُرِرْتُ كَسُرُوْرِىْ بِكَلَامِكِ .

مجھے نہیں یاد کہ میں کبھی اتنا مسرور ہوا ہوں جتنا تمہارے کلام سے مجھے خوشی حاصل ہوئی ہے۔

(الخصائص الکبری، باب ال آیۃ فی عقلہ صلی اللہ علیہ وسلم ج ا ص ۱۱۶، نصرۃ الاغریض فی نصرۃ القریض، باب فی فضلہ ومنافعہ وتاثیرہ، ج ا ص ۵۴)

{باب ۳}

اِس میں بیان ہے کہ خلفائے راشدین جو کہ عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ہیں، اُن سے بھی اس کا بیان کرنا ثابت ہے، اور انھوں نے کسی دوسرے کو حکم دے کر اس بیان شریف کو سُنا بھی ہے۔ نیز دیگر عشرہ مبشرہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی اس کا بیان کرنا ثابت ہے۔ اس باب میں بہ تعدادِ عشرہ مبشرہ، دس فصلیں ہیں:

فصل نمبر ۱} اِس میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۲} اِس میں حضرت سیدنا عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۳} اِس میں حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۴} اِس میں حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۵} اِس میں حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۶} اِس میں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۷} اِس میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۸} اِس میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۹} اِس میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۱۰} اِس میں حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

{باب ۴}

اِس میں امہات المؤمنین، دیگر صحابہ وصحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ولادتِ باسعادت کے سلسلہ میں بیان ہے، اور اِس باب میں بتیس فصلیں ہیں:

فصل نمبر ۱} اِس میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۲} اِس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۳} اِس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۴} اِس میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۵} اِس میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۶} اِس میں حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۷} اِس میں حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۸} اِس میں حضرت زیاد بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۹} اِس میں حضرت بریدہ الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۱۰} اِس میں حضرت قیس بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۱۱} اِس میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۱۲} اِس میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۱۳} اِس میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۱۴} اِس میں حضرت ابوجہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۱۵} اِس میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۱۶} اِس میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۱۷} اِس میں حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۱۸} اِس میں حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۱۹} اِس میں حضرت ابومریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۲۰} اِس میں حضرت ابوصخر عقیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۱۲} اِس میں حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۲۲} اِس میں حضرت ابوسعید الخذری رض اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۲۳} اِس میں حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۲۴} اِس میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۲۵} اِس میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۲۶} اِس میں حضرت خویصہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۲۷} اِس میں حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۲۸} اِس میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۲۹} اِس میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۳۰} اِس میں حضرت اسماء بنت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۳۱} اِس میں حضرت فاطمہ بنت عبداللہ الثقفیہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۳۲} اِس میں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے۔

{باب نمبر ۵}

اِس میں اُن روایاتِ صحیحہ کو لایا گیا ہے جنہیں تابعین نے بیان کیا، مگر اختصارًا بعض

تابعین پر ہی اکتفاء کیا ہے، اور اس میں اکیس فصلیں ہیں:

فصل نمبر ۱} اِس میں حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۲} اِس میں حضرت سعید بن المسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۳} اِس میں سیدنا امام علی بن حسین (زین العابدین) رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۴} اِس میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۵} اِس میں حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۶} اِس میں حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۷} اِس میں حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۸} اِس میں حضرت خالد بن معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۹} اِس میں حضرت ابن شہاب یعنی محمد بن سلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۱۰} اِس میں حضرت اسحاق بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۱۱} اِس میں حضرت عبداللہ بن القبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۱۲} اِس میں حضرت یزید بن رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۱۳} اِس میں حضرت ابوالعجفار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۱۴} اِس میں حضرت حسان بن عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۱۵} اِس میں حضرت ابراہیم النخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۱۶} اِس میں حضرت ابو یزید المدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۱۷} اِس میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۱۸} اِس میں حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۱۹} اِس میں حضرت داؤد ابن ابی ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۲۰} اِس میں حضرت معروف بن خربوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۲۱} اِس میں حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

{باب نمبر ٦}

اِس باب میں اُن روایاتِ صحیحہ کو درج کیا گیا ہے جنہیں بعض تبع تابعین نے بیان کیا ہے۔ اِس باب میں چار فصلیں ہیں:

فصل نمبر ۱} اِس میں حضرت امام محمد بن ادریس الشافعی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۲} اِس میں حضرت عمرو بن قتیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۳} اِس میں حضرت موسیٰ بن عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۴} اِس میں حضرت وہب بن زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔

{باب نمبر ۷}

اِس باب میں مروّجہ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت کا بیان ہے، اور اِس باب میں بھی چار فصل ہیں:

فصل نمبر ۱} اِس میں مروّجہ میلاد شریف کی حقیقت، اور محرمات ومنکراتِ شرعیہ سے خالی اور بلا تعیین وتخصیص یوم مروّجہ میلاد شریف کے حکم کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۲} اِس میں ہر سال عین ولادت باکرامت کے دِن، بدعات ومنکراتِ شرعیہ سے پاک محفل میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منانے کا حکم بیان ہوا ہے۔

فصل نمبر ۳} اِس میں اُصولِ تعیین، اس پر لوگوں کے اعتراضات اور اُن کے جواباتِ صحیحہ کا بیان ہے۔

فصل نمبر ۴} اِس میں ایسی محفل میلاد کا حکم بیان ہوا ہے جس میں محرمات ومنکراتِ شرعیہ داخل ہوں، خواہ بہ تعیین وتخصیص یوم ہو یا بلا تعیین وتخصیص۔

{باب نمبر ۸}

یہ باب ولادتِ باکرامت کے وقت قیامِ تعظیمی کے بیان میں ہے۔

اور میں نے اس رسالہ کا نام "الدر المنظم فی بیان حکم عمل مولد النبی الاعظم" رکھا ہے۔ خدائے غفور ورحیم قبولیت کا شرف عطا فرمائے!

جو اسے پڑھیں، سنیں، دیکھیں، اور اشاعت کریں، اُنھیں اپنی بخشش سے بہرہ مند فرمائے، اور اُنھیں بھی اپنے جودو کرم سے نوازے جو اِس کتابِ مستطاب کی تصنیف کا باعث ہوئے۔ میری دعا ہے، اللہ تعالیٰ جلّ وعلیٰ انھیں بلا حساب وعتاب وعذاب جنۃ الفردوس میں داخل فرمائے! اور اپنے حبیبِ کریم رسولِ عظیم ﷺ کی مرافقت کی نعمت سے شادکام کرے! (بمنّہ وکرمہ)

از شیخ الدلائل حضرت شیخ عبد الحق اِلٰہ آبادی علیہ الرحمہ

مدفون جنت الماویٰ مکۃ المکرمہ

(حجازِ مقدس عرب شریف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب {۱}

میلادِ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ مصطفیٰ ﷺ

سیدِ عالم، نبیٔ مکرم، جناب احمد مجتبیٰ محمدِ مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّم نے ازخود اپنے میلاد شریف کا بیان فرمایا؛ وہ یوں کہ یا تو اپنی مرضی سے، یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی درخواست پر، یا منکرین کی مذمت و برائی کے لیے۔

اِس باب میں سات فصلیں ہیں:

فصل نمبر ۱} میلادِ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ مصطفیٰ ﷺ کسی کی درخواست کے بغیر

حدیث شریف 1

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰی كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ كُنْتُ فِيْهِ.

ترجمہ} امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری پیدائش بنی آدم کے بہترین زمانے میں ہوئی، اور یہ زمانے کی فضیلت حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے وجودِ مسعود سے لے کر وقتاً فوقتاً علی سبیل الترقّی چلی آئی یہاں تک کہ میں اس (افضل ترین) زمانہ میں (پیدا) ہوا جس میں مَیں (پیدا ہوا) ہوں۔

(شعب الایمان، باب فصل فی شرف اصلہ وطہارۃ مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۲، ص ۱۳۹)

(صحیح بخاری شریف، باب الطیب، ج ۹، ص ۸۵ ☆ باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۳،

ص ۱۳۰۵) (مسند احمد، الجزء الخامس عشر، ج ۱۵، ص ۲۲۹)

حدیث شریف 2

وَ اَخرَجَ مُسلِمٌ عَن وَاثِلَةَ بنِ الاَسقَعِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللہَ اصطَفٰی مِن وَّلَدِ اِبرَاھِیمَ اِسمَاعِیلَ وَ اصطَفٰی مِن وَّلَدِ اِسمَاعِیلَ بَنِی کِنَانَۃَ وَ اصطَفٰی مِن بَنِی کِنَانَۃَ قُرَیشًا وَ اصطَفٰی مِن قُرَیشٍ بَنِی ھَاشِمٍ وَاصطَفَانِی مِن بَنِی ھَاشِمٍ. کَذَا اَخرَجَہُ التِّرمَذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیثٌ حَسَنٌ صَحِیحٌ.

ترجمہ} امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی اولاد میں سے حضرت اسماعیل کو منتخب فرمایا، اور حضرت اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام کی اولاد میں سے کنانہ کو، اور اولادِ کنانہ سے قریش کو، اور قریش سے اولادِ ہاشم کو چُنا، پھر اولادِ ہاشم سے مجھے خاص فرمایا۔

(سنن الترمذی، باب فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۵، ص ۵۸۳) (صحیح ابن حبان، باب بدء الخلق) (صحیح مسلم شریف، باب فضل نسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم) (مسند ابی یعلی، حدیث میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم) (مسند احمد بن حنبل، حدیث ابی ثعلبہ خشنی) (مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما اعطی اللہ تعالیٰ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم)

حدیث شریف 3

وَ اَخرَجَ البَیہَقِیُّ وَ اَبُو نُعَیمٍ وَ الطِّبرَانِیُّ عَنِ ابنِ عُمَرَ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ) قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللہَ خَلَقَ الخَلقَ وَ اختَارَ بَنِی آدَمَ وَ اختَارَ مِن بَنِی آدَمَ العَرَبَ وَ اختَارَ مِنَ العَرَبِ مُضَرَ وَ اختَارَ مِن مُّضَرَ قُرَیشًا وَّ اختَارَ مِن قُرَیشٍ بَنِی

هَاشِمٍ وَاخْتَارَنِیْ مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ، فَاَنَا مِنْ خِیَارٍ اِلٰی خِیَارٍ ۔

امام بیہقی، طبرانی اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا تو اولادِ آدم کو چُنا، اور اولادِ آدم میں سے اہل عرب کو چُنا، اہل عرب میں سے مضر کو چُنا، مضر میں سے قریش کو چُنا، قریش میں سے بنی ہاشم کو چُنا، اور بنی ہاشم میں سے مجھے چُنا، سو میں نسلاً بعد نسلٍ تمام خلقت سے بہتر ہوں۔

(المعجم الاوسط، جزء ٦) (الطبقات الکبری، ذکر من انتمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) (المعجم الکبیر، عبد اللہ بن عمر بن خطاب)

حدیث شریف 4

وَاَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرُ الْعَرَبِ مُضَرُ وَخَیْرُ مُضَرَ بَنُوْ عَبْدِ مَنَافٍ وَخَیْرُ بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ بَنُوْ هَاشِمٍ وَ خَیْرُ بَنِیْ هَاشِمٍ بَنُوْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَ اللّٰهِ مَا افْتَرَقَ فِرْقَتَانِ مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ اِلَّا کُنْتُ فِیْ خَیْرِهِمَا ۔

ترجمہ} ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بہترین اہل عرب مضر ہیں، بہترین مضر بنی عبدِ مناف ہیں، بہترین بنی عبدِ مناف بنی ہاشم ہیں، بہترین بنی ہاشم بنی عبد المطلب ہیں، بخدا! جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو پیدا فرمایا (تب سے آج تک انسانوں کے) جو بھی دو گروہ بنے، مَیں اُن دونوں میں سے بہتر میں تھا۔

(الخصائص الکبری، باب اختصاصہ بطہارۃ نسبہ صلی اللہ علیہ وسلم......) (الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، باب ثانی فی تکمیل اللہ تعالیٰ لہ المحاسن خَلقاً وخُلقاً...... فصل واما شرف نسبہ وکرم بلدہ ومنشئہ فمالا یحتاج الی اقامۃ دلیل......) (سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، الباب

(ذیل تاریخ بغداد، جزء الثانی فی طہارۃ اصلہ وشرف مجدہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر ما تقدم) ۲، ص ۹۶، حدیث ۳۶۹)

حدیث شریف 5

وَاَخْرَجَ ابْنُ عُمَرَ الْعَدَنِیُّ فِیْ مُسْنَدِہٖ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ قُرَیْشًا کَانَتْ نُوْرًا مِّنْ بَیْنِ یَدَیِ اللّٰہِ تَعَالٰی قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ اٰدَمَ بِاَلْفَیْ عَامٍ یُسَبِّحُ ذٰلِكَ النُّوْرُ وَتُسَبِّحُ الْمَلَآئِکَۃُ بِتَسْبِیْحِہٖ فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ اٰدَمَ اَلْقٰی ذٰلِكَ النُّوْرَ فِیْ صُلْبِہٖ۔

(تفسیر حقی، اسماعیل حقی، آیت هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ بَصِیْرٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ☆ آل عمران/ ۱۶۳)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَھْبَطَنِیَ اللّٰہُ اِلَی الْاَرْضِ فِیْ صُلْبِ اٰدَمَ وَ جَعَلَنِیْ فِیْ صُلْبِ نُوْحٍ وَ قَذَفَنِیْ فِیْ صُلْبِ اِبْرَاھِیْمَ لَمْ یَزَلِ اللّٰہُ یُنْقِلُنِیْ مِنَ الْاَصْلَابِ الْکَرِیْمَۃِ وَ الْاَرْحَامِ الطَّاھِرَۃِ حَتّٰی اَخْرَجَنِیْ مِنْ بَیْنِ اَبَوَیَّ لَمْ یَلْتَقِیَا عَلٰی سِفَاحٍ قَطُّ۔

(تفسیر حقی آیت قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ۔ سورۃ مائدہ/ ۱۵)

(الخصائص الکبری، باب اختصاصہ بطہارۃ نسبہ صلی اللہ علیہ وسلم......)

وَفِیْ اَحْکَامِ ابْنِ الْقَطَّانِ فِیْمَا ذَکَرَہُ ابْنُ مَرْزُوْقٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ (بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ الْمُلَقَّبِ بِزَیْنِ الْعَابِدِیْنَ التَّابِعِیِّ) عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ (عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُنْتُ نُوْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَبِّیْ (اَیْ فِیْ غَایَۃِ الْقُرْبِ الْمَعْنَوِیِّ مِنْہُ) قَبْلَ خَلْقِ اٰدَمَ بِاَرْبَعَۃَ عَشَرَ اَلْفَ عَامٍ (قَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ یَجْتَمِعُ مِنْ ھٰذَا مَعَ مَا فِیْ حَدِیْثِ عَلِیٍّ اَنَّ النُّوْرَ النَّبَوِیَّ جِسْمٌ قَبْلَ خَلْقِہٖ بِاِثْنَیْ

عَشَرَ اَلْفَ عَامٍ وَزِيْدَ فِيْهِ سَائِرُ قُرَيْشٍ وَاَنْطَقَ بِالتَّسْبِيْحِ)۔

ترجمہ} ابن عمر عدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ قریش حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے وجودِ مسعود کے ظہور سے دو ہزار سال قبل اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک نور تھے اور اللہ تعالیٰ جلّ وعلیٰ کی تسبیح کہا کرتے تھے، اور فرشتے بھی وہی تسبیح کرنے لگے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو وجود عطا فرمایا تو وہ نور ان کی پشت مبارک میں رکھا، پھر حضرت آدم کو زمین پر اتار کر درجہ بدرجہ حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی پشت میں پہنچایا، اسی طرح پشت در پشت آپ کا نور منتقل ہوتا ہوا حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی پشت میں رکھا، القصہ، اللہ تعالیٰ جلّ وعلیٰ ہمیشہ مجھے برگزیدہ پشتوں اور پاک رحموں میں منتقل فرماتا رہا، یہاں تک کہ مجھے میرے والدین سے پیدا کیا، اور میرے آباء واجداد میں کسی سے کبھی بھی فسق وفجور کا وقوع نہیں ہوا۔

اور ابن قطان کی کتاب الاحکام میں ہے، ابن مرزوق نے ذکر کیا، حضرت علی بن حسین امام زین العابدین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو اپنے وقت کے تابعی ہیں، اُن سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے ظہور سے چودہ ہزار سال قبل اللہ تعالیٰ کے ہاں نور تھا، یعنی مجھے اللہ تعالیٰ سے قربِ خاص (معنوی) نصیب تھا۔

ابن القطان نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ روایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی روایت سے ملائی جائے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نورِ محمدی پیدائشِ جسمِ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بارہ ہزار سال پہلے ہی تیار تھا اور اِسی نور سے قریش پیدا ہوئے اور وہی نور تسبیح کرنے میں مشغول رہا۔

فائدہ نمبر ۱)

سیدِ عالم نورِ مجسم نبیٔ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کا وقت تمام

ازل وابد کے اوقات میں افضل واعلیٰ ہے، کیونکہ آپ محبوبِ ربّ العٰلمین اور باعثِ ایجادِ عالم، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین ہیں۔

چونکہ بحکم رب العٰلمین وہ وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہورِ دنیوی کا مقرر ہو چکا تھا، اسی نسبت سے آپ کے وقتِ تخلیق کو فضیلت وعظمت حاصل ہوگئی، ورنہ وقت کو باعتبار وقت ہونے کے تو کوئی فضیلت حاصل نہیں، اور یہ اِس لیے کہ کوئی گمان نہ کرے کہ حضورِ پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس روز کی نسبت سے فضیلت حاصل ہے، نہیں! ہرگز نہیں! دِنوں کو بھی اگر فضیلت عطا ہوئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی نسبت سے حاصل ہوئی، اور اِس لیے کہ کسی بدماغ کے دِل میں یہ تصور بھی پیدا نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں دِن پیدا ہوئے جو فضیلت کا حامل تھا، یہاں اِس وہم کا پوسٹ مارٹم کر دیا گیا ہے۔

فائدہ نمبر ۲)

خلیفۂ رابع حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے پوتے کا نام بھی علی ہے۔ اِن کا لقب زین العابدین ہے اور یہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ہیں۔

فائدہ نمبر ۳)

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر زمانہ میں جو اس وقت شریعت جاری ہوتی تھی، اُس کے موافق حضرت کے آباء واجداد کا نکاح ہوتا رہا، اگرچہ شریعتِ محمدی کے شرائط مجموعی طور پر اُس میں موجود نہ ہوں۔

حدیث شریف 6

وَاَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ وَّابْنُ عَسَاكِرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ خَرَجْتُ مِنْ لَّدُنْ اٰدَمَ مِنْ نِّكَاحٍ غَيْرِ سِفَاحٍ.

(الدر المنثور، سورۃ توبہ/۱۲۹) (کنز العمال، الفصل الثالث فی فضائل تلبیٔ عن التحدث بالنعم

وفیہ ذکر نسبہ صلی اللہ علیہ وسلم) (الخصائص الکبری، باب اختصاصہ بطہارۃ نسبہ صلی اللہ علیہ وسلم......) (سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، الباب الثانی فی طہارۃ اصلہ وشرف مجدہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر ما تقدم) یہ حدیث کئی الفاظ میں مروی ہے، ۱۶ حوالے موجود ہیں۔

ترجمہ} ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی پشت سے لے کر اپنے والدِ ماجد (حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی پشت سے پیدا ہونے تک نکاح سے پیدا ہوا ہوں نہ کہ سفاح سے۔ (سفاح: بدکاری)

حدیث شریف 7

وَ اَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَا وَلَدَنِیْ مِنْ سِفَاحِ الْجَاهِلِيَّةِ شَیْءٌ وَّ مَا وَلَدَنِیْ اِلَّا نِكَاحٌ كَنِكَاحِ الْاِسْلَامِ اَیْ نِكَاحٌ كَنِكَاحِهٖ فِیْ كَوْنِهٖ بِعَقْدٍ صَحِيْحٍ يُبِيْحُ الْوَطْأَ وَ اِنْ لَّمْ يَجْمَعْ شَرَائِطَ الْاِسْلَامِ الْاٰنَ اِذِ الْمَقْصُوْدُ نَفْیُ الْفُجُوْرِ فَشَمَلَ الزَّوَاجَ وَغَيْرَهٗ وَدَخَلَ فِيْهِ اُمُّ اِسْمَاعِيْلَ وَاِنْ كَانَتْ مِلْكًا لِاِبْرَاهِيْمَ بِاتِّفَاقِ الْمُؤَرِّخِيْنَ وَهَبَتْهَا سَائِرَةُ۔

ترجمہ} طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری پیدائش زنائے جاہلیت سے نہیں ہے، بلکہ میری پیدائش شرعی نکاح سے ہے،

یعنی ایسے نکاح سے جو عقدِ صحیح کے ساتھ ہو کہ جس سے صحبت جائز ہو جائے، اگرچہ اس میں اسلامی نکاح کی شرائط بہ تمام وکمال نہ پائی جائیں، اِس لیے کہ اِس عبارت سے مقصود یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نسب میں وقوعِ زنا سے بری ہیں، پس یہ شامل ہے (مروّجہ) نکاح اور غیر (رائج الوقت) نکاح کو، لہٰذا اِس معنی پر حضرت اسماعیل کی

والدہ حلال ہونے کے حکم میں داخل ہوگئیں، کیونکہ وہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مِلک میں سائرہ کی طرف سے باعتبار ہبہ آئی تھیں، چنانچہ اِس پر مؤرخین کا اتفاق ہے۔

(الدرالمنثور، سورۂ توبہ/۱۲۹)(کنزالعمال، الفصل الثالث فی فضائل تنبئ عن التحدث بالنعم وفیہ ذکر نسبہ صلی اللہ علیہ وسلم)(الخصائص الکبری، باب اختصاصہ بطہارۃ نسبہ صلی اللہ علیہ وسلم......)(سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، الباب الثانی فی طہارۃ اصلہ وشرف مجدہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر ما تقدم) یہ حوالہ جات حدیث کے ہیں تشریح کا حوالہ نہیں ملا۔

حدیث شریف 8

وَ اَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ وَ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجْتُ مِنْ نِّكَاحٍ غَيْرِ سِفَاحٍ ۔

ترجمہ} ابن سعد وابن عساکر نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں نہ کہ سفاح سے۔(سِفاح بکسرِ سین بمعنی زنا)

اس حدیث کے حوالہ جات وہی ہیں جو اوپر گزر چکے۔

حدیث شریف 9

وَ اَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ وَ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِي الْمُصَنَّفِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا خَرَجْتُ مِنْ نِّكَاحٍ وَ لَمْ اَخْرُجْ مِنْ سِفَاحٍ مِنْ لَّدُنْ آدَمَ لَمْ يُصِبْنِيْ مِنْ سِفَاحِ الْجَاهِلِيَّةِ شَيْئٌ لَمْ اَخْرُجْ اِلَّا مِنْ طُهْرَةٍ ۔

ترجمہ} ابن سعد، اور ابن ابی شیبہ نے "مصنف" میں، محمد بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت بیان فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نکاح سے پیدا ہوا، نہ کہ سفاح سے، حضرت آدم علیہ الصلاۃ السلام کے زمانے سے لے کر مجھ تک

کسی زمانہ میں (میرے آباء واجداد) پر زمانۂ جاہلیت کی بدفعلی کی ہوا تک نہ لگی، میری پیدائش بالکل پاکیزہ حضرات سے ہے۔

حدیث شریف 10

وَ اَخْرَجَ الْعَدَنِیُّ فِیْ مُسْنَدِہٖ وَالطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَ اَبُوْنُعَیْمٍ وَ ابْنُ عَسَاکِرَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خَرَجْتُ مِنْ نِکَاحٍ وَلَمْ اَخْرُجْ مِنْ سِفَاحٍ مِنْ لَّدُنْ اٰدَمَ اِلَی الْاٰنِ وَلَدَنِیْ وَ اَبِیْ وَاُمِّیْ وَلَمْ یُصِبْنِیْ مِنْ سِفَاحِ الْجَاھِلِیَّۃِ شَیْءٌ۔

ترجمہ} عدنی نے اپنی مسند میں، طبرانی نے اوسط میں اور ابونعیم وابن عساکر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں سفاح سے نہیں، حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے وقت سے لے کر تا وقتیکہ میں اپنے ماں باپ کے ہاں پیدا ہوا، مجھے زمانۂ جاہلیت کی جہالت سے ذرہ بھر بھی کسی چیز نے نہیں چھوا۔

حدیث شریف 11

وَاَخْرَجَ اَبُوْنُعَیْمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَلْتَقِ اَبَوَایَ قَطُّ عَلٰی سِفَاحٍ لَمْ یَزَلِ اللّٰہُ یُنْقِلُنِیْ مِنَ الْاَصْلَابِ الطَّیِّبَۃِ اِلَی الْاَرْحَامِ الطَّاھِرَۃِ مُصَفًّی مُھَذَّبًا لَا تَتَشَعَّبُ شُعْبَتَانِ اِلَّا کُنْتُ فِیْ خَیْرِھِمَا۔ (الدر المنثور)

وَفِیْ حَدِیْثِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ مَرْفُوْعًا اِنَّ اللّٰہَ حِیْنَ خَلَقَ الْخَلْقَ بَعَثَ جِبْرِیْلَ فَقَسَمَ النَّاسَ قِسْمَیْنِ فَقَسَمَ الْعَرَبَ قِسْمًا وَ قَسَمَ الْعَجَمَ قِسْمًا وَّکَانَتْ خِیَرَۃُ اللّٰہِ مَنْ فِی الْعَرَبِ ثُمَّ قَسَمَ الْعَرَبَ فَقَسَمَ الْیَمَنَ قِسْمًا وَّقَسَمَ مُضَرَ قِسْمًا وَ قُرَیْشًا قِسْمًا وَّکَانَتْ خِیَرَۃُ اللّٰہِ فِیْ قُرَیْشٍ ثُمَّ اَخْرَجَنِیْ

مِنْ خَيْرِ مَنْ اَنَا مِنْهُمْ۔
(رواہ الطبرانی وحسن العراقی اسناد) (تفسیر حقی ،سورۃ یوسف/۲) (المعجم الاوسط، من اسمہ علی، جزء ۴ ص ۳۱۰، اس کتاب میں حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

حدثنا علی بن سعید الرازی قال نا بشر بن معاذ العقدی قال حدثنی محمد بن عبد الرحمن بن رواد قال حدثنی ابی عن ابیہ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ اِنَّ اللهَ حِيْنَ خَلَقَ الْخَلْقَ بَعَثَ جِبْرِيْلَ فَقَسَمَ النَّاسَ قِسْمَيْنِ فَقَسَمَ الْعَرَبَ قِسْمًا وَ قَسَمَ الْعَجَمَ قِسْمًا وَّكَانَتْ خِيَرَةُ اللهِ فِي الْعَرَبِ ثُمَّ قَسَمَ الْعَرَبَ قِسْمَيْنِ فَقَسَمَ الْيَمَنَ قِسْمًا وَّقَسَمَ مُضَرَ قِسْمًا وَ قُرَيْشًا قِسْمًا فَكَانَتْ خِيَرَةُ اللهِ فِيْ قُرَيْشٍ ثُمَّ اَخْرَجَنِيْ مِنْ خَيْرِ مَنْ اَنَا مِنْهُ : لا یروی ھذا الحدیث عن ابی ہریرۃ الا بھذا الاسناد تفرد بہ بشر بن معاذ۔)
(المعجم الکبیر للطبرانی، باب قطعۃ من المفقود، جزء ۱۹، ص ۳۱۰) (جامع الاحادیث ،باب ان المشددۃ مع الھمزۃ، جزء ۸ ص ۲۵) (سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، الباب الاول) (سیرۃ حلبیۃ، باب د) (مبلغ الارب، فصل ینبغی محبۃ العرب)

ترجمہ} ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے آباء واجداد سے کبھی بھی زنا سرزد نہیں ہوا، اللہ تعالیٰ نے مجھے ہمیشہ پاکیزہ اَصلاب سے طاہرہ اَرحام کی طرف منتقل فرمایا درآنحالیکہ میں پاکیزہ اور صاف ستھرا تھا، اور جہاں جہاں نسب دو شاخوں میں تقسیم ہوا اللہ تعالیٰ نے مجھے افضل واطہر شاخ میں رکھا۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا فرمایا تو حضرت جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کو (زمین پر) بھیجا،

اُنھوں نے آدمیوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا، ایک حصہ عرب دوسرا عجم بنایا، ان میں سے اللہ تعالیٰ نے عرب کو پسند کیا، پھر عرب کے تین ا؎ حصے بنائے، ایک یمن، ایک قبیلہ مضر اور ایک قریش، ان میں سے اللہ تعالیٰ نے قریش کو پسند فرمایا، پھر ان لوگوں کو جن میں سے مجھے پیدا فرمایا۔ اسے طبرانی اور عراقی نے روایت کیا اور کہا اِس کی سند حسن ہے۔

ا؎ حدیث میں لفظ قسمین ہے جس کا معنی دو قسمیں، آگے تین قسمیں ہوئیں، اس لیے تین قسمیں ترجمہ کیا گیا ہے۔

حدیث شریف 12

وَاَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا وَلَدَنِىْ بَغِىٌّ قَطُّ مُنْذُ خَرَجْتُ مِنْ صُلْبِ اٰدَمَ وَلَمْ تَزَلْ تَتَنَازَعُنِى الْاُمَمُ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ حَتّٰى خَرَجْتُ مِنْ اَفْضَلِ حَيَّيْنِ مِّنَ الْعَرَبِ هَاشِمٍ وَزُهْرَةَ۔

ترجمہ} ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے ارشاد فرمایا: مجھے کبھی کسی زانیہ نے نہیں جنا، جب سے میں حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی پشت سے نکلا ہوں، اور میں ہمیشہ بڑی سے بڑی قوم میں پیدا ہوتا رہا، یہاں تک کہ میں عرب کے دو افضل قبیلوں ہاشم و زہرہ میں پیدا ہوا۔

(سیرۃ حلبیہ، ای ارتفاع وانخفاض، جزء ا ص ۶۸)

حدیث شریف 13

وَاَخْرَجَ الطِّبْرَانِىُّ فِى الْاَوْسَطِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ اخْتَارَ خَلْقَهٗ فَاخْتَارَ مِنْهُمْ بَنِىْ اٰدَمَ ثُمَّ اخْتَارَ مِنْ بَنِىْ اٰدَمَ الْعَرَبَ ثُمَّ اخْتَارَنِىْ مِنَ الْعَرَبِ فَلَمْ اَزَلْ خِيَارًا مِّنْ خِيَارٍ اَلَا مَنْ اَحَبَّ الْعَرَبَ فَبِحُبِّىْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَ

اَلْعَرَبَ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ۔

ترجمہ} طبرانی نے اوسط میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے چناؤ کیا تو اُن (تمام مخلوقات) میں سے بنی آدم کو چُنا، پھر بنی آدم سے عرب، اور عرب سے مجھے برگزیدہ کیا، پس میں ہمیشہ افاضل میں افضل ترین رہا۔ خبردار! جو عرب کو پسند کرتا ہے وہ میری محبت کے سبب انھیں پسند کرتا ہے، اور جو عرب سے دشمنی رکھتا ہے، تو وہ مجھ سے بغض کے سبب اُن سے دشمنی رکھتا ہے۔

حدیث شریف 14

جبریل امین کا بیان: محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مثل کوئی نہیں

وَفِی الدَّلَائِلِ لِاَبِیْ نُعَیْمٍ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا عَنْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ عَنْ جِبْرِیْلَ قَالَ قَلَّبْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَھَا فَلَمْ اَرَ رَجُلًا اَفْضَلَ مِنْ مُّحَمَّدٍ عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ وَلَمْ اَرَ بَنِیْ اَبٍ اَفْضَلَ مِنْ بَنِیْ ھَاشِمٍ ۔ وَکَذَا اَخْرَجَہُ الطِّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَ الامام احمد و البیھقی و الدیلمی و ابن لال و غیرھم قال الحافظ ابن الحجر العسقلانی لَوَائِحُ الصِّحَّۃِ لَائِحَۃٌ عَلٰی صَفْحَاتِ ھٰذَا الْمَتْنِ۔

ترجمہ} ابو نعیم کی "دلائل" میں اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت منقول ہے جو انھوں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (سن کر) بیان کی کہ جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام نے (بارگاہِ رسالت میں عرض کیا:) میں نے تمام زمین کو شرقاً غرباً دیکھا، مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی بھی آدمی افضل نہیں دیکھا ہے، اور نہ ہی کوئی قبیلہ بنی ہاشم سے افضل پایا ہے۔

اس روایت کو طبرانی نے اوسط میں، اور امام احمد، بیہقی، دیلمی، ابن لال اور حافظ

ابن حجر عسقلانی نے بیان کیا اور فرمایا اِس حدیث کے صحیح ہونے کے دلائل ازخود اِس کے متن کے صفحات پر واضح ہیں۔

حدیث شریف 15

وَ اَخْرَجَ الْبَیْهَقِیُّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اقْتَرَفَ (ای الی وفعل) آدَمُ الْخَطِیْئَةَ قَالَ یَا رَبِّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اِلَّا غَفَرْتَ لِیْ وَ فِیْ نُسْخَةٍ لَمَّا بِفَتْحِ اللَّامِ وَ شَدِّ الْمِیْمِ بِمَعْنٰی اِلَّا فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی یَا آدَمُ وَ كَیْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَ لَمْ اَخْلُقْهُ (اَیْ جَسَدَهٗ فَلَا یُنَافِیْ اَنَّهٗ خَلَقَ نُوْرَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ جَمِیْعِ الْكَائِنَاتِ) قَالَ یَا رَبِّ لِاَنَّكَ لَمَّا خَلَقْتَنِیْ بِیَدِكَ (اَیْ مِنْ غَیْرِ وَاسِطَةٍ كَاُمٍّ وَّ اَبٍ) وَنَفَخْتَ فِیَّ مِنْ رُّوْحِكَ رَفَعْتُ رَاْسِیْ فَرَءَیْتُ عَلٰی قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوْبًا {لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ} فَعَلِمْتُ اَنَّكَ لَا تُضِیْفُ اِلٰی اسْمِكَ اِلَّا اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَیْكَ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی صَدَقْتَ یَا آدَمُ! اِنَّهٗ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَیَّ وَاِذَا سَئَلْتَنِیْ (تعلیلیة ای وَبِسُؤَالِكَ اِیَّایَ) بِحَقِّهٖ قَدْ غُفِرَ لَكَ وَلَوْ لَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ. رواہ الحاکم وصححہ وذکرہ الطبرانی و زادفی آخرہ وَهُوَ آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ ذُرِّیَّتِكَ.

ترجمہ} بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لغزش سرزد ہوئی تو انھوں نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا: الٰہی! مجھے بحقِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معاف فرما!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کیسے جانا؟ حالانکہ ابھی میں نے انھیں جسدِ عنصری کے ساتھ تخلیق ہی نہیں فرمایا۔

حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام عرض گزار ہوئے: جب تو نے مجھے اپنے ہاتھ

سے بنایا (بلاواسطۂ ماں باپ کے) اور میرے اندر اپنی روح پھونکی تو اس وقت جیسے ہی میں نے اپنا سر اُٹھایا تو میں نے پایۂ عرش پر لکھا ہوا دیکھا: {لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ} تو میں سمجھ گیا کہ یہ شخص تجھے ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہے، کیونکہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اِن کے اسمِ گرامی کو ملا رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تو نے ٹھیک سمجھا، اور چونکہ تو نے اپنی مغفرت کے لیے پیارے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیا ہے، لہٰذا میں نے تجھے بخش دیا، اور اُنھی کے باعث تجھے وجود بخشا ہے۔

اسے حاکم نے صحیح کہا، اور طبرانی نے بھی ذکر کیا اور انھوں یہ عبارت زیادہ بیان کی ہے: (اے آدم!) محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیری اولاد میں سے خاتم الانبیاء ہیں۔

حدیث شریف 16

وَاَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَیْہٗ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ: قَرَءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفَسِکُمْ بِفَتْحِ الْفَاءِ وَ قَالَ اَنْفَسُکُمْ نَسَبًا وَّ صِھْرًا (ای جِھَۃَ الْاٰبَآءِ وَالْاُمَّھَاتِ) وَّحَسَبًا (ای شَرَفًا) لَیْسَ فِیْ اٰبَائِیْ مِنْ لَّدُنْ اٰدَمَ سِفَاحٌ، کُلُّنَا (ای اَنَا وَاٰبَائِیْ) نِکَاحٌ ای ذُوْنِکَاحٍ۔

ترجمہ} ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفَسِکُمْ میں انفسکم کی فا کو زبر سے پڑھا اور فرمایا: میں تم میں سب سے زیادہ نفیس ہوں، نسب اور دامادی میں، یعنی والدین کی طرف سے اور حسب یعنی شرف میں بھی بڑھ کر ہوں، حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لے کر میرے آباء واجداد کبھی زنا سے محفوظ رہے، ہم سب یعنی میں اور میرے آباء واجداد نکاح کی پیدائش ہیں۔

حدیث شریف 17

وَ اَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ قَتَادَةَ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ اَوَّلَ النَّاسِ فِي الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ۔

ترجمہ﴿ ابن سعد نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرسل روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تخلیق میں سب سے اوّل ہوں اور مبعوث ہونے میں سب سے آخر ہوں۔

حدیث شریف 18

وَ اَخْرَجَ ابْنُ لَالٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كُنْتُ اَوَّلَ النَّبِيِّيْنَ فِي الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ۔

ترجمہ﴿ ابن لال نے قتادہ کی بواسطہ حسن، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں انبیاء میں تخلیقاً اوّل ہوں اور بعث میں سب سے آخر ہوں۔

حدیث شریف 19

وَ اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَ الْبَزَّارُ وَ الطِّبْرَانِيُّ وَ الْحَاكِمُ وَ الْبَيْهَقِيُّ وَ اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَ اِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ وَ سَاُخْبِرُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ اَنِّيْ دَعْوَةُ اَبِيْ اِبْرَاهِيْمَ وَبَشَارَةُ عِيْسٰى وَرُؤْيَا اُمِّيَ الَّتِيْ رَاَتْ وَ كَذٰلِكَ اُمَّهَاتُ النَّبِيِّيْنَ يَرَيْنَ وَاِنَّ اُمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَتْ حِيْنَ وَضَعَتْهُ نُوْرًا اَضَاءَتْ لَهٗ قُصُوْرُ الشَّامِ۔

ترجمہ﴿ احمد، بزار، طبرانی، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ بے شک رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں عبداللہ ہوں اور خاتم الانبیاء ہوں اس وقت سے جب حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام مٹی میں تھے اور دیکھو، میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ میں حضرت ابراہیم کی دعاء، حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ و السلام کی بشارت اور اپنی والدہ ماجدہ کا سچا خواب ہوں، اور اسی طرح سے دیگر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی ماؤں نے بھی سچے خواب دیکھے تھے، اور میری والدہ ماجدہ نے بوقتِ ولادت دیکھا کہ مجھ سے ایک نور نکلا جس سے ملکِ شام کے محلات نظر آنے لگے۔

حدیث شریف 20

وَ اَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ مِّنْ طَرِيْقِ ثَوْرِبْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِي الْعَجْفَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَءَتْ اُمِّيْ حِيْنَ وَضَعَتْنِيْ سَطَعَ مِنْهَا نُوْرٌ اَضَاءَتْ لَهَا قُصُوْرُ بُصْرٰى ۔

ترجمہ} ابن سعد نے بطریق ثور بن یزید، ابوالعجفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری والدہ ماجدہ میری ولادت باسعادت کے وقت کیا دیکھتی ہیں کہ ان سے ایک ایسا نور چمکا جس سے بصرہ کے محلات روشن ہو گئے۔

حدیث شریف 21

وَاَخْرَجَ الطِّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ وَّالْخَطِيْبُ وَابْنُ عَسَاكِرَ مِنْ طُرُقٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ كَرَامَتِيْ عَلٰى رَبِّيْ اَنِّيْ وُلِدْتُّ مَخْتُوْنًا وَ لَمْ يَرَ اَحَدٌ سَوْءَتِيْ ۔ وصححه الضياء فى المختارة ۔

ترجمہ} طبرانی نے اوسط میں، اور ابونعیم، خطیب اور ابن عساکر نے کئی اسناد کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں میں ایسا مکرم ہوں کہ مجھے ختنہ شدہ

پیدا فرمایا اور میری شرمگاہ پر بھی کسی کی نظر نہ پڑی۔ مختارہ میں ضیاء نے اسے صحیح ٹھہرایا۔

حدیث شریف 22

وَاَخْرَجَ الطِّبْرَانِیُّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَنَا اَعْرَبُ الْعَرَبِ وُلِدْتُّ فِیْ قُرَیْشٍ وَ نَشَاْتُ فِیْ بَنِیْ سَعْدٍ فَاَنّٰی یَاْتِیْنِی اللَّحْنُ۔

ترجمہ: طبرانی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اُفصح العرب ہوں، کیونکہ میری ولادت قریش میں ہوئی، اور بنی سعد میں پرورش پائی، پھر میری باتوں میں فرق کیسے آئے!

باب{۲}

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس باب میں بہت سی احادیثِ صحیحہ ہیں، جن میں سے کچھ کو کتبِ معتبرہ سے مختصر طور پر ذکر کردیا ہے۔

فصل نمبر ا}

اس فصل میں اُن صحیح روایات کا بیان ہے جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر جلوہ افروز ہوکر اپنے نسب شریف اور پیدائش مبارکہ کا حال خود بیان فرمایا۔

حدیث شریف 23

وَفِي الْمَوَاهِبِ اللَّدُنِّيَّةِ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيِّ الْخَزْرَجِيِّ اَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ قَالَ ذَاكَ يَوْمٌ وُّلِدْتُّ فِيْهِ وَ اُنْزِلَتْ عَلَيَّ فِيْهِ النُّبُوَّةُ اَيْ اَنَّهُ اَوَّلُ يَوْمٍ اُوْحِيَ اِلَيَّ فِيْهِ ، رواه مسلم لفظه سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ قَالَ ذَاكَ يَوْمٌ وُّلِدْتُّ فِيْهِ وَ يَوْمٌ بُعِثْتُ فِيْهِ اَوْ اُنْزِلَ عَلَيَّ فِيْهِ. فَالْمُصَنِّفُ نَقَلَهٗ بِمَعْنَاهُ .انتهت مع شرحها للعلامة الزرقاني باختصار المختصر۔

ترجمہ} "مواہب لدنیہ" میں حضرت ابوقتادہ خزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیر کے دِن روزہ رکھنے کے بارے دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (یہ دن اسی قابل ہے) کیونکہ اسی دن میں پیدا ہوا، اور اسی دن مجھ پر پہلی وحی کا نزول ہوا، اور اسے مسلم نے بھی روایت کیا اور ان کے الفاظ یہ ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی صحابی نے پیر کے دِن روزہ رکھنے کے متعلق سوال کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ ایسا دِن ہے کہ اِسی دِن میں پیدا ہوا ہوں اور اِسی روز مبعوث ہوا

، یا اسی دن مجھ پر وحی نازل ہوئی۔ مصنف نے اسے معناً نقل کیا ہے۔ یہاں تک "مواہب لدنیہ" کی عبارت مکمل ہوئی۔ (واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم)

فصل نمبر ۲}

اس فصل میں ان روایاتِ صحیحہ کا ذکر ہے جن میں ہے کہ سیدِ عالم نبیِّ مکرم رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منبر شریف پر جلوہ افروز ہو کر اپنا نسب شریف اور ولادت با کرامت کا حال بیان فرمایا، منکرین کی مذمت و برائی بیان کرنے کے لیے اور بغیر اس سبب کے بھی۔

حدیث شریف 24

اَخْرَجَ التِّرْمَذِیُّ عَنِ الْمُطَّلَبِ بْنِ اَبِیْ وَدَاعَۃَ قَالَ جَآءَ الْعَبَّاسُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کَاَنَّہٗ سَمِعَ شَیْئًا فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ السَّلَامُ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ ثُمَّ جَعَلَھُمْ فِرْقَتَیْنِ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ فِرْقَۃً ثُمَّ جَعَلَھُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ قَبِیْلَۃً ثُمَّ جَعَلَھُمْ بُیُوْتًا فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ بَیْتًا وَّخَیْرِھِمْ نَفْسًا۔ و قال ھذا حدیث حسن۔

ترجمہ} امام ترمذی نے مطلب بن ابی وداعہ کی روایت بیان کی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کفّار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں نامناسب) کلمات سن کر بارگاہِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، (اور ان کلمات کا ذکر کیا) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے، اور لوگوں سے دریافت فرمایا: بتاؤ میں کون ہوں؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے: آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں (صلی اللہ

علیک وسلم)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں، بے شک جب اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا فرمایا تو مجھے بہترین خلق سے بنایا، پھر دو گروہ کیے تو مجھے بہترین گروہ میں رکھا، پھر قبائل بنائے تو مجھے افضل ترین قبیلہ سے بنایا، پھر گھرانے جدا لیے تو مجھے ان گھرانوں میں سے افضل ترین گھرانے میں رکھا، نیز پھر مجھے ذاتی شرافت ونجابت سے بھی نوازا۔

(امام ترمذی نے یہ حدیث روایت کی) اور فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث شریف 25

وَاَخْرَجَ اَیْضًا عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللهِ اِنَّ قُرَیْشًا جَلَسُوْا فَتَذَاکَرُوْا اَحْسَابَهُمْ بَیْنَهُمْ، فَجَعَلُوْا مَثَلَكَ کَمَثَلِ نَخْلَةٍ فِیْ کَبْوَةٍ مِّنَ الْاَرْضِ، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِیْ مِنْ خَیْرِهِمْ مِنْ خَیْرِ فِرَقِهِمْ وَخَیْرِ الْفَرِیْقَیْنِ، ثُمَّ تَخَیَّرَ الْقَبَائِلَ فَجَعَلَنِیْ مِنْ خَیْرِ قَبِیْلَةٍ، ثُمَّ تَخَیَّرَ الْبُیُوْتَ فَجَعَلَنِیْ مِنْ خَیْرِ بُیُوْتِهِمْ، فَاَنَا خَیْرُهُمْ نَفْسًا وَّخَیْرُهُمْ بَیْتًا.

ترجمہ} امام ترمذی نے ہی حضرت عباس بن عبد المطلب کی یہ روایت بھی بیان کہ ہے کہ وہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! قریش نے ایک مجلس میں اپنے حسب و نسب کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی مثال کھجور کے اُس درخت سے دی جو کسی ٹیلہ پر ہو۔ اِس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے ان کی بہترین جماعت میں رکھا اور ان کے بہترین گروہ میں رکھا اور دونوں گروہوں میں سے بہترین گروہ میں بنایا، پھر قبائل کو منتخب فرمایا اور مجھے بہترین قبیلے میں رکھا، پھر اُس نے گھرانے منتخب فرمائے تو مجھے اُن میں سے بہتر گھرانے میں رکھا، پس میں اُن میں سے بہترین فرد اور بہترین خاندان والا ہوں۔''

(ترمذی، الجامع الصحیح، ابواب المناقب، باب فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حدیث شریف 26

البیھقی فی الدلائل عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ خَطَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللہِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ ھَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَیِّ بْنِ کِلَابِ بْنِ مُرَّۃَ بْنِ کَعْبِ بْنِ لُؤَیِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِھْرِ بْنِ مَالِکِ بْنِ النُّضَیْرِ بْنِ کِنَانَۃَ بْنِ خُزْعَۃَ بْنِ مُدْرِکَۃَ بْنِ اِلْیَاسِ بْنِ مُضَرَ بْنِ نَزَّارٍ وَمَا افْتَرَقَ النَّاسُ فِرْقَتَیْنِ اِلَّاجَعَلَنِیَ اللہُ فِیْ خَیْرِھِمَا فَاُخْرِجْتُ مِنْ بَیْنِ اَبَوَیَّ فَلَمْ یُصِبْنِیْ شَیْءٌ مِّنْ عَھْدِ الْجَاھِلِیَّۃِ وَخَرَجْتُ مِنْ نِّکَاحٍ وَ لَمْ اَخْرُجْ مِنْ سِفَاحٍ مِنْ لَّدُنْ اٰدَمَ حَتّٰی انْتَھَیْتُ اِلٰی اَبِیْ وَ اُمِّیْ فَاَنَا خَیْرُکُمْ نَفْسًاوَّخَیْرُکُمْ اَبًا۔

واللہ سبحانہ و تعالی اعلم و علمہ اتم۔

ترجمہ} بیہقی نے "دلائل" میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: میں محمد بن عبداللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضیر بن کنانہ بن خزعہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار، ہوں، اور جب جب لوگ دو گروہ بنے، اللہ تعالیٰ نے مجھے ان دونوں میں سے بہتر گروہ میں رکھا، اور میں اپنے ماں باپ کے ہاں پیدا ہوا تو مجھے زمانہ جاہلیت کی بے احتیاطی نے ذرا بھی نہ چھوا، اور حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لے کر میرے والدین کریمین تک میری پیدائش نکاح سے ہے، زنا سے نہیں، (اللہ تعالیٰ نے سب آباء واجداد کو زنا سے محفوظ رکھا)، لہٰذا میں اپنی ذات کے لحاظ سے بھی تم سب سے بہتر ہوں، اور حسب ونسب کے لحاظ سے بھی تم میں بہترین ہوں۔

اور اللہ تبارک وتعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے اور اسی کا علم کامل تر ہے۔

فصل نمبر ۳}

اس فصل میں ایسی احادیثِ مبارکہ کو لایا گیا ہے جن میں کسی صحابی کی گزارش پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا میلاد شریف کا بیان فرمایا ہے۔

{حدیث شریف ۲۷}

رَوٰی عَبْدُ الرَّزَّاقِ بِسَنَدِہٖ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْاَنْصَارِیِّ (الصحابی ابن الصحابی)قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللهِ بِاَبِیْ اَفْدِیْكَ اَنْتَ وَ اُمِّیْ اَخْبِرْنِیْ عَنْ اَوَّلِ شَیْءٍ خَلَقَهُ اللهُ تَعَالٰی قَبْلَ الْاَشْیَاءِ فَقَالَ یَا جَابِرُ اِنَّ اللهَ تَعَالٰی قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّكَ مِنْ نُّوْرِہٖ(اِضَافَةُ تَشْرِیْفٍ وَّ اِشْعَارٌ بِاَنَّهٗ خَلْقٌ عَجِیْبٌ وَ اَنَّ لَهٗ شَاْنًا لَهٗ مُنَاسَبَةٌ مَّا اِلَی الْحَضْرَةِ الرَّبُوْبِیَّةِ عَلٰی حَدِّ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَ "نَفَخَ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ" وَ هِیَ بَیَانِیَّةٌ اَیْ مِنْ نُّوْرٍ هُوَ ذَاتُهٗ لَابِمَعْنٰی اَنَّهَامَادَّةٌ خَلَقَ نُوْرَهٗ مِنْهَا بَلْ بِمَعْنٰی تَعَلُّقِ الْاِرَادَةِ بِهٖ بِلَاوَاسِطَةِ شَیْءٍ فِیْ وُجُوْدِہٖ اھ شرح المواهب اللدنیة للعلامة الزرقانی رحمة الله علیه) فَجَعَلَ ذٰلِكَ النُّوْرَ یَدُوْرُبِالْقُدْرَةِ حَیْثُ شَآءَ اللهُ وَ لَمْ یَكُنْ فِیْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَّ لَا قَلَمٌ وَّ لَا جَنَّةٌ وَّلَا نَارٌ وَّ لَا مَلَكٌ وَّلَا سَمَاءٌ وَّ لَا اَرْضٌ وَّلَاشَمْسٌ وَّ لَا قَمَرٌ وَّ لَا جِنِّیٌّ وَ لَا اِنْسِیٌّ فَلَمَّا اَرَادَ اللهُ اَنْ یَّخْلُقَ الْخَلْقَ قَسَمَ ذٰلِكَ النُّوْرَ اَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ (ای زَادَ فِیْهِ لَا اَنَّهٗ قَسَمَ ذٰلِكَ النُّوْرَ الَّذِیْ هُوَ نُوْرُ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ اِذِ الظَّاهِرُ اَنَّهُ حَیْثُ صَوَّرَهٗ بِصُوْرَةٍ مُّمَاثَلَةٍ بِصُوْرَتِهِ الَّتِیْ

سَيَصِيرُ عَلَيْهَا لَا يَقْسِمُهُ اِلَيْهِ وَلَا اِلٰى غَيْرِهٖ اھ شرح المواھب اللدنیۃ للعلامۃ الزرقانی رحمہ اللہ تعالٰی)

فَخَلَقَ مِنْ جُزْءِ الْاَوَّلِ الْقَلَمَ وَ مِنَ الثَّانِيْ اللَّوْحَ وَ مِنَ الثَّالِثِ الْعَرْشَ ثُمَّ قَسَمَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ اَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْاَوَّلِ حَمَلَةَ الْعَرْشِ وَمِنَ الثَّانِيْ الْكُرْسِيَّ وَ مِنَ الثَّالِثِ بَقِيَّةَ الْمَلَائِكَةِ ثُمَّ قَسَمَ الرَّابِعَ اَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْاَوَّلِ السَّمٰوَاتِ وَ مِنَ الثَّانِيْ الْاَرَضِيْنَ وَمِنَ الثَّالِثِ الْجَنَّةَ وَ النَّارَ ثُمَّ قَسَمَ الرَّابِعَ اَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْاَوَّلِ نُوْرَ اَبْصَارِ الْمُؤْمِنِيْنَ (بِمَعْنٰى بَصَائِرَ اَوِ الْاَعَمِّ مِنْهَا وَمِنَ الْحِسِّيَّةِ وَلَمْ يُعْتَبَرْ اَبْصَارُ الْكُفَّارِ لِاَنَّهُمْ لَمَّا فَقَدُوْا نَفْعَهَا كَانَتْ مَضَرَّةً عَلَيْهِمْ لَا مَنْفَعَةً لَّهُمْ اھ. شرح المواھب للعلامۃالزرقانی رحمہ اللہتعالٰی)وَمِنَ الثَّانِيْ نُوْرَ قُلُوْبِهِمْ وَهِيَ الْمَعْرِفَةُ بِاللّٰهِ وَمِنَ الثَّالِثِ نُوْرَ اَلْسِنَتِهِمْ وَهُوَ التَّوْحِيْدُ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ الحدیث۔

☆باعثِ تخلیقِ عالم☆

ترجمہ} اُستاذ المحدثین امام عبدالرزاق علیہ الرحمۃ نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے، سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری (جو خود صحابی اور صحابی کے فرزندِ ارجمند ہیں رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں: (ایک دِن) میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان! یہ تو فرمایئے کہ اللہ تعالٰی نے سب سے پہلے کس چیز کو تخلیق فرمایا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے جابر! سب سے اوّل اللہ تعالٰی نے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا، (* یہاں نور کی اضافت ذاتِ الٰہی کی

طرف اضافتِ تشریفی ہے جو (باعثِ تخلیقِ عالم) سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت ورفعت پر دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کتنا عظیم مقام حاصل ہے، اور آپ کی تخلیق بڑی عجیب چیز ہے، جیسے: نَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ میں اضافتِ تشریفیہ ہے، خلاصۂ مقصود اس اضافت کا یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور سے تخلیق فرمایا، اور مراد یہ نہیں کہ روح کوئی مادہ تھی، جس سے حضرت کا نورِ اوّل بنایا، بلکہ مراد یہ ہے کہ ارادۂ الٰہی کا تعلق آپ کے وجودِ مسعود سے بلاواسطہ ہوا* شرح المواہب اللدنیہ از علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ)

پھر یہ نور قدرتِ الٰہی سے دورہ کرتا رہا، جیسے مشیتِ الٰہی تھی، اور اس وقت لوح وقلم، جنت، دوزخ، فرشتے، زمین وآسمان، سورج، چاند، ستارے، جن وانس، کچھ نہ تھا، اور جب اللہ تعالیٰ نے دیگر مخلوقات کو تخلیق کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس نور کے فیضان کو چار حصوں میں تقسیم فرمایا؛ ایک حصہ سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش بنایا، پھر چوتھے حصے کے مزید چار حصے کیے: ایک سے حاملانِ عرش، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے فرشتے بنائے، اور پھر چوتھے حصے کے مزید چار حصے کیے: پہلے سے تمام آسمان، دوسرے سے تمام زمینیں، اور تیسرے حصے سے جنت اور جہنم کو تخلیق کیا۔

اور پھر چوتھے حصے کے بھی چار حصے بنائے: اوّل حصہ سے ایمانداروں کی آنکھوں کی بینائی بنائی، دوسرے سے ان کے دلوں میں معرفتِ الٰہی کا نور بخشا، اور تیسرے حصہ سے ان کی زبانوں کو نور عطا فرمایا جو کلمۂ توحید "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" سے عبارت ہے۔ (الحدیث)

قال العلامة القاری علیه رحمة الله الباری فی رسالة "المورد الروی فی المولد النبوی" بعد نقل هذا الحدیث الشریف، قلت: يُشِيْرُ هٰذَا الْمَعْنٰى اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى {اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ} اَیْ نُوْرِ مُحَمَّدٍ صلی الله علیه وآله و

سلم {كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ }(الآية)

یہ حدیث نقل کرنے کے بعد حضرت علامہ ملّا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری اپنی تصنیف ''المورد الروی فی المولد النبوی،، میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا اشارہ قرآن کریم کی اس آیت { اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ } کی طرف ہے یعنی نورہٖ کی ضمیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتی ہے۔

شمع دل، مشکٰوۃ تن، سینہ زُجاجہ نور کا

تیری صورت کے لیے آیا یہ سورہ نور کا

(اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ)

	سراپا نور ہیں وہ نورِ حق نورٌ علیٰ نورٍ	
	کمشکوٰۃٍ ہے شان ان کی، اُنھیں کیا واسطہ ظِل سے	

(حضرت صدر الفاضل سید نعیم الدین مرادی آبادی علیہ الرحمۃ)

تابش قصوری

حدیث شریف 28

وَعَنْ مَيْسَرَةَ الضَّبِّيِّ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ مَتٰى كُنْتَ نَبِيًّا ؟ قَالَ وَ آدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ ۔ هذا لفظ رواية الامام احمد ورواه البخاری فی تاریخه الکبیر وابو نعیم وصححه الحاکم ، و فی الاصابة سنده قوی وقال العلامة الحافظ ابن رجب الحنبلی فی اللطائف وبعضهم یرویه ای حدیث میسرة مَتٰى كُتِبْتَ نَبِيًّا ای مَتٰى كُتِبَتْ نُبُوَّتُكَ ای ثَبَتَتْ وَحَصَلَتْ مِنَ الْكِتَابَةِ لَا مِنَ الْكَوْنِ انتهى۔

قُلْتُ وَ كَذَا رَوَيْنَا فِيْ جُزْءٍ مِّنْ حَدِيْثِ اَبِيْ عَمْرٍو اِسْمٰعِيْلَ بْنِ نُجَيْدٍ

ولفظه یعنی باسنادہ الی میسرۃ مَتٰی کُتِبۡتَ نَبِیًّا قَالَ کُتِبۡتُ نَبِیًّا وَّآدَمُ بَیۡنَ الرُّوۡحِ وَالۡجَسَدِ۔

ترجمہ} سیدنا میسرہ ضبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ! ﷺ آپ کب سے نبی ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کہ آدم علیہ الصلاۃ والسلام روح وجسد کے درمیان تھے، (یعنی ابھی آدم علیہ الصلاۃ والسلام کا وجود نہ تھا)

یہ الفاظ حضرت امام احمد سے مروی ہیں، اور امام بخاری نے اپنی کتاب تاریخ کبیر میں یوں ہی درج فرمایا، نیز ابو نعیم بھی اس کو اپنی صحیح میں لائے، اور اصابہ میں ہے: اس روایت کی سند قوی ہے، اور علامہ حافظ رجب حنبلی نے "لطائف" میں فرمایا: بعض راوی میسرہ کی حدیث میں (''مَتٰی کُنۡتَ نَبِیًّا'' کی جگہ) ''مَتٰی کُتِبۡتَ نَبِیًّا'' روایت کرتے ہیں، کہ آپ کی نبوت کب لکھی گئی؟ یعنی ثابت اور حاصل ہوئی، (یہ لفظ کتبت، کتابۃ سے ہے کون سے نہیں) (انتہی)

میں کہتا ہوں: ایسے ہی ہمیں ابو عمرو اسماعیل بن نجید کی حدیث کے ایک جز میں روایت ملی ہے، اور اس کی سند میسرہ تک ہے، کہ آپ کب نبی لکھے گئے؟ فرمایا: میں ایسے وقت میں نبی لکھا گیا جب حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام روح وجسد کے درمیان تھے۔

حدیث شریف 29

وَ عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ اَنَّهُمۡ قَالُوۡا یَارَسُوۡلَ اللهِ مَتٰی وَجَبَتۡ لَكَ النُّبُوَّةُ ای حَصَلَتۡ وَ ثَبَتَتۡ قَالَ وَآدَمُ بَیۡنَ الرُّوۡحِ وَ الۡجَسَدِ۔ رواہ الترمذی وقال حدیث حسن۔

ترجمہ} حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یارسول اللہ! ﷺ آپ کو نبوت کب واجب ہوئی؟ یعنی کب نبوت حاصل ہوئی؟ فرمایا:

جبکہ آدم علیہ الصلاۃ والسلام روح اور جسد کے درمیان تھے۔

(اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا: یہ حدیث حسن ہے)

حدیث شریف 30

وَعَنِ الشَّعْبِیِّ عَامِرِ بْنِ شَرَاحِیْلَ الْکُوْفِیِّ اَبِیْ عُمَرَ التَّابِعِیِّ قَالَ رَجُلٌ یَحْتَمِلُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَتٰی اسْتُنْبِئْتَ قَالَ:وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ حِیْنَ اُخِذَ مِنِّی الْمِیْثَاقُ

وَعِنْدَ اَبِیْ نُعَیْمٍ عَنِ الصُّنَابِحِیِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّہُ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَتٰی جُعِلْتَ نَبِیًّا قَالَ وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ ·رَوَاہُ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ ،مِنْ رُوَاتِہٖ جَابِرٌ الْجُعْفِیُّ ضَعِیْفٌ شِیْعِیٌّ تَرَکَہُ الْحُفَّاظُ وَوَثَّقَہٗ شُعْبَۃُ فَشَذَّ ·

قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ وَلَیْسَ لَہٗ فِیْ کِتَابِیْ سِوٰی حَدِیْثِ السَّھْوِ فِیْمَا ذَکَرَہُ ابْنُ رَجَبٍ فَھٰذَا اَیْ مُرْسَلُ الشَّعْبِیِّ عَلٰی ضُعْفِہِ الْمُعْتَضَدِ بِحَدِیْثِ عُمَرَ السَّابِقِ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّہُ مِنْ حِیْنِ صُوِّرَ آدَمُ طِیْنًا اُسْتُخْرِجَ مِنْہُ نَبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَ اُخِذَ مِنْہُ الْمِیْثَاقُ ثُمَّ اُعِیْدَ اِلٰی ظَھْرِ آدَمَ حَتّٰی یَخْرُجَ وَقْتَ خُرُوْجِہِ الَّذِیْ قَدَّرَ اللّٰہُ خُرُوْجَہٗ فِیْہِ فَھُوَ اَوَّلُھُمْ خَلْقًا اھ ·

المواھب اللدنیۃ بالتقاط واختصار مع شرحھا للعلامۃ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: امام شعبی، عامر بن شراحیل کوفی تابعی، جن کی کنیت ابو عمر ہے، اُن سے مروی ہے کہ ایک شخص (غالباً حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ

کب سے نبی ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب آدم علیہ الصلاۃ والسلام روح وجسد کے مابین تھے، اور اسی وقت مجھ سے میثاق لیا گیا۔

اور ابونعیم جو صنابحی سے روایت کرتے ہیں، اُس میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ﷺ آپ کب نبی بنائے گئے؟ ارشاد فرمایا: جبکہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام روح اور جسد کے درمیان تھے۔

اسے ابوعبداللہ محمد بن سعد نے روایت کیا ہے، اس کے راویوں میں سے ایک جابر جعفی ہے جو ضعیف اور شیعہ ہے، حفاظِ حدیث نے اسے ترک کر رکھا ہے لیکن شعبہ نے اس کی توثیق کی ہے، چنانچہ وہ شاذ کے درجہ میں ہے۔

ابوداؤد نے کہا: میری کتاب میں سوائے حدیثِ سہو کے، جابر جعفی سے اور کوئی روایت نہیں ہے۔ چنانچہ ابن رجب نے اس روایت کو ذکر کیا ہے، پس شعبی کی حدیثِ مرسل، باوجود ضعف کے، حدیثِ عمر سے قوت حاصل کر کے اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جب آدم علیہ الصلاۃ والسلام کا پُتلا بنایا گیا تو نبی کریم ﷺ کو اس پتلا سے نکال کر نبی بنایا اور میثاق لیا گیا، پھر آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی پشت ہی میں لوٹا دیے گئے، پھر اپنے وقت پر پیدا ہوئے کہ جس میں آپ کی پیدائش اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمادی تھی، چنانچہ (اس معنی میں) حضور ﷺ پیدائش میں سب سے اوّل ہیں۔ یہ مضمون مواہب لدنیہ اور اس کی شرح (از علامہ زرقانی) سے مختصر طور پر خلاصہ کر کے لکھا گیا ہے۔

حدیث شریف 31

وَاَیْضًا فِیْهَا وَعَنْ شَدَّادِبْنِ اَوْسٍ الصَّحَابِیِّ ابْنِ الصِّحَابِیِّ اِبْنِ اَخِیْ حَسَّانِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِیْ عَامِرٍ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ مَا حَقِیْقَةُ اَمْرِكَ (حَالِكَ) فَقَالَ بَدْوُ شَاْنِیْ (ظُهُوْرُ اَمْرِیْ) اَنِّیْ دَعْوَةُ اِبْرَاهِیْمَ

عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ وَ بُشْرٰی اَخِیْ عِیْسٰی وَ اَنِّیْ کُنْتُ بِکْرَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ ای اَوَّلَ اَوْلَادِهِمَا وَ اَنَّهَا حَمَلَتْ بِیْ کَاَثْقَلِ مَا تَحْمِلُ النِّسَاءُ وَجَعَلَتْ تَشْتَکِیْ اِلٰی صَوَاحِبِهَا ثِقَلَ مَا تَجِدُ مِنْ ذٰلِكَ الْحَمْلِ ثُمَّ اِنَّ اُمِّیْ رَاَتْ فِیْ مَنَامِهَا اَنَّ الَّذِیْ فِیْ بَطْنِهَا نُوْرٌ ...الحدیث... ففیه (تصریح) اَنَّ اُمَّهٗ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَجَدَتِ الثِّقْلَ فِیْ حَمْلِهٖ وَ فِیْ سَائِرِ الْاَحَادِیْثِ اَنَّهَا لَمْ تَجِدْ ثِقْلًا فَحَصَلَ التَّعَارُضُ وَجَمَعَ اَبُوْ نُعَیْمٍ الْحَافِظُ بَیْنَهُمَا بِاَنَّ الثِّقْلَ بِهٖ کَانَ فِیْ ابْتِدَاءِ عُلُوْقِهَا بِهٖ وَ الْخِفَّةَ عِنْدَ اسْتِمْرَارِ الْحَمْلِ فَیَکُوْنُ عَلَی الْحَالَیْنِ خَارِجًا عَنِ الْمُعْتَادِ الْمَعْرُوْفِ عِنْدَ النِّسَاءِ۔ اھ

ترجمہ} حضرت شداد بن اوس، جو صحابی ابنِ صحابی اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم کے بھتیجے ہیں، وہ روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ عامر کے ایک آدمی نے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کی حقیقتِ حال کیا ہے؟

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری اول کیفیت یہ ہے کہ میں حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی دعا اور اپنے بھائی حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی بشارت ہوں، اور میں اپنے والدین کریمین کا پہلوٹا بیٹا ہوں، اور حمل میں ایسا بوجھل تھا کہ میری والدہ ماجدہ اپنی سہیلیوں سے اپنی تکلیف بیان کرتی تھیں، پھر میری والدہ ماجدہ نے یہ خواب دیکھا کہ اُن کے پیٹ میں جو ہے وہ ایک نور ہے۔ (الیٰ آخرہٖ)

اِس روایت میں اس بات کی تصریح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کو حمل کا بوجھ محسوس ہوا، اور دیگر تمام احادیث میں یہ مذکور ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ کو مطلقاً حمل محسوس نہ ہوتا تھا، چنانچہ روایات میں تعارض ہوا، تاہم حافظ ابو نعیم نے ان دو

طرح کی روایات میں یوں تطبیق فرمائی ہے کہ جب آپ ﷺ حمل میں آئے تو اس وقت آپ کی والدہ ماجدہ کو گرانی محسوس ہوئی، حالانکہ خواتین کو ابتدائے حمل کی خبر تک نہیں ہوتی، اور جس قدر دن بڑھتے جاتے ہیں خواتین کو اسی قدر گرانی کی شکایت ہوتی جاتی ہے، پھر جیسے جیسے وقت قریب آتا ہے ویسے ویسے ان کی نشست و برخاست دشوار ہو جاتی ہے جبکہ ایسی صورت میں آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خبر تک بھی نہ ہوئی ،خلاصہ یہ کہ آپ ﷺ کے دونوں حال یعنی ابتدائے حمل اور انتہائے حمل قابل تعجب ہیں!

((میں سمجھتا ہوں، چونکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے معاملات عام لوگوں سے مختلف ہوتے ہیں، جبکہ آپ ﷺ تو سید المرسلین ہیں، اس لئے یوں ہوا، اور اس لئے بھی تا کہ ابتداءِ حمل میں یہ معلوم ہو جائے کہ حمل ہے، پھر بعد میں بوجھ ختم کر دیا گیا، یہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم اور آپ کی والدہ دونوں کا اعزاز و اکرام ہے، کہ حضور ﷺ کا صدقہ آپ کی والدہ سے بوجھ کی تکلیف کو دور کر دیا گیا، لہٰذا حضور ﷺ کی نسبت سے قبل از بعثت (ارہاص) معجزہ* اور سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت سے سیدہ کی کرامت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (قاری محمد یاسین قادری شطاری ضیائی))

حدیث شریف 32

واخرج ابن سعد واحمد والطبرانی والبیہقی وابو نعیم عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَ سَلَّمَ مَاکَانَ بَدْءُ اَمْرِکَ قَالَ اِنِّیْ دَعْوَۃُ اَبِیْ اِبْرَاھِیْمَ وَ بُشْرٰی عِیْسٰی وَ رَءَتْ اُمِّیْ کَاَنَّہٗ خَرَجَ مِنْھَا نُوْرٌ اَضَاءَتْ بِہٖ قُصُوْرُ الشَّامِ.

ترجمہ} ابن سعد، احمد، طبرانی، بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے کسی صاحب نے دریافت کیا: یارسول اللہ! ﷺ آپ کی ابتدائی کیفیت کس طرح سے ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اپنے جدِ امجد حضرت

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارت ہوں، اور میری والدہ ماجدہ نے یہ خواب دیکھا تھا کہ گویا ان سے ایک ایسا نور نکلا جس سے ملکِ شام کے محلات روشن ہو گئے۔

حدیث شریف 33

واخرج الحاکم وصححه و البیهقی عن خالد بن معدان ان عَنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَ سَلَّمَ اَنَّهُمْ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللهِ اَخْبِرْنَا عَنْ نَّفْسِكَ فَقَالَ اَنَا دَعْوَةُ اَبِيْ اِبْرَاهِيْمَ وَ بُشْرٰى عِيْسٰى وَ رَاَتْ اُمِّيْ حِيْنَ حَمَلَتْ بِيْ كَاَنَّهٗ خَرَجَ مِنْهَا نُوْرٌ اَضَاءَتْ لَهٗ قُصُوْرَ بَصْرٰى مِنْ اَرْضِ الشَّامِ. وَ اللهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ.

ترجمہ: حاکم نے خالد بن معدان کی اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت بیان کی ہے، اور بیہقی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہمیں اپنی کیفیتِ ذاتی سے آگاہ فرمائیے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اپنے باپ ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی دعا اور اپنے بھائی عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں، اور میری والدہ نے، جبکہ وہ حاملہ تھیں، (خواب میں) دیکھا کہ ان سے ایک ایسا نور نکلا ہے جس سے ملکِ شام میں بصری کے محل روشن ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ جلّ وعلیٰ ہی زیادہ جاننے والا ہے، اور اس کا علم ہی کامل و اکمل ہے۔

فصل نمبر ۴: میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبانِ مصطفیٰ مع میلادِ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام

اس فصل میں ان روایاتِ صحیحہ کو لایا گیا ہے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے میلاد شریف کے بیان کے ساتھ دیگر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا بھی ذکر فرمایا۔

حدیث شریف 34

اخرج احمد والبزار والطبرانی والحاکم والبیہقی و ابو نعیم عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَ سَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُاللهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَ اِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِيْنَتِهٖ (ای مطروح علی الارض فی طینتہ) وَ سَاُخْبِرُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ اَنِّیْ دَعْوَةُ اِبْرَاهِيْمَ وَ بَشَارَةُ عِيْسٰى وَ رُؤْيَا اُمِّیَ الَّتِیْ رَاَتْ وَ كَذٰلِكَ اُمَّهَاتُ النَّبِيِّيْنَ يَرَيْنَ وَ اِنَّ اُمَّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَ سَلَّمَ رَاَتْ حِيْنَ وَضَعَتْهُ نُوْرًا اَضَاءَتْ لَهٗ قُصُوْرُ الشَّامِ۔

وَ قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ صَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانٍ وَ فِیْ حَدِيْثِ اَبِیْ اُمَامَةَ عِنْدَ اَحْمَدَ نَحْوُهٗ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ★

ترجمہ} احمد، بزار، طبرانی، حاکم اور ابونعیم نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ، خاتم النبیین ہوں (اور اُس وقت بھی تھا) جبکہ حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام ابھی مٹی ہی میں ملے ہوئے تھے (یعنی زمین پر ان کا پُتلا بنا ہوا پڑا تھا)، اور میں تمھیں بتائے دیتا ہوں کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں، اور اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کا خواب ہوں، جو انھوں نے دیکھا، جیسے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی مائیں خواب دیکھتی آئی ہیں، اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وقتِ ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسا نور دیکھا جس سے ملکِ شام کے محلات روشن ہو گئے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کو ابن حبان نے صحیح کہا ہے، اور امام احمد کو بھی ابوامامہ سے یہ مضمون پہنچا ہے، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی زیادہ جاننے والا ہے۔

فصل نمبر ۵} میلادِ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ مصطفیٰ ﷺ

اس فصل میں ان روایات کو لایا گیا ہے جن میں یہ ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے میلاد مبارک کے ساتھ ساتھ کسی نبی کا ذکر یا دوسرے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا تذکرہ کیا، یا صحابہ کرام نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے میلاد شریف کے ساتھ دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے احوالِ پیدائش مبارک بیان کئے۔

حدیث شریف 35

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ وَ مُسْلِمٌ: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کُلُّ بَنِیْ آدَمَ یَطْعَنُ الشَّیْطَانُ فِیْ جَنْبِہٖ بِاِصْبَعَیْہِ حِیْنَ یُوْلَدُ غَیْرُ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ ذَھَبَ یَطْعَنُ فَطَعَنَ فِی الْحِجَابِ وَ ھُوَ الْمَشِیْمَۃُ ای الْجِلْدَۃُ الَّتِیْ یَکُوْنُ فِیْھَا الْجَنِیْنُ فَلَمْ یَصِلْ طَعْنُہٗ اِلٰی جَسَدِہٖ ۔عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ۔

ترجمہ} امام بخاری وامام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی آدم زاد پیدا ہوتا ہے تو اس وقت شیطان اس کے پہلو میں دو اُنگلیاں چبھوتا ہے، سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے (کہ وہ اس سے محفوظ رہے)، اُس نے آپ علیہ السلام کو (انگلیاں) چبھونا چاہا تو اُس جھلی میں ہی چبھوسکا جس میں بچہ رحمِ مادر میں ہوتا ہے، چنانچہ اُس کا چبھونا آپ علیہ السلام کے جسم تک نہ پہنچ سکا۔ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام۔

حدیث شریف 36

وَ اَخْرَجَ الْحَاکِمُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

قَالَ فَلَمَّا وُلِدَ عِیْسٰی لَمْ یَبْقَ فِی الْاَرْضِ صَنَمٌ اِلَّا خَرَّ لِوَجْهِهٖ ۔ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ ۔

ترجمہ} حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پیدا ہوئے تو کوئی بت ایسا نہیں تھا جو اللہ تعالیٰ کے حضور سجدے میں نہ گرا ہو۔

حدیث شریف 36

میلاد النبی کا دن پیر مبارک ہے

وَاَخْرَجَ الزُّبَیْرُ بْنُ بَکَّارٍ وَابْنُ عَسَاکِرَ عَنْ مَعْرُوْفِ بْنِ خَرْبُوْذَ قَالَ کَانَ اِبْلِیْسُ یَخْرِقُ السَّمٰوَاتِ السَّبْعَ فَلَمَّا وُلِدَ عِیْسٰی حُجِبَ مِنْ ثَلَاثِ سَمٰوَاتٍ فَکَانَ یَصِلُ اِلٰی اَرْبَعٍ فَلَمَّا وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حُجِبَ مِنَ السَّبْعِ قَالَ وُلِدَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ حِیْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ ۔ وَاللّٰہُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ ۔

ترجمہ} زبیر بن بکار اور ابن عساکر نے معروف بن خربوذ کی روایت بیان کی ہے کہ شیطان کا پہلے پہل سب آسمانوں پر آنا جانا تھا، لیکن جب عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پیدا ہوئے تو تین آسمانوں پر نہ جاسکتا تھا، چار آسمانوں تک چلا جاتا تھا، پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی تو ساتوں آسمانوں پر جانے سے روک دیا گیا۔

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سب سے زیادہ جانتا ہے۔

فصل نمبر ٦} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وخلفاء بزبانِ جبریل علیہما الصلاۃ والسلام

اس فصل میں ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے میلاد شریف کے ساتھ ساتھ خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیدائش کی کیفیت بھی بیان کی ہے۔

حدیث شریف 38

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَخْبَرَنِیْ جِبْرَئِیْلُ اَنَّ اللّٰہَ لَمَّا خَلَقَ آدَمَ وَاَدْخَلَ الرُّوْحَ فِیْ جَسَدِہٖ اَمَرَنِیْ اَنْ آخُذَ تُفَّاحَۃً مِّنَ الْجَنَّۃِ فَاَعْصِرَ فِیْ فِیْہِ فَعَصَرْتُھَا فِیْ فِیْہِ فَخَلَقَكَ اللّٰہُ مِنَ النُّطْفَۃِ الْاُوْلٰی اَنْتَ یَا مُحَمَّدُ وَمِنَ الثَّانِیَۃِ اَبَا بَکْرٍ وَمِنَ الثَّالِثَۃِ عُمَرَ وَمِنَ الرَّابِعَۃِ عُثْمَانَ وَمِنَ الْخَامِسَۃِ عَلِیًّا فَقَالَ آدَمُ مَنْ ھٰؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَکْرَمْتَھُمْ فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ھٰؤُلَآءِ خَمْسَۃُ اَشْیَاخٍ مِّنْ ذُرِّیَّتِكَ وَقَالَ ھٰؤُلَآءِ اَکْرَمُ عِنْدِیْ مِنْ جَمِیْعِ خَلْقِیْ قَالَ فَلَمَّا عَصٰی آدَمُ رَبَّہٗ قَالَ یَا رَبِّ بِحُرْمَۃِ اُولٰٓئِكَ الْاَشْیَاخِ الْخَمْسَۃِ الَّذِیْنَ فَضَّلْتَھُمْ تُبْ عَلَیَّ فَتَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ ۔

کَذَا فِیْ کِتَابِ الرِّیَاضِ النُّضْرَۃِ فِیْ فَضَائِلِ الْعَشَرَۃِ لِلْعَلَّامَۃِ مُحِبِّ الدِّیْنِ اَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُحَمَّدٍ الطَّبَرِیِّ الشَّافِعِیِّ الْمَکِّیِّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ۔

ترجمہ} حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: میں سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا، آپ فرمارہے تھے: مجھے جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو تخلیق فرمایا اور ان کے جسم میں روح پھونکی تو مجھ (جبرئیل) کو حکم دیا کہ جنت سے ایک سیب لے کر اُن کے منہ میں نچوڑ دوں، لہذا" ہ (سیب) ان کے منہ میں نچوڑ دیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پہلے قطرہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنایا، دوسرے سے حضرت ابوبکر، تیسرے سے حضرت عمر، چوتھے سے حضرت عثمان اور پانچویں سے حضرت علی المرتضی کو، رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اس پر حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے دریافت کیا: (الٰہی!) یہ کون لوگ ہیں جنھیں تو نے یہ اعزاز بخشا ہے؟ اللہ تعالیٰ

ارشاد فرمایا: یہ تمھاری اولاد میں سے پانچ بزرگ ہستیاں ہیں، اور فرمایا: یہ مجھے تمام مخلوقات سے زیادہ عزیز ہیں۔

نہ آدم یافتے توبہ، نہ نوح از غرق نجینا

پھر جب حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لغزش ہوئی (اور معافی کے لیے انھوں نے اِن پانچوں شخصیات کا واسطہ دیا کہ) الٰہی! ان پانچوں کی عزت وحرمت کے صدقے میری لغزش معاف فرما، جنھیں تو نے تمام جہانوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمالی۔

"کتاب الریاض النضرہ فی فضائل العشرہ" میں علامہ محب الدین احمد بن عبداللہ بن محمد الطبری الشافعی المکی علیہ الرحمۃ نے اسی طرح تحریر فرمایا ہے۔

حدیث شریف 39

نبی کریم، اَبوبکر، عمر، عثمان اور علی، اَنوار تھے

وایضًا فِیْہِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِدْرِیْسَ الشَّافِعِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بِسَنَدِہٖ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ بَارَکَ وَ سَلَّمَ قَالَ کُنْتُ اَنَا وَ اَبُوْ بَکْرٍ وَّعُمَرُ وَ عُثْمَانُ وَ عَلِیٌّ اَنْوَارًا عَلٰی یَمِیْنِ الْعَرْشِ قَبْلَ اَنْ یُّخْلَقَ اٰدَمُ بِاَلْفِ عَامٍ فَلَمَّا خُلِقَ اُسْکِنَّا ظَھْرَہٗ وَلَمْ نَزَلْ نَنْقُلُ فِی الْاَصْلَابِ الطَّاھِرَۃِ اِلٰی اَنْ نَّقَلَنِیَ اللّٰہُ اِلٰی صُلْبِ عَبْدِ اللّٰہِ وَنَقَلَ اَبَا بَکْرٍ اِلٰی صُلْبِ اَبِیْ قُحَافَۃَ وَ عُمَرَ اِلٰی صُلْبِ الْخَطَّابِ وَنَقَلَ عُثْمَانَ اِلٰی صُلْبِ عَفَّانَ وَنَقَلَ عَلِیًّا اِلٰی صُلْبِ اَبِیْ طَالِبٍ ثُمَّ اخْتَارَھُمْ لِیْ اَصْحَابًا فَجَعَلَ اَبَا بَکْرٍ صِدِّیْقًا وَّ عُمَرَ فَارُوْقًا وَّ عُثْمَانَ ذَاالنُّوْرَیْنِ وَعَلِیًّا رَضِیًّا فِیْ نُسْخَۃٍ وَصِیًّا فَمَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَقَدْ سَبَّنِیْ وَمَنْ سَبَّنِیْ فَقَدْ سَبَّ اللّٰہَ وَمَنْ سَبَّ اللّٰہَ اَکَبَّہٗ فِی النَّارِ

عدی مَنۡخَرِہٖ ۔ خَرَّجَهُ الۡمُلَّا فِیۡ سِیۡرَةٍ ۱۰ھ

ترجمہ} اسی کتاب میں امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو وجود میں لانے سے ایک ہزار سال پہلے میرے، ابوبکر، عمر، عثمان اور علی کے نور (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو عرشِ معلّی کی دائیں جانب جگہ دے رکھی تھی، جب حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو وجود عطا فرمایا تو ان کی پشت میں ہمیں رکھا، اور پھر ہمیں برگزیدہ پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل فرماتا رہا، یہاں تک کہ مجھے حضرت عبداللہ کی پشت میں، ابوبکر کو ابو قحافہ کی پشت میں حضرت عمر کو خطاب، حضرت عثمان کو عفان اور حضرت علی کو ابوطالب کی پشت میں منتقل فرمایا، پھر انھیں میرے گہرے دوست بنا کر ابوبکر کو صدیق، عمر کو فاروق، عثمان کو ذوالنورین اور علی کو رَضی کا لقب مرحمت فرمایا، اور ایک نسخہ میں "رَضی" کی جگہ "وَصی" ہے، تو جس نے میرے ان دوستوں کو بُرا کہا، اُس نے مجھے بُرا کہا، اور جس نے مجھے بُرا کہا، اُس نے اللہ تعالیٰ کو بُرا کہا، اور جس نے اللہ تعالیٰ کو بُرا کہا اُس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

(اس روایت کو ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سیرت میں نقل فرمایا ہے۔)

حدیث شریف 40

وایضافیه عَنۡ سَلۡمَانَ قَالَ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيۡهِ وَ اٰلِهٖ وَ بَارَكَ وَ سَلَّمَ يَقُوۡلُ كُنۡتُ اَنَا وَعَلِيٌّ نُوۡرًا بَيۡنَ يَدَيِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَبۡلَ اَنۡ يَّخۡلُقَ اٰدَمَ بِاَرۡبَعَةَ عَشَرَ اَلۡفَ عَامٍ فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ قَسَمَ ذٰلِكَ النُّوۡرَ جُزۡئَيۡنِ فَجُزۡءٌ اَنَا وَ جُزۡءٌ عَلِيٌّ ۔ خَرَّجَهُ اَحۡمَدُ فِي الۡمَنَاقِبِ بِحُرُوۡفِهٖ ۔

ترجمہ} اور اس میں یہ روایت بھی ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيۡهِ وَ اٰلِهٖ وَ بَارَكَ وَ سَلَّمَ کو یہ فرماتے سنا کہ

اللہ تعالیٰ کے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کرنے سے چودہ ہزار سال پہلے میرا اور علی کا ایک نور تھا، جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے وجود بخشا تو اس وقت اس نور کے دو حصے کر کے ایک حصہ سے مجھے اور دوسرے حصہ سے علی کو بنایا۔

(اس روایت کو امام احمد نے المناقب میں نقل فرمایا ہے۔)

فصل نمبر ۷} میلادِ خلفائے اربعہ بزبانِ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین

اس فصل میں خلفائے اربعہ کی پیدائش کا علیحدہ بیان ہے، نیز صحابہ و تابعین و تبع تابعین، رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین؛ میں سے بھی بعض نے خلفائے راشدین کی پیدائش کا حال آپ ﷺ کے میلاد شریف کے ساتھ اور علیحدہ بھی بیان کیا ہے۔

حدیث شریف 41 ایک مٹی سے پیدائش

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ بَارَکَ وَ سَلَّمَ خُلِقَ اَبُوْ بَکْرٍ وَ عُمَرُ مِنْ طِیْنٍ وَّاحِدٍ وَّ خُلِقَ عُثْمَانُ وَ عَلِیٌّ مِنْ طِیْنٍ وَاحِدٍ

كذا في كتاب الرياض النضرة في فضائل العشرة

ترجمہ} حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک ہی مٹی سے تخلیق کیے گئے، اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ایک ہی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔

کتاب الریاض النضرہ فی فضائل العشرہ میں اسی طرح ہے۔

حدیث شریف 42

وایضا فیہ: عَنْ سَوَارِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَوَارٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ بَارَکَ وَ سَلَّمَ مَرَّ بِقَبْرٍ یُّحْفَرُ فَقَالَ قَبْرُ مَنْ ھٰذَا قَالُوْا قَبْرُ فُلَانٍ الْحَبَشِیِّ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ سِیْقَ مِنْ اَرْضِہٖ

وَسَمَائِهِ اِلَی التُّرْبَةِ الَّتِیْ خُلِقَ مِنْهَا وَقَالَ لِیْ اَبِیْ یَاسَوَارُ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ لِاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ فَضِیْلَةً اَفْضَلَ مِنْ اَنْ یَّکُوْنَا خُلُقًا مِّنْ تُرْبَةٍ خُلِقَ مِنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ ۔ خَرَّجَهُ الْجَوْهَرِیُّ اهٖ بِحُرُوْفِهٖ ۔

ترجمہ} اسی کتاب میں یہ روایت بھی ہے کہ حضرت سوار بن عبداللہ بن سوار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں دیکھا ایک قبر کھودی جارہی ہے، آپ ﷺ نے دریافت کیا: یہ قبر کس کے لیے (تیار کر رہے ہو)؟ لوگوں نے عرض کیا: ایک حبشی کے لیے، آپ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! (کیا قدرتِ خداوندی ہے!) وہ (حبشی) اپنے زمین وآسمان (یعنی اپنے مسکن/علاقے) سے وہاں لے جایا گیا جس جگہ سے اس کی پیدائش کی مٹی لی گئی تھی۔ راوی کا بیان ہے کہ اس روایت کے بعد میرے باپ نے مجھ سے کہا: اُے سوار! میرے نزدیک حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ وہ اُس جگہ کی مٹی سے پیدا ہوئے جس جگہ کی مٹی سے رسول اللہ ﷺ کی تخلیق ہوئی تھی۔

کہ وہ بعداز وصال وہاں جائیں گے، جہاں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے (اس لئے کہ انہیں ایک ہی جوہر سے تخلیق کیا گیا ہے)۔

(اس روایت کو جوہری نے بایں حروف نقل کیا ہے۔)

حدیث شریف 43

ابوبکر وعمر جیسا کوئی پیدا ہی نہ ہوا! (تو نبی جیسا کیسے ہو؟)

وایضًا فیه: عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ رَءَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ بِعَیْنَیَّ هَاتَیْنِ وَاِلَّا فَعَمِیَا وَسَمِعْتُهٗ بِاُذُنَیَّ هَاتَیْنِ وَاِلَّا فَصَمَّتَا یَقُوْلُ مَا وُلِدَ فِی الْاِسْلَامِ مَوْلُوْدٌ اَزْکٰی وَاَطْهَرُ مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ ثُمَّ عُمَرَ ۔ خَرَّجَهُ اَبُوْ

الْقَاسِمِ بْنُ حبابه اه بِحُرُوْفِهٖ وَقَدْ تَقَدَّمَ حَدِيْثُ الْاِمَامِ الشَّافِعِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَاللهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ ۔

ترجمہ} اسی کتاب میں یہ روایت بھی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اِن دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے، اور اگر (نہ دیکھا ہو) تو اِن کی بینائی بالکل ختم ہو جائے! اور میں نے آپ ﷺ کو اپنے اِن دونوں کانوں سے سنا ہے، اور اگر (نہ سنا ہو) تو اِن کی قوتِ سماعت جاتی رہے!

(میں نے) آپ ﷺ کو یہ فرماتے (ہوئے سنا) کہ مسلمانوں میں کوئی نومولود حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے زیادہ پاک وصاف پیدا نہیں ہوا۔

ابوالقاسم بن حبابہ نے بایں حروف یہ روایت بیان کی ہے، اور اس سے پہلے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت گزر چکی ہے۔

اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہی سب سے بڑھ کر جاننے والا ہے، اور اسی کا علم کامل واکمل ہے۔

باب {۲}

میلادِ مصطفیٰ بزبانِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دربارگاہِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فصل نمبر ۱}

شانِ مصطفیٰ بزبانِ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہ اجازتِ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی

قُلْ ،لَا یَفْضُضِ اللّٰهُ فَاكَ ۔

نعت پڑھو، اللہ تمھارے منہ کو سلامت رکھے! (یعنی منہ کے اندر ہونٹوں سے لے کر دانتوں اور زبان و حلق تک کو محفوظ رکھے!) (تابش قصوری)

حدیث شریف 44

نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبانِ عمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حضور نے خود سنی)

وَ اَخْرَجَ الْحَاکِمُ وَ الطِّبْرَانِیُّ عَنْ خُزَیْمِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ هَاجَرْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَ بَارَكَ وَ سَلَّمَ مَنْصَرِفَهٗ مِنْ تَبُوْكَ فَسَمِعْتُ الْعَبَّاسَ یَقُوْلُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَ بَارَكَ وَ سَلَّمَ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اَمْدَحَكَ قَالَ قُلْ ،لَا یَفْضُضِ اللّٰهُ فَاكَ ۔ فَقَالَ:

مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِی الظِّلَالِ وَ فِیْ
مُسْتَوْدَعٍ حَیْثُ یُخْصَفُ الْوَرَقُ
ثُمَّ هَبَطْتَّ الْبِلَادَ لَا بَشَرٌ
اَنْتَ وَ لَا مُضْغَةٌ وَّ لَا عَلَقٌ
بَلْ نُطْفَةٌ تَرْکَبُ السَّفِیْنَ وَ قَدْ
اَلْجَمَ نَسْرًا وَّ اَهْلَهُ الْغَرَقُ

مُنْتَقِلٌ مِّنْ صَالِبٍ اِلٰی رَحِمٍ
اِذَا مَضٰی عَالِمٌ بَدَا طَبَقٌ
وَ اَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَّ اَشْرَقَتِ
الْاَرْضُ وَ ضَاءَ تْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقٗ
حَتّٰی احْتَوٰی بَيْتُكَ الْمُهَيْمِنُ مِنْ
خِنْدِفٍ عَلْيَاءُ تَحْتَهَا النُّطُقٗ
فَنَحْنُ فِيْ ذٰلِكَ الضِّيَاءِ وَ فِي النُّوْرِ
وَ سُبُلِ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ
وَرَدْتَّ نَارَ الْخَلِيْلِ مُكْتَتِمًا
فِيْ صُلْبِهٖ اَنْتَ كَيْفَ يَحْتَرِقُ

كذا فی الخصائص الکبریٰ للعلامۃ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ.

ترجمہ} حاکم اور طبرانی نے حزیم بن اوس رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے، وہ فرماتے ہیں: میں ہجرت کر کے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اُس وقت حاضر ہوا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے، میں نے سنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض گزار تھے کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک قصیدہ نذر کروں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پڑھو، اللہ تمھارے منہ کو ہر آفت سے سلامت رکھے! تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ قصیدہ پڑھا، جس کا ترجمہ کچھ اس طرح سے ہے:

یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم

آپ تخلیقِ عالَم سے قبل ہی پاک وصاف تھے، درختوں کے سائے اور جنتی

محلات میں، جبکہ بہشتی حلّے اُتر جانے کے سبب آدم علیہ الصلاۃ والسلام اور حضرت حوا رَضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے ستر چھپانے کے لیے پتے لپیٹ رہے تھے۔

پھر آپ زمین پر تشریف لائے تو اس وقت نہ آپ جامۂ بشری میں تھے اور نہ ہی گوشت کا ٹکڑا یا جما ہوا خون،

بلکہ آپ پاکیزہ پشت میں تھے، جب حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی کشتی پر سوار ہوئے، جبکہ نسر بُت اور اس کے پجاریوں کو غرق نے لگام ڈالی (کہ سب طوفانِ نوح میں ڈوب مرے)۔

آپ آباء واَجداد کی پشتوں سے ماؤں کے پاکیزہ رِحموں کی طرف منتقل ہوتے رہے، اسی طرح زمانے پر زمانہ قرن بہ قرن بدلتا رہا،

اور جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے نور سے زمین وآسمان منور ہو گئے،

یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا (ہر نقص سے) محفوظ گھرانہ بڑے بڑے عالی نسب خاندانوں پر حاوی ہو گیا۔

تو بیشک ہم آپ کی اسی روشنی اور نور میں ہیں، اور اسی نور کی بدولت ہم ہدایت پر ترقی حاصل کر رہے ہیں۔

آپ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کی پشت میں تھے، جب انہیں آگ میں ڈالا گیا، پھر بھلا وہ کیسے جل سکتے تھے!

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے خصائص الکبری اسی طرح رقم فرمایا ہیں۔

شرحِ حدیث از علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ

وَ فِيْ شَرْحِ الْمَوَاهِبِ اللَّدُنِّيَّةِ لِلْعَلَّامَةِ الزُّرْقَانِيِّ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ :وَ لَـمَّا دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ فِيْ رَمَضَانَ عِنْدَ ابْنِ سَعْدٍ وَ تَبِعَهُ مغلطای وَقَالَ بَعْضُهُمْ فِيْ شَعْبَانَ وَ بَدَءَ بِا لْمَسْجِدِ

فَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ كَمَا فِيْ حَدِيْثِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ فِي الصَّحِيْحِ قَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ كَمَا رَوَاهُ الطِّبْرَانِيُّ وَغَيْرُهُ يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اَمْدَحَكَ اَتَاْذَنُ لِيْ فِيْ اَنْ اَمْدَحَكَ قَالَ قُلْ ،لَا يَفْضُضِ اللهُ فَاكَ اَلْمُرَادُ الدُّعَاءُ لَهٗ لِصِيَانَةِ فِيْهِ عَنْ كُلِّ خَلَلٍ لَاعَنْ نَثْرِ الْاَسْنَانِ فَقَطْ فقال

مِنْ قَبْلِهَا اَيِ الْاَرْضِ اَوِ الدُّنْيَا اَوِ الْوِلَادَةِ طِبْتَ كُنْتَ طَيِّبًا فِي الظِّلَالِ اَيْ ظِلَالِ الْجَنَّةِ فِيْ صُلْبِ آدَمَ وَ فِيْ ، مُسْتَوْدَعٍ بِفَتْحِ الدَّالِ اَيِ الْمَوْضِعِ كَانَ آدَمُ وَحَوَّاءُ بِهٖ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ يُخْصَفُ يُلْزَقُ الْوَرَقُ ،

ثُمَّ هَبَطْتَ اُنْزِلْتَ فِيْ صُلْبِ آدَمَ الْبِلَادَ الْاَرْضَ لَابَشَرٌ ، اَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَّلَا عَلَقٌ ،

بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِيْنَ اِسْمُ جِنْسٍ لِسَفِيْنَةٍ جُمِعَ لِضُرُوْرَةِ الشِّعْرِ اَوْ هُوَمُفْرَدٌ مُرَخَّمٌ وَقَدْ ،اَلْجَمَ نَسْرًا اَحَدُ الْاَصْنَامِ عَبَدُوْهَا قَوْمُ نُوْحٍ وَ اَهْلَهُ الْغَرَقُ ،

مُنْتَقِلٌ مِّنْ صَالِبٍ اَيْ صُلْبٍ اِلٰى رَحِمٍ ،اِذَا مَضٰى عَالَمٌ بَدَا ظَهَرَ طَبَقٌ ، عَالَمٌ آخَرُ

وَرَدْتَّ نَارَ الْخَلِيْلِ مُكْتَتِمًا ، مُخْفِيًا فِيْ صُلْبِهٖ ظَهْرِهٖ اَنْتَ تَوْكِيْدُ الضَّمِيْرِ فِيْ وَرَدْتَّ ، كَيْفَ يَحْتَرِقُ ، اَيْ لَا يَحْتَرِقُ بِبَرَكَتِكَ وَ اَنْتَ فِيْ صُلْبِهٖ

حَتّٰى احْتَوٰى بَيْتُكَ الْمُهَيْمِنُ اَيِ الْمَحْفُوْظُ مِنْ كُلِّ نَقْصٍ

مِنْ خِنْدِفٍ. عَلْيَاءَ تَحْتَهَا النِّطَقُ. يَأْتِيْ شَرْحُهٗ

وَ اَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَّ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقُ.

فَنَحْنُ الْاٰنَ فِيْ ذٰلِكَ الضِّيَاءِ وَ فِي النُّوْرِ. وَسُبُلِ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ. وَ الْبَيْتَانِ مِنَ الْمُدْرَجِ عِنْدَ الْعُرُوْضِيِّيْنَ الَّذِيْ اُدْرِجَ عَجُزُهٗ فِي الْكَلِمَةِ الَّتِيْ فِيْهَا آخِرُ الصَّدْرِ فَلَمْ يَنْفَرِدْ اَحَدُهُمَا عَنِ الْاٰخَرِ تَخُصُّهٗ وَيَمْتَازُ بِهَا.

وَقَوْلُهٗ حَتّٰى احْتَوٰى بَيْتُكَ الْمُهَيْمِنُ الخ... اَلنِّطَقُ جَمْعُ نِطَاقٍ وَ هِيَ اَعْرَاضُ جِبَالٍ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اَيْ نَوَاحٍ وَّ اَوْسَاطٌ مِّنْهَا شُبِّهَتْ بِالنِّطَقِ الَّتِيْ تُشَدُّ بِهَا اَوْسَاطُ النَّاسِ ضَرَبَ مَثَلًا فِي ارْتِفَاعِهٖ وَتَوَسُّطِهٖ فِيْ عَشِيْرَتِهٖ وَجَعَلَهُمْ تَحْتَهٗ بِمَنْزِلَةِ اَوْسَاطِ الْجِبَالِ وَ اَرَادَ بِبَيْتِهٖ شَرَفَهٗ وَ الْمُهَيْمِنُ نَعْتُهٗ اَيِ احْتَوٰى شَرَفُكَ الشَّاهِدُ عَلٰى فَضْلِكَ اَعْلٰى مَكَانٍ مَفْعُوْلٌ مُطْلَقٌ صِفَةُ الْفَضْلِ مَحْذُوْفٌ

مِنْ نَّسَبِ خِنْدِفٍ وَهُوَ اَيْ هٰذَا اللَّفْظُ بِكَسْرِ الْخَاءِ وَكَسْرِ الدَّالِ الْمُهْمَلَةِ فِي الْاَصْلِ اَلْمَشْيُ بِهَرْوَلَةٍ ثُمَّ جُعِلَ عَلَمًا عَلَى امْرَءَةِ اِلْيَاسِ بْنِ مُضَرَ وَهِيَ لَيْلَى الْقُضَاعِيَّةُ لَمَّا خَرَجَتْ تُهَرْوِلُ خَلْفَ بَنِيْهَا الثَّلَاثَةِ عَمْرٍو وَعَامِرٍ وَعُمَرَ حِيْنَ نَدَّ لَهُمْ اِبِلٌ فَطَلَبُوْهَا فَاَبْطَئُوْا عَلَيْهَا ثُمَّ ضُرِبَ مَثَلًا لِّلنَّسَبِ الْعَالِيْ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ لِاَنَّهَا كَانَتْ ذَاتَ نَسَبٍ انتهى بِاخْتِصَارٍ وَّ زِيَادَةٍ مِّنْ مَحَلٍّ آخَرَ.

(وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ)

ترجمہ} شرح مواہب لدنیہ (از علامہ زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ) میں ہے: جب مدینہ منورہ

میں رمضان شریف کے اندر داخل ہوئے (جنگ سے واپسی کے وقت)، یہ بات ابن سعد کے نزدیک ہے، اور ان کی اتباع کی مغلطای نے، اور بعض حضرات نے کہا کہ شعبان کا مہینہ تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم پہلے مسجد شریف میں تشریف لے گئے، وہاں دو رکعت نماز ادا فرمائی، پھر لوگوں کے لیے تشریف فرما ہوئے، جیسا کہ "صحیح" میں کعب بن مالک کی حدیث میں ہے، سیدنا عباس بن عبد المطلب نے عرض کیا، جیسا کہ طبرانی وغیرہ نے اسے روایت کیا، یارسول اللہ! (آپ پر اللہ تعالیٰ درود وسلام بھیجے!) بے شک میں چاہتا ہوں کہ آپ کی مدح کروں، کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کی مدح کروں؟ (نعت پڑھوں)، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم نے فرمایا: (میری نعت) پڑھو، اللہ تعالیٰ تمھارے منہ کو بے دندان نہ کرے! یعنی آپ کے منہ کی حفاظت فرمائے! مراد منہ کے ہر خلل سے حفاظت کی دُعا دینا ہے، صرف دانتوں کے اُکھڑنے سے ہی نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (بارگاہِ نبوت میں) عرض کیا: (یارسول اللہ!)

اِس (زمین، یا دُنیا، یا ولادتِ باسعادت) سے پہلے ہی آپ طیب تھے، جنت کے سایوں میں تھے، آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت مبارک میں، اور ودیعت کی جگہ میں، (مستودَع کا لفظ دال کی زبر کے ساتھ ہے، یعنی وہ جگہ جہاں آدم اور حواء علیہما الصلوٰۃ و السلام تھے) جہاں پتے چپکائے گئے تھے (جب اس درخت سے کھالیا جس سے روکا گیا تھا تو شرم گاہیں ظاہر ہو گئیں جو اس وقت تک آپ دونوں سے پوشیدہ تھیں، تو اُنھوں نے جنت کے درختوں کے پتے شرم گاہوں پر چپکانے شروع کر دیئے، تاکہ شرم گاہوں کو چھپا سکیں)۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (صلبِ آدم میں) بلاد (یعنی زمین) پر اُترے، درآں حالے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ گوشت تھے، نہ جما ہوا خون،

بلکہ وہ پاکیزہ نطفہ تھے جسے کشتی میں سوار کر دیا گیا، (السفین کشتی کا اسم جنس

ہے، ضرورتِ شعری کے لئے جمع لایا گیا ہے یا یہ مفرد مرخم ہے یعنی جمع نہیں واحد ہے اور اس کا آخر (ۃ) محذوف ہے (اور اصل میں السفینۃ تھا)، اور نسر بت (یہ وہ بت ہے جس کی پوجا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کرتی تھی) اور اس کے اہل یعنی پجاریوں کو غرق نے لگام ڈالی (یعنی سب ڈوب مرے)۔

صالب (بمعنی صلب، یعنی پشت) سے رحم کی طرف منتقل ہوتے رہے، جب ایک عالم گزرتا تو دوسرا طبق (جہان) ظہور پذیر ہو جاتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نارِ خلیل میں داخل ہوئے اس حال میں کہ آپ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت میں پوشیدہ تھے، (اَنْتَ اُس ضمیر کی تاکید ہے جو وَرَدتَّ میں ہے)، لہٰذا وہ کیوں کر جل سکتے تھے! (یعنی آپ کی برکت سے وہ نہ جلے کہ آپ ان کی پشت مبارک میں تھے)۔

یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا (ہر نقص سے) محفوظ گھرانہ بڑے بڑے عالی نسب خاندانوں پر حاوی ہو گیا۔ (اس شعر کی تشریح آئندہ سطور پر میں آ رہی ہے۔)

اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہو گئی اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نور سے آفاق چمک اٹھے،

تو ہم اب بھی اُسی روشنی اور نور میں ہیں، اور ہدایت کی راہوں پر چل رہے ہیں۔

نوٹ: یہ دونوں شعر (فنحن فی ذلك.... اوروردت نار الخلیل....)، شعراء کے نزدیک مدرج ہیں (یعنی اصل روایت میں کسی راوی نے داخل کر دیے ہیں)، اور ان کا عجز (یعنی مدرج ہونا) آخری لفظوں (تختر ق اور یحترق) سے ظاہر ہے، کیوں کہ یہ لفظ سابقہ قوافی (ورق، علق، غرق، طبق، افق اور نطق) کے ہم وزن نہیں ہیں۔

حَتّٰی احْتَوٰی بَیْتُكَ الْمُهَیْمِنُ...... اِس شعر میں لفظ نِطَقٌ، نِطَاقٌ کی

جمع ہے، اس کا معنی ہے: پہاڑوں کے دامن، پہاڑوں کے نواحی اور وسطی علاقے، انھیں کمر بند کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جس کے ساتھ لوگوں کے وسط (کمر) کو باندھا جاتا ہے، اور شاعر نے حضور سرورِ عالم ﷺ کی سربلندی اور آپ کے خاندان میں توسط (بہترین ہونے) کو بیان کرنے کے لیے یہ مثال دی ہے اور دوسروں کو آپ ﷺ کے ماتحت پہاڑوں کے دامن کی مثل بتایا ہے (کہ جیسے دامنِ کوہ بلندی پر نہیں ہوتا، بلکہ نچائی میں ہوتا ہے، یوں ہی

ع دُنیا تے لکھ سوہنے، میرے آقا توں تھلے تھلے)

اور شاعر نے "بیت" (گھر) سے "شرف و بزرگی" مراد لی ہے، اور المہیمن اس کی صفت ہے، یعنی آپ کی افضیلت پر گواہ آپ کا شرف، بلندترین مقام پر فائز ہے۔

علیاء و پ مراد پہاڑوں کے دامن ہیں، کہ بعض بعض سے بلندتر ہوتے ہیں، یعنی پہاڑوں کے اطراف اور دامن، انھیں کمر بند کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جسے لوگوں کے درمیان (کمر) میں باندھا جاتا ہے،

بعض پہاڑوں کو بعض پر پیش کرنا ہے یعنی اس کے وسط اور نواح کو انہیں کمر بند کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جسے لوگوں کے درمیان (کمر) میں باندھا جاتا ہے، یہ انسان کی رفعت و بلندی اور رشتہ داروں میں درمیانہ ہونے میں ضرب المثل ہے، اور انہیں آپ کے تحت پہاڑوں کی درمیان کی طرح کر دیا اور آپ کے گھر سے مراد آپ کا شرف لیا اور مہیمن اس گھر کی صفت ہے، مقصد یہ ہے کہ آپ کے شرف نے جو آپ کی فضیلت پر شاہد ہے غلبہ پایا اعلی مکان مفعول مطلق ہے اور فضل کی صفت محذوف ہے،

"من نسب خندف" میں لفظ خندف کا اصل یعنی لغت میں معنی: دوڑتے ہوئے چلنا ہے، پھر اسے عَلَم بنا دیا گیا الیاس بن مضر کی بیوی کا، جس کا نام لیلیٰ قضاعیہ ہے اس کا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ یہ عورت اپنے تین بیٹوں عمرو، عامر اور عمر کا پیچھا کرتی

دوڑتے ہوئے گھر سے نکلی تھی، جب اُن کے اونٹ بدک کر کہیں بھاگ گئے تھے، اور ان کی تلاش میں نکل جانے کے بعد اُنھوں نے اپنی ماں کے پاس واپس آنے میں دیر کر دی تھی، (اس وقت یہ ان کے لیے متفکر ہو کر بھاگی تھی)، پھر یہ لفظ عالی نسب اشیاء کے لیے ضرب المثل بن گیا کیوں کہ یہ عورت عالی نسب تھی (گویا یہ حضور نبی کریم ﷺ کے نسب عالی کی طرف اشارہ ہے)۔

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ خوب اور بہتر جانتا ہے اور اس کا علم ہی کامل تر ہے۔

فصل نمبر ۲} نعتِ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ سیدنا حسان رضی اللہ عنہ

یہ فصل اس بات کے بیان میں ہے کہ سیدِ عالم، نبی مکرم، رسولِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے از خود بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے اوصافِ حمیدہ، مکارم جمیلہ بیان کرنے کا ارشاد فرمایا، اُنھوں نے آپ ﷺ کی مدح میں اشعار پیش کئے، اور بعض اوقات تو آپ انھیں منبر پر کھڑے ہو کر مدحت کا حکم فرماتے اور پھر وہ بڑے محظوظ ہو کر آپ ﷺ کی نعتیں اور کفار و مشرکین کی ہجو کرتے۔

(فی شرح مواہب لدنیہ، علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

حدیث شریف 45

کوئی سڑدا اے تے سڑ جاوے (سیدنا حسان رضی اللہ عنہ کا بیان)

فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسَّانًا يُجِيْبُهُمْ فَقَامَ فَقَالَ:

{قصیدہ}

هَلِ الْمَجْدُ إِلَّا السُّؤْدَدُ الْعَوْدُ وَّ النَّدٰى
وَ جَاهُ الْمُلُوْكِ وَ احْتِمَالُ الْعَظَائِمِ

نَصَرْنَا وَ آوَيْنَا النَّبِيَّ مُحَمَّدًا
عَلٰى أَنْفِ رَاضٍ مِنْ مَعَدٍّ وَّ رَاغِمِ

اِلٰی اَنْ قَالَ

وَ نَحْنُ وَلَدْنَا مِنْ قُرَیْشٍ عَظِیْمَھَا
وَلَدْنَا نَبِیَّ الْخَیْرِ مِنْ اٰلِ ھَاشِمٍ

بَنِیْ دَارِمٍ لَّا تَفْخَرُوْا اِنَّ فَخْرَکُمْ
یَعُوْدُ وَبَالًا عِنْدَ ذِکْرِ الْمَکَارِمِ

(انتھی باختصار)

شرح مواہب لدنیہ (از علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ) میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کفار کی ہجو کا جواب دیں، تو انھوں نے یوں لب کشائی کی، کہ

بزرگی نہیں ہے، مگر سیادت (سرداری) اور عمدگیٔ طبیعت اور بخشش اور دبدبۂ بادشاہی اور عظیم اُمور کی برداشت کرنے سے۔

ہم نے نبیٔ اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور اُنھیں جگہ دی خواہ قبیلۂ معد سے کوئی راضی ہو یا ناراض۔

یہاں تک کہ حضرت حسان نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ اشعار کہے:

☆ ہم نے قریش کے عظیم ترین فرد کو جنا، ہم نے (انسانوں کے بہترین خاندان) بنی ہاشم کے بہترین شخص نبیٔ (آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم) کو جنم دیا۔

☆ اے بنی دارم! فخر مت کرو، بزرگیوں کے ذکر پر تمھارا فخر، وَبالِ جان بن جائے گا!

نوٹ: طویل قصیدہ کے مختصراً چند اشعار نقل کیے گئے ہیں۔

حدیث شریف 46

وَ اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ لِحَسَّانٍ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُومُ عَلَيْهِ قَائِمًا يُفَاخِرُ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (وَاللهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَ تَمُّ)

ترجمہ} امام بخاری نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان کے لئے مسجد نبوی میں منبر رکھتے تھے اور حضرت حسان اس پر چڑھ کر کھڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے بارے میں فخریہ اشعار پڑھتے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مشرکین کی ہجو کا جواب دیتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب تک حسان میری طرف سے مدافعانہ جواب دیتے یا میرے بارے میں فخریہ اشعار پڑھتے رہتے ہیں، حضرت جبرئیل علیہ السلام ان کی مدد فرماتے رہتے ہیں۔

اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اَعلم ہے، اور اس کا علم اَتم ہے!

فصل نمبر ۳} نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ صحابیات رضی اللہ عنہن

اِس فصل میں اُن اوصافِ جمیلہ کا ذکر ہے جنھیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بلا اِذن، صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے بیان کیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نعتیہ اشعار نذر کرتی رہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں منع نہیں فرمایا۔

حدیث شریف 47

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجۂ رسول، نعت گو شاعرہ

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اشعار پڑھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاؤں سے نوازتے ہوئے فرمایا: جَزَاكِ اللهُ يَا عَائِشَةُ خَيْرًا۔

اے عائشہ! اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے!

اورفرمایا: فَمَا اَذْکُرُ اَنِّیْ سُرِرْتُ کَسُرُوْرِیْ بِکَلَامِكَ۔
یعنی مجھے یادنہیں کہ کبھی اتنامسرورہواہوں جیسے تمھارے کلام نے مسرورکیا۔

حدیث شریف 48

چودھویں کاچاندطلوع ہوا

فِیْ شَرْحِ الْمَوَاهِبِ اللَّدُنِّیَّةِ لِلْعَلَّامَةِ الزُّرْقَانِیِّ فِیْ بَیَانِ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَ لَمَّا دَنَا اَیْ قَرُبَ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ مِنَ الْمَدِیْنَةِ خَرَجَ النَّاسُ اَیِ الرِّجَالُ الْكَامِلُوْنَ لِاَ نَّهُمُ الَّذِیْنَ جَرَتِ الْعَادَةُ بِخُرُوْجِهِمْ لِلِقَاءِ الْاَمِیْرِ لِتَلَقِّیْهِ تَعْظِیْمًا لَهٗ وَ اِکْرَامًا وَ لِطُوْلِ غَیْبَتِهٖ وَتَحَدُّثِ الْمُنَافِقِیْنَ عَلَیْهِ بِالسُّوْءِ وَخَرَجَ النِّسَاءُ وَالصِّبْیَانُ وَ الْوَلَائِدُ وَ الْاَمَاءُ فَالْعَطْفُ مُبَائِنٌ وَ اِنْ اُرِیْدَ بِالنَّاسِ مَا یَشْتَمِلُ الرِّجَالَ وَغَیْرَهُمْ فَاَفْرَدَ هٰؤُلَاءِ بِالذِّکْرِ لِبَیَانِ خُرُوْجِهِمْ حَالَ کَوْنِهِمْ یَقُلْنَ غَلَبَ النِّسَاءُ وَ الْوَلَائِدُ عَلٰی ذُکُوْرِ الصِّبْیَانِ لِکَثْرَتِهِنَّ وَ اِنَّمَا خَرَجَ الْجَمِیْعُ فَرَحًا وَّسُرُوْرًا بِضِدِّ مَا اَرْجَفَ بِهَا الْمُنَافِقُوْنَ وَ لِاَ نَّهُنَّ اَلِفْنَهُ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِخِلَافِ الْهِجْرَةِ فَصَعِدَتِ الْمُخَدَّرَاتُ عَلَی الْاَسْطِحَةِ لِاَنَّهُنَّ لَمْ یَکُنْ رَاَیْنَهٗ وَاِنْ فَشَا فِیْهِمُ الْاِسْلَامُ۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّةِ الْوَدَ اعٖ
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَ اعٖ

وَ بَعْدَهُمَا فِیْمَا یُرْوٰی

اَیُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِیْنَا۔ جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعٖ

(انتہی باختصار)

ترجمہ} امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ مواہب اللدنیہ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جب غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے، تو آپ ﷺ کی تشریف آوری کی خبر سن کر مدینہ طیبہ کے لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) آپ ﷺ کے استقبال کے لیے باہر نکلے، جس طرح کہ وہ لوگ حکام و امراء کا تعظیماً تکریماً استقبال کیا کرتے تھے، نیز، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کئی دنوں بعد مدینہ طیبہ تشریف لا رہے تھے، اور ان لوگوں کو منافقین کی اسکیم کا بھی پتہ چل چکا تھا کہ منافقین آپ ﷺ کو ایذا پہچانے کے لیے بھی مشورہ کر چکے ہیں، (لہٰذا اُن گستاخوں پر رعب جمانے کے لیے بھی) عورتیں، بچے، بچیاں، کنیزیں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رونق افروزی کی خوشی میں استقبال کے لیے اُمڈ پڑے، (اور ظاہر ہے جب مدینہ طیبہ کے سبھی لوگ (صحابہ، صحابیات، بچے، بچیاں کنیزیں اور غلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) نکلے ہوں گے تو بڑا عظیم الشان جلوس بن گیا ہوگا اور منافقین پر اس جلوس کی خوب دھاک بیٹھی ہوگی)

نیز پردہ نشین عورتیں اپنے گھروں کی چھتوں پر، محسنِ اعظم، رسولِ مکرم ﷺ کے رُخِ انور کا دیدار کرنے چڑھ گئیں، کیونکہ وہ حضورِ پرنور ﷺ کی زیارت سے مشرف نہ ہوئی تھیں، اگرچہ اسلام کا چرچا تو پہلے ہی ان میں تھا، اور ہر ایک کی زبان پر یہ اشعار تھے:

ثنیات وداع (گھاٹی) کی طرف سے ہمارے اوپر پورا چاند نکلا ہے، ہم پر اس چاند کے طلوع ہونے کا ہمیشہ شکر (کرنا) واجب ہے۔

ان اشعار کے بعد یہ شعر ہے:

اے وہ ذاتِ کریم جسے ہمارے پاس نبی بنا کر بھیجا گیا ہے، آپ واجب الاطاعت اُحکام لے کر آئے ہیں۔ (یہ قصیدہ مختصراً پیش کیا گیا ہے۔)

عہدِ رسالت کے جلوس

بعض لوگ دریافت کرتے ہیں کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک

زمانہ میں بھی جلوس نکلا کرتے تھے، تو راقم الحروف محمد منشا تابش قصوری عرض گزار ہے کہ جس شان وعظمت کے جلوس آپ ﷺ کی موجودگی وعدم موجودگی میں نکلا کرتے تھے، ان کی مثال ملنا، ناممکن ہے! کیونکہ کفار ومشرکین اور یہود ونصاریٰ، نیز منافقین کے ساتھ آپ ﷺ نے اپنی قیادت، وسربراہی میں ۲۷ غزوات فرمائے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قریباً ۸۳ سرایا کی سعادت حاصل کی، ان غزوات وسرایا میں اپنے اپنے قبائل کے جھنڈے بھی ہوتے تھے، اور جہاں جہاں اور جدھر جدھر سے گزرتے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے جانثاروں کا رُعب، دشمنانِ خدا اور رسول کے دلوں پر بیٹھ جاتا۔ اُس دور کے مطابق، وہی میلاد النبی ﷺ کے جلوس تھے! (فافھموا وتدبروا)

حدیث شریف 49

سیدہ عائشہ کی مدح سرائی اور حضور ﷺ کی پذیرائی

وَ اَخْرَجَ الْخَطِیْبُ وَ ابْنُ عَسَاکِرَ وَ اَبُوْ نُعَیْمٍ وَ الدَّیْلَمِیُّ مِنْ طَرِیْقَیْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمَاعِیْلَ الْبُخَارِیِّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ : کُنْتُ قَاعِدَةً اَغْزِلُ وَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْصِفُ نَعْلَهٗ فَجَعَلَ جَبِیْنُهٗ یُعْرِقُ وَ جَعَلَ عَرَقُهٗ یَتَوَلَّدُ نُوْراً فَبَهِتُّ . فَقَالَ مَا لَكِ بَهِتِّ قُلْتُ جَعَلَ جَبِیْنُكَ یُعْرِقُ وَجَعَلَ عَرَقُكَ یَتَوَلَّدُ نُوْرًا وَلَوْ رَءَاكَ اَبُوْ کَبِیْرٍ الْهُذَلِیُّ یَعْلَمُ اَنَّكَ اَحَقُّ بِشِعْرِهٖ حَیْثُ یَقُوْلُ :

وَ مُبَرَّءٌ مِّنْ کُلِّ غُبَّرِ حَیْضَةٍ ۔۔۔ وَ فَسَادِ مُرْضِعَةٍ وَ دَاءِ مُغْیِلِ

وَاِذَا نَظَرْتُ اِلٰی اَسِرَّةِ وَجْهِهٖ ۔۔۔ بَرَقَتْ بُرُوْقَ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ

فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا کَانَ فِیْ یَدِهٖ وَ قَامَ اِلَیَّ فَقَبَّلَ بَیْنَ عَیْنَیَّ وَقَالَ جَزَاكِ اللهُ یَاعَائِشَةُ

خَيْرًا فَمَا اَ ذُكُرًا نِّيْ سُرِرْتُ كَسُرُوْرِيْ بِكَلَامِكِ (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم)

ترجمہ} خطیب، ابن عساکر، ابونعیم اور دیلمی نے دو طریقوں سے محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ سے، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت بیان کی ہے ،آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں بیٹھی سوت کات رہی تھی اور حضورِ پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے نعلین مبارک گانٹھ رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی پر پسینہ آگیا اور اس میں سے نور پیدا ہوا، یہ دیکھ کر میں حیران ہوگئی، (جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری حیرانی دیکھی) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو کس لیے مبہوت سی (حیران) ہو رہی ہے؟ میں نے عرض کیا: حضور! اِس وقت آپ کی پیشانی مبارک پر پسینہ آرہا ہے اور اس سے نورانی کرنیں نکل رہی ہیں، اگر اس حال میں آپ کو (زمانۂ جاہلیت کا مشہور شاعر) ابوکبیر ہذلی دیکھ پاتا تو یقیناً جان لیتا کہ آپ ہی اُس کے اِس شعر کے صحیح مصداق ہیں جو اس نے یہ کہا ہے۔

وہ پاک ہے، ہر ایک آلودگیِ حیض، دودھ پلانے والی کی خرابی، اور اس مرض سے جو صحبت کرنے سے زمانۂ شیر نوشی میں ہوتا ہے۔

اور جب میں اس کی پیشانی کے بل دیکھتا ہوں تو ایسی چمکتی معلوم ہوتی ہے کہ گویا پتلے سے بادل میں چاند چمکتا ہے۔

(یہ شعر سنتے ہی) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں جو کچھ تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھ دیا اور اُٹھ کر میرے قریب تشریف لے آئے، میری پیشانی چوم لی اور فرمایا:

اے عائشہ! اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے! مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں کبھی اتنا خوش ہوا ہوں جتنا آج تیری بات نے خوش کیا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے، اور اسی کا علم مکمل ہے۔

باب {۳}

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبانِ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

اس باب میں بیان کیا گیا ہے کہ خلفائے راشدین جو کہ عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں، ان سے بھی بیانِ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثبوت ہے، اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور خصوصاً عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی ذکرِ ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان ہے، اور اس باب میں دس فصلیں ہیں بعد عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اُن کے بیانات کا مختصر سا تذکرہ تبرّکاً وتیمّناً درج کیا جاتا ہے:۔

فصل نمبر ۱} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبانِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 50

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی منتظر ہیں، مخلوق آپ کا انتظار کرتی تھی

وَ اَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ فِیْ تَارِیْخِ دِمَشْقَ عَنْ عِیْسَیٰ بْنِ وَاهِبٍ قَالَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّیْقُ كُنْتُ جَالِسًا بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ وَ زَیْدُ بْنُ عَمْرِوبْنِ نُفَیْلٍ قَاعِدٌ فَمَرَّ بِهٖ اُمَیَّةُ بْنُ اَبِی الصَّلْتِ فَقَالَ اَمَا اَنَّ هٰذَا النَّبِیَّ الَّذِیْ نَنْظُرُ مِنَّاوَمِنْكُمْ اَوْ مِنْ اَهْلِ فِلَسْطِیْنَ قَالَ وَ لَمْ اَكُنْ سَمِعْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ نَبِیٌّ یُّنْتَظَرُ وَلَا یُبْعَثُ فَخَرَجْتُ اُرِیْدُ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلٍ فَقَصَصْتُ عَلَیْهِ الْحَدِیْثَ فَقَالَ نَعَمْ یَا ابْنَ اَخِیْ اَخْبَرَنَا اَهْلُ الْكِتَابِ وَالْعُلَمَآءُ اَنَّ هٰذَا النَّبِیَّ یُنْتَظَرُ مِنْ اَوْسَطِ الْعَرَبِ نَسَبًا وَّ لِیَ عِلْمٌ بِالنَّسَبِ وَ قَوْمُكَ اَوْسَطُ الْعَرَبِ نَسَبًا قُلْتُ یَا عَمُّ وَمَا یَقُوْلُ النَّبِیُّ قَالَ یَقُوْلُ مَا قِیْلَ لَهٗ اِلَّا اَنَّهٗ لَا یَظْلِمُ وَلَایُظَالَمُ قَالَ فَلَمَّا بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اٰمَنْتُ وَصَدَّقْتُ ۔

ترجمہ} ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں کعبہ شریف کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا کہ زید بن عمرو بن نفیل آ کر بیٹھ گیا، امیہ بن ابی الصلت کا وہاں سے گزر ہوا تو اُس نے (زید) سے کہا: یہ نبی جن کا ہم انتظار کر رہے ہیں، وہ ہم تم میں سے ہوں گے یا اہل فلسطین میں سے ہوں گے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اس پہلے یہ بات نہیں سنی تھی کہ کسی نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا انتظار ہو رہا ہے، نہ یہ کہ کوئی نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مبعوث ہونے والے ہیں، چناں چہ میں ورقہ بن نوفل (رضی اللہ عنہ) کی تلاش میں نکلا اور انھیں جا کر یہ بات سنائی، تو انھوں نے کہا: ہاں اے بھتیجے! ہمیں اہل کتاب اور علماء نے خبر دی ہے کہ جس نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا انتظار ہو رہا ہے وہ نسب کے لحاظ سے اوسط العرب (بہترین عرب) میں سے ہوگا، اور میں اَنساب کا عالم ہوں، اور (علم الانساب کے مطابق) تمھاری (یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی) قوم نسب کے لحاظ سے اوسط العرب ہے۔ میں (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) نے کہا: چچا جان! وہ نبی کیا ارشاد فرمائیں گے؟ اُنھوں (ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ) نے کہا: جیسا مشہور ہے، وہ ہدایت کی باتیں ارشاد فرمائیں گے، لیکن وہ ظلم نہ کرے گا، اور نہ ظلم کیا جائے گا* حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: چناں چہ جب رسول اللہ مبعوث ہوئے تو میں (فوراً) ایمان لے آیا اور میں نے (بلا چون و چرا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) تصدیق کی۔

*یہ الفاظ، جملۂ حدیث "وَلَقَدْ اُوْذِيْتُ فِي اللهِ وَمَا يُؤْذٰى اَحَدٌ" کے بظاہر مخالف ہیں، یعنی راہِ خدا میں جتنی اذیت مجھے پہنچائی گئی، کسی (داعی الی اللہ) کو اتنی ایذا نہیں پہنچائی گئی،

اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ

"لَا يُظَالَمُ" کے معنی یہ ہیں کہ وہ ایسا عالی ظرف اور بلند حوصلہ (نبی) ہوگا کہ احیاءِ دین کے فرطِ شوق میں لوگوں کے ظلم کو ظلم نہ سمجھے گا، بلکہ اُن کی شدتِ مخالفت میں

انھیں معذور جانے گا، چناں چہ فقرہ حدیث "اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ اِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ" (اے اللہ! میری قوم کو ہدایت عطا فرما! بے شک وہ انجان ہیں) اس پر دلیل ہے۔ ۱۲

حدیث شریف 51

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خواب: آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر و خلیفہ ہیں

وَ اَخْرَجَ ابْنُ عَسَاکِرَ فِیْ تَارِیْخِ دِمَشْقَ عَنْ کَعْبٍ قَالَ کَانَ اِسْلَامُ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ سَبَبُهٗ بِوَحْیٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ کَانَ تَاجِرًا بِالشَّامِ فَرَاٰی رُؤْیَا فَقَصَّهَا عَلٰی بُحَیْرَاءَ الرَّاهِبِ فَقَالَ لَهٗ مِنْ اَیْنَ اَنْتَ قَالَ : مِنْ مَّکَّةَ قَالَ مِنْ اَیِّهَا قَالَ مِنْ قُرَیْشٍ فَاَیُّشٍ اَنْتَ قَالَ تَاجِرٌ قَالَ صَدَّقَ اللّٰهُ رُؤْیَاكَ فَاِنَّهٗ یُبْعَثُ نَبِیٌّ مِّنْ قَوْمِكَ تَکُوْنُ وَزِیْرَهٗ فِیْ حَیَاتِهٖ وَخَلِیْفَتَهٗ بَعْدَ مَوْتِهٖ فَاَسَرَّهَا اَبُوْ بَکْرٍ حَتّٰی بُعِثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهٗ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ مَا الدَّلِیْلُ عَلٰی مَا تَدَّعِیْ قَالَ اَلرُّؤْیَا الَّتِیْ رَاَیْتَ بِالشَّامِ فَعَانَقَهٗ وَقَبَّلَ مَا بَیْنَ عَیْنَیْهِ وَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔

ترجمہ} ابن عسا کر نے تاریخ دمشق میں حضرت کعب کی روایت بیان کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام لانا آسمانی وحی کے سبب سے تھا، اور اس کا قصہ یوں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام تجارت کے لیے گئے ہوئے تھے کہ وہاں پر اُنھوں نے ایک خواب دیکھا، جسے انھوں نے بحیراء راہب سے بیان کیا، تو اُس نے آپ سے دریافت کیا کہ کہاں رہتے ہو؟ آپ نے کہا: مکہ مکرمہ میں، اس نے پوچھا: کس خاندان سے ہو؟ فرمایا: قریش سے، پھر اس نے کہا: کون سا پیشہ اختیار کر رکھا ہے؟ آپ نے کہا: تاجر ہوں، پھر راہب بولا: اللہ تعالیٰ تیرا خواب سچا کرے گا، اور تیری قوم میں ایک نبی ہوگا اور تم اس کی زندگی میں وزیر اور بعد از وصال خلیفہ ہوگے، پس حضرت ابوبکر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خواب اور تعبیر کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے تک دل میں رکھا، جب حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا اظہار فرمایا تو آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: حضور! آپ کی نبوت پر کیا دلیل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہی خواب جو تم نے ملک شام میں دیکھا تھا، یہ سنتے ہی حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معانقہ کیا اور پیشانی کو چوما اور برملا اعلان کیا کہ میں گواہی دیتا ہوں بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حدیث شریف 52

درخت سے آواز آئی: یہ نبی ہیں، تو ایمان لا کر سب سے زیادہ سعادت والا ہو جا!

وَ اَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْبَيَاضِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قِيْلَ لِاَبِيْ بَكْرٍ هَلْ يَأْتِ (رَأَيْتَ) قَبْلَ الْاِسْلَامِ شَيْئًا مِنْ دَلَائِلِ نُبُوَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَهَلْ بَقِيَ اَحَدٌ مِّنْ قُرَيْشٍ اَوْ مِنْ غَيْرِ قُرَيْشٍ لَمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لِمُحَمَّدٍ فِيْ نُبُوَّتِهٖ حُجَّةً بَيْنَا اَنَا قَاعِدٌ فِيْ شَجَرَةٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اِذْ تُدْنِيْ عَلَيَّ غُصْنٌ مِّنْ اَغْصَانِهَا حَتّٰى صَارَ عَلٰى رَأْسِيْ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَيْهِ وَ اَقُوْلُ مَا هٰذَا فَسَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ الشَّجَرَةِ هٰذَا النَّبِيُّ يَخْرُجُ فِيْ وَقْتِ كَذَا وَ كَذَا فَكُنْ اَنْتَ مِنْ اَسْعَدِ النَّاسِ بِهٖ۔

ترجمہ} ابن عساکر نے محمد بن عبد الرحمن البیاضی کی، اُن باپ کے واسطے سے اُن کے دادا سے روایت بیان کی ہے کہ کسی شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ نے اسلام سے پہلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برحق نبی ہونے کی دلیل دیکھی تھی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قریش میں وہ کون سا شخص باقی رہ گیا ہے جس پر نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی حجت ثابت نہیں ہوئی؟ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حکایت بیان کی کہ میں ایک دن ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا، اس درخت کی ایک شاخ اس قدر میری طرف جھکی کہ میرے سر کو چھونے لگی، میں نے اس کی طرف دیکھنا شروع کر دیا اور میں (جی ہی جی میں) کہنے لگا: یہ کیا ہے! تو میں نے درخت میں سے یہ آواز سنی کہ جس نبی کا انتظار ہے وہ فلاں سال فلاں مہینے میں مبعوث ہوگا، تو آپ اُن کی تصدیق کر کے اولیت کا شرف حاصل کیجئے۔

حدیث شریف 53

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ چاند کی طرح چمکدار تھا

وَاَخْرَجَ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ کَانَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَدَارَةِ الْقَمَرِ۔

وَاللهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ۔

ترجمہ} ابونعیم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روئے منور (چودھویں کے) چاند کے (حلقہ اور دائرہ کی مانند (دکھائی دیتا) تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔

فصل نمبر ۲

میلادِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبانِ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 54

مامون نامی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خبر دیا کرتا تھا

وَ اَخْرَجَ اَبُوْ مُوْسَی الْمَدَافِعِیُّ فِی الذَّیْلِ عَنِ ابْنِ الْکَلْبِیِّ عَنْ عَوَانَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِجُلَسَآئِهٖ هَلْ فِیْکُمْ اَحَدٌ وَقَعَ لَهٗ خَبَرٌ مِنْ اَمْرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَقَالَ

طُفَيْلُ بْنُ زَيْدٍ الْحَارِثِيُّ وَكَانَ قَدْ اَتَتْ عَلَيْهِ سِتُّوْنَ وَ مِائَةُ سَنَةٍ نَعَمْ يَااَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ كَانَ الْمَامُوْنُ بْنُ مُعَاوِيَةَعَلٰى مَا بَلَغَكَ مِنْ كُهَانَةٍ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ فِيْ اِ نْذَارِهٖ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ قَوْلِهٖ يَالَيْتَ اَنِّيْ اُ لْحِقُهٗ وَ لَيْتَنِيْ لَا اَسْبِقُهٗ . قَالَ طُفَيْلٌ فَاَ تَانَا خَبَرُالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَنَحْنُ بِتِهَامَةَ فَقُلْتُ يَا نَفْسِيْ هٰذَاذَاكَ الَّذِيْ اَنْذَرَ بِهِ الْمَامُوْنُ قَالَ وَتَرَاخَتِ الْاَيَّامُ اِلٰى اَنْ وَفَدْتُّ فَاَسْلَمْتُ.

ترجمہ} ابوموسیٰ مدافعی نے ذیل میں از ابن کلبی از عوانہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہم نشینوں سے دریافت فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق زمانہ جاہلیت میں کوئی خبر پہنچی ہو؟

تو طفیل بن زید حارثی (جن عمر ایک سو ساٹھ سال ہو چکی تھی) نے کہا: جی ہاں! اے امیر المؤمنین! جیسا کہ آپ کو یہ بات پہنچی ہے کہ مامون بن معاویہ غیب کی باتیں بتایا کرتا تھا..... پھر طفیل بن زید حارثی نے مامون بن معاویہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا بتا کر ڈرانے کی بات بیان کی (کہ وہ کہا کرتا تھا: وہی نبی تم کو آ کر ٹھیک کریں گے،) اور یہ بھی کہتا کہ اے کاش! میں اُن سے ملوں، اور اے کاش! میں ان کی بعثت سے پہلے نہ مر جاؤں طفیل نے کہا پھر جب مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی خبر ملی تو اس وقت ہم تہامہ میں تھے، میں نے اپنے دل میں کہا: یہ وہی نبی ہیں جن ذکر مامون کیا کرتا تھا، پھر کچھ دن گزرے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (لوگ جوق در جوق آ کر مشرف بہ اسلام ہونے لگے) تو اس وقت میں بھی وفد کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

حدیث شریف 55

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ پتھر (جس پر چار سطریں تھیں)

وَ اَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ مِنْ طَرِيْقِ الْحَسَنِ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِكَعْبٍ اَخْبِرْنَا مِنْ فَضَائِلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ مَوْلُوْدِهٖ فَقَالَ نَعَمْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَرَءْتُ فِيْمَا قَرَءْتُ اَنَّ اِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلَ وَجَدَ حَجَرًا مَكْتُوْبًا عَلَيْهِ اَرْبَعَةُ اَسْطُرٍ۔

اَلْاَوَّلُ: اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ۔

وَالثَّانِيْ: اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلِيْ طُوْبٰى لِمَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَاتَّبَعَهٗ۔

وَالثَّالِثُ: اِنِّيْ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا مَنِ اعْتَصَمَ بِيْ نَجَا۔

وَالرَّابِعُ: اِنِّيْ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا اَلْحَرَمُ لِيْ وَ الْكَعْبَةُ بَيْتِيْ مَنْ دَخَلَ بَيْتِيْ اٰمِنَ عَذَابِيْ۔

ترجمہ} ابن عساکر نے بطریق حسن از سلمان روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادتِ باکرامت سے پہلے (کتبِ سابقہ میں مذکور) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل بیان کیجئے۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں نے کتبِ سابقہ میں پڑھا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک ایسا پتھر دیکھا جس پر چار سطریں مرقوم تھیں:

☆ پہلی سطر: میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، لہٰذا تو میری ہی عبادت کر۔

☆ دوسری سطر: میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے رسول ہیں، خوش خبری ہے اُس کے لیے جو اُن پر ایمان لا کر ان کی اتباع کرے۔

☆ تیسری سطر: میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، جو میرا حکم مانے گا وہی نجات پائے گا۔

☆ چوتھی سطر: بے شک میں اللہ ہوں، حرم میرا ہے، اور کعبہ میرا گھر ہے، جو میرے گھر میں (ایمان دار) داخل ہوگا، وہ میرے عذاب سے محفوظ ہو جائے گا۔

حدیث شریف 56

وَ اَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَ الصَّغِیْرِوَابْنُ عَدِیٍّ وَ الْحَاکِمُ فِی الْمُعْجِزَاتِ وَ الْبَیْهَقِیُّ وَ اَ بُوْ نُعَیْمٍ وَ ابْنُ عَسَاکِرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ کَانَ فِیْ مَحْفِلٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ اِذْ ا جَاءَ اَعْرَابِیٌّ مِّنْ بَنِیْ سُلَیْمٍ قَدْ صَادَ ضَبًّا فَقَالَ وَ اللَّاتِ وَ الْعُزّٰی لَا اٰمَنْتُ بِکَ حَتّٰی یُؤْمِنَ بِکَ هٰذَا الضَّبُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا ضَبُّ فَقَالَ الضَّبُّ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ یَّفْهَمُهُ الْقَوْمُ جَمِیْعًا لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ مَنْ تَعْبُدُ فَقَالَ الَّذِیْ فِی السَّمَاءِ عَرْشُهٗ وَفِی الْاَرْضِ سُلْطَانُهٗ وَ فِی الْبَحْرِ سَبِیْلُهٗ وَ فِی الْجَنَّةِ رَحْمَتُهٗ وَفِی النَّارِ عَذَابُهٗ قَالَ فَمَنْ اَ نَا قَالَ اَ نْتَ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَخَاتَمُ النَّبِیّٖنَ قَدْ اَ فْلَحَ مَنْ صَدَّقَکَ وَ قَدْ خَابَ مَنْ کَذَّبَکَ فَاَسْلَمَ الْاَعْرَابِیُّ لَیْسَ فِیْ اِسْنَادِهٖ مَنْ یُّنْظَرُ فِیْ حَالِهٖ سِوٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ الْوَلِیْدِ الْبَصِیْرِیِّ السُّلَمِیِّ شَیْخِ

الطَّبَرَانِيّ وَابْنِ عَدِيٍّ فَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ اَلْحَمْلُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَلَيْهِ قَالَ الْوَاقِدِيُّ مِنْ طُرُقٍ اُخَرَ عَنْ عَائِشَةَ وَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَقَدْ ذَهَبَ ابْنُ دِحْيَةَ اَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ مَوْضُوْعٌ كَذَالِكَ الذَّهَبِيُّ . قُلْتُ لِحَدِيْثِ عُمَرَ طَرِيْقٌ آخَرُ لَيْسَ فِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْوَلِيْدِ اَخْرَجَهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ وَ قَدْ وَرَدَ اَيْضًا مِثْلُهُ مِنْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ اَخْرَجَهُ ابْنُ عَسَاكِرَ اَفَادَهُ الْعَلَّامَةُ جَلَالُ الدِّيْنِ السَّيُوْطِيُّ فِي الْخَصَائِصِ الْكُبْرٰى.

ترجمہ} طبرانی نے اوسط اور صغیر میں، نیز ابن عدی اور حاکم نے ''المعجزات ،، میں، اور بیہقی، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محفل میں تشریف فرماتھے کہ ایک اعرابی، گوہ شکار کر کے لایا، اور (حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے) کہا: مجھے لات وعزیٰ کی قسم! میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ہر گز ایمان نہیں لاؤں گا، جب تک یہ گوہ آپ پر ایمان نہ لائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے گوہ!،، تو وہ نہایت فصیح وبلیغ عربی میں بولی: لبیک یارسول ربّ العٰلمین وخاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ،، جسے تمام حاضرین نے سنا اور سمجھا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: تو کس کی بندگی کرتی ہے؟ وہ بولی: جس کا عرش آسمان پر، جس کی سلطنت زمین پر، جس کا راستہ سمندروں میں اور جس کی رحمت جنت میں اور جس کا عذاب دوزخ میں ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کون ہوں؟

تو وہ پکاری: آپ رسولِ رب العٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم اور خاتم النبیّین ہیں۔

جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرے، وہ فلاح پائے، اور جو تکذیب کرے، وہ برباد ہو، (یہ گفتگو سنتے ہی) وہ اعرابی مشرف با ایمان ہوگیا۔

حدیث شریف 57

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نہ ہوتے، تو کچھ پیدا نہ ہوتا

وَ اَخْرَجَ الْحَاکِمُ وَ الْبَیْھَقِیُّ وَ الطَّبَرَانِیُّ فِی الصَّغِیْرِ وَ اَبُوْ نُعَیْمٍ وَ ابْنُ عَسَاکِرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ لَمَّا اقْتَرَفَ آدَمُ الْخَطِیْئَۃَ قَالَ یَا رَبِّ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَّمَا غَفَرْتَ لِیْ قَالَ وَ کَیْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا قَالَ لِاَ نَّکَ لَمَّا خَلَقْتَنِیْ بِیَدِکَ وَ نَفَخْتَ فِیَّ مِنْ رُّوْحِکَ رَفَعْتُ رَأْسِیْ فَرَءَیْتُ عَلٰی قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَکْتُوْبًا لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ فَعَلِمْتُ اَنَّکَ لَمْ تُضِفْ اِلٰی اسْمِکَ اِلَّا اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَیْکَ قَالَ صَدَقْتَ یَا آدَمُ وَلَوْ لَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُکَ. فی روایۃ المستدرک اَحَبَّ الْخَلْقِ فَقَالَ اللہُ: صَدَقْتَ یَا آدَمُ اِ نَّہٗ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَیَّ اُدْعُنِیْ بِحَقِّہٖ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُکَ. وَ اللہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالیٰ اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَ تَمُّ.

(المستدرک، باب ومن کتاب آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التی ہی دلائل النبوۃ)

(اصول الایمان فی ضوء الکتاب والسنۃ، باب المطلب السادس التوسل)

ترجمہ﴾ حاکم، بیہقی، طبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لغزش واقع ہوئی، تو انھوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا: الٰہی! میں تیرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ سے معافی کا خواستگار ہوں، مجھے بخشش سے بہرہ مند فرما!

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے پوچھا: تُو نے محمد صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی معرفت کیسے حاصل کی؟ تو وہ عرض گزار ہوئے: الٰہی! جب تُو نے مجھے اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے جیسے ہی سر اُٹھا کر عرش کی طرف دیکھا تو یہ لکھا ہوا پایا: "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ"، لہٰذا میں نے جان لیا کہ تُو نے اپنے نام کے ساتھ مخلوق میں اپنے سب سے زیادہ محبوب بندے کا نام ہی ملایا ہے، (اس پر اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: اے آدم تُو نے (خوب سمجھا اور) سچ کہا، (میں نے تجھے معاف فرمایا) اور (سُن!) اگر (میں نے اپنے حبیب) محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (کو تخلیق نہ فرمایا) ہوتا، تو میں تجھے بھی نہ بناتا۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم۔

فصل نمبر ۳

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بزبانِ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 58

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بزبانِ کاہنہ

وَ اَخْرَجَ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ خَرَجْنَا فِیْ عِیْرٍ اِلَی الشَّامِ قَبْلَ اَنْ یُّبْعَثَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَلَمَّا کُنَّا بِاَفْوَاہِ الشَّامِ وَ بِھَا کَاھِنَۃٌ فَتَعَرَّضَتْنَا فَقَالَتْ اَتَانِیْ صَاحِبِیْ فَوَقَفَ عَلٰی بَابِیْ فَقُلْتُ اَلَا تَدْخُلُ قَالَ لَا سَبِیْلَ اِلٰی ذٰلِكَ خَرَجَ اَحْمَدُ جَآءَ اَمْرٌ لَّا یُطَاقُ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَرَجَعْتُ اِلٰی مَکَّۃَ فَوَجَدْتُّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ خَرَجَ بِمَکَّۃَ یَدْعُوْ اِلَی اللہِ ۔ وَ اللہُ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَ عِلْمُہٗ اَتَمُّ ۔

ترجمہ} ابو نعیم نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم لوگ ایک قافلہ میں ملکِ شام کی طرف گئے، جبکہ ابھی رسول اللہ

ﷺ کی بعثت نہیں ہوئی تھی، جب ہم حدودِ شام میں پہنچے، تو وہاں ایک کاہنہ (غیب کی خبریں دینے والی عورت) تھی، وہ ہمیں راستے میں ملی، کہنے لگی: میرا یار (جو مجھے آسمانی خبر دیا کرتا تھا) میرے پاس آیا تو دروازے پر ہی ٹھہر گیا، میں نے کہا: اندر نہیں آوگے! وہ بولا: اب موقع نہیں رہا، احمد (ﷺ) پیدا ہو چکے، اور بات قابو سے باہر ہو گئی، پھر میں (عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ) وہاں سے مکہ مکرمہ واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ کو پایا کہ وہ پردہ سکوت سے نکل کر خلقت کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلا رہے ہیں۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔

فصل نمبر ۴ }

میلادِ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 59

فِيْ اَحْكَامِ ابْنِ الْقَطَّانِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نُوْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَبِّيْ قَبْلَ خَلْقِ اٰدَمَ بِاَرْبَعَةَ عَشَرَ اَلْفَ عَامٍ۔

ابن القطان کی کتاب احکام میں ہے کہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی پیدائش سے چودہ ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں نور تھا۔

حدیث شریف 60

نبی پاک ﷺ کا نسب پاک ہے

وَاَخْرَجَ الْعَدَنِيُّ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ وَابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَرَجْتُ مِنْ نِّكَاحٍ وَّلَمْ اَخْرُجْ مِنْ

سِفَاحٍ مِّنْ لَّدُنْ آدَمَ اِلٰی اَنْ وَّلَدَنِیْ اَبِیْ وَ اُمِّیْ لَمْ یُصِبْنِیْ مِنْ سِفَاحِ الْجَاهِلِيَّةِ شَيْءٌ۔

ترجمہ} عدنی نے اپنی مسند میں، طبرانی نے اوسط میں، اور ابونعیم اور ابن عساکر نے علی بن طالب رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے وقت سے لے کر اپنے ماں باپ کے ہاں متولد ہونے تک نکاح سے پیدا ہوا ہوں، غلط فعل سے نہیں، اور جاہلیت کی بدفعلی میرے قریب تک نہ پھٹکی۔

حدیث شریف 61

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تورات میں

وَاَخْرَجَ الْحَاکِمُ وَالْبَیْهَقِیُّ وَابْنُ عَسَاکِرَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّ یَهُوْدِیًّا کَانَ لَهٗ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَنَانِیْرَ فَتَقَاضَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا عِنْدِیْ مَا اُعْطِیْكَ قَالَ فَاِنِّیْ لَا اُفَارِقُكَ یَا مُحَمَّدُ حَتّٰی تُعْطِیَنِیْ فَقَالَ اِذَنْ اَجْلِسَ مَعَكَ فَجَلَسَ مَعَهٗ فَصَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالْغَدَاةَ وَکَانَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَهَدَّدُوْنَ الْیَهُوْدِیَّ وَیَتَوَعَّدُوْنَهٗ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَهُوْدِیٌّ وَیَحْبِسُكَ قَالَ مَنَعَنِیْ رَبِّیْ اَنْ اَظْلِمَ مُعَاهِدًا وَلَا غَیْرَهٗ فَلَمَّا تَرَجَّلَ النَّهَارُ اَسْلَمَ الْیَهُوْدِیُّ وَقَالَ شَطْرُ مَالِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمَا وَاللّٰهِ مَا فَعَلْتُ بِكَ مَا فَعَلْتُ بِكَ اِلَّا لِاَنْظُرَ اِلٰی نَعْتِكَ فِی التَّوْرَاةِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلِدُهٗ بِمَکَّةَ وَمُهَاجَرُهٗ بِطَیْبَةَ وَمُلْکُهٗ بِالشَّامِ وَلَیْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِیْظٍ وَلَا سَخَّابٍ فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا مُتَزَیٍّ بِالْفُحْشَاءِ وَلَا الْخَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ

أَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ وَ هٰذَا مَا لِيْ فَاحْكُمْ فِيْهِ بِمَا اَرَاكَ اللهُ وَكَانَ الْيَهُوْدِيُّ كَثِيْرَ الْمَالِ.

ترجمہ} حاکم، بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ ایک یہودی کے چند دینار حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ تھے، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واپسی کا تقاضا کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس اس وقت تجھے دینے کو کچھ نہیں ہے، وہ بولا: میں تو آپ سے لیے بغیر یہاں سے ہرگز نہیں جاؤں گا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر میں تیرے پاس بیٹھ جاتا ہوں، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس اسی جگہ تشریف فرما رہے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ نمازیں (ظہر سے دوسرے دن کی فجر تک) وہیں ادا کیں۔

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کیفیت کو دیکھ کر اس یہودی کو ڈرانے دھمکانے لگے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض گزار ہوئے کہ حضور! اس یہودی کی یہ جرءت کہ آپ کو روک رکھے! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے مجھے ظلم سے روکا ہے، خواہ معاہد (ذمی) ہو یا کوئی اَور، جب دن چڑھا (سورج نکلا) تو یہودی (بلا تکلف) مسلمان ہو گیا، اور نصف مال اسی وقت اس نے راہ خدا میں تقسیم کر دیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معذرت کی اور کہا: میں نے آپ سے جو کچھ کیا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ میں نے آپ کے اوصاف کا امتحان لیا ہے جو تورات میں پائے جاتے ہیں، وہاں موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں پیدا ہوں گے، مدینہ طیبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مستقل مقام ہوگا، اور شام میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ملک ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درشت خو، اور سخت مزاج نہیں ہوں گے، نہ بازاروں میں شور کریں گے اور نہ ہی آپ کی خصلت بے حیائی ہوگی، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ یکتا ہے، اور آپ اس کے سچے رسول ہیں، اور یہ جو میرا بقیہ مال ہے، یہ آپ ہی کے ارشاد پر نثار کرتا ہوں، آپ جو چاہیں اس میں فیصلہ صادر فرمادیں۔ وہ یہودی بہت بڑا مالدار تھا۔

حدیث شریف 62

وَفِی الْمَوَاهِبِ اللَّدُنِّیَّةِ رُوِیَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّهٗ قَالَ لَمْ یَبْعَثِ اللّٰهُ نَبِیًّا مِنْ آدَمَ فَمَنْ بَعْدَهٗ اِلَّا اَخَذَ عَلَیْهِ الْعَهْدَ فِیْ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَئِنْ بُعِثَ وَهُوَ حَیٌّ لَیُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَیَنْصُرُنَّهٗ وَ یَاْخُذُ الْعَهْدَ بِذٰلِكَ عَلٰی قَوْمِهٖ وَهُوَ مَرْوِیٌّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَیْضًا مَوْقُوْفٌ عَلَیْهِمَا لَفْظًا مَرْفُوْعٌ حُکْمًا لِاَنَّهٗ لَا مَجَالَ لِلرَّاْیِ فِیْهِ کَمَا ذَکَرَ الْعَمَّادُ بْنُ کَثِیْرٍ فِیْ تَفْسِیْرِهٖ اھ (باختصار).

ترجمہ} مواہب لدنیہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت مذکور ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس سے اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ عہد نہ لیا ہو کہ اگر اُس نبی کی حیات میں وہ مبعوث ہو جائیں تو وہ ضرور بالضرور اُن پر ایمان لائے اور ضرور بالضرور اُن کی مدد کرے۔ اور ایسا ہی وعدہ ہر نبی اپنی قوم سے بھی لیتا رہا۔

اور یہ بات حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مروی ہے۔ نوٹ: اِس روایت کے الفاظ حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم پر موقوف ہیں (یعنی اُنھوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے نہیں فرمائے) لیکن حکمی طور پر یہ روایت مرفوع (فرمانِ نبوی) ہے کیوں یہ بات ایسی ہے کہ محض اپنی رائے سے نہیں کہی جا سکتی (لہٰذا منطقی نتیجہ یہی ہے کہ یقیناً حضرت علی و حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن کر ہی ایسا فرمایا ہے۔) عماد بن کثیر نے اپنی تفسیر میں یہ بات ذکر کی ہے۔ (مختصراً)

حدیث شریف 63

وَ اَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ

بِتْنَا لَيْلَةً بِغَيْرِ عَشَاءٍ فَأَصْبَحْتُ فَالْتَمَسْتُ فَأَصَبْتُ مَا اشْتَرَيْتُ طَعَامًا وَ لَحْمًا بِدِرْهَمٍ ثُمَّ أَتَيْتُ بِهٖ فَاطِمَةَ فَعَجَنَتْ وَ طَبَخَتْ فَلَمَّا فَرَغَتْ قَالَتْ لَوْ أَتَيْتَ أَبِيْ فَدَعَوْتَهُمْ فَجِئْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَّ هُوَ يَقُوْلُ أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الْجُوْعِ ضَجِيْعًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ عِنْدَنَا طَعَامٌ فَهَلُمَّ فَجَآءَ وَ الْقِدْرُ تَفُوْرُ فَقَالَ اِغْرِفِيْ لِعَائِشَةَ فَغَرَفَتْ فِيْ صَحْفَةٍ ثُمَّ قَالَ اِغْرِفِيْ لِحَفْصَةَ فَغَرَفَتْ فِيْ صَحْفَةٍ حَتّٰى غَرَفَتْ لِجَمِيْعِ نِسَائِهِ التِّسْعِ ثُمَّ قَالَ اِغْرِفِيْ لِأَبِيْكِ وَزَوْجِكِ فَغَرَفَتْ فَقَالَ اِغْرِفِيْ فَكُلِيْ فَغَرَفَتْ ثُمَّ رَفَعَتِ الْقِدْرَ وَ إِنَّهَا لَتَفِيْضُ فَأَكَلْنَا مِنْهَا مَا شَاءَ اللهُ۔

وَ اللهُ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰى أَعْلَمُ وَ عِلْمُهٗ أَتَمُّ۔

ترجمہ} ابن سعد نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ انھوں نے فرمایا: ایک رات ہمارے گھر میں فاقہ رہا، صبح کے وقت میں باہر نکلا اور ایک درہم حاصل کیا، اسی سے آٹا اور گوشت لے کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیا، اُنھوں نے گوندھا اور پکایا، جیسے ہی آپ کھانا پکا کر فارغ ہوئیں تو فرمایا: میرے ابا جی ﷺ کو بھی بلا لائیں تو اچھا ہے، میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو یوں دعا کرتے سنا: الٰہی! میں تجھ سے رات کی بھوک کے سلسلہ میں پناہ مانگتا ہوں، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) ہمارے ہاں کسی قدر کھانا ہے، آپ تشریف لائیے، آپ ﷺ نے آ کر ملاحظہ فرمایا کہ ہنڈیا جوش مار رہی ہے، آپ ﷺ نے اپنی نورِ نظر فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: پہلے عائشہ کے لیے (سالن) نکال لو، انھوں نے ایک پلیٹ میں ان کے لیے نکالا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: حفصہ کے لیے بھی نکال لو، اُنھوں نے ایک پلیٹ میں ان کے لیے نکال لیا،

یہاں تک کہ آپ ﷺ کی تمام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے لیے (سالن) نکال لیا۔

پھر آپ ﷺ فرمایا: اپنے والد اور اپنے خاوند کے لیے (سالن) ڈالو، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے (اُن دونوں کو بھی سالن) ڈال کر دیا، فرمایا: اب اپنے لیے نکال کر کھاؤ، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے لیے بھی (سالن) ڈال لیا، پھر ہنڈیا کو اُٹھایا تو کیا دیکھتی ہیں کہ وہ اسی طرح بھری ہوئی ہے اور اس میں وہی جوش ہے۔ پس ہم اسی میں سے ایک مدت تک کھاتے رہے۔

فصل نمبر ۵}

میلادِ مصطفی ﷺ بزبانِ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 64

میلادِ مصطفی ﷺ بزبانِ پتھر

اَخْرَجَ اَبُوْنُعَیْمٍ مِّنْ طَرِیْقِ حُرَیْشِ بْنِ اَبِیْ حُرَیْشٍ مِنْ طَلْحَةَ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ وُجِدَ فِی الْبَیْتِ حَجَرٌ مَّنْقُوْرٌ فِی الْهَدْمَةِ الْاُوْلٰی فَدُعِیَ رَجُلٌ فَقَرَءَهٗ فَاِذَا فِیْهِ عَبْدِی الْمُنْتَخَبُ الْمُتَوَکِّلُ الْمُنِیْبُ الْمُخْتَارُ مَوْلِدُهٗ بِمَکَّةَ وَمُهَاجَرُهٗ طَیْبَةُ لَایَذْهَبُ حَتّٰی یُقِیْمَ السُّنَّةَ الْعَوْجَاءَ وَیَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ اُمَّتُهُ الْحَمَّادُوْنَ یَحْمَدُوْنَ اللهَ بِکُلِّ اَکَمَّةٍ یَتَّزِرُوْنَ عَلٰی اَوْسَاطِهِمْ وَ یُطَهِّرُوْنَ اَطْرَافَهُمْ۔

ترجمہ} ابو نعیم نے حریش بن ابی حریش کی سند سے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب پہلی بار بیت اللہ شہید ہوا تو اس میں سے ایک پتھر نکلا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا، ایک خواندہ شخص کو بلایا گیا تو اس نے اس پتھر سے یہ

عبارت پڑھی: " میرا بندہ، سب میں سے منتخب، متوکل، میری طرف رجوع کرنے والا اور برگزیدہ وپسندیدہ، وہ ہے جس کی جائے ولادت مکہ اور ہجرت کا مقام مدینہ طیبہ ہے، وہ اُس وقت تک دنیا سے رخصت نہیں ہوگا جب تک وہ ٹیڑھے راستہ کو سیدھا نہ کردے، اور اس امر کی شہادت دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور اُس کے اُمتی بہت زیادہ حمد کرنے والے ہیں، وہ ہر ٹیلہ پر اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے، وہ تہہ بند ناف پر باندھیں گے، اور اپنے اَطراف (یعنی اعضائے وضو) کو پاک رکھیں گے"۔

حدیث شریف 65

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ راہب

وَاَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ وَّالْبَيْهَقِيُّ مِنْ طَرِيْقِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِاللهِ حَضَرْتُ سُوْقَ بُصْرٰى فَاِذَا رَاهِبٌ فِيْ صَوْمَعَتِهٖ يَقُوْلُ سَلُوْا اَهْلَ هٰذَا الْمَوْسِمِ هَلْ فِيْهِمْ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ الْحَرَمِ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ اَنَا قَالَ هَلْ ظَهَرَ اَحْمَدُ قُلْتُ وَمَنْ اَحْمَدُ قَالَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ شَهْرُهُ الَّذِيْ يَخْرُجُ فِيْهِ وَ هُوَ آخِرُ الْاَنْبِيَآءِ مَخْرَجُهٗ مِنَ الْحَرَمِ وَ مُهَاجَرُهٗ اِلٰى نَخْلٍ وَّ حِجَارَةٍ سِبَاخٍ فَاِيَّاكَ اَنْ تُسْبَقَ اِلَيْهِ۔

قَالَ طَلْحَةُ فَوَقَعَ فِيْ قَلْبِيْ مَا قَالَ فَخَرَجْتُ سَرِيْعًا حَتّٰى قَدِمْتُ اِلٰى مَكَّةَ فَقُلْتُ هَلْ عَنْ حَدَثٍ قَالُوْا نَعَمْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْاَمِيْنُ قَدْ تَبِعَهُ ابْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ فَخَرَجْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ الرَّاهِبُ حَتّٰى دَخَلَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَسُرَّ بِذٰلِكَ وَ اَسْلَمَ اَبُوْطَلْحَةَ فَاَخَذَ نَوْفَلُ بْنُ الْعَدَوِيَّةِ اَبَا بَكْرٍ وَطَلْحَةَ فَشَدَّهُمَا فِيْ حَبْلٍ وَّاحِدٍ فَلِذٰلِكَ

سُمِّيَا الْقَرِيْنَيْنِ ۔وَاللهُ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰى اَعْلَمُ وَ عِلْمُهٗ اَتَمُّ.

ترجمہ} ابن سعد اور بیہقی نے ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبید اللہ کی سند سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے فرمایا: میں بصریٰ کے ایک بازار میں گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک راہب (عیسائی عبادت گزار شخص) اپنے عبادت خانہ میں بیٹھا (اپنے معتقدین سے) کہہ رہا تھا: لوگوں کے اس مجمع میں پوچھو کہ اہلِ حرم میں سے کوئی ہے؟ (راوی کہتے ہیں:) میں نے کہا: ہاں! میں ہوں، اُس نے پوچھا: کیا احمدِ (مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کا ظہور ہو چکا ہے؟

میں نے کہا: کون احمد؟ اس نے کہا: احمد بن عبداللہ بن عبد المطلب (صلی اللہ علیہ وسلم)، (اور تم یہ بھی جان لو کہ) یہی مہینہ اُن کے ظہور کا ہے، اور وہ خاتم الانبیاء ہیں، اُن کے ظہور کی جگہ مکہ مکرمہ ہے، اور ان کا مقامِ ہجرت پتھریلی، شوریلی زمین ہے، جہاں کھجور کے باغ ہیں، اور تجھے چاہیے کہ اُنھیں تسلیم کرنے میں سبقت کرے،

(حضرت طلحہ فرماتے ہیں:) اُس کی باتیں میرے دل میں گھر کر گئیں، میں مکہ مکرمہ کی طرف جلد پلٹ آیا، اور (آتے ہی میں نے لوگوں سے) دریافت کیا کہ کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟

لوگوں نے کہا: ہاں! محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے، جنھیں لوگ امین کہتے ہیں، نیز حضرت ابو قحافہ کے فرزند (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما) نے بھی ان کی دعوت کو قبول کرلیا ہے، یہ سنتے ہی میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچا اور بصریٰ کے راہب کی حکایت بیان کی۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خبر کو بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سنی تو بہت خوش ہوئے، پھر ابو طلحہ بھی ایمان کی دولت سے شاد کام ہو گئے، بعدہٗ نوفل بن عدویہ نے، جو اپنے وقت کا سردار تھا، ابو بکر و طلحہ رضی اللہ عنہما کو پکڑ کر ایک ہی رسی سے باندھ دیا، اسی وجہ سے انہیں قرینین کے لقب سے پکارا گیا۔

(قرینین کا مطلب ہے دو دوست، دو ساتھی)

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَ عِلْمُہٗ اَتَمُّ.

فصل نمبر ۶} میلادِ مصطفی بزبانِ سیدنا زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حدیث شریف 66 نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور زبیر رضی اللہ عنہ

وَاَخْرَجَ الْبَغَوِیُّ فِیْ مُعْجَمِہٖ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنِ الزُّبَیْرِ اَنَّہٗ قَالَ لَہٗ یَا اِبْنِیْ کَانَتْ عِنْدِیْ اُمُّكَ وَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَالَتُكَ عَائِشَةُ وَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَہٗ مِنَ الرَّحِمِ وَالْقَرَابَةِ مَا قَدْ عَلِمْتَ وَ عَمَّةُ اَبِیْ اُمُّ حَبِیْبَةَ بِنْتُ اَسَدٍ جَدَّتُہٗ وَ اُمِّیْ عَمَّتُہٗ وَ اُمُّہٗ اٰمِنَةُ بِنْتُ وَھْبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَ جَدَّتِیْ ھَالَةُ بِنْتُ وَھْبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَ زَوْجَتُہٗ خَدِیْجَةُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ عَمَّتِیْ. کَذَا فِیْ کِتَابِ الرِّیَاضِ النَّضْرَةِ فِیْ فَضَائِلِ الْعَشَرَةِ.

ترجمہ} امام بغوی نے اپنی کتاب معجم میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فرزند ارجمند حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے فرمایا: اے میرے بیٹے! تمہاری ماں میرے نکاح اور تمھاری خالہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں ہیں، اور میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان رحم اور قرابت کا جو رشتہ ہے، وہ تو تم جانتے ہو، (اب اوپر کی قرابت کے متعلق بھی سنو،) میرے باپ کی پھوپھی اُم حبیبہ بنت اسد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دادی ہیں، اور میری والدہ ماجدہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف اور میری دادی ہالہ بنت وہب بن عبد مناف (دونوں بہنیں) ہیں، اور حضرت کی زوجہ مطہرہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا میری پھوپھی ہیں۔ ایسے ہی کتاب ریاض النضرہ فی فضائل العشرہ میں مرقوم ہے۔

حدیث شریف 67

وَاَیْضًا فِیْهِ عَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ بَارَكْتَ فِیْ صَحَابَتِیْ فَلَا تَسْلُبْهُمُ الْبَرَكَةَ وَاَجْمِعْهُمْ عَلٰی اَبِیْ بَكْرٍ وَ لَا تَنْشُرْ اَمْرَهٗ فَاِنَّهٗ لَمْ یَزَلْ یُؤْثِرُ اَمْرَكَ عَلٰی اَمْرِهٖ

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَ صَبِّرْ عُثْمَانَ وَ وَفِّقْ عَلِیًّا وَ اغْفِرْ لِطَلْحَةَ وَ ثَبِّتِ الزُّبَیْرَ وَ سَلِّمْ سَعْدًا وَ وَقِّرْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ وَ اَلْحِقْ بِالسَّابِقِیْنَ الْاَوَّلِیْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ التَّابِعِیْنَ بِاِحْسَانٍ ۔ اَخْرَجَهُ الْحَافِظُ الثَّقَفِیُّ وَخَرَّجَهُ الْوَاحِدِیُّ مُسْنَدًا وَّزَادَ بَعْدَ قَوْلِهٖ وَلَا تَسْلُبْهُمُ الْبَرَكَةَ وَ بَارَكْتَ اَصْحَابِیْ فِیْ اَبِیْ بَكْرٍ وَ لَا تَسْلُبْهُمُ الْبَرَكَةَ وَ اَجْمِعْهُمْ عَلَیْهِ ۔ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَ عِلْمُهٗ اَتَمُّ ۔

ترجمہ} امام بغوی کی معجم میں ہی حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی: الٰہی! تُو نے میرے صحابہ کو برکت عطا فرمائی ہے، یہ برکت اُن سے سلب نہ فرمانا، اور اُن سب کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر متفق فرمانا، اور اُس (ابوبکر) کے کام کو پراگندہ ہونے سے محفوظ رکھنا، کیوں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ تیرے کام کو اپنے کام پر مقدم رکھا ہے، الٰہی! حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عزت عطا فرما! حضرت عثمان کو صبر، حضرت علی المرتضیٰ کو توفیق، حضرت طلحہ کو بخشش، حضرت زبیر کو ثابت قدمی، حضرت سعد کو سلامتی اور حضرت عبد الرحمن کو توقیر عطا فرما! اور ان تمام کو "اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ التَّابِعِیْنَ بِاِحْسَانٍ" کا مصداق بنادے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

فصل نمبر ۷}

میلادِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبانِ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 68

میلادِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبانِ شفاء رضی اللہ عنہا

وَ اَخْرَجَ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ اُمِّهٖ الشِّفَاءِ بِنْتِ عَوْفٍ(اَسْلَمَتْ وَهَاجَرَتْ)قَالَتْ لَمَّاوَلَدَتْ اٰمِنَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَقَعَ عَلٰى يَدَيَّ (لا يعارضه الرواية:ثُمَّ وَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ، لِجَوَازِ اَنَّ ذٰلِكَ بَعْدَ هٰذَا بِقَرِيْنَةِ ثُمَّ) فَاسْتَهَلَّ (اَیْ صَاحَ) فَسَمِعْتُ قَائِلًا (اَیْ مَلَكًا) يَّقُوْلُ رَحِمَكَ اللّٰهُ. قَالَتِ الشَّفَاءُ وَاَضَاءَ لِيْ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلٰى بَعْضِ قُصُوْرِ الرُّوْمِ قَالَتْ ثُمَّ اَلْبَسْتُهٗ وَ اَضْجَعْتُهٗ فَلَمْ اَنْشَبْ (اَیْ اَلْبَثْ) اِلَّا قَلِيْلًا اَنْ غَشِيَتْنِيْ ظُلْمَةٌ وَّ رُعْبٌ وَّ قُشَعْرِيْرَةٌ (بِضَمِّ الْقَافِ وَفَتْحِ الشِّيْنِ) عَنْ يَّمِيْنِيْ فَسَمِعْتُ قَائِلًا يَّقُوْلُ اَيْنَ ذَهَبْتَ بِهٖ قَالَ اِلَى الْمَغْرِبِ وَ اَسْفَرَ عَنِّيْ ذٰلِكَ (اَیْ اِنْكَشَفَ) ثُمَّ عَادَ نِيْ الرُّعْبُ وَالْقُشَعْرِيْرَةُ عَنْ يَّسَارِيْ فَسَمِعْتُ قَائِلًا يَّقُوْلُ اَيْنَ ذَهَبْتَ بِهٖ قَالَ اِلَى الْمَشْرِقِ قَالَتْ فَلَمْ يَزَلِ الْحَدِيْثُ مِنِّيْ عَلٰى بَالِيْ حَتّٰى بَعَثَهُ اللّٰهُ فَكُنْتُ فِيْ اَوَّلِ النَّاسِ اِسْلَامًا اِیْ جُمْلَةِ السَّابِقِيْنَ.

(واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم)

ترجمہ} ابونعیم نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ اُن کی والدہ شفاء بنت عوف (جو اسلام بھی لائیں اور اُنھیں ہجرت کرنے کا شرف بھی حاصل ہوا) فرماتی ہیں: جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کو جنا، تو میں نے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہاتھوں پر لیا، پھر زمین پر لٹا دیا، اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز نکالی، میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے: اللہ تعالیٰ نے تم پر رحمت فرمائی ،اور میرے سامنے مشرق سے مغرب تک روشنی ہوگئی، یہاں تک کہ اُس روشنی میں مَیں نے ملکِ روم کے محل دیکھ لیے، پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کپڑے میں لپیٹ کر لٹا دیا، تھوڑی ہی دیر گزری کہ مجھ پر اندھیرا چھا گیا، اور میرے دل میں رعب سا بیٹھ گیا، بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے، تو دائیں طرف سے مجھے آواز سنائی دی، کوئی کہہ رہا تھا: انھیں کہاں لے گئے تھے؟ دوسرے نے جواباً کہا: مغرب کی طرف، اور مجھ سے وہ اندھیرا دُور ہوگیا، پھر دوبارہ میری وہی حالت ہوگئی، اسی اثناء میں بائیں جانب سے سُنا، کوئی کہہ رہا ہے: اسے کہاں لے گئے تھے؟ کسی نے جواباً کہا: مشرق کی جانب۔ یہ کیفیت جو مجھ پر گزری تھی، میرے دل میں اکثر خیال آتا تھا کہ کوئی نرالی بات ظاہر ہوگی، سو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمادیا۔ اسی لیے میں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت دکھائی، اور السابقون میں ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

فصل نمبر ۸}

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبانِ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 69

لیلیٰ عدویہ، سیدنا عبداللہ اور میلادِ نور

وَ اَخْرَجَ اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اَقْبَلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَبُوْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِيْ بِنَاءٍ لَّهُ وَ عَلَيْهِ اَثَرُ الطِّيْنِ وَ الْغُبَارِ فَمَرَّ بِلَيْلَى الْعَدَوِيَّةِ فَلَمَّا رَاَتْهُ وَرَاَتْ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ دَعَتْهُ اِلٰى نَفْسِهَا وَقَالَتْ لَهُ اِنْ وَّقَعْتَ بِيْ فَلَكَ مِائَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ قَالَ لَهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ

الْمُطَّلِبِ حَتّٰى اَغْسِلَ عَنْ هٰذَا الطِّيْنِ فَاَرْجِعَ اِلَيْكِ فَدَخَلَ عَبْدُ اللهِ عَلٰى آمِنَةَ بِنْتِ وَهْبٍ فَوَقَعَ بِهَا فَحَمَلَتْ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَرَجَعَ اِلٰى لَيْلٰى فَقَالَ لَهَا هَلْ لَّكِ فِيْمَا قُلْتِ قَالَتْ لَا قَالَ وَلِمَ قَالَتْ لِاَنَّكَ مَرَرْتَ بِيْ وَ بَيْنَ عَيْنَيْكَ نُوْرٌ ثُمَّ رَجَعْتَ اِلَيَّ وَقَدِ انْتَزَعَتْهُ آمِنَةُ مِنْكَ وَ فِيْ لَفْظٍ لَقَدْ دَخَلْتَ بِنُوْرٍ مَّا خَرَجْتَ بِهٖ وَ لَئِنْ كُنْتَ اَلْمَمْتَ بِآمِنَةَ لَتَلِدَنَّ مَلِكًا۔

ترجمہ} ابو نعیم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدِ ماجد حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب اپنا مکان تعمیر فرما رہے تھے، مٹی، گارے کے آثار آپ پر واضح تھے، اتفاقاً لیلیٰ عدویہ آپ کے قریب سے گزری، اس نے برائی کی خواہش کی اور کہا: ایک سو اونٹ بھی دوں گی، حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں نہالوں، جب آپ گھر گئے تو اپنی زوجۂ محترمہ سے صحبت کی، پھر جب لیلیٰ کے پاس آئے تو فرمایا: کیا اب بھی تجھے خواہش ہے؟ جو اَزیں قبل تھی، وہ بولی: اب نہیں، پوچھا: کیوں؟ اُس نے کہا: پہلے تمھاری پیشانی میں جو نور چمک رہا تھا اب وہ نظر نہیں آتا، وہ تو آمنہ نے حاصل کرلیا ہے۔

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ جس نور کے ساتھ تم اپنے گھر گئے تھے وہ نور لے کر واپس نہیں آئے، اگر تم نے آمنہ سے صحبت کی ہے تو یقیناً بادشاہ پیدا ہوگا۔

حدیث شریف 70 سیدنا سعد کا خواب اور ان کا ایمان لانا

وَفِيْ كِتَابِ الرِّيَاضِ النَّضْرَةِ فِيْ فَضَائِلِ الْعَشَرَةِ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ قَالَتْ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ قَبْلَ اَنْ اَسْلَمَ بِثَلٰثٍ كَاَنِّيْ فِيْ ظُلْمَةٍ لَّا اُبْصِرُ شَيْئًا اِذْ اَضَاءَ لِيْ قَمَرٌ فَاتَّبَعْتُهٗ فَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى مَنْ سَبَقَنِيْ اِلٰى ذٰلِكَ الْقَمَرِ فَاَنْظُرُ اِلٰى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَاِ

لی عَلِیّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَ اَبِیْ بَکْرٍ وَکَاَنِّیْ اَسَاَلُھُمْ مَتٰی انْتَھَیْتُمْ اِلٰی ھٰھُنَا وَبَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْ اِلَی الْاِسْلَامِ مُسْتَخْفِیًا فَلَقِیْتُہٗ فِیْ شُعَبِ اَجْیَادٍ قَدْ صَلَّی الْعَصْرَ فَقُلْتُ لَہٗ اِلٰی مَا تَدْعُوْ قَالَ تَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللہِ قُلْتُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللہِ فَمَا تَقَدَّمَنِیْ اِلَّا ھُمُ الْفَضَائِلُ اھ.

واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم)

ترجمہ} کتاب ''الریاض النضرہ فی فضائل العشرہ'' میں حضرت عائشہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت مذکور ہے کہ اُنھوں نے کہا: میں نے اپنے باپ سے سنا، وہ فرماتے ہیں: میں نے اسلام لانے سے تین دِن قبل ایک خواب دیکھا، گویا کہ میں ایک اندھیرے میں ہوں اور مجھے کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا، اچانک چاند روشن ہوگیا اور میں نے اس چاند کے پیچھے چلنا شروع کردیا، پھر ان لوگوں کو دیکھا جو اس چاند کی طرف پہلے پہنچ چکے تھے، ان میں حضرت زید بن حارثہ، حضرت علی المرتضی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نظر آئے، میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ حضرات کب سے یہاں ہیں؟

اس خواب کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوشیدہ طور پر لوگوں کو اسلام کی دعوت دے رہے ہیں، چنانچہ میں اجیاد کی گھاٹی پر آپ ﷺ سے ملا، اس وقت انہوں نے نمازِ عصر ادا کی تھی۔

میں نے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: آپ کس چیز کی طرف بلاتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس بات کی طرف کہ تو اِس اَمر کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا رسول ہوں۔

میں فوراً پکار اٹھا:

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللہِ

بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

پس جن حضرات کو میں نے خواب میں دیکھا تھا، وہ فضائل میں بہ سبب اوّلیت کے اولیٰ واقدم ہیں۔

فصل نمبر ۹} میلادِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبانِ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 71 سیدنا سعید بن عمرو رضی اللہ عنہ کا ایمان

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ خَرَجَ وَرَقَةُ بْنُ نَوْفَلٍ وَّ زَيْدُ بْنُ عَمْرٍو يَّطْلُبَانِ الدِّيْنَ حَتّٰى مَرَّا بِالشَّامِ فَاَمَّا وَرَقَةُ فَتَنَصَّرَ وَ اَمَّا زَيْدٌ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّ الَّذِيْ تَطْلُبُ اَمَامَكَ فَقَالَ فَانْطَلَقَ حَتّٰى اَتَى الْمُوْصَلَ فَاِذَا هُوَ بِرَاهِبٍ قَالَ مِنْ اَيْنَ اَقْبَلَ صَاحِبُ الرَّاحِلَةِ قَالَ مِنْ بَيْتِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ مَا تَطْلُبُ قَالَ الدِّيْنَ فَعَرَضَ عَلَيْهِ النَّصْرَانِيَّةَ فَقَالَ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهَا وَاَبٰى اَنْ اَقْبَلَ فَقَالَ اِنَّ الَّذِيْ تَطْلُبُ يَظْهَرُ بِاَرْضِكَ فَاَقْبَلَ وَ هُوَ يَقُوْلُ لَبَّيْكَ حَقًّا حَقًّا تَعَبُّدًا وَّ رِقًّا مَهْمَا تُجَشِّمُنِيْ فَاِنِّيْ جَاشِمٌ حَاجَةً اَيْ تُحَمِّلُنِيْ عُذْتُ بِمَا عَاذَ بِهٖ اِبْرَاهِيْمُ قَالَ وَ مَرَّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ اَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثُ يَاْكُلَانِ مِنْ سُفْرَةٍ لَّهُمَا فَدَعَوَاهُ اِلَى الْغَدَاءِ فَقَالَ يَا ابْنَ اَخِيْ اِنِّيْ لَا اٰكُلُ مِمَّا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ قَالَ فَمَا رُؤِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَوْمِ ذٰلِكَ يَاْكُلُ مِمَّا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ حَتّٰى بُعِثَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاَتَاهُ سَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ فَقَالَ اِنَّ زَيْدًا كَانَ كَمَا قَدْ رَاَيْتَ وَبَلَغَكَ اِسْتَغْفِرْ لَهٗ فَقَالَ : نَعَمْ وَ اِنَّهٗ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۔ اَخْرَجَهُ اَبُوْ عَمْرٍو ○

(واللہ سبحانہ وتعالی اعلم)

ترجمہ} حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ورقہ بن نوفل اور زید بن عمرو دونوں دین کی طلب میں نکلے، جب ملک شام پہنچے تو ورقہ بن نوفل نے عیسائی مذہب اختیار کرلیا اور زید سے یہ کہا گیا کہ جس کی تمھیں طلب ہے وہ آگے تلاش کرو، پس زید وہاں سے چلے یہاں تک کہ موصل پہنچ گئے، وہاں ان کی ایک راہب سے ملاقات ہوگئی، اس نے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو؟ زید نے جواباً کہا: جس گھر کو حضرت ابراہیم نے بنایا یعنی مکہ مکرمہ سے آیا ہوں، اس نے پوچھا کس چیز کی طلب میں وہاں سے نکلے؟ کہا: دین کے لیے، راہب نے کہا: نصرانی ہوجاؤ، زید نے قبول کرنے سے انکار کردیا، اور کہا: مجھے اس کی کچھ حاجت نہیں، تو راہب نے کہا: جس کی تلاش میں تم ہو، وہ تمھاری ہی زمین میں ظہور فرمائے گا۔ پس زید یہ کہتے ہوئے وہاں سے نکلے کہ میں تیری ہی خدمت میں حاضر ہوں، بلاشک وشبہ غلام بن کر رہوں گا، اور جب کوئی بوجھ ڈالا جائے گا، اٹھاؤں گا، اور میں اُس چیز کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں جس کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے پناہ پکڑی ہے۔

راوی نے کہا: جب حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ آئے تو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوسفیان کو دسترخوان پر کھانا کھاتے پایا، اُنھوں نے حضرت زید کو کھانے کی دعوت دی۔

زید نے کہا: اے بھتیجے! میں وہ کھانا نہیں کھاؤں گا جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، (راوی کہتے ہیں:) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دن سے کبھی نہ دیکھا گیا کہ آپ نے تھان پر ذبح شدہ سے کھایا ہو یہاں تک کہ آپ مبعوث ہوئے، (راوی کہتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی) تو سعید بن زید رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا: حضور! زید رضی اللہ عنہ کا حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے لیے اِستغفار کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں (میں اُس کے لیے استغفار کروں گا) اور فرمایا: وہ بروزِ قیامت ایک جماعت

بن کر اٹھے گا۔ ابوعمر نے یہ روایت بیان کی۔ (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم)

فصل نمبر ۱۰}

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 72

اَخْرَجَ الْبَیْہَقِیُّ وَ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْاَمْرَ ھٰذَا نُبُوَّۃٌ وَّرَحْمَۃٌ ثُمَّ یَکُوْنُ خِلَافَۃً وَّرَحْمَۃً ثُمَّ کَائِنٌ مُّلْکًا عَضُوْضًا ثُمَّ کَائِنٌ عُتُوًّا وَّجَبَرِیَّۃً وَّ فَسَادًا فِی الْاُمَّۃِ یَسْتَحِلُّوْنَ الْفُرُوْجَ وَ الْخُمُوْرَ وَ الْحَرِیْرَ وَ یُنْصَرُوْنَ عَلٰی ذٰلِکَ وَ یُرْزَقُوْنَ اَبَدًا حَتّٰی یَلْقُوا اللّٰہَ ۔ وَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی اَعْلَمُ

ترجمہ} بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اوّل ظہور دین کا نبوت اور رحمت ہے، اس کے بعد خلافت اور رحمت ہے، پھر بادشاہت نقصان دینے والی ہوگی، اس کے بعد سرکشی، ظلم اور اُمت میں فساد ہوگا، شرمگاہوں، شرابوں اور ریشم کو حلال سمجھیں گے، اور اس کے باوجود وہ ہمیشہ مدد کیے جائیں گے اور روزی دیے جائیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملیں گے۔ (نعوذ باللہ من ذلک! آج کل تو شرم گاہوں کی نمائش کی جاتی ہے، جیسے دوانگلی کا بچوں جیسا کچھالڑکے اور لڑکیاں پہنتی ہیں، جو پوری دنیا میں کھیل کے میدان میں ظاہر ہو رہا ہوتا ہے۔)

باب {۴}

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبانِ عام صحابہ وصحابیات رضی اللہ عنہم

فصل نمبر ۱} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبانِ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 73

اَخْرَجَ الْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ مِنْ طَرِيْقِ اَبِيْ عَوْنٍ مَوْلَى الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ قَدِمْنَا الْيَمَنَ فِيْ رِحْلَةِ الشِّتَاءِ فَنَزَلْتُ عَلٰى حِبْرٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الزَّبُوْرِ يَعْنِي الْكِتَابَ مِمَّنِ الرَّجُلُ قُلْتُ مِنْ قُرَيْشٍ قَالَ مِنْ اَيِّهِمْ قُلْتُ هَاشِمٍ قَالَ اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اَنْظُرَ اِلٰى بَعْضِكَ قُلْتُ نَعَمْ مَا لَمْ يَكُنْ عَوْرَةً قَالَ فَفَتَحَ اِحْدٰى مَنْخَرَيَّ فَنَظَرَ فِيْهِ ثُمَّ نَظَرَ فِي الْاٰخَرِ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّ فِيْ اِحْدٰى يَدَيْكَ مُلْكًا وَفِي الْاُخْرٰى نُبُوَّةً وَاَرٰى ذٰلِكَ وَفِيْ لَفْظٍ وَاِنَّا نَجِدُ ذٰلِكَ فِيْ زُهْرَةَ فَكَيْفَ ذٰلِكَ قُلْتُ وَلَا اَدْرِيْ قَالَ هَلْ لَّكَ مِنْ شَاعَةٍ قُلْتُ وَمَا الشَّاعَةُ قَالَ الزَّوْجَةُ قُلْتُ اَمَّا الْيَوْمَ فَلَا قَالَ فَاِذَا فَتَزَوَّجْ مِنْهُمْ فَرَجَعَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ اِلٰى مَكَّةَ فَتَزَوَّجَ هَالَةَ بِنْتَ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ فَوَلَدَتْ حَمْزَةَ وَصَفِيَّةَ وَتَزَوَّجَ ابْنُهٗ عَبْدُ اللهِ اٰمِنَةَ بِنْتَ وَهْبٍ فَوَلَدَتْ لَهٗ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ قُرَيْشٌ فَلَحَ عَبْدُ اللهِ عَلٰى اَبِيْهِ

ترجمہ} حاکم ،بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت مسور بن مخرمہ کے آزاد کردہ غلام ابوعون کی سند سے ،از مسور بن مخرمہ از عبداللہ بن عباس از ابوعبداللہ (عباس) (رضی اللہ عنہم) روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: میرے باپ حضرت عبدالمطلب نے ارشاد فرمایا: (ایک بار

جب) موسمِ سرما کے سفرِ (تجارت) میں ہم یمن آئے تو میں ایک یہودی عالم کے ہاں ٹھہرا، وہاں کتابِ مقدس زبور کے ماننے والے ایک آدمی نے (میرے متعلق) کہا: یہ کس قبیلے کا شخص ہے؟ میں نے کہا: قبیلۂ قریش کا، اس نے پوچھا: قبیلۂ (قریش) کے کس خاندان سے ہو؟ میں نے کہا: خاندانِ ہاشم سے ہوں۔ وہ کہنے لگا: کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ آپ کے جسم کے بعض حصے دیکھ لوں؟ میں نے کہا: ٹھیک ہے، پردے کی جگہ کے سوا (جس جگہ چاہو دیکھ لو)، تو اُس نے میرے دونتھنوں میں سے ایک کو کھول کر اُس میں دیکھا، پھر دوسرے میں دیکھا، اور بول اُٹھا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے ایک ہاتھ میں مُلک ہے اور دوسرے میں نبوت ہے، اور میں اسے اچھی طرح دیکھ رہا ہوں ---ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: اور ہم اسے (قبیلۂ بنی) زہرہ میں پاتے ہیں، لیکن یہ کیسے ہوسکتا ہے!؟ میں نے کہا: مجھے علم نہیں، تو اُس نے پوچھا: کیا تمھاری کوئی شاعہ ہے؟ میں نے کہا: شاعہ کیا ہوتی ہے؟ اُس نے بتایا کہ شاعہ کا مطلب ہے زوجہ۔ میں نے بتایا کہ ابھی تک تو نہیں ہے، اُس نے کہا: تو پھر جا کر اُن (بنو زہرہ) میں نکاح کرلو، چناں چہ حضرت عبدالمطلب واپس مکہ تشریف لائے اور ہالہ بنت وہب بن مناف سے نکاح کرلیا، اُنھوں نے حضرت حمزہ و حضرت صفیہ کو جنم دیا، اور آپ (حضرت عبدالمطلب) کے فرزندِ ارجمند حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آمنہ بنت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا، تو اُن سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئے، اور قریش کہنے لگے: حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے والدِ ماجد سے زیادہ کامیابی عطا ہوئی۔

وَاَخْرَجَ اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ فِيْ عَهْدِ الْجَاهِلِيَّةِ اِذَا وُلِدَ لَهُمُ الْمَوْلُوْدُ مِنْ تَحْتِ اللَّيْلِ رَمَوْهُ تَحْتَ الْاِنَاءِ فَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ حَتّٰى يُصْبِحُوْا فَلَمَّا وُلِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَحُوْهُ تَحْتَ الْبُرْمَةِ فَلَمَّا اَصْبَحُوْا اَتَوُا الْبُرْمَةَ فَاِذَا قَدِ انْفَلَقَتْ ثِنْتَيْنِ وَ

عَيْنَاهُ إِلَى السَّمَاءِ فَعَجِبُوا مِنْ ذٰلِكَ وَ دُفِعَ إِلَى امْرَءَةٍ مِّنْ بَنِيْ بَكْرٍ تُرْضِعُهُ فَلَمَّا اَرْضَعَتْهُ دَخَلَ عَلَيْهَا الْخَيْرُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ وَلَهَا شُوَيْهَاتٌ فَبَارَكَ اللهُ فِيْهَا فَنَمَتْ وَ زَادَتْ۔

ترجمہ﴾ ابو نعیم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ انھوں نے ارشاد فرمایا: عرب میں رواج تھا کہ جب کوئی بچہ رات کو پیدا ہوتا تو اس کو کسی برتن کے نیچے ڈھانپ دیتے اور صبح تک اسے نہ دیکھتے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم متولد ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حسبِ عادت اُنھوں نے ہنڈیا کے نیچے رکھ دیا، جب صبح کے وقت ہنڈیا کے پاس آئے تو وہ دو ٹکڑے ہو چکی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں آسمان کی طرف (مشاہدہ انوارِ الٰہی میں مستغرق) تھیں، اُنھیں اس سے تعجب وحیرانی ہوئی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی بکر کی ایک عورت کے سپرد کیا گیا تا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلائے، جب اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تو ہر طرف سے اُسے خیر نے گھیر لیا، اور اس کی چھوٹی چھوٹی بکریاں تھیں، اللہ تعالیٰ نے برکت دی تو پلی بڑھیں اور زیادہ ہو گئیں۔

وَ اَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ وَ اَبُوْ نُعَيْمٍ وَّ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ قَالَ وُلِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَخْتُوْنًا مَسْرُوْرًا وَّ اَعْجَبَ ذٰلِكَ عَبْدَالْمُطَّلِبِ وَ حَظِيَ عِنْدَهٗ وَ قَالَ لَيَكُوْنَنَّ لِابْنِيْ هٰذَا شَاْنٌ ۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ اتم

ترجمہ﴾ بیہقی، ابو نعیم اور ابن عساکر نے عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ختنہ کیے ہوئے، ناف بریدہ پیدا ہوئے، اور اس بات سے عبد المطلب کو بہت تعجب ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے محبوب بن گئے، اور اُنھوں (عبد المطلب) نے فرمایا: میرے اِس بیٹے کی بڑی شان (ظاہر) ہو گی۔

فصل ۲}

میلادِ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

حدیث شریف 76

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا فِیْ تَفْسِیْرِ قَوْلِهٖ تَعَالٰی "وَتَقَلُّبَكَ فِی السَّاجِدِیْنَ"، مِنْ صُلْبِ نَبِیٍّ اِلٰی صُلْبِ نَبِیٍّ وَ لَوْ مَعَ الْوَسَائِطِ حَتّٰی اَخْرَجَكَ نَبِیًّا۔ رواہ البزار و کذا رواہ ابن سعد وابو نعیم فی الدلائل بسند صحیح والطبرانی ورجالہ ثقات ★

ترجمہ} حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے قول "وَتَقَلُّبَكَ فِی السَّاجِدِیْنَ"، کی تفسیر میں منقول ہے: "آپ ﷺ کا ایک نبی کی صلب سے دوسرے نبی کی صلب کی طرف منتقل ہونا، اگرچہ باواسطہ ہو، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی بنا کر ظاہر فرمایا"۔ یہ روایت بزار کی ہے۔ اور ابن سعد نے اسے یوں ہی روایت کیا ہے، اور ابو نعیم نے "دلائل" میں بہ سندِ صحیح روایت کیا ہے، اور امام طبرانی نے بھی، اور اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

حدیث شریف 77

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَیْضًا فِیْ تَفْسِیْرِ الْاٰیَةِ قَالَ مَا زَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَقَلَّبُ فِیْ اَصْلَابِ الْاَنْبِیَاءِ حَتّٰی وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ اٰمِنَةُ۔ رواہ ابو نعیم

ترجمہ} حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی مروی ہے، وہ اپنی تفسیر میں اسی آیت کے تحت رقم فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ یکے بعد دیگرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام کی پشتوں میں منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی ولادت سے مشرف ہوئیں۔ اسے ابو نعیم نے روایت کیا۔

شب میلاد جانوروں کا بولنا

حدیث شریف 78

وَ رَوٰی اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الدَّلَائِلِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ کَانَ مِنْ دَلَالَةِ حَمْلِ آمِنَةَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (وَهٰذَا مَوْقُوْفٌ لَفْظًا وَحُکْمُهُ الرَّفْعُ اِذْ لَا يُقَالُ رَأْيًا) اَنَّ کُلَّ دَابَّةٍ لِقُرَيْشٍ نَطَقَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ وَ قَالَتْ حُمِلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَبِّ الْکَعْبَةِ وَهُوَ اِمَامُ الدُّنْيَا قُدْوَةً اَهْلِهَا وَ فِیْ نُسْخَةٍ اَمَانٌ بِالنُّوْنِ اَیْ اَمَانُهَا مِنَ الْعَاهَاتِ الْعَامَّةِ وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وَ سِرَاجُ اَهْلِهَا وَ لَمْ يَبْقَ سَرِيْرُ الْمَلِكِ مِنْ مُلُوْكِ الدُّنْيَا اِلَّا اَصْبَحَ مَنْكُوْسًا وَفَرَّتْ وُحُوْشُ الْمَشْرِقِ اِلٰى وُحُوْشِ الْمَغْرِبِ بِالْبَشَارَاتِ وَ کَذٰلِكَ اَهْلُ الْبِحَارِ يُبَشِّرُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَ لَهٗ فِیْ کُلِّ شَهْرٍ مِنْ شُهُوْرِ حَمْلِهٖ نِدَاءٌ فِی الْاَرْضِ وَ نِدَاءٌ فِی السَّمَآءِ اَنْ اَبْشِرُوْا فَقَدْ اٰنَ اَنْ يَّظْهَرَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَيْمُوْنًا مُبَارَ کًا۔ الحديث۔ وَ هُوَ شَدِيْدُ الضُّعْفِ۔ وَعَنْ غَيْرِهٖ اَیْ غَيْرِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمْ يَبْقَ فِیْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ دَارٌ اِلَّا اَشْرَقَتْ وَلَا مَکَانٌ اِلَّا دَخَلَهُ النُّوْرُ وَلَا دَابَّةٌ اِلَّا نَطَقَتْ۔

وَ رَوَی الْحَافِظُ اَبُوْبَکْرِ بْنُ عَائِذٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ لَمَّا وُلِدَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ فِیْ اُذُنِهٖ رِضْوَانُ خَازِنُ الْجِنَانِ اَبْشِرْ يَا مُحَمَّدُ فَمَا بَقِیَ لِنَبِیٍّ عِلْمٌ اِلَّا وَ قَدْ اُعْطِيْتَهٗ فَاَنْتَ اَکْبَرُهُمْ عِلْمًا وَ اَشْجَعُهُمْ قَلْبًا۔ اَرْسَلَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَ مُرْسَلُ الصَّحَابَةِ وَصْلٌ فِی الْاَصَحِّ وَ حُکْمُهُ الرَّفْعُ اِذْ لَا مَجَالَ فِيْهِ لِلرَّاْیِ۔

وَرَوٰی مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ مِّنْ حَدِیْثِ جَمَاعَةٍ مِنْهُمْ عَطَاءُ بْنُ اَبِیْ رَبَاحٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ آمِنَةَ بِنْتَ وَهْبٍ قَالَتْ لَمَّا فَصَلَ اَیْ خَرَجَ مِنِّیْ تَعْنِیْ تُرِیْدُ آمِنَةُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مَعَهٗ نُوْرٌ اَضَاءَ لَهٗ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ثُمَّ وَقَعَ اِلَی الْاَرْضِ مُعْتَمِدًا عَلٰی یَدَیْهِ ثُمَّ اَخَذَ قَبْضَةً مِّنَ التُّرَابِ فَقَبَضَهَا وَرَفَعَ رَاْسَهٗ اِلَی السَّمَاءِ۔ رواہ احمد فی المسند

ترجمہ} ابونعیم نے "دلائل" میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موقوفاً روایت کیا، لیکن یہ حکماً مرفوع ہے، کیوں کہ اس مضمون میں رائے کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے حمل کی یہ علامت تھی کہ قریش کے چوپائے اُس رات کلام کرتے تھے اور کہتے تھے: رب کعبہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ شرف حمل میں تشریف فرما ہو چکے ہیں، اور آپ تمام اہل دُنیا کے امام و پیشوا ہیں۔

اور ایک نسخہ میں "امام" کی جگہ لفظ "امان" ہے، یعنی آپ ﷺ دُنیا والوں کے لیے تمام آفتوں سے امان ہیں، وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ (آپ کی شان ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے) اور آپ ﷺ اہل دنیا کے لیے سراجِ منیر ہیں۔

اور (اُس رات) دُنیا کے ہر بادشاہ کا تخت اُوندھا ہو گیا، اور مشرق و مغرب کے جانور ایک دوسرے کو بشارتیں دیتے پھرتے تھے، اور ایسے ہی پانی کے جانور بھی ایک دوسرے کو بشارت دیتے رہے۔

اور حمل پاک کے مہینوں میں سے ہر مہینے ایک نِدا زمین میں اور ایک نِدا آسمان میں دی جاتی تھی، کہ خوش ہو جاؤ! صاحبِ برکت و باعثِ خیر ابو القاسم ﷺ کے ظہور کا وقت آن پہنچا ہے۔ (اور یہ حدیث بہت ضعیف ہے۔)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے علاوہ سے یہ الفاظ مروی ہیں، کہ اُس (حمل کی) رات کوئی ایسا مکان اور جگہ نہ رہی جو نور سے منور نہ ہوئی ہو، اور کوئی جانور نہ رہا جس نے بات نہ کی ہو۔

نیز، حافظ ابو بکر بن عائذ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: جب نبی کریم ﷺ متولد ہوئے تو خازنِ جنت رضوان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ ﷺ کے گوش مبارک میں کہا: آپ کو بشارت ہو، یا محمد! ﷺ کسی نبی کا کوئی علم ایسا نہیں جو آپ کو عطا نہ کر دیا گیا ہو، سو آپ علم میں اُن سب سے بڑھ کر ہیں اور اُن سب سے زیادہ شجاع ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ روایت مرسلاً بیان کی ہے، تاہم صحیح ترین مسلک کے مطابق مرسلِ صحابہ متصل ہی ہوتی ہے، اور اُس کا حکم مرفوع (فرمانِ نبوی) والا ہوتا ہے، کیوں کہ ایسی بات (حضور ﷺ کے بتائے بغیر) اپنی رائے سے نہیں کہی جا سکتی۔

اور محمد بن سعد نے ایک جماعت سے روایت کیا ہے، جن میں عطاء بن رباح اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ہیں، کہ حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: جب آپ (یعنی نبی اکرم ﷺ) میرے بطن سے جدا ہوئے تو آپ ﷺ کے ساتھ ایک ایسا نور تھا جس سے مشرق و مغرب روشن ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے، ایک مٹھی خاک اُٹھائی، اور سرِ انور آسمان کی طرف بلند کیا۔

حدیث شریف 79

ولادتِ رسول ﷺ، ہجرت و دُخولِ مدینہ، پیر کے دن

وَ رَوٰی اَحْمَدُ فِی الْمُسْنَدِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ وُلِدَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَاسْتُنْبِئَ (اَیْ نُبِئَ فَالسِّیْنُ لِلتَّوْکِیْدِ) یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَخَرَجَ مُھَاجِرًا مِّنْ مَّکَّۃَ اِلٰی

الْمَدِیْنَةِ یَوْمَ الاِثْنَیْنِ وَدَخَلَ الْمَدِیْنَةَ یَوْمَ الاِثْنَیْنِ وَ رَفَعَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْحَجَرَ الْاَسْوَدَ اِلٰی مَوْضِعِهٖ فَوَضَعَهٗ فِیْهِ بِیَدِهِ الْمُبَارَکَةِ یَوْمَ الاِثْنَیْنِ ۔ وَ فِیْهِ اِرْسَالُ صَحَابِیٍّ لِاَ نَّهٗ لَمْ یُدْرِكْ ذٰلِكَ وَکَانَ فِی الْهِجْرَةِ ابْنُ ثَلَاثِ سِنِیْنَ اھ شرح المواھب للعلامة الزرقانی ۔

ترجمہ} امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مسند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے ارشاد فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن متولد ہوئے، اِعلان نبوت بھی پیر کے دن فرمایا، بروز پیر ہی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی ،اور پیر کے روز ہی مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے، (اَزیں قبل) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے دن ہی حجر اسود کو اٹھایا اور اسے نے اپنے دستِ اقدس سے بیت اللہ شریف کے کونے میں نصب کیا۔

حدیث شریف 80

شبِ میلاد جانوروں کا بولنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرنا

وَ اَخْرَجَ اَبُوْنُعَیْمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ کَانَ مِنْ دَلَالَاتِ حَمْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ اَنَّ کُلَّ دَابَّةٍ کَانَتْ لِقُرَیْشٍ نَطَقَتْ تِلْكَ اللَّیْلَةَ وَقَالَتْ حُمِلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ وَ رَبِّ الْکَعْبَةِ وَ هُوَ اَمَانُ الدُّنْیَا وَ سِرَاجُ اَهْلِهَا۔

وَ لَمْ تَبْقَ کَاهِنَةٌ فِیْ قُرَیْشٍ وَّلَا فِیْ قَبِیْلَةٍ مِّنْ قَبَائِلِ الْعَرَبِ اِلَّا حُجِبَتْ عَنْ صَاحِبَتِهَا وَ انْتُزِعَ عِلْمُ الْکَهَنَةِ مِنْهَا۔

وَ لَمْ یَبْقَ سَرِیْرُ مَلِكٍ مِّنْ مُّلُوْكِ الدُّنْیَا اِلَّا اَصْبَحَ

مَنْكُوْسًا وَ الْمَلِكُ مُخْرَسًا لَّايَنْطِقُ يَوْمَهٗ ذٰلِكَ۔

وَمَرَّتْ وَحْشُ الْمَغْرِبِ اِلٰى وَحْشِ الْمَشْرِقِ بِالْبَشَارَاتِ وَ كَذٰلِكَ اَهْلُ الْبِحَارِ يُبَشِّرُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا۔

لَهٗ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ مِّنْ شُهُوْرِهٖ نِدَاءٌ فِي الْاَرْضِ وَ نِدَاءٌ فِي السَّمَآءِ اَ نْ اَبْشِرُوْا فَقَدْ آنَ لِاَبِي ا لْقَاسِمِ ﷺ اَنْ يَّخْرُجَ عَلَى الْاَرْضِ مَيْمُوْنًا مُبَارَكًا۔

قَالَ وَ بَقِيَ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ تِسْعَةَ اَشْهُرٍ كَمَلًا لَّاتَشْكُوْ وَجَعًا وَّلَارِيْحًاوَّ لَا مَغْصًاوَّ لَامَا يَعْرِضُ النِّسَاءَ مِنْ ذَوَاتِ ا لْحَمْلِ

وَهَلَكَ اَبُوْهُ عَبْدُاللّٰهِ وَهُوَفِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ فَقَالَتِ الْمَلَآئِكَةُ اِلٰهَنَاوَسَيِّدَنَابَقِيَ نَبِيُّكَ هٰذَا يَتِيْمًا فَقَالَ اللّٰهُ اَنَا لَهٗ وَلِيٌّ وَّ حَافِظٌ وَّ نَصِيْرٌ وَّ تَبَرَّكُوْا بِمَوْلُوْدِهٖ فَمَوْلُوْدُهٗ مَيْمُوْنٌ مُّبَارَكٌ فُتِحَ لِمَوْلُوْدِهٖ اَ بْوَابُ ا لسَّمَآءِ وَجِنَانِهٖ ...

فَكَانَتْ آمِنَةُ تُحَدِّثُ عَنْ نَفْسِهَا وَ تَقُوْلُ اَ تَانِيْ آتٍ حِيْنَ مَرَّ بِيْ مِنْ حَمْلِهٖ سِتَّةُ اَ شْهُرٍ فَوَكَزَ نِيْ بِرِجْلِهٖ فِي ا لْمَنَامِ وَقَالَ يَاآمِنَةُ اِ نَّكِ قَدْ حَمَلْتِ بِخَيْرِ الْعَالَمِيْنَ جَمِيْعَ طُرًّا، فَاِ ذَ ا وَلَدْ تِّيْهِ فَسَمِّيْهِ مُحَمَّدًا ...

فَكَانَتْ تُحَدِّثُ عَنْ نَّفْسِهَا وَ تَقُوْلُ لَقَدْ اَخَذَنِيْ مَا يَاْخُذُ النِّسَاءَ وَ لَمْ يَعْلَمْ بِيْ اَحَدٌ مِّنَ ا لْقَوْمِ فَسَمِعْتُ وَجْبَةً شَدِيْدَةً وَ اَمْرًا عَظِيْمًا فَهَالَنِيْ ذٰ لِكَ فَرَءَ يْتُ كَاَنَّ جَنَاحَ طَيْرٍاَ بْيَضَ قَدْ مَسَحَ عَلٰى فُؤَادِيْ فَذَهَبَتْ عَنِّيْ كُلُّ رُعْبٍ وَّكُلُّ وَجَعٍ كُنْتُ اَجِدُ ثُمَّ الْتَفَتُّ فَاِذَااَنَابِشَرْبَةٍبَيْضَاءَ وَكُنْتُ عَطْشٰى فَتَنَاوَلْتُهَا

فَاَضَاءَ مِنِّیْ نُوْرٌ عَالٍ ثُمَّ رَءَ یْتُ نِسْوَةً کَالنَّخْلِ الطِّوَالِ کَاَنَّھُنَّ مِنْ بَنَاتِ عَبْدِ مَنَافٍ یُحْدِقْنَ بِیْ فَبَیْنَا اَنَا اَعْجَبُ وَ اِذَا بِدِیْبَاجٍ (وفی نسخۃ) اَ تَعَجَّبُ وَ اَ قُوْلُ وَا غَوْثَاہُ! مِنْ اَ یْنَ عَلِمْنَ بِیْ قَالَ فِیْ غَیْرِ ھٰذِہِ الرِّوَایَۃِ فَقُلْنَ لِیْ نَحْنُ آسِیَۃُ امْرَءَ ۃُ فِرْعَوْنَ وَمَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَھٰؤُلَآءِ مِنْ حُوْرِ الْعِیْنِ …

وَ اشْتَدَّ الْاَمْرُ وَ اَنَا اَ سْمَعُ ا لْوَجْبَۃَ فِیْ کُلِّ سَاعَۃٍ اَعْظَمَ مِمَّا تَقَدَّمَ فَبَیْنَمَا اَنَا کَذٰلِکَ اِذَا بِدِیْبَاجٍ اَ بْیَضَ قَدْ مُدَّ بَیْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ فَاِذَا قَائِلٌ یَّقُوْلُ خُذُوْہُ مِنْ اَعْیُنِ النَّاسِ قَالَتْ وَ رَءَ یْتُ رِجَالًا قَدْ وَقَفُوْا فِی ا لْھَوَآءِ بِاَ یْدِیْھِمْ اَ بَارِیْقُ مِنْ فِضَّۃٍ وَ رَءَ یْتُ قِطْعَۃً مِّنَ ا لطَّیْرِ قَدْ اَ قْبَلَتْ حَتّٰی غَطَّتْ حُجْرِیْ مَنَاقِیْرُھَا مِنَ الزُّمُرُّدِ وَ اَجْنِحَتُھَا مِنَ ا لْیَوَاقِیْتِ فَکَشَفَ اللہُ عَنْ بَصَرِیْ وَاَبْصَرْتُ تِلْکَ ا لسَّاعَۃَ مَشَارِقَ ا لْاَرْضِ وَمَغَارِبَھَا وَ رَءَ یْتُ ثَلَاثَۃَ اَعْلَامٍ مَضْرُوْبَاتٍ عَلَمًا فِی ا لْمَشْرِقِ وَ عَلَمًا فِی الْمَغْرِبِ وَ عَلَمًا عَلٰی ظَھْرِ الْکَعْبَۃِ…

فَاَخَذَنِیْ ا لْمَخَاضُ فَوَلَدْتُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا خَرَجَ مِنْ بَطْنِیْ نَظَرْتُ اِ لَیْہِ فَاِ ذَا اَنَا بِہٖ سَاجِدٌ قَدْ رَفَعَ اِصْبَعَیْہِ اِ لَی السَّمَآءِ کَا لْمُتَضَرِّعِ ا لْمُبْتَھِلِ …

ثُمَّ رَءَ یْتُ سَحَابَۃً بَیْضَآءَ قَدْ اَقْبَلَتْ مِنَ السَّمَآءِ حَتّٰی غَشِیَتْہُ فَغُیِّبَ عَنْ وَّجْھِیْ وَ سَمِعْتُ مُنَادِیًا یُّنَادِیْ طُوْفُوْا بِمُحَمَّدٍ شَرْقَ الْاَرْضِ وَ غَرْبَھَا وَ اَدْخِلُوْہُ ا لْبِحَارَ لِیَعْرِفُوْہُ بِاِسْمِہٖ وَنَعْتِہٖ وَصُوْرَتِہٖ وَیَعْلَمُوْا اَنَّہٗ سُمِّیَ فِیْھَا ا لْمَاحِیَ لَایَبْقٰی شَیْءٌ مِّنْ

الشِّرْكِ اِلَّا مُحِيَ فِيْ زَمَنِهٖ ...

ثُمَّ تَجَلَّتْ عَنْهُ فِيْ اَسْرَعِ وَقْتٍ فَاِذَا اَنَا بِهٖ مُدْرَجٌ فِيْ ثَوْبِ صُوْفٍ اَبْيَضَ وَتَحْتَهٗ حَرِيْرَةٌ خَضْرَاءُ وَ قَدْقَبَضَ عَلٰى ثَلَاثَةِ مَفَاتِيْحَ مِنَ اللُّؤْلُؤِ الرَّطْبِ وَ اِذَا قَائِلٌ يَّقُوْلُ قَبَضَ مُحَمَّدٌ مَفَاتِيْحَ النُّصْرَةِ مَفَاتِيْحَ الرِّيْحِ مَفَاتِيْحَ ...

ثُمَّ اَقْبَلَتْ سَحَابَةٌ اُخْرٰى يُسْمَعُ مِنْهَا صَهِيْلُ الْخَيْلِ وَ خَفَقَانُ الْاَجْنِحَةِ حَتّٰى غَشِيَتْهُ فَغُيِّبَ عَنِّيْ فَسَمِعْتُ مُنَادِيًا يُّنَادِيْ طُوْفُوْا بِمُحَمَّدٍ الشَّرْقَ وَالْغَرْبَ وَعَلٰى مَوَالِيْدِ النَّبِيِّيْنَ وَ اِعْرِضُوْهُ عَلٰى كُلِّ رُوْحَانِيٍّ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ و السِّبَاعِ وَ اَعْطُوْهُ صَفَا اٰدَمَ وَ رِقَّةَ نُوْحٍ وَ خُلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ وَ لِسَانَ اِسْمَاعِيْلَ وَ بُشْرٰى يَعْقُوْبَ وَجَمَالَ يُوْسُفَ وَ صَوْرَةَ دَاوٗدَ وَصَبْرَ اَيُّوْبَ وَ زُهْدَ يَحْيٰى وَكَرَمَ عِيْسٰى وَ اَغْمِرُوْافِيْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِيَآءِ...

ثُمَّ تَجَلَّتْ فَاِذَا اَنَا بِهٖ قَدْ قَبَضَ حَرِيْرَةً خَضْرَاءَ مَطْوِيَّةً وَ اِذَا قَائِلٌ يَّقُوْلُ بَخٍ بَخٍ قَبَضَ مُحَمَّدٌ عَلَى الدُّنْيَا كُلِّهَا لَمْ يَبْقَ خَلْقٌ مِنْ اَهْلِهَا اِلَّا دَخَلَ فِيْ قَبْضَتِهٖ....

وَ اِذَا اَنَا بِثَلَاثَةِ نَفَرٍ فِيْ يَدِ اَحَدِهِمْ اِبْرِيْقُ فِضَّةٍ وَفِيْ يَدِ الْاٰخَرِ طَسْتٌ مِنْ زُمُرُّدٍ اَخْضَرَ وَفِيْ يَدِ الثَّالِثِ حَرِيْرَةٌ بَيْضَآءُ فَنَشَرَهٗ فَاَخْرَجَ مِنْهَا خَاتَمًا تَحَارُ اَبْصَارُ النَّاظِرِيْنَ دُوْنَهٗ فَغَسَلَهٗ مِنْ ذٰلِكَ الْاِبْرِيْقِ سَبْعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ خَتَمَ بَيْنَ كَتِفَيْهِ بِالْخَاتَمِ ثُمَّ لَفَّهٗ فِي الْحَرِيْرَةِ ثُمَّ حَمَلَهٗ فَاَدْخَلَهٗ بَيْنَ اَجْنِحَةِ

ترجمہ} ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے ارشاد فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حمل کی علامات میں سے درج ذیل باتیں (وقوع پذیر ہونا بھی تھا):

﴿۱﴾ اُس رات قریش کا ہر چوپایہ بولا کہ آج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شکمِ مادر میں تشریف لے آئے، قسم ہے ربِ کعبہ کی!، اور وہ دنیا کی امان اور اس کے رہنے والوں کے لیے چراغِ (ہدایت) ہیں، اور

﴿۲﴾ قریش اور عرب کے دیگر قبائل میں سے کسی قبیلہ کی کوئی کاہنہ (غیب کی خبریں دینے والی عورت) ایسی نہ تھی جو اپنے مخبر (شیطانوں) سے محجوب نہ ہوگئی ہو (چوں کہ اُن شیطان مخبروں کا آسمانوں پر جا کر خبریں لانا ممکن نہ رہا، لہٰذا وہ اُن کاہنوں کو کچھ بتانے کے قابل نہ رہے) نیز کاہنوں کا علم چھین لیا گیا، اور

﴿۳﴾ اُس وقت دُنیا کے بادشاہوں میں سے ہر ایک بادشاہ کا تخت اوندھا ہو گیا اور بادشاہ گونگا، اُس دن (اُن بادشاہوں میں سے) کسی کو بات کرنے کہ طاقت نہ رہی، اور

﴿۴﴾ مشرق و مغرب کے تمام جانور ایک دوسرے کو مبارک بادیاں دیتے رہے، اور سمندری جانوروں کا بھی یہی حال تھا۔ اور

﴿۵﴾ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حمل کے مہینوں میں سے ہر ایک ماہ میں ایک ندا زمین میں اور آسمان میں ایک ندا دی جاتی تھی کہ خوش ہو جاؤ! صاحبِ خیر و باعثِ برکات ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمین پر ظہور کا وقت آن پہنچا ہے۔

(ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:) آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکمل نو ماہ شکمِ مادر میں رونق افروز رہے، اِس عرصہ میں آپ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کسی قسم کی درد، ہوا، مروڑ، اور عام حاملہ عورتوں کو عارض ہونے والے ثقل، (کسی ایسی ویسی چیز) کی شکایت نہ ہوئی۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدِ ماجد حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا

جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی شکمِ مادر ہی میں تھے، اس پر فرشتوں نے عرض کیا: اے مالک و مولا!
تیرا محبوب نبی تو یتیم ہوگیا؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میں اُس کا مولیٰ و محافظ اور مددگار
ہوں، تم جاؤ! اُس کی جائے ولادت سے برکت حاصل کرو، کہ وہ مقام متبرک ہے، اور اُس
کے میلاد پر آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دئے جائیں۔

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے متعلق بتاتے ہوئے فرماتی ہیں:

جب میرے بطن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف فرما ہوئے چھ ماہ ہو چکے، تو ایک
آنے والا میرے پاس آیا، اُس نے پاؤں سے مجھ کو آگاہ کیا، اور کہا: اے آمنہ! تم اُس
ہستی کو بطن میں اُٹھائے ہوئے ہو جو سارے جہانوں میں سب سے افضل ہے، جب اِنہیں
جنم دو تو ان کا اسمِ گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھنا، اور یہ واقعہ خواب کا ہے۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مجھے جب عورتوں کے عوارِض نے آلیا، تو میرا حال
کسی پر ظاہر نہ تھا (یعنی پیٹ کا بڑھنا اور واضح طور پر محسوس ہونا کہ عورت حاملہ ہے، اس قسم
کی کیفیت کا ظہور میرے ساتھ نہ تھا، میری حالت کنواری عورتوں کی طرح نارمل تھی)۔

اسی اثناء میں، مَیں نے ایک دھماکے کی آواز سُنی، اُس عظیم آواز سے مجھ پر ہیبت
سی طاری ہوگئی، تو میں نے دیکھا کہ گویا سفید رنگ کے پرندے کا پَر میرے دل پر ملا گیا،
اس کے باعث جو ہیبت و تکلیف تھی، دُور ہوگئی، پھر میں نے دیکھا کہ مجھے ایسا مشروب دیا
گیا جو دودھ سے زیادہ سفید تھا، چوں کہ میں پیاسی تھی لہٰذا میں نے وہ مشروب پی لیا، (وہ
مشروب پینا تھا کہ) مجھ سے ایک بلند نور ظاہر ہوا، پھر میں نے کھجور کی مانند لمبے قد و قامت
والی کچھ عورتیں دیکھیں، جو قبیلہ عبد مناف کی معلوم ہوتی تھیں، اُنھوں نے مجھے گھیر لیا، مجھے
تعجب تھا کہ انھیں میرے حال کی خبر کیسے ہوئی، وہ بولیں: ہم آسیہ زوجۂ فرعون، مریم بنتِ
عمران، اور یہ خواتین حورِ عین ہیں۔

آپ فرماتی ہیں: معاملہ شدید ہوگیا، اور وہ دھماکے کی آواز لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی جاتی

تھی، ابھی میرا یہی حال تھا کہ میں نے دیکھا، میرے سامنے آسمان وزمین کے درمیان سفید ریشم پھیلایا گیا، گویا خیمہ قائم کیا گیا، اور کسی صاحب کی آواز آرہی تھی کہ اس (نومولود) کو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھو۔ نیز فرماتی ہیں: میں نے کچھ آدمیوں کو ہوا میں معلق دیکھا، کہ اُن کے ہاتھ میں چاندی کے کٹورے ہیں، اور پرندوں کی ایک قطار دیکھی جنھوں نے میری گود کو گھیر رکھا ہے، اُن کی چونچیں زمرد کی، اور بازو یاقوت کے تھے ، اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے سے تمام حجابات دور کردیئے اور میں نے مشرق ومغرب کو دیکھ لیا، اور میں نے تین جھنڈے دیکھے: ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک بیت اللہ شریف کی چھت پر لہرا رہا تھا۔

پھر مجھ پر ولادت کے آثار ظاہر ہوئے، اور نبی کریم رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے کہ جن کا نام نامی اسمِ گرامی محمد ﷺ ہے۔ جب آپ ﷺ مجھ سے جدا ہوئے، تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور اپنی دونوں انگلیاں آسمان کی طرف اٹھائیں، عاجزی وزاری کا اِظہار کرنے والے کی طرح۔

پھر میں نے ایک سفید بادل دیکھا جس نے آپ ﷺ کو ڈھک لیا اور آپ ﷺ مجھ سے غائب کردیئے گئے، اور میں نے ایک منادی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا: محمد ﷺ کو مشرق ومغرب کی اور سمندروں کی سیر کراؤ تاکہ سبھی انھیں ان کے نام سے، اوصاف سے، نعت سے اور ان کی صورت سے پہچان لیں، اور یہ بھی جان لیں کہ ان کا وصف ''ماحی'' ہے جو شرک وکفر کو مٹانے والے ہیں۔

پھر فوراً میرے پاس لائے گئے تو آپ ﷺ ایک سفید کپڑے میں لپیٹے ہوئے تھے اور آپ کے نیچے سبز رنگ کا گدھیلا تھا، آپ کے ہاتھ میں تین تروتازہ موتی کی کنجیاں تھیں، اور کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: محمد صلی اللہ علیہ وس آلہ وسلم نے نصرت کی کنجیوں، ہوا کی کنجیوں اور مدد کی کنجیوں پر قبضہ کرلیا ہے۔

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: پھر ایک اور بادل آیا جس سے گھوڑوں کے ہنہنانے کی سی آواز اور پروں کی آواز محسوس ہوتی تھی، یہاں تک کہ اس بادل نے آپ ﷺ کو چھپا لیا، پھر آپ ﷺ مجھ سے غائب کر دیئے گئے، آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے ایک منادی کی ندا سُنی جو کہہ رہا تھا: انھیں مشرق و مغرب کی جانب لے چلو، اور انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جہاں جہاں ولادت ہوئی ہے وہ مقام دکھاؤ، اور ان کے سامنے روحانی طور پر جن وانس کو پیش کرو، حیوانات سباع وطیور کو دکھاؤ، اور انھیں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفوت، رِقتِ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام، خلتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام، لسانِ اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام، بشارتِ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام، جمالِ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام، لحنِ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام، صبرِ ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام، زُہدِ یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام، اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم دے دو۔ نیز انھیں جملہ اَخلاقِ انبیاء کے سمندر میں غوطہ دو۔

پھر وہ بادل ہٹا تو میں نے آپ ﷺ کو لپیٹی ہوئی سبز ریشم ہاتھ میں لیے ہوئے دیکھا، اور ناگاہ ایک قائل کہہ رہا تھا: واہ! واہ! محمد ﷺ نے تمام دنیا پر قبضہ فرما لیا، اور اہل دنیا میں سے کوئی ایک مخلوق باقی نہ رہی مگر وہ آپ کے قبضہ میں داخل ہوگئی۔

پھر میں نے تین اور شخصوں کو دیکھا، ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ (لوٹا)، دوسرے کے پاس سبز زمرد کا طشت (ہاتھ دھونے کا برتن) اور تیسرے کے ہاتھ میں سفید ریشمی کپڑا تھا، اُس شخص نے وہ (کپڑا) کھولا اور اُس میں سے ایک انگوٹھی نکالی (جو ایسی چمک دار تھی) کہ اُسے دیکھنے والوں کی آنکھیں چندھیا جائیں، پھر اس آفتابہ سے سات مرتبہ آپ ﷺ کو غسل دیا، بعدہٗ آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان اس انگوٹھی سے مہر لگائی، پھر آپ ﷺ کو ریشمی کپڑے میں لپیٹا اور اُٹھا کر کچھ دیر اپنے بازوؤں میں لیا، پھر آپ ﷺ کو میرے سپرد کر دیا۔

حدیث شریف 81

ولادت، نزولِ وحی، ہجرت، پیر کے دن، ربیع الاول میں

وَ فِیْ اِنْسَانِ الْعُیُوْنِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا وُلِدَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ فِیْ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ وَ اُنْزِلَتْ عَلَیْہِ النُّبُوَّۃُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ فِیْ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ وَھَاجَرَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ فِیْ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ ۔قَالَ بَعْضُھُمْ ھٰذَا غَرِیْبٌ جِدًّا ۔

ترجمہ} "انسان العیون" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بروز پیر ماہِ ربیع الاول میں پیدا ہوئے، ربیع الاول میں پیر کے روز ہی اعلانِ نبوت سے سرفراز ہوئے، اور ربیع الاول میں پیر کے دن ہی آپ نے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرمائی۔ (نیز سورۂ بقرہ بھی پیر کے دن ربیع الاول میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال بھی ماہِ ربیع الاول میں بروز پیر ہوا) اور یہ بڑی عجیب بات ہے۔ (12 ربیع الاول)

حدیث شریف 82

وَ اَخْرَجَ الدَّارِمِیُّ وَ ابْنُ سَعْدٍ وَّابْنُ عَسَاکِرَ عَنْ اَبِیْ فَرْوَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ سَاَلَ کَعْبًا الْاَحْبَارَ کَیْفَ تَجِدُ نَعْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی التَّوْرَاۃِ فَقَالَ کَعْبٌ نَجِدُ مُحَمَّدَبْنَ عَبْدِ اللّٰہِ یُوْلَدُ بِمَکَّۃَ وَیُھَاجِرُ اِلٰی طَابَۃَ وَیَکُوْنُ مُلْکُہٗ بِالشَّامِ وَ لَیْسَ بِفَحَّاشٍ وَلَا بِسَخَّابٍ فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا یُکَافِئُ بِالسَّیِّئَۃِ السَّیِّئَۃَ یَعْفُوْ وَ یَغْفِرُ... (الحدیث)

ترجمہ} دارمی، ابن سعد اور ابن عساکر نے ابو فروہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ

سے پوچھا: آپ تورات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کیسی (بیان ہوئی) پاتے ہیں؟ تو حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا: ہم تورات میں پاتے ہیں کہ حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں متولد ہوں گے، اور مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائیں گے، اوران کی بادشاہت شام میں ہوگی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مقدس پر فحش کلام نہیں ہوگا، اور نہ ہی بازاروں میں آواز بلند فرمائیں گے، نیز برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے، بلکہ (ایسوں کو) معاف کر دیں گے، اور بخشش سے نوازیں گے۔

حدیث شریف 83

وَ اَخْرَجَ الْحَاكِمُ وَ صَحَّحَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ اَوْحَى اللهُ اِلٰى عِيْسٰى آمِنْ بِمُحَمَّدٍ وَّ مُرْمَنْ اَدْرَكَهُ مِنْ اُمَّتِكَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِهٖ فَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَّا خَلَقْتُ آدَمَ وَ لَا الْجَنَّةَ وَ لَا النَّارَ وَ لَقَدْ خَلَقْتُ الْعَرْشَ عَلَى الْمَاءِ فَاضْطَرَبَ فَكَتَبْتُ عَلَيْهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ فَسَكَنَ۔

ترجمہ﴾ حاکم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی: تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاؤ، اور اپنی امت کے اُن لوگوں کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کا حکم دو، جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پالیں، پس اگر میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تخلیق نہ فرماتا تو نہ آدم کو بناتا اور نہ جنت وجہنم کو، اور بے شک میں نے عرش کی تخلیق پانی پر فرمائی تو وہ کانپنے لگا، میں نے اُس پر یہ کلمہ نقش کیا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ تو وہ ٹھہر گیا۔

حدیث شریف 84

وَ اَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ مِنْ طَرِيْقِ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ لَمْ یَزَلِ اللّٰہُ تَعَالٰی یَتَقَدَّمُ فِی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی آدَمَ فَمَنْ بَعْدَہٗ وَلَمْ تَزَلِ الْاُمَمُ تَتَبَاشَرُ وَتَسْتَفْتِحُ بِہٖ حَتّٰی اَخْرَجَہُ اللّٰہُ فِیْ خَیْرِ اُمَّۃٍ وَ فِیْ خَیْرِ قَرْنٍ وَ فِیْ خَیْرِ اَصْحَابٍ وَّخَیْرِبَلَدٍ فَاَقَامَ بِمَاشَاءَ اللّٰہُ وَھُوَ حَرَمُ اِبْرَاھِیْمَ ثُمَّ اَخْرَجَہٗ اِ لٰی طَیْبَۃَ وَھِیَ حَرَمُ مُحَمَّدٍ فَکَانَ مَبْعَثُہٗ مِنْ حَرَمٍ وَ مُھَاجَرُہٗ اِ لٰی حَرَمٍ ۔

ترجمہ} ابن عساکر نے بطریق کریب رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اقبال فرمایا حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لے کر بعد میں آنے والے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا، اور اس سے مطمح نظر، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا برکات رہی، اور سابقہ اُمتیں ہمیشہ آپس میں بشارتیں دیتی رہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دشمنوں پر فتح طلب کرتی رہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین اُمت، بہترین زمانہ، بہترین صحابہ اور بہترین شہر میں بھیجا، پھر جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس جگہ رکھا جو حرمِ ابراھیم ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کا حکم فرمایا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حرم ہے، پس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جائے (ولادت و) بعثت بھی حرم ہے اور جائے ہجرت بھی حرم ہے۔ (سبحان اللہ! ماشاء اللہ!)

حدیث شریف 85

وَ اَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ لَمَّا اُمِرَ اِبْرَاھِیْمُ بِاِخْرَاجِ ھَاجِرَ حُمِلَ عَلَی الْبُرَاقِ فَکَانَ لَایَمُرُّ بِاَرْضٍ عَذْبَۃٍ سَھْلَۃٍ اِلَّا قَالَ اَنْزِلُ ھٰھُنَا یَا جِبْرِیْلُ فَیَقُوْلُ لَاحَتّٰی اِ لٰی مَکَّۃَ فَقَالَ جِبْرِیْلُ اِنْزِلْ یَا اِ بْرَاھِیْمُ قَالَ حَیْثُ لَا ضَرْعَ وَلَا

زَرْعَ قَالَ نَعَمْ هٰهُنَا يَخْرُجُ النَّبِيُّ الَّذِيْ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ الَّذِيْ تَتِمُّ بِهٖ الْكَلِمَةُ الْعُلْيَا ۔

ترجمہ} ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ انھوں نے فرمایا: جب حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لے جانے کا حکم ہوا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُنھیں براق (سواری) پر سوار کرلیا، پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی بھی سرسبز وشاداب میدان سے نہ گزرتے تھے مگر کہتے: اے جبریل! علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں اُتریں؟ تو حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کہتے: نہیں، یہاں تک کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ مکرمہ میں پہنچے تو جبریل نے کہا: ہاں، یہاں اُتریں، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: یہاں تو نہ کھیت ہے، نہ دودھ، اور نہ زمین سے کچھ اُگنے کا امکان ہے؟ حضرت جبریل نے کہا: ہاں، (یہیں اُتریں،) یہاں آپ کی اولاد سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم متولد ہوں گے، جن کے ذریعے کلمۂ علیا پورا ہوگا۔ (شاید اِس حدیث شریف میں اُس آیتِ قرآنیہ کی طرف اشارہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی بات کو کلمۂ علیا کہا گیا ہے، وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا. التوبہ: 40)

حدیث شریف 86

وَ اَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ وَّ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ خَرَجْتُ مِنْ لَّدُنْ اٰدَمَ مِنْ نِّكَاحٍ غَيْرِ سِفَاحٍ ۔

ترجمہ} ابن سعد وابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے اپنی ولادت تک، نکاح سے منتقل ہوتا آیا ہوں، میرے آباء واجداد میں کہیں زِنا متحقق نہیں ہوا۔

حدیث شریف 87

وَ اَخْرَجَ الطَّبَرَانِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا وَلَدَنِیْ مِنْ سِفَاحِ الْجَاھِلِیَّۃِ شَیْئٌ وَّ مَاوَلَدَنِیْ اِلَّا نِکَاحٌ کَنِکَاحِ الْاِسْلَامِ۔

ترجمہ} طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے آباء واَجداد زمانۂ جاہلیت کے زنا سے محفوظ رہے، اُن میں سے کوئی پیدا نہیں ہوا مگر اسلام کے نکاح کی طرح نکاح کے سے۔

حدیث شریف 88

وَ اَخْرَجَ اَبُوْ نُعَیْمٍ مِنْ طُرُقٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَلْتَقِ اَبَوَایَ قَطُّ عَلٰی سِفَاحٍ لَمْ یَزَلِ اللّٰہُ یُنْقِلُنِیْ مِنَ الْاَصْلَابِ الطَّیِّبَۃِ اِلَی الْاَرْحَامِ الطَّاھِرَۃِ مُصَفًّی وَّ مُھَذَّبًا لَّا یَنْشَعِبُ شُعْبَتَانِ اِلَّا کُنْتُ فِیْ خَیْرِھِمَا۔

ترجمہ} ابونعیم نے کئی اَسناد سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے ماں باپ (یعنی آباء واُمہات) کا کبھی زِنا کے ساتھ ملاپ نہیں ہوا، مجھے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ پاکیزہ سُتھری پشتوں اور رِحموں میں منتقل فرمایا، اور نہ ہوئیں کسی قبیلہ کی دو شاخیں مگر میں بہتر شاخ میں (رکھا) گیا۔

حدیث شریف 89

وَ اَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ مِّنْ طَرِیْقِ الْکَلْبِیِّ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ خَیْرُ الْعَرَبِ مُضَرُ وَخَیْرُ مُضَرَ بَنُوْ عَبْدِ مَنَافٍ وَخَیْرُ بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ بَنُوْ ھَاشِمٍ وَ خَیْرُ بَنِیْ ھَاشِمٍ بَنُوْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَ اللّٰہِ مَا افْتَرَقَ

فِرْقَتَانِ مُنْذُ خَلَقَ اللهُ آدَمَ اِلَّا کُنْتُ فِیْ خَیْرِهِمَا ۔

ترجمہ} ابن سعد نے بطریق کلبی از ابو صالح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عرب میں بہترین قبیلہ مضر ہے، اور مضر میں بنی عبد مناف، اور بنی عبد مناف میں بنی ہاشم، اور بنی ہاشم میں بنی عبد المطلب بہترین ہیں، اللہ کی قسم! آدم علیہ الصلوٰۃ السلام کی تخلیق سے (لوگوں کی کبھی) دو جماعتیں نہیں بنیں، مگر میں اُن میں سے بہتر جماعت میں تھا۔

حدیث شریف 90

وَ اَخْرَجَ ابْنُ عُمَرَ الْعَدَنِیُّ فِیْ مُسْنَدِهٖ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ قُرَیْشًا کَانَتْ نُوْرًا بَیْنَ یَدَیِ اللهِ تَعَالٰی قَبْلَ اَنْ یُّخْلَقَ آدَمُ بِاَلْفَیْ عَامٍ یُسَبِّحُ ذٰلِكَ النُّوْرُ وَ تُسَبِّحُ الْمَلَآئِکَةُ بِتَسْبِیْحِهٖ فَلَمَّا خَلَقَ اللهُ آدَمَ اَلْقٰی ذٰلِكَ النُّوْرَ فِیْ صُلْبِهٖ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ فَاَهْبَطَنِیَ اللهُ اِلَی الْاَرْضِ فِیْ صُلْبِ آدَمَ وَجَعَلَنِیْ فِیْ صُلْبِ نُوْحٍ وَّ قَذَفَ فِیْ صُلْبِ اِبْرَاهِیْمَ ثُمَّ لَمْ یَزَلِ اللهُ یُنْقِلُنِیْ مِنَ الْاَصْلَابِ الْکَرِیْمَةِ وَ الْاَرْحَامِ الطَّاهِرَةِ حَتّٰی اَخْرَجَنِیْ مِنْ بَیْنِ اَبَوَیَّ لَمْ یَلْتَقِیَا عَلٰی سِفَاحٍ قَطُّ ۔

ترجمہ} ابن عمر عدنی نے اپنی مسند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ بے شک حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل، اللہ تعالیٰ کے ہاں قریش کا ایک نور تھا، وہ تسبیح کیا کرتا تھا، اور اس کے ساتھ فرشتے بھی تسبیح کرتے تھے، جب حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو بنایا گیا تو وہ نور اُن کی پشت مبارک میں رکھ دیا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے صلبِ آدم (عَلٰی نَبِیِّنَا وَ علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں مجھے زمین پر اتارا، اور مجھے نوح (عَلٰی نَبِیِّنَا وَ علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی صلب میں رکھا

،اور ابراہیم (عَلٰی نَبِیِّنَا وَ علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی پشت میں منتقل فرمایا، پھر مجھے کرم والی پشتوں سے طہارت والے رحموں کی طرف منتقل فرماتا رہا، یہاں تک کہ مجھے میرے والدین سے متولد کیا، اور میرے ماں باپ (یعنی آباء و اُمہات) کبھی حرام کاری میں ملوث نہ ہوئے۔

حدیث شریف 91

وَ اَخْرَجَ اَبُوْ نُعَیْمٍ وَّالْخَرَائِطِیُّ وَ ابْنُ عَسَاکِرَ مِنْ طَرِیْقِ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ لَمَّا خَرَجَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ بِابْنِہٖ لِیُزَوِّجَہٗ مَرَّ عَلٰی کَاہِنَۃٍ مِّنْ اَہْلِ تَبَالَۃَ مَشْہُوْدَۃٍ قَدْ قَرَءَتِ الْکِتَابَ یُقَالُ لَہَا فَاطِمَۃُ بِنْتُ دُرِّ الْخَثْعَمِیَّۃِ فَرَأَتْ نُوْرَ النُّبُوَّۃِ فِیْ وَجْہِ عَبْدِ اللّٰہِ فَقَالَتْ لَہٗ یَافَتٰی ہَلْ لَّکَ اَنْ تَقَعَ عَلَیَّ الْاٰنَ وَ اُعْطِیْکَ مِائَۃً مِّنَ الْاِبِلِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ

اَمَّا الْحَرَامُ فَالْمَمَاتُ دُوْنَہٗ وَ الْحِلُّ لَا حِلَّ فَاَسْتَبِیْنَہٗ
فَکَیْفَ بِالْاَمْرِ الَّذِیْ تَبْغِیْنَہٗ یَحْمِی الْکَرِیْمُ عِرْضَہٗ وَ دِیْنَہٗ

ثُمَّ مَضٰی مَعَ اَبِیْہِ فَزَوَّجَہٗ اٰمِنَۃَ بِنْتَ وَہْبٍ فَاَقَامَ عَبْدُاللّٰہِ عِنْدَہَا ثَلَاثًا ثُمَّ نَفْسُہٗ دَعَتْہُ اِلٰی مَادَعَتْہُ اِلَیْہِ الْخَثْعَمِیَّۃُ فَاَتَاہَا فَقَالَتْ مَا صَنَعْتَ بَعْدِیْ قَالَ زَوَّجَنِیْ اَبِیْ اٰمِنَۃَ بِنْتَ وَہْبٍ فَاَقَمْتُ عِنْدَ ہَا ثَلَاثًا قَالَتْ اِنِّیْ وَ اللّٰہِ مَا اَنَا صَاحِبَۃُ رِیْبَۃٍ وَلٰکِنْ رَءَیْتُ فِیْ وَجْہِکَ نُوْرًا فَاَرَدْتُّ اَنْ یَّکُوْنَ فِیَّ وَ اَبَی اللّٰہُ اِلَّا اَنْ یَّصِیْرَہٗ حَیْثُ اَحَبَّ۔

ترجمہ} ابونعیم، خرائطی اور ابن عساکر نے بطریق عطاء، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: جب حضرت عبد المطلب اپنے فرزندِ ارجمند (حضرت عبداللہ) کا نکاح کرنے کے لیے اُنھیں ساتھ لے کر روانہ ہوئے تو راستے میں

ایک یہودیہ کاہنہ، جو خاصا علم رکھتی تھی، اور نام اُس کا فاطمہ بنت درا لخشعمیہ تھا، اُس نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ مقدس پر نورِ نبوت جلوہ گر ہے، تو وہ آپ سے عرض کرنے لگی: اے جوان! اگر تو میرے ساتھ ہم صحبت ہو تو میں تجھے ایک سو اونٹ انعام دوں گی، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً فرمایا:

کریم اپنے دین اور عزت کو بچایا کرتا ہے، میں وہ کام کیسے کرسکتا ہوں جو تو چاہتی ہے! حرام سے پہلے ہمیں مرجانا بہتر ہے۔

پھر آپ اپنے والد کے ساتھ چلے گئے اور حضرت آمنہ بنت وہب کے ساتھ نکاح ہوا، تو حضرت عبداللہ تین دِن ان کے ہاں رہے، پھر اُن کی طبیعت اس کام کی طرف مائل ہوئی جو خشعمیہ نے چاہا تھا، چناں چہ آپ اُس کے پاس آئے، اُس نے پوچھا: میری ملاقات کے بعد آپ نے کیا کیا؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: میرے باپ نے میرا نکاح آمنہ بنت وہب سے کردیا اور تین روز تک ان کے پاس رہا، وہ یہودیہ بولی: قسم بخدا! میں شکی عورت نہیں ہوں، لیکن میں نے تو تمھارے چہرے پر نور دیکھا تھا، چناں چہ میں نے چاہا کہ اس نور کو میں محفوظ کرلوں، مگر اللہ تعالیٰ کو منظور نہ ہوا، اور جہاں اس نے چاہا رکھ دیا۔

حدیث شریف 92

وَ اَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا وُلِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنْهُ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ بِكَبْشٍ وَّ سَمَّاهُ مُحَمَّدًا فَقِيْلَ يَا اَبَا الْحَارِثِ مَا حَمَلَكَ عَلٰى اَنْ سَمَّيْتَهٗ مُحَمَّدًا وَّ لَمْ تُسَمِّهٖ بِاسْمِ آبَائِهٖ قَالَ اَرَدْتُّ اَنْ يَّحْمَدَهُ اللهُ فِي السَّمَآءِ وَيَحْمَدَهُ النَّاسُ فِي الْاَرْضِ ۔

ترجمہ} ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ

اُنھوں نے فرمایا: جب نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے تو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دنبے سے آپ ﷺ کا عقیقہ کیا اور آپ کا نام نامی محمد (ﷺ) رکھا، اُن سے پوچھا گیا: اے ابوحارث!* آپ نے اس فرزندِ ارجمند کا نام محمد (ﷺ) کیوں رکھا؟ جب کہ آپ کے آباء و اجداد میں یہ کسی اور کا نام نہ تھا، تو حضرت عبدالمطلب نے فرمایا: میں نے یہ سوچ کر (محمد* نام رکھا ہے) کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں آپ ﷺ کی حمد فرمائے، اور زمین پر لوگ آپ ﷺ کی مدحت کرتے ہیں۔

(*ابوحارث، حضرت عبدالمطلب کی کنیت ہے۔ *محمد کے معنی ہیں: تعریف کیا گیا۔منہ۔)

حدیث شریف 93

وَ اَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ وَ اَبُوْ نُعَيْمٍ وَّ ابْنُ عَسَاكِرَ بِطَرِيْقِ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتِ امْرَءَةٌ مِّنْ خَثْعَمٍ تَعْرِضُ نَفْسَهَا فِيْ مَوْسِمٍ مِّنَ الْمَوَاسِمِ وَكَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ وَّ مَعَهَا اٰدَمٌ تَطُوْفُ كَاَنَّهَا تَبِيْعُهٗ فَاَتَتْ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَلَمَّا رَءَتْهُ اَعْجَبَهَا فَعَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَيْهِ فَقَالَ مَكَانَكِ حَتّٰى اَرْجِعَ اِلَيْكِ فَانْطَلَقَ اِلٰى اَهْلِهٖ فَبَدَا لَهٗ فَوَقَعَ اَهْلَهٗ فَحَمَلَتْ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعَ اِلَيْهَا قَالَتْ مَنْ اَنْتَ قَالَ اَنَا الَّذِيْ وَعَدَتُّكِ قَالَتْ لَا مَا اَنْتَ هُوَ وَلَئِنْ كُنْتَ ذٰلِكَ لَقَدْ رَءَيْتُ بَيْنَ عَيْنَيْكَ نُوْرًا مَّا اَرَاهُ الْاٰنَ ·

ترجمہ} امام بیہقی، ابونعیم اور ابن عساکر نے بطریق عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: قبیلہ خثعم کی ایک صاحب جمال عورت، عرب کے میلوں میں جا کر خود کو پیش کیا کرتی تھی، اور اس کے پاس ایک خوشبودار

حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ
چہرہ تھا اُس کو پیچتی پھرتی تھی، وہ (ایک دِن) حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے پاس آئی، جب اُس نے آپ کو دیکھا تو اُسے بہت پسند آئے، چناں چہ اُس نے
خود کو آپ پر پیش کر دیا، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تو یہیں ٹھہر، میں تھوڑی
دیر بعد آتا ہوں، پس آپ اپنے گھر تشریف لے گئے اور اپنی زوجۂ محترمہ سے ہم صحبت
ہوئے، پس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے بطن اطہر میں جاگزیں
ہو گئے، یعنی نورِ محمدی حضرت عبداللہ کی پشت مبارک سے بطن آمنہ میں منتقل ہو گیا۔

جب حضرت عبداللہ، اس عورت کے پاس واپس آئے تو وہ کہنے لگی: تم کون ہو؟
حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں وہی شخص ہوں جس نے تم سے وعدہ کیا تھا،
وہ بولی: تم وہ نہیں ہو، وہی ہوتے تو میں تمھاری آنکھوں کے درمیان وہ نور ضرور دیکھتی جو
(پہلی ملاقات میں دِکھائی دیا تھا، لیکن) اب دِکھائی نہیں دے رہا۔

حدیث شریف 94

سیدہ آمنہ کو حمل کے دوران حکم، کہ احمد اور محمد نام رکھیں

وَ اَخۡرَجَ اَبُوۡ نُعَیۡمٍ عَنۡ بُرَیۡدَۃَ وَابۡنِ عَبَّاسٍ قَالَا رَءَتۡ آمِنَۃُ فِیۡ مَنَامِهَا فَقِیۡلَ لَهَا اِنَّكِ قَدۡ حَمَلۡتِ بِخَیۡرِ الۡبَرِیَّۃِ وَ سَیِّدِ الۡعَالَمِیۡنَ فَاِذَا وَلَدۡتِیۡهِ فَسَمِّیۡهِ اَحۡمَدَ وَ مُحَمَّدًا (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَ سَلَّمَ)

ترجمہ} ابونعیم نے حضرت بریدہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت بیان
کی ہے کہ اُن دونوں نے فرمایا: حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک شخص کو خواب میں
دیکھا جو کہہ رہا تھا: اے آمنہ! تم اُس شخصیت سے حاملہ ہو جو مخلوقات میں سب سے افضل
اور سب جہانوں کے سردار ہیں، جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نامِ نامی احمد اور محمد رکھنا۔

حدیث شریف 95

وَ اَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ وَّ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ آمِنَةَ قَالَتْ لَقَدْ عَلِقْتُ بِهٖ فَمَا وَجَدْتُّ لَهٗ مَشَقَّةً حَتّٰى وَضَعْتُهٗ فَلَمَّا فَصَلَ مِنِّيْ خَرَجَ مَعَهٗ نُوْرٌ اَضَاءَ لَهٗ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ ثُمَّ وَقَعَ اِلَى الْاَرْضِ مُعْتَمِدًا عَلٰى يَدَيْهِ ثُمَّ اَخَذَ قَبْضَةً مِّنْ تُرَابٍ قَبَضَهَا وَرَفَعَ رَاْسَهٗ اِلَى السَّمَاءِ ۔

ترجمہ} ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: جب میرے بطن اطہر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہوئے تو مجھے عام عورتوں جیسی مشقت اور تکلیف محسوس تک نہ ہوئی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم متولد ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ایسے نور نے ظہور فرمایا جس سے مشرق و مغرب منور ہو گئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھوں کے بل زمین کی طرف جھکے اور ایک مٹھی خاک اٹھائی اور آسمان کی طرف اپنا سر مبارک بلند کیا۔

حدیث شریف 96

وَ اَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ وَّ اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ كَانَتْ يَهُوْدُ قُرَيْظَةَ وَ النَّضِيْرِ وَ فَدَكَ وَخَيْبَرَ يَجِدُوْنَ صِفَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عِنْدَهُمْ قَبْلَ اَنْ يُّبْعَثَ وَ اَنَّ دَارَ هِجْرَتِهِ الْمَدِيْنَةُ فَلَمَّا وُلِدَ قَالَتْ اَحْبَارُ يَهُوْدٍ وُّلِدَ اَحْمَدُ اللَّيْلَةَ هٰذَا الْكَوْكَبُ قَدْ طَلَعَ فَلَمَّا تَنَبَّاَ قَالُوْا تَنَبَّاَ اَحْمَدُ كَانُوْا يَعْرِفُوْنَ ذٰلِكَ وَ يَقْرَءُوْنَ بِهٖ وَيَصِفُوْنَهٗ

ترجمہ} ابن سعد اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: قریظہ، نضیر، فدک اور خیبر کے یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف

حمیدہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے تھے، اور جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقامِ ہجرت مدینہ منورہ ہے، پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی تو یہود کے بڑے بڑے فاضلوں نے کہا: آج کی رات احمدِ مختار پیدا ہو گئے، یہ ستارا طلوع ہوا ہے، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ نبوت کیا تو وہ بولے: احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت کر دیا ہے، وہ اُس (ستارے) کو خوب پہچانتے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف پڑھ پڑھ کر بیان کیا کرتے تھے۔

حدیث شریف 97

وَ اَخْرَجَ ابْنُ عَدِیٍّ وَّ ابْنُ عَسَاکِرَ مِنْ طَرِیْقِ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ وُلِدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مَسْرُوْرًا مَّخْتُوْنًا ۔

ترجمہ} ابن عدی اور ابن عساکر نے بطریق عطاء، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ناف بریدہ، ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔

حدیث شریف 98

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے اندھیرا اور اُجالا ایک جیسا تھا

وَاَخْرَجَ الْبَیْہَقِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُرٰی بِاللَّیْلِ فِی الظُّلْمَۃِ کَمَا یُرٰی بِالنَّہَارِ فِی الضَّوْءِ (و اللہ سبحانہ و تعالی اعلم و علمہ اتم)

ترجمہ} امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کی تاریکی میں بھی ایسے ہی دکھائی دیتے تھے جیسے دن کے اُجالے میں۔

تیسری فصل}

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبانِ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 99

وَ اَخرَجَ الزُّبَیرُ بنُ بَکَّارٍ فِیْ اَخبَارِ مَدِیْنَةَ وَ اَبُوْ نُعَیمٍ عَنِ ابنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ صِفَتِیْ اَحْمَدُ الْمُتَوَکِّلُ مَوْلِدُہٗ مَکَّةُ وَ مُهَاجَرُہٗ اِلٰی طَیْبَةَ لَیْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِیْظٍ یَجْزِیْ بِالْحَسَنَةِ الْحَسَنَةَ وَلَا یُکَافِئُ بِالسَّیِّئَةِ... الحدیث۔

ترجمہ} زبیر بن بکار نے، اخبارِ مدینہ میں، اور ابو نعیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری صِفت احمد متوکل ہے، میرا مولد مکہ مکرمہ اور میری ہجرت کا مقام مدینہ طیبہ ہے، میں سخت گفتار اور تند خو نہیں ہوں، نیکی کے بدلے میں نیکی کرتا ہوں اور بدی سے درگزر کرتا ہوں۔

حدیث شریف 100

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صفات بزبانِ ۳۹۰ سالہ ازدی عالم، قبل بعثت

وَ اَخرَجَ ابنُ عَسَاکِرَ عَنِ ابنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ بَکْرِ الصِّدِّیْقُ خَرَجْتُ اِلَی الْیَمَنِ قَبْلَ اَنْ یُّبْعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ فَنَزَلْتُ عَلٰی شَیْخٍ مِّنَ الْاَزْدِ عَالِمٍ قَدْ قَرَءَ الْکُتُبَ وَ اَتَتْ عَلَیْهِ اَرْبَعُ مِائَةِ سَنَةٍ اِلَّا عَشْرَ سِنِیْنَ فَقَالَ لِیْ اَحْسِبُكَ حَرَمِیًّا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَ اَحْسِبُكَ قُرَشِیًّا قُلْتُ نَعَمْ (قَالَ وَ اَحْسِبُكَ تَیْمِیًّا قُلْتُ نَعَمْ) قَالَ بَقِیَتْ لِیْ مِنْكَ وَاحِدَةٌ قُلْتُ مَا هِیَ قَالَ اَکْشِفْ لِیْ عَنْ بَطْنِكَ قُلْتُ لِمَ ذَاكَ

قَالَ اَجِدُ فِي الْعِلْمِ الصَّادِقِ اَنَّ نَبِيًّا يُّبْعَثُ فِي الْحَرَمِ يُعَاوِنُ عَلٰى اَمْرِهٖ فَتًى وَّ كَهْلًا فَاَمَّا الْفَتٰى فَخَوَّاضُ غَمَرَاتٍ وَّدَفَّاعُ مُعْضِلَاتٍ / معظلات وَ اَمَّا الْكَهْلُ فَاَبْيَضُ نَحِيْفٌ عَلٰى بَطْنِهٖ شَامَةٌ وَعَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى عَلَامَةٌ وَّ مَا عَلَيْكَ اَنْ تُرِيَنِيْ فَقَدْ تَكَامَلَتْ لِيْ فِيْكَ الصِّفَةُ اِلَّا مَاخَفِيَ عَلَيَّ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فَكَشَفْتُ لَهٗ عَنْ بَطْنِيْ فَرَاٰى شَامَةً سَوْدَاءَ فَوْقَ سُرَّتِيْ فَقَالَ اَنْتَ هُوَ وَ رَبِّ الْكَعْبَةِ.

ترجمہ} ابن عساکر نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل (کا واقعہ ہے کہ) میں یمن کی طرف نکلا، (راستے میں) ازد قبیلے کے ایک معمر شخص کے پاس ٹھہرا جو صاحبِ علم تھا، کتابیں پڑھا ہوا تھا، اور اُس کی عمر تین سو نوے (390) برس ہو چکی تھی، وہ مجھ سے کہنے لگا: میرا گمان ہے کہ آپ حرم کے رہنے والے ہیں، میں نے کہا: جی ہاں، پھر اُس نے مجھ سے کہا: میرا گمان ہے کہ آپ قریشی ہیں، میں نے کہا: جی ہاں، پھر اُس نے کہا: میرا گمان ہے کہ آپ تیمی ہیں، میں نے کہا: جی ہاں، پھر وہ بولا: مجھے آپ ایک علامت دیکھنی باقی ہے، میں نے کہا: وہ کون سی علامت ہے؟ اُس نے کہا: تم اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھاؤ، میں نے کہا: کیوں؟ وہ کہنے لگا: میں علم صادق میں پاتا ہوں کہ حرم شریف میں ایک نبی مبعوث ہوگا، دو شخص اُس کی معاونت کریں گے، ایک جوان اور ایک ادھیڑ عمر ہوگا، جوان سخت تر لڑائیوں میں مقابلہ کرے گا اور مشکل مقامات پر دفاع کرے گا، اور ادھیڑ عمر کی رنگت گوری ہے، دبلا پتلا اس کا بدن ہے، اس کے پیٹ پر ایک تل ہے، نیز بائیں ران پر بھی ایک علامت ہے، پھر آپ مجھے کیوں نہیں دکھاتے، دکھایئے تا کہ مجھ پر آپ کی علامات کا مکمل اِظہار ہو جائے، اور مجھ پر کوئی چیز پوشیدہ نہ رہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے پیٹ کو کھول دیا، اُس نے میری ناف کے

اوپر سیاہ تل دیکھا تو بول اُٹھا: ربِ کعبہ کی قسم! آپ وہی ہیں۔

حدیث شریف 101 قریش کو گالی مت دو

وَاَخْرَجَ الطَّیَالِسِیُّ وَالْبَیْھَقِیُّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاتَسُبُّوْاقُرَیْشًافَاِنَّ عَالِمَھَا یَمْلَأُ الْاَرْضَ عِلْمًا۔

قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُوَ غَیْرُہٗ ھٰذَ ا الْعَالِمُ الشَّافِعِیُّ لِاَنَّہٗ لَمْ یَنْتَشِرْ فِیْ طِبَاقِ الْاَرْضِ مِنْ عِلْمِ عَالِمٍ قُرَیْشِیٍّ مِنَ الصَّحَابَۃِ وَ غَیْرِھِمْ مَاانْتَشَرَ مِنْ عِلْمِ الشَّافِعِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ ۔ وَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ۔

ترجمہ} امام طیالسی اور امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: قریش کو گالی مت دینا، کیوں کہ ان میں سے ایک ایسا عالم ہوگا جواپنے علم سے زمین کو بھردے گا۔

امام احمد وغیرہ فرماتے ہیں: وہ عالم حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ ہیں، کیوں کہ روئے زمین پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا علم جتنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے پھیلایا ہے، کسی اور قریشی عالم سے نہیں پھیلا۔(واللہ تعالیٰ وحبیبہ الاعلی اعلم)

فصل نمبر ۴}

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

حدیث شریف 102

وَاَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ اخْتَارَ خَلْقَہٗ فَاخْتَارَ مِنْھُمْ بَنِیْ اٰدَمَ ثُمَّ اخْتَارَمِنْ بَنِیْ

آدَمَ الْعَرَبَ ثُمَّ اخْتَارَنِیْ مِنَ الْعَرَبِ فَلَمْ اَزَلْ خِیَارًا مِّنْ خِیَارٍ۔

ترجمہ} طبرانی نے اوسط میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے چُناؤ کیا تو اولادِ آدم کو چُنا، پھر اولادِ آدم میں سے اہلِ عرب کو چُنا، پھر اہلِ عرب میں سے مجھے چُنا، پس میں ہمیشہ برگزیدوں کا برگزیدہ رہا ہوں۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حدیث شریف 103

وَاَخْرَجَ ابْنُ عَسَاکِرَ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ وُلِدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَسْرُوْرًا مَّخْتُوْنًا۔

(واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ اتم)

ترجمہ} ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناف بریدہ، ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔

فصل نمبر ۵} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبانِ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما ☆ جو صحابی ابن صحابی ہیں ☆

حدیث شریف 104

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا ایک راہب کی زبانی ذکرِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ کَانَ بِمَرِّ الظَّہْرَانِ رَاہِبٌ یُّسَمّٰی عِیْصًا مِنْ اَہْلِ الشَّامِ وَکَانَ یَقُوْلُ یُوْشِکُ اَنْ یُّوْلَدَ فِیْکُمْ یَا اَہْلَ مَکَّۃَ مَوْلُوْدٌ وَّ تَدِیْنُ لَہُ الْعَرَبُ (اَیْ تَنْقَادُ وَ تَخْضَعُ وَ تَذِلُّ) وَ یَمْلِکُ الْعَجَمَ ہٰذَا زَمَانُہٗ فَکَانَ لَا یُوْلَدُ بِمَکَّۃَ مَوْلُوْدٌ اِلَّا یُسْئَلُ عَنْہُ فَلَمَّا کَانَ صَبِیْحَۃُ الْیَوْمِ الَّذِیْ وُلِدَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ خَرَجَ

عَبْدُالْمُطَّلِبِ حَتّٰی اَتٰی عِیْصًا وَ نَادَاہُ فَاَشْرَفَ عَلَیْہِ فَقَالَ عِیْصٌ کُنْ اَبَاہُ فَقَدْ وُلِدَ ذٰلِکَ الْمَوْلُوْدُ الَّذِیْ کُنْتُ اُحَدِّثُکُمْ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ قَالَ(عَبْدُ الْمُطَّلِبِ)وُلِدَفِی اللَّیْلَۃِ مَعَ الصُّبْحِ مَوْلُوْدٌ قَالَ فَمَاسَمَّیْتَہٗ قَالَ مُحَمَّدًا(اَیْ عَزَمْتُ عَلٰی تَسْمِیَتِہٖ) قَالَ وَلَقَدْ کُنْتُ اَشْتَھِیْ ھٰذَا الْمَوْلُوْدَ فِیْکُمْ اَھْلَ ھٰذَا الْبَیْتِ (الْکَعْبَۃِ) بِثَلَاثِ خِصَالٍ تُعَرِّفُہٗ (تُمَیِّزُہٗ تِلْکَ الْخِصَالُ وَ تَدُلُّ عَلٰی اَنَّہٗ ذٰلِکَ الْمَوْلُوْدُ) فَقَدْ اَتٰی عَلَیْھِنَّ مِنْھَا اَنَّہٗ طَلَعَ نَجْمُ الْبَارِحَۃَ وَ اَنَّہٗ وُلِدَ الْیَوْمَ وَ اَنَّ اسْمَہٗ مُحَمَّدٌ ۔ رَوَاہُ اَبُوْ جَعْفَرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَ خَرَّجَہٗ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الدَّلَائِلِ وَکَذَا رَوَاہ ابْنُ عَسَاکِرَ ۔

ترجمہ} حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرمایا: مرالظہران میں اہل شام میں سے عیص نامی ایک راہب رہتا تھا، وہ کہا کرتا تھا: اے اہل مکہ! عنقریب تم میں ایک شخص پیدا ہوگا، جس کی تمام عرب فرمانبرداری کریں گے، اور وہ عجم کا بھی مالک ہوگا، اور یہی زمانہ اس کے ظہور کا ہے۔ پس جب بھی کوئی بچہ مکہ معظمہ میں پیدا ہوتا تو اس کے بارے اس سے پوچھا جاتا (کہ کیا یہ وہی ہے جس کے متعلق تم کہتے ہو؟) جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو حضرت عبدالمطلب اسی صبح کو عیص کے پاس تشریف لے گئے، اور اسے پکارا، وہ آیا تو اس نے کہا: بے شک پیدا ہو گیا پیر کے روز وہ بچہ جس کے متعلق میں تم سے کہا کرتا تھا، اور پیر ہی کو اُس کا انتقال ہوگا، (اے ابو طالب!) تم اُس (کی پرورش کے) متکفل ہو جاؤ۔

حضرت عبدالمطلب نے کہا: آج کی شب صبح کے قریب ایک لڑکا پیدا ہوا ہے، عیص نے پوچھا: آپ نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟ فرمایا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)*

عیص نے کہا: خدا کی قسم! میں بہت خواہش کرتا تھا اس بچے کے تم میں ہونے کی

اے اس گھر (کعبۃ اللہ، کی حفاظت کرنے) والو! اُن تین خصلتوں کے سبب جواسے ممتاز کریں گی (یعنی واضح کردیں گی کہ یہ وہی بچہ ہے)، اور وہ سب باتیں ظاہر ہو چکی ہیں، اُن میں سے ایک یہ کہ گزشتہ رات ایک ایسا ستارا طلوع ہوا (جو اس سے پہلے کبھی طلوع نہ ہوا تھا)، دوسری یہ کہ وہ آج (پیر) کے دِن پیدا ہوئے، اور تیسری یہ کہ اُن کا نام نامی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (رکھا گیا) ہے۔

یہ روایت ابوجعفر بن ابی شیبہ نے، ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں، اور ابن عساکر نے بیان کی ہے۔

*بعض روایات سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے ساتویں روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام رکھا، پس رفعِ تعارض کی صورت یہ ہے کہ یہاں پر قصد مراد لیا جائے، اور وہاں پر تسمیہ، یعنی اول روز سے محمد نام رکھنے کا قصد تھا (لیکن نام ساتویں روز رکھا)۔ منہ

حدیث شریف 105

آسمان وزمین سے ۵۰ ہزار سال پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء علیہم السلام

وَ اَخۡرَجَ مُسۡلِمٌ فِیۡ صَحِیۡحِہٖ مِنۡ حَدِیۡثِ عَبۡدِاللهِ بۡنِ عَمۡرِو بۡنِ الۡعَاصِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَ سَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ کَتَبَ مَقَادِیۡرَالۡخَلۡقِ قَبۡلَ اَنۡ یَّخۡلُقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ بِخَمۡسِیۡنَ اَلۡفَ سَنَةٍ وَّکَانَ عَرۡشُہٗ عَلَی الۡمَاءِ وَ مِنۡ جُمۡلَةِ مَا کُتِبَ فِی الذِّکۡرِ وَ ھُوَ اُمُّ الۡکِتَابِ اَنَّ مُحَمَّدًا خَاتَمُ النَّبِیِّیۡنَ (فِی الۡوُجُوۡدِ) وَاللهُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ★

ترجمہ} امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمام خلقت کی تقدیروں کو زمین و آسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے لکھ دیا، جبکہ اُس کا عرش پانی پر تھا، اور من جملہ اُن

باتوں کے جوڈ کر یعنی اُمّ الکتاب (لوحِ محفوظ) میں لکھیں، ایک بات یہ تھی کہ محمد رسول اللہ ﷺ (پیدائش کے حوالے سے) سب سے آخری نبی ہیں۔

فصل نمبر ۶} میلاد النبی ﷺ بزبانِ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 106

یہودی کا اعلان: ولادتِ احمد کا ستارہ طلوع ہو چکا

اَخْرَجَ الْبَیْهَقِیُّ وَاَبُوْنُعَیْمٍ عَنْ حَسَّانِ بْنِ ثَابِتٍ(اِبْنِ الْمُنْذِرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ الْاَنْصَارِیِّ شَاعِرِالْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمُؤَیَّدِ بِرُوْحِ الْقُدُسِ جُوِّزَ فِیْہِ الصَّرْفُ وَ عَدَمُہٗ) قَالَ اِنِّیْ لَغُلَامٌ اِبْنُ سَبْعِ سِنِیْنَ اَوْ ثَمَانِ سِنِیْنَ عَلَی التَّقْرِیْبِ (فَقَدْ ذَکَرُوْا اَنَّہٗ عَاشَ مِائَۃً وَّ عِشْرِیْنَ سَنَۃً کَاَبِیْہِ وَجَدِّہٖ وَ اَبِیْ جَدِّہٖ وَمَاتَ سَنَۃَ اَرْبَعٍ وَّخَمْسِیْنَ) اَعْقِلُ مَا رَءَیْتُ وَسَمِعْتُ اِذْ یَهُوْدِیٌّ یَصْرُخُ (بِالْمَدِیْنَۃِ فَفِیْ رِوَایَۃِ ابْنِ اِسْحَاقَ یَصْرُخُ عَلٰی اُطُمَۃِ یَثْرِبَ) ذَاتَ غَدَاۃٍ یَّامَعْشَرَ یَهُوْدٍ فَاجْتَمَعُوْا اِلَیْہِ وَ اَنَا اَسْمَعُ قَالُوْا یَا وَیْلَکَ مَا لَکَ قَالَ طَلَعَ نَجْمُ اَحْمَدَ الَّذِیْ وُلِدَ بِہٖ (عِنْدَہٗ اَوْ سَبَبِیَّۃٌ لِاعْتِقَادِالْیَهُوْدِیِّ تَاْثِیْرَالنَّجْمِ)فِیْ هٰذِہِ اللَّیْلَۃِ (وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ)

ترجمہ} بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت حسان بن ثابت (ابن منذر بن عمرو بن حرام انصاری شاعرِ مصطفیٰ مؤید بروح القدس رضی اللہ عنہ) کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: میں (جب کہ ابھی) تقریباً سات آٹھ برس کا لڑکا تھا*، جو کچھ بھی دیکھتا سُنتا، سمجھ لیتا تھا، (تب) ایک دن (کا واقعہ ہے کہ) صبح کے وقت ایک یہودی (مدینہ منورہ میں ایک بلند جگہ پر کھڑا) زور زور سے چیخ رہا تھا: اے یہودیو! اے یہودیو!، وہ سب اس کے پاس اکٹھے ہو گئے،

اور میں سُن رہا تھا، اُن (یہودیوں) نے کہا: خرابی ہو تیری! تجھے کیا ہوا؟ وہ بولا: وہ ستارا جس کے طلوع ہونے پر احمد پیدا ہوں گے، وہ ستارا آج رات طلوع ہو چکا ہے!

*یہ بات حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بچپن کی ہے، علماء بتاتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کے باپ، دادا اور باپ کے دادا کی طرح آپ کی عمر بھی ایک سو بیس سال (120) ہوئی، اور چوّن (54) ہجری میں آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔

فصل نمبر ۷}

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ سیدنا عثمان بن ابی العاص صحابی رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 107 گھر نور و نور، حتی کہ میں انوار کو نہ دیکھ سکی

وَاَخْرَجَ الْبَیْهَقِیُّ وَ الطَّبَرَانِیُّ وَ اَبُوْ نُعَیْمٍ وَ ابْنُ عَسَاکِرَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ قَدْ حَدَّثَتْنِیْ اُمِّیْ اَنَّهَا شَهِدَتْ وِلَادَةَ اٰمِنَةَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ لَیْلَةَ وَلَدَتْهُ قَالَ فَمَا شَیْءٌ اَنْظُرُ اِلَیْهِ فِی الْبَیْتِ اِلَّا نُوْرًا وَّ اِنِّیْ اَنْظُرُ اِلَی النُّجُوْمِ تَدْنُوْ حَتّٰی اَنِّیْ لَاَقُوْلُ لَیَقَعَنَّ عَلَیَّ فَلَمَّا وَضَعَتْهُ خَرَجَ مِنْهَا نُوْرٌ اَضَاءَ لَهُ الْبَیْتُ وَ الدَّارُ حَتّٰی جَعَلْتُ لَا اَرٰی اِلَّا نُوْرًا ۔ (واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم وعلمہ اتم)

ترجمہ} امام بیہقی، طبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: مجھے میری والدہ نے بتایا کہ وہ بوقتِ ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھیں، وہ فرماتی ہیں کہ میں گھر میں انوار و تجلیات کے سوا کچھ نہ دیکھتی تھی، اور میں نے ستاروں کو ایسے قریب آتے دیکھا کہ میں (جی ہی جی میں) کہنے لگی: بہت جلد یہ مجھ پر گر پڑیں گے، پھر جب سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنم دیا تو اُن کے ساتھ ایک ایسے نور کا ظہور ہوا کہ پورا گھر نور علیٰ

نور ہو گیا اور مجھے سوائے نور کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔

فصل نمبر ۸} میلادِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 108 مدینہ منورہ کے ٹیلے پر اعلان (میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

وَاَخْرَجَ اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ لَبِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهُ حَدَّثَ اَنَّهُ كَانَ عَلٰى اُطُمٍ مِنْ آطَامِ الْمَدِيْنَةِ سَمِعَ يَا اَهْلَ يَثْرِبَ قَدْ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُبُوَّةِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ هٰذَا نَجْمٌ قَدْ طَلَعَ بِمَوْلِدِ اَحْمَدَ وَهُوَ نَبِيٌّ آخِرُ الْاَنْبِيَاءِ وَمُهَاجَرُهٗ اِلٰى يَثْرِبَ.

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ.

ترجمہ} ابو نعیم نے زیاد بن لبید رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت بیان کی ہے، اُنھوں نے بتایا کہ وہ مدینہ منورہ کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے پر تھے کہ اُنھیں یہ آواز سُنائی دی: اے اہل یثرب! اللہ تعالٰی نے بنی اسرائیل کا (سلسلہ) نبوت ختم کر دیا، یہ ستارا بوقتِ ولادتِ احمدِ (مجتبٰی) طلوع ہوا ہے، جو تمام انبیاء میں آخری نبی ہیں، اور اُن کی ہجرت یثرب (مدینہ طیبہ) کی طرف ہوگی۔

فصل نمبر:۹} میلادِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ بریدہ اسلمی صحابی رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 109

اَخْرَجَ اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ بُرَيْدَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ قَالَا رَأَتْ آمِنَةُ فِيْ مَنَامِهَا فَقِيْلَ لَهَا اِنَّكِ قَدْ حَمَلْتِ بِخَيْرِ الْبَرِيَّةِ وَسَيِّدِ الْعَالَمِيْنَ فَاِذَا وَلَدْتِّيْهِ فَسَمِّيْهِ اَحْمَدَ وَمُحَمَّدًا۔

ترجمہ} ابو نعیم نے حضرت بریدہ اسلمی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم کی روایت بیان کی ہے، دونوں فرماتے ہیں: حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے خواب میں دیکھا کہ اُن سے کہا جاتا ہے: اے آمنہ! آپ سب مخلوق سے بہتر اور سب جہانوں

کے سردار سے حاملہ ہوئی ہیں، جب آپ اُنھیں جنم دو تو اُن کا نام نامی احمد اور محمد رکھنا۔

حدیث شریف 110

اَخْرَجَ اَبُوْنُعَیْمٍ وَّ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ بُرَیْدَۃَ عَنْ مُرْضِعَتِہٖ فِیْ بَنِیْ سَعْدٍ(ھِیَ امْرَءَۃٌ مُبْھَمَۃٌ غَیْرُ حَلِیْمَۃَ الْمَشْھُوْرَۃِ ،قَالَہُ الشَّامِیُّ) اَنَّ اٰمِنَۃَ قَالَتْ رَءَیْتُ کَاَنَّہٗ خَرَجَ مِنْ فَرْجِیْ شِھَابٌ اَضَاءَتْ لَہُ الْاَرْضُ حَتّٰی رَءَیْتُ قُصُوْرَ الشَّامِ۔

ترجمہ} ابونعیم اور ابن سعد نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ) دودھ پلانے والی بنی سعد کی ایک عورت سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے۔ ۔ ۔ ۔ دیکھا کہ گویا میرے جسم سے ایک ستارہ نکلا جس سے تمام زمین روشن ہوگئی حتیٰ کہ میں نے شام کے محل دیکھے۔

فصل نمبر ۱۰} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ سیدنا قیس بن مخرمہ صحابی رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 111

وَ اَخْرَجَ التِّرْمَذِیُّ فِیْ بَابِ مَا جَآءَ فِیْ مِیْلَادِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ عَنْ قَیْسِ بْنِ مَخْرَمَۃَ قَالَ وُلِدْتُّ اَنَا وَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ عَامَ الْفِیْلِ قَالَ وَ سَئَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قُبَاثَ بْنَ اَشْیَمَ اَخَا بَنِی الْمَعْمَرِ بْنِ لَیْثٍ ءَاَنْتَ اَکْبَرُ اَمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَکْبَرُ مِنِّیْ وَ اَنَا اَقْدَمُ مِنْہُ فِی الْمِیْلَادِ۔ وَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ۔

ترجمہ} امام ترمذی نے (باب ماجآء فی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد سے متعلقہ روایات کے باب) میں حضرت قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی

ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل (واقعۂ اصحابِ فیل کے سال) میں پیدا ہوئے۔ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے قباث بن اشیم سے پوچھا: تم بڑے ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ تو اُنھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بڑے ہیں (مراتب کے اعتبار سے) اور میں پیدائش میں پہلے ہوں۔

فصل نمبر ۱۱} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 112

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الدَّلَائِلِ مِنْ طُرُقٍ عَنْ قَتَادَۃَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی "وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ وَمِنْكَ" الایۃ. قَالَ كُنْتُ اَوَّلَ النَّبِیِّیْنَ فِی الْخَلْقِ وَآخِرَھُمْ فِی الْبَعْثِ فَبَدَءَ بِہٖ قَبْلَھُمْ.

ترجمہ} ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اور ابو نعیم نے دلائل میں متعدد اَسناد سے اَز قتادہ اَز حسن، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: "وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ وَ مِنْكَ" کے بارے میں فرمایا: تخلیق کے لحاظ سے میں اوّل النبیین ہوں اور بعثت کے لحاظ سے خاتم النبیین ہوں، چناں چہ اللہ تعالیٰ نے اخذِ میثاق اُن سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع فرمایا۔

حدیث شریف 113

وَ اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ مِنْ خَیْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰی كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ كُنْتُ فِیْهِ.

ترجمہ} امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نسل در نسل اولادِ آدم کی نسلوں میں سے بہترین نسل میں بھیجا جاتا رہا، یہاں تک کہ اُس نسل میں مبعوث ہوا جس میں مَیں ہوں۔

حدیث شریف 114

اَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا وَلَدَنِيْ بَغِيٌّ قَطُّ قَدْ خَرَجْتُ مِنْ صُلْبِ آدَمَ تَنَازَعُنِي الْاُمَمُ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ حَتّٰى خَرَجْتُ مِنْ اَفْضَلِ حَيَّيْنِ مِنَ الْعَرَبِ هَاشِمٍ وَّ زُهْرَةَ.

ترجمہ} ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے کسی فاجرہ عورت نے نہیں جنا، جیسے ہی میں پشتِ آدم سے ظہور پذیر ہوا، تو نسلاً بعد نسلٍ اُمتیں ایک دوسری سے مجھے لیتی رہیں، یہاں تک کہ میں عرب کے دو افضل ترین قبیلوں، ہاشم و زہرہ سے پیدا ہوا۔

حدیث شریف 115

فِي الْمَوَاهِبِ اللَّدُنِّيَّةِ وُلِدَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْذُوْرًا اَيْ مَخْتُوْنًا مَّسْرُوْرًا اَيْ مَقْطُوْعَ السُّرَّةِ كَمَا رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْ اَنَّهٗ قَالَ ذٰلِكَ رَفَعَهٗ اِلَيْهِ عِنْدَ ابْنِ عَسَاكِرَ وَ ابْنِ عَدِيٍّ ـ اِنْتَهَتْ بِزِيَادَةٍ مِّنْ شَرْحِهَا لِلْعَلَّامَةِ الزُّرْقَانِيِّ.

ترجمہ} مواہبِ لدنیہ میں مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ ختنہ شدہ، ناف بریدہ پیدا ہوئے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نبی کریم ﷺ سے روایت منقول ہے کہ خود آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی۔ ابن عساکر اور ابن عدی کے نزدیک یہ حدیث مرفوع (یعنی خود نبی ﷺ کی فرمائی ہوئی) ہے۔

نوٹ: مذکورہ بالا عبارتِ حدیث میں علامہ زرقانی کی ذکر کردہ تشریح کے الفاظ

شامل ہے۔

حدیث شریف 116 دیکھا ابوالبشر نے نورِ نبی چمکتا

وَاَخْرَجَ الْبَیْہَقِیُّ وَابْنُ عَساکِرَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللہُ آدَمَ اَرَاہُ بَنِیْہِ فَجَعَلَ یَرٰی فَضَائِلَ بَعْضِھِمْ عَلٰی بَعْضٍ فَرَءٰی نُوْرًا سَاطِعًا فِیْ اَسْفَلِھِمْ فَقَالَ یَارَبِّ مَنْ ھٰذَا؟ قَالَ ھٰذَا ابْنُكَ اَحْمَدُ وَھُوَ اَوَّلُ وَھُوَ آخِرٌ وَّ ھُوَ اَوَّلُ شَافِعٍ ۔

ترجمہ} امام بیہقی وابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلاۃ و السلام کو بنایا تو اُنھیں اُن کی اولاد دِکھائی، حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام اُن میں سے بعض کی بعض پر فضیلت دیکھنے لگے، تو آپ نے نیچے کی طرف ایک چمکتا ہوا نور دیکھا، آپ عرض گزار ہوئے: اے میرے رب! یہ کون سی شخصیت ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تیرا فرزند احمد ہے، وہ (باعتبارِ تخلیق) سب سے اوّل ہے اور (باعتبارِ بعثت) سب سے آخر ہے، اور قیامت کے دِن سب سے پہلے یہی شفاعت کرنے والے ہیں۔

حدیث شریف 117

وَ اَخْرَجَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِیْ جَامِعِہٖ وَ الْحَاکِمُ وَ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلٰی مَا وَرَائِیْ کَمَا اَنْظُرُ اِلٰی مَا بَیْنَ یَدَیَّ ۔

ترجمہ} امام عبدالرزّاق نے اپنی جامع میں، اور حاکم وابن عساکر نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اپنے پیچھے بھی ویسے ہی دیکھتا ہوں جیسے اپنے سامنے دیکھتا ہوں۔

حدیث شریف 118

وَ اَخْرَجَ ابْنُ عَسَاکِرَ عَنْ نُبَیْطِ الْاَشْجَعِیِّ قَالَ لَمَّا نَسَخَ عُثْمَانُ الْمَصَاحِفَ قَالَ لَهٗ اَ بُوْهُرَیْرَةَ اَصَبْتَ وَ وُفِّقْتَ اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اَشَدَّ اُمَّتِیْ حُبًّا لِّیْ قَوْمٌ یَّاْتُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ یُؤْمِنُوْنَ بِیْ وَلَمْ یَرَوْنِیْ یَعْمَلُوْنَ بِمَا فِی الْوَرَقِ الْمُعَلَّقِ فَقُلْتُ اَیُّ وَرَقٍ حَتّٰی رَاَ یْتُ الْمَصَاحِفَ فَاَعْجَبَ ذٰلِكَ عُثْمَانَ وَ اَ مَرَ لِاَبِیْ هُرَیْرَةَ بِعَشَرَةِ آلَافٍ وَّقَالَ وَ اللّٰهِ مَا عَلِمْتُ اَنَّكَ لِتَحْبِسَ عَلَیْنَا حَدِیْثَ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ ۔

ترجمہ} ابن عساکر نے نبیط اشجعی کی روایت بیان کی ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصاحف (قرآن شریف کے نسخے) لکھوائے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن سے کہا: آپ نے بالکل درست کیا اور آپ کو توفیقِ (الٰہی) حاصل ہوئی، میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سُنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: میری اُمت میں مجھ سے بہت محبت رکھنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد آئیں گے اور بغیر دیکھے مجھ پر ایمان لائیں گے اور ورقِ معلق میں جو (اَحکام لکھے) ہوں گے اُن پر عمل کریں گے، میں (نے دِل میں) کہا: کون سا ورق! یہاں تک کہ میں نے مصاحف (قرآن شریف کے نسخوں) کو دیکھا (تب سمجھ میں آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ "الورق المعلق" سے آپ کی کیا مراد تھی)۔ یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بہت پسند آئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دس ہزار (درہم) دینے کا حکم کیا اور فرمایا: بخدا! میں نہیں سمجھتا کہ تم ہم سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث (بیان کرنے سے) روک رکھو گے۔

حدیث شریف 119

وَ اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ لَیَاْتِیَنَّ عَلٰی اَحَدِکُمْ یَوْمٌ لَاَنْ یَّرَانِیْ اَحَبُّ اِلَیْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ ۔

ترجمہ} شیخین (یعنی امام بخاری وامام مسلم) نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ضرور ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ تمہیں میری زیارت کرنا اپنے اہل وعیال اور مال سے بھی زیادہ محبوب ہوگا۔

حدیث شریف 120

وَاَخْرَجَ مسلم عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْتُ اَنِّیْ رَءَیْتُ اِخْوَانِیْ قَالُوْا اَوَلَسْنَا اِخْوَانَكَ یَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ بَلْ اَنْتُمْ اَصْحَابِیْ وَاِخْوَانِیَ الَّذِیْنَ لَمْ یَاْتُوْا بَعْدُ ۔

ترجمہ} امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے بھائیوں کو دیکھنے کی آرزو رکھتا ہوں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلکہ تم میرے اصحاب ہو، میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو ابھی تک نہیں آئے۔

حدیث شریف 121 بشاراتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم امام اعظم رضی اللہ عنہ کی شان

وَ اَخْرَجَ اَبُوْنُعَیْمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ الْعِلْمُ بِالثُّرَیَّا لَتَنَاوَلَهٗ رِجَالٌ مِّنْ اَبْنَاءِ فَارِسٍ.

فِیْ "خَیْرَاتِ الْحِسَانِ فِیْ مَنَاقِبِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ النُّعْمَانِ"، لِلْعَلَّامَةِ الشَّیْخِ الْاَجَلِّ اَحْمَدَ بْنِ حَجَرٍ الْمَكِّیِّ الشَّافِعِیِّ رَحِمَهُ اللهُ

تَعَالٰی بَعْدَ نَقْلِ هٰذَا الْحَدِيْثِ الشَّرِيْفِ قَالَ الْحَافِظُ الْمُحَقِّقُ
جَلَالُ الدِّيْنِ السُّيُوْطِيُّ هٰذَا اَصْلٌ صَحِيْحٌ يُّعْتَمَدُ عَلَيْهِ فِي الْبَشَارَةِ
بِاَبِيْ حَنِيْفَةَ وَفِي الْفَضِيْلَةِ التَّامَّةِ لَهٗ ،نَظِيْرُ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ فِيْ
مَالِكٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَهُوَ قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ "يُوْشِكُ اَنْ
يَّضْرِبَ النَّاسُ اَكْبَادَ الْاِبِلِ يَطْلُبُوْنَ الْعِلْمَ فَلَا يَجِدُوْنَ اَعْلَمَ
مِنْ عَالِمِ الْمَدِيْنَةِ "وَالْحَدِيْثُ الَّذِيْ فِي الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ و هُوَ
قَوْلُه "لَاتَسُبُّوْا قُرَيْشًا فَاِنَّ عَالِمَهَا يَمْلَاُ الْاَرْضَ عِلْمًا". وَ هُوَ
حَدِيْثٌ لَّهٗ طُرُقٌ كَثِيْرَةٌ وَّ زَعَمَ بَعْضُهُمْ وَضْعَهٗ زَيَّفُوْهُ وَشَنَّعُوْا
عَلٰى زَاعِمِهٖ وَ مُخْتَرِعِهٖ .قَالَ الْعُلَمَاءُ عَالِمُ الْمَدِيْنَةِ فِيْ ا لْحَدِيْثِ
الْاَوَّلِ مَالِكٌ وَ عَالِمُ قُرَيْشٍ فِي الْحَدِيْثِ الثَّانِي الشَّافِعِيُّ ۔

قَالَ بَعْضُ تَلَامِذَةِ الْجَلَالِ وَ مَا جَزَمَ بِهٖ شَيْخُنَا مِنْ
اَنَّ الْاِمَامَ اَ بَا حَنِيْفَةَ هُوَ الْمُرَادُ مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ ظَاهِرٌ لَا
شَكَّ فِيْهِ لِاَنَّهٗ لَمْ يَبْلُغْ اَحَدٌ فِيْ زَمَنِهٖ مِنْ اَ بْنَاءِ فَارِسٍ فِي ا
لْعِلْمِ مَبْلَغَهٗ وَ لَا مَبْلَغَ اَصْحَابِهٖ ،وَ فِيْهِ مُعْجِزَةٌ ظَاهِرَةٌ لِّلنَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ حَيْثُ اَخْبَرَ بِمَا سَيَقَعُ .وَ لَيْسَ الْمُرَادُ
بِفَارِسٍ الْبَلَدُ الْمَعْرُوْفُ بَلْ جِنْسٌ مِّنَ الْعَجَمِ وَ هُمُ الْفُرْسُ
وَ اِنَّ جَدَّ الْاِمَامِ اَ بِيْ حَنِيْفَةَ مِنْهُمْ عَلٰى مَا عَلَيْهِ الْاَكْثَرُوْنَ وَ
فِيْ خَبَرٍ عَنِ الدَّيْلَمِيِّ "خَيْرُ الْعَجَمِ فَارِسٌ" اِنْتَهَتْ بِحُرُوْفِهَا۔

وَاَخْرَجَ الْحَاكِمُ وَصَحَّحَهٗ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ "يُوْشِكُ النَّاسُ اَنْ يَضْرِبُوْا اَكْبَادَ
الْاِبِلِ فَلَا يَجِدُوْا اَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِيْنَةِ" قَالَ سُفْيَانُ نَرٰى

هٰذَا الْعَالِمَ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ ۔ وَ اللهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَ عِلْمُهٗ اَ تَمُّ ۔

ترجمہ} ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر علم ثُرَیا (کی سی بلندی) پر ہوتا، تو بھی اہل فارس میں سے کچھ مرد اُسے جا لیتے۔

حضرت علامہ، شیخ اجل، احمد بن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "خیرات الحسان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان" میں ہے کہ حافظ الحدیث علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث شریف نقل کر کے فرمایا: یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بشارتِ (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) (کا قول کرنے) اور آپ کی فضیلتِ تامہ (پر دلائل) کے سلسلہ میں صحیح و معتمد اَصل (دلیل) ہے۔ اس کی نظیر (مثال) وہ حدیث ہے جو (بقولِ علماء حدیث) امامِ مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے کہ لوگ علم کی طلب میں اونٹ دوڑائیں گے، تو عالمِ مدینہ سے زیادہ جاننے والا کہیں نہ پائیں گے۔ اور وہ حدیث بھی (اس کی نظیر ہے) جو (بقولِ علماء) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریش کو گالی مت دو، کہ بے شک قریش کا ایک عالم زمین کو علم سے بھر دے گا۔ نیز اس حدیث کی کئی اَسناد ہیں، تاہم بعض محدثین نے اس کے موضوع ہونے کا گمان کیا ہے، ---۔ علماء فرماتے ہیں: پہلی حدیث شریف میں عالم المدینہ سے مراد امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہیں، اور دوسری حدیث شریف میں عالمِ قریش سے مراد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض شاگردوں نے کہا: جس بات پر ہمارے شیخ نے اعتماد و یقین کیا ہے، وہ یہ ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہی اِس حدیث شریف میں مرادِ (رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)) ہیں، اور یہ بات ظاہر ہے، اِس میں کوئی شک نہیں ہے، کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں اہل فارس میں سے کوئی بھی نہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مبلغِ علم کو پہنچا، نہ ہی آپ

کے شاگردوں رحمۃ اللہ علیہ کا مقامِ علم وفضل پا سکا، اور اِس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح معجزہ ہے کہ آپ نے آئندہ ہونے والی بات کی (پہلے ہی) خبر دے دی۔ نوٹ: فارس سے مراد مشہور ملکِ فارس نہیں، بلکہ عجمیوں کی ایک جنس مراد ہے یعنی فارسی لوگ، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دادا اِنھی اہل فارس سے ہیں، جیسا کہ اکثر اہل علم وخبر کا اس پر اتفاق ہے، اور "دیلمی" میں مذکور ایک حدیث شریف میں ہے: بہترین عجمی اہل فارس ہیں۔

امام حاکم نے (سندِ صحیح کے ساتھ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قریب ہے کہ لوگ (علم کی طلب میں) اُونٹ دوڑائیں گے، تو عالمِ مدینہ سے زیادہ جاننے والا کہیں نہ پائیں گے۔

حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہماری رائے میں یہ (حدیث میں مذکور) عالم، امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم۔

فصل نمبر ۱۲} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ عرباض بن ساریہ صحابی رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 122

وَ اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالْبَزَّارُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ عِنْدَ اللهِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَ اِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنِهٖ وَ سَاُخْبِرُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ اَنِّيْ دَعْوَةُ اَبِيْ اِبْرَاهِيْمَ وَ بَشَارَةُ عِيْسٰى وَ رُؤْيَا اُمِّيَ الَّتِيْ رَأَتْ وَ كَذٰلِكَ اُمَّهَاتُ النَّبِيِّيْنَ يَرَيْنَ وَاِنَّ اُمَّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ رَاَتْ حِيْنَ وَضَعَتْهُ نُوْرًا اَضَاءَتْ لَهٗ قُصُوْرُ الشَّامِ. (والله سبحانه وتعالىٰ اعلم وعلمه اتم)

ترجمہ} احمد، بزار، طبرانی اور بیہقی نے حضرت عرباض بن ساریہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک میں اللہ تعالیٰ کے

ہاں خاتم النبیین تھا جب کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی مٹی میں تھے، اور میں تمھیں واضح کردوں کہ میں اپنے باپ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا، عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارت، اور اپنی والدہ ماجدہ کا سچا خواب ہوں، جیسے پہلے انبیاء علیہم السلام کی مائیں دیکھا کرتی تھیں، اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ (سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کے وقت ایک نور دیکھا جس سے اُنھیں ملکِ شام کے محلات نظر آنے لگے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم)

فصل نمبر ۱۳} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بزبانِ ابوامامہ رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 123

طاعون کی وبا میں ابوامامہ اور ان کے ساتھی کا محفوظ رہنا

وَ اَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ حَرَامِ بْنِ عُثْمَانَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَدِمَ اَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ مِنَ الشَّامِ تَاجِرًا فِيْ اَرْبَعِيْنَ رَجُلًا مِّنْ قَوْمِهٖ فَرَاٰى رُؤْيَا اَنَّ اٰتِيًا اَتَاهُ فَقَالَ اِنَّ نَبِيًّا يَّخْرُجُ بِمَكَّةَ يَا اَبَا اُمَامَةَ فَاتَّبِعْهُ وَاٰيَةُ ذٰلِكَ اَنَّكُمْ تَنْزِلُوْنَ مَنْزِلًا فَيُصَابُ اَصْحَابُكَ الطَّاعُوْنَ فَتَنْجُوْ اَنْتَ وَ فُلَانٌ يُّطْعَنُ فَنَزَلُوْا مَنْزِلًا فَبَيْنَهُمُ الطَّاعُوْنُ فَاُصِيْبُوْا جَمِيْعًا غَيْرُ اَبِيْ اُمَامَةَ وَصَاحِبٌ لَهٗ طَعْنٌ فِيْ عَيْنِهٖ.

ترجمہ} ابن سعد نے حرام بن عثمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: اسعد بن زرارہ اپنی قوم کے چالیس آدمیوں کے ہمراہ ملکِ شام سے تجارت کرکے واپس آرہے تھے کہ (راستے میں) اُنھوں نے خواب دیکھا کہ آیک آنے والا اُن کے پاس آیا اور اُس نے کہا: اے ابواُمامہ! ایک نبی مکہ میں ظاہر ہوگا، تم اُس کی پیروی کرنا، اور اس (بات کے سچ ہونے) کی نشانی یہ ہے کہ تم لوگ ایک جگہ ٹھہروگے، تو تمھارے ساتھی طاعون میں مبتلا ہوجائیں گے، صرف تم بچ جاؤگے، اور فلاں (تمھارا

ساتھی بھی) طاعون کا شکار ہو جائے گا، چناں چہ وہ لوگ ایک جگہ ٹھہرے تو اُن میں طاعون پھیل گیا، سوائے ابواُمامہ رضی اللہ عنہ کے سبھی طاعون میں مبتلا ہو گئے، اور اُن (ابواُمامہ رضی اللہ عنہ) کا وہ مذکورہ ساتھی----۔

حدیث شریف 124

بیانِ میلاد بزبانِ صاحبِ میلاد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَاَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ وَّاَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ مَا کَانَ بَدْءُ اَمْرِكَ قَالَ دَعْوَةُ اِبْرَاهِیْمَ وَ بُشْرٰی عِیْسٰی وَ رَاَتْ اُمِّیْ اَنَّهٗ خَرَجَ مِنْهَا نُوْرٌ اَضَاءَ تْ بِهٖ قُصُوْرُ الشَّامِ۔ (واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم)

ترجمہ} ابن سعد، احمد، طبرانی، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا میلاد کس طرح سے ہے؟ یعنی آپ اپنی پیدائش کی بابت ارشاد فرمایئے! تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں (اپنے باپ) حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی بشارت اور اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (کا خواب ہوں جو اُنھوں) نے دیکھا کہ اُن (کے بطن اطہر) سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محل روشن ہو گئے۔ (یعنی مکہ مکرمہ میرے کاشانۂ اقدس سے لے کر ملک شام تک سبھی کچھ روشن ہو گیا)

(سُبْحَانَ اللهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِیْمِ وَ بِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللهَ) (وَاللهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ)

فصل نمبر ۱۴} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبانِ سیدنا ابوجہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو قریش کے معمر لوگوں میں سے تھے)

حدیث شریف 125

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کا بیانِ میلاد

اَخْرَجَ اَبُوْ نُعَیْمٍ مِّنْ طَرِیْقِ اَبِیْ بَکْرِبْنِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ اَبِیْ جُھْمٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا طَالِبٍ حَدَّثَ عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ فِی الْحِجْرِ رَءَیْتُ رُؤْیَا ھَالَتْنِیْ فَزِعْتُ مِنْھَا فَزْعًا شَدِیْدًا فَاَتَیْتُ کَاھِنَۃَ قُرَیْشٍ فَقُلْتُ اِنِّیْ رَاَیْتُ اللَّیْلَۃَ کَاَنَّ شَجَرَۃً تَنْبُتُ قَدْنَالَ رَاْسُھَا السَّمَاءَ وَضَرَبَتْ بِاَغْصَانِھَا الْمَشْرِقَ وَالْمَغْرِبَ وَمَارَاَیْتُ نُوْرًا اَزْھَرَ مِنْھَا اَعْظَمَ مِنْ نُّوْرِ الشَّمْسِ سَبْعِیْنَ ضِعْفًا وَرَءَیْتُ الْعَرَبَ وَ الْعَجَمَ سَاجِدِیْنَ وَ ھِیَ تَزْدَادُ کُلَّ سَاعَۃٍ عِظَمًا وَّ نُوْرًا وَّ ارْتِفَاعًا سَاعَۃً تَخْفٰی وَ سَاعَۃً تَظْھَرُ وَ رَءَیْتُ رَھْطًا مِنْ قُرَیْشٍ تَعَلَّقُوْا بِاَغْصَانِھَا وَرَءَیْتُ قَوْمًا مِّنْ قُرَیْشٍ یُّرِیْدُوْنَ قَطْعَھَا فَاِذَا دَنَوْا مِنْھَا اَخَذَھُمْ شَابٌّ لَمْ اَرَقَطُّ اَحْسَنَ مِنْہُ وَجْھًا وَّ لَا اَطْیَبَ مِنْہُ رِیْحًا فَیُکْسِرُ اَظْھُرَھُمْ وَیَقْلَعُ اَعْیُنَھُمْ فَرَفَعْتُ یَدَیَّ لِاَتَنَاوَلَ مِنْھَا نَصِیْبًا فَقُلْتُ لِمَنِ النَّصِیْبُ فَقَالَ النَّصِیْبُ ھُوَ لِلَّذِیْنَ تَعَلَّقُوْا بِھَا وَسَبَقُوْکَ اِلَیْھَا فَانْتَبَھْتُ فَذَعُوْا فَزَعًا مَذْعُوْرًا فَرَءَیْتُ وَجْہَ الْکَاھِنَۃِ قَدْ تَغَیَّرَ ثُمَّ قَالَتْ اِنْ صَدَقَتْ رُؤْیَاکَ لَیَخْرُجَنَّ مِنْ صُلْبِکَ رَجُلٌ یَّمْلِکُ الْمَشْرِقَ وَ الْمَغْرِبَ وَ یَدِیْنُ لَہُ النَّاسُ ثُمَّ قَالَ لِاَبِیْ طَالِبٍ لَعَلَّکَ اَنْ تَکُوْنَ ھٰذَا الْمَوْلُوْدَ فَکَانَ اَبُوْ طَالِبٍ یُّحَدِّثُ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ وَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَدْ خَرَجَ وَیَقُوْلُ کَانَتِ الشَّجَرَۃُ وَاللّٰہِ اَبَا الْقَاسِمِ الْاَمِیْنَ ﷺ فَیُقَالُ لَہٗ اَلَا تُؤْمِنُ بِہٖ فَیَقُوْلُ اَلْبَتَّۃَ وَالْعَارَ (وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ)

ترجمہ: ابونعیم نے ابوبکر بن عبداللہ بن ابی جہم کی اُن کے باپ کے واسطہ سے دادا (ابو

جہم رضی اللہ عنہ) سے روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں (ابو جہم رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں نے ابوطالب سے سنا وہ حدیث بیان کرتے تھے کہ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا: میں حطیم کعبہ میں سو رہا تھا کہ میں نے ایک ہولناک خواب دیکھا، جس سے مجھے بڑی سخت گھبراہٹ ہوئی، چناں چہ میں قریش کی کاہنہ کے پاس آیا، اور اُسے بتایا کہ میں نے آج رات خواب دیکھا، کہ ایک درخت اُگا، اس کی اونچائی آسمان تک اور اس کی شاخیں مشرق و مغرب میں پھیل گئی ہیں، میں نے کوئی نور اُس سے زیادہ چمک دار نہیں دیکھا اور وہ نور سورج کے نور سے ستر گنا زیادہ تھا، اور تمام عرب و عجم کو اُسے سجدہ کرتے دیکھا، اور وہ نور ہر لحہ مزید بڑا، نورانی اور بلند ہوتا جاتا تھا، کبھی پوشیدہ ہو جاتا تھا، کبھی ظاہر ہو جاتا تھا، اور میں نے قریش کا ایک گروہ دیکھا جو اس کی شاخوں سے لٹک رہے تھے، اور کچھ قریشی لوگوں کو دیکھا جو اس درخت کو کاٹنا چاہتے تھے، جب وہ اُس کے قریب آئے تو اُنھیں ایک جوان لڑکے نے پکڑ لیا، میں نے اُس سے زیادہ خوب صورت اور سُتھرا خوشبودار جوان کبھی نہیں دیکھا تھا، اُس (جوان) نے ان (قریشیوں) کی (جو درخت کو کاٹنا چاہتے تھے) کمروں کو توڑ دیا اور آنکھیں پھوڑ دیں، میں نے ہاتھ بڑھایا تا کہ اس سے کچھ حصہ لے لوں اور پوچھا کہ اس سے کس کس کو حصہ ملے گا؟ ارشاد ہوا: جو آپ سے پہلے اس درخت کے ساتھ لٹک رہے ہیں، پس میں گھبرا کر جاگ اُٹھا۔

حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں: میں نے (یہ خواب سُنا کر اُس) کاہنہ کا چہرہ دیکھا کہ متغیر ہو گیا ہے، پھر وہ کہنے لگی: اگر تمھارا خواب سچا ہے، تو (اس کی تعبیر یہ ہے کہ) تمھاری صلب سے ایک شخص پیدا ہوگا جو مشرق و مغرب کا مالک ہوگا، اور لوگ اُس کے مطیع ہو جائیں گے۔

حضرت عبدالمطلب نے (یہ تعبیر سُن کر) ابوطالب سے کہا: شاید وہ پیدا ہونے والا عظیم شخص تم ہی ہو۔ چناں چہ ابوطالب یہ بات بیان کیا کرتے تھے، کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کا ظہور ہو گیا، تو وہ کہنے لگے: اللہ کی قسم! وہ درخت (جو میرے والد عبدالمطلب نے خواب میں دیکھا تھا) ابوالقاسم امین صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ اُن (ابوطالب) سے کہا گیا: تم اُن پر ایمان کیوں نہیں لے آتے! وہ کہنے لگے: (مجھے اپنے آباء واَجداد کا دین چھوڑنے) میں شرم آتی ہے۔ (وا للہ سبحانہٗ وتعالی وحبیبہ الاعلی اعلم)

فصل نمبر ۱۵} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بزبانِ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 126

فِی الْمَوَاھِبِ اللَّدُنِّیَّۃِ فِیْ حَدِیْثِ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ عِنْدَ ابْنِ عَسَاکِرَ قَالَ ھَبَطَ جِبْرِیْلُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ (اَرْسَلَہٗ سَلْمَانُ فَیُحْمَلُ عَلٰی اَنَّہٗ حَمَلَہٗ عَنِ الْمُصْطَفٰی اَوْعَمَّنْ سَمِعَہٗ عَنْہُ) فَقَالَ اِنَّ رَبَّکَ یَقُوْلُ کُنْتُ اتَّخَذْتُ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلًا فَقَدِ اتَّخَذْتُکَ حَبِیْبًا مَاخَلَقْتُ خَلْقًااَکْرَمَ عَلَیَّ مِنْکَ وَ لَقَدْ خَلَقْتُ الدُّنْیَا وَ اَھْلَھَا لِاُعَرِّفَھُمْ کَرَامَتَکَ وَمَنْزِلَتَکَ عِنْدِیْ وَ لَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا۔

ترجمہ} "مواہب لدنیہ" میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی مرسل روایت (جسے ابن عساکر نے بیان کیا ہے)، اُس میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام (ایک مرتبہ) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ کے رب جل مجدہٗ الکریم نے فرمایا ہے: میں نے ابراہیم کو علیہ الصلوٰۃ والسلام خلیل بنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حبیب بنایا، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بڑھ کر معزز کسی کو پیدا ہی نہیں کیا، اور میں نے تو دُنیا اور اہل دنیا کو اس لیے تخلیق فرمایا ہے تا کہ اُنھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قدر ومنزلت بتاؤں، (میرے حبیب!) اگر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تخلیق نہ کرتا تو دنیا کو پیدا بھی نہ کرتا۔

حدیث شریف 127

وَ اَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا وَّخَلَقَ عِيْسٰى مِنْ رُّوْحِ الْقُدُسِ وَ اتَّخَذَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا وَّ اصْطَفٰى آدَمَ فَمَا اُعْطِيْتَ مِنَ الْفَضْلِ فَهَبَطَ جِبْرِيْلُ فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ يَقُوْلُ اِنْ كُنْتُ اتَّخَذْتُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا فَقَدِ اتَّخَذْتُكَ حَبِيْبًا وَّاِنْ كُنْتُ كَلَّمْتُ مُوْسٰى فِي الْاَرْضِ تَكْلِيْمًا فَقَدْ كَلَّمْتُكَ فِي السَّمَاءِ وَاِنْ كُنْتُ خَلَقْتُ عِيْسٰى مِنْ رُّوْحِ الْقُدُسِ فَقَدْ خَلَقْتُ اسْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ اَخْلُقَ الْخَلْقَ بِاَلْفَيْ سَنَةٍ وَّ لَقَدْ وَطِئْتَ فِي السَّمَآءِ مَوْطِأً لَمْ يَطَأْهُ اَحَدٌ قَبْلَكَ وَلَا يَطَأُهُ اَحَدٌ بَعْدَكَ وَاِنْ كُنْتُ اصْطَفَيْتُ آدَمَ فَقَدْ خَتَمْتُ بِكَ الْاَنْبِيَآءَ وَمَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَكْرَمَ عَلَيَّ مِنْكَ وَ قَدْ اَعْطَيْتُكَ الْحَوْضَ وَ الشَّفَاعَةَ وَ النَّاقَةَ وَ الْقَضِيْبَ وَ التَّاجَ وَ الْهِرَاوَةَ وَ الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ وَشَهْرَ رَمَضَانَ وَ الشَّفَاعَةَ كُلُّهَا لَكَ حَتّٰى ظِلُّ عَرْشِيْ فِي الْقِيَامَةِ عَلَيْكَ مَمْدُوْدٌ وَتَاجُ الْحَمْدِ عَلٰى رَاْسِكَ مَعْقُوْدٌ وَقَرَنْتُ اسْمَكَ مَعَ اسْمِيْ فَلَا اُذْكَرُ فِيْ مَوْضِعٍ حَتّٰى تُذْكَرَ مَعِيْ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الدُّنْيَا وَاَهْلَهَا لِاُعَرِّفَهُمْ كَرَامَتَكَ وَمَنْزِلَتَكَ وَلَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا۔

ترجمہ} ابن عساکر نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا: (یارسول اللہ!) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کلام کیا، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو روح القدس سے پیدا فرمایا، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلیل بنایا اور حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صفی (برگزیدہ) بنایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کون سی عظمت اور بزرگی عطا ہوئی، تو حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا: (یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب فرماتا ہے: اگر میں نے ابراہیم کو خلیل بنایا ہے، تو تمہیں

حبیب بنایا ہے، اگر موسیٰ سے زمین پر کلام کیا ہے، تو تم سے آسمان (لامکاں) میں ہم کلام ہوا ہوں، اگر عیسیٰ کو روحِ قدس سے پیدا کیا، تو تمھارے اسمِ گرامی کو تخلیق عالم سے دو ہزار سال قبل پیدا کیا، اور تم نے آسمان میں ایسی جگہ قدم رکھا ہے کہ نہ تم سے پہلے کسی کے قدم وہاں پہنچے، نہ تمھارے بعد،

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے زمین و آسمان میں ایسی چیزیں پیدا فرمائیں کہ اولین و آخرین میں سے کسی کو مرحمت نہ فرمائیں۔

اور اگر میں نے آدم کو صفی (برگزیدہ) بنایا، تو تمھیں خاتم الانبیاء بنایا، اور میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو میری بارگاہ میں تم سے زیادہ معزز ہو، میں نے تمھیں حوضِ (کوثر)، شفاعت، ناقہ، تلوار، تاج، عصا، حج وعمرہ اور ماہِ رمضان عطا فرمایا، شفاعت ساری کی ساری تمھارے لیے ہے، حتیٰ کہ قیامت میں میرے عرش کا سایہ بھی تم پر پھیلا ہو گا، اور حمد کا تاج آپ کے سر اقدس پر سجایا جائے گا، اور میں نے تمھارا نام اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے، چناں چہ جہاں کہیں میرا ذکر ہوگا، ساتھ میں تمھارا ذِکر ضرور ہوگا، اور میں نے دُنیا اور اہل دنیا کو اسی لیے تخلیق فرمایا ہے تا کہ اُن پر تمھاری قدر و منزلت ظاہر کروں، (میرے حبیب!) اگر میں تمھیں تخلیق نہ کرتا تو دنیا کو پیدا بھی نہ کرتا۔

(افادہ: وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ۔ (الم نشرح: 4)

ترجمہ: اور ہم نے تمھارے لیے تمھارا ذکر بلند کر دیا۔ (ترجمۂ کنز الایمان)

تفسیر نور العرفان: ذکر کی بلندی چند طرح ہے: ﴿۱﴾ انبیائے کرام علیہم السلام سے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کا عہد لیا، ﴿۲﴾ سب کے ذکر فقط فرش پر ہی، تمھارا ذکر فرش و عرش اور جنت میں، ﴿۳﴾ اپنے نام کے ساتھ تمھارا نام رکھا، کلمہ، اذان، نماز، خطبہ، ہر جگہ، ﴿۴﴾ انبیائے کرام علیہم السلام کو نام سے پکارا، تمھیں اچھے اچھے القاب سے، ﴿۵﴾ تمھارے ذکر کو اپنے ذکر کا تکملہ (مکمل کرنے والا) قرار دیا کہ تمھارے ذکر کو چھوڑ کر رب

کاذکر مفید نہیں، (۶) ہر وقت ہر جگہ تمھارا ذکر جاری رکھا، سارے بازار کبھی نہ کبھی بند ہو جاتے ہیں، مگر تمھارا بازار کبھی بند نہ ہوگا۔ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ)

فصل نمبر ۱۶} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بزبانِ سیدنا انس رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 128

وَاَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ عَسَاكِرَمِنْ طَرِيْقِ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ مَا افْتَرَقَ النَّاسُ فِرْقَتَيْنِ اِلَّاجَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِيْ خَيْرِهِمَا فَاُخْرِجْتُ مِنْ بَيْنِ اَبَوَيَّ فَلَمْ يُصِبْنِيْ شَيْءٌ مِّنْ عَهْدِ الْجَاهِلِيَّةِ وَخَرَجْتُ مِنْ نِّكَاحٍ وَ لَمْ اَخْرُجْ مِنْ سِفَاحٍ مِّنْ لَّدُنْ آدَمَ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى اَبِيْ وَ اُمِّيْ فَاَنَا خَيْرُكُمْ نَفْسًا وَّ خَيْرُكُمْ اَبًا ۔

ترجمہ} امام بیہقی اور ابن عساکر نے بطریق مالک از زُہری، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جہاں کہیں نسب کی دو شاخیں ہوئیں، اللہ تعالیٰ نے مجھے اُن دونوں میں سے بہتر فریق میں رکھا، یہاں تک کہ میں اپنے والدین کے ہاں پیدا ہوا اور مجھے عہدِ جاہلیت کی کوئی شے نہیں پہنچی، حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لے کر میرے والدین کریمین تک میں نکاح سے متولد ہوا، سِفاح سے نہیں، لہٰذا میں اپنی ذات میں تم سب سے افضل و اعلیٰ اور بہترین ہوں، اور تمام حسب ونسب میں اطیب واطہر ہوں۔

حدیث شریف 129

جس نے احمد کا انکار کیا اسے جہنم میں داخل کروں گا

وَاَخْرَجَ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى مُوْسٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَنَّهٗ

مَنْ لَقِيَنِیْ وَھُوَجَاحِدٌبِأَحْمَدَاَدْخَلْتُهُ النَّارَ قَالَ یَارَبِّ وَمَنْ اَحْمَدُ قَالَ مَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَ کْرَمَ عَلَیَّ مِنْهُ کَتَبْتُ اسْمَهٗ مَعَ اسْمِیْ فِی الْعَرْشِ قَبْلَ اَنْ اَخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ اِنَّ الْجَنَّةَ مُحَرَّمَةٌ عَلٰی جَمِیْعِ خَلْقِیْ حَتّٰی یَدْخُلَھَا ھُوَ وَ اُمَّتُهٗ قَالَ وَ مَنْ اُ مَّتُهٗ قَالَ الْحَمَّادُوْنَ یَحْمَدُوْنَ صُعُوْدًا وَّھُبُوْطًاوَّعَلٰی کُلِّ حَالٍ یَشُدُّوْنَ اَوْسَاطَھُمْ وَیُطَھِّرُوْنَ اَطْرَافَھُمْ صَآئِمُوْنَ بِالنَّھَارِ رُھْبَانٌ بِاللَّیْلِ اَ قْبَلُ مِنْھُمُ الْیَسِیْرَ وَ اُدْخِلُھُمُ الْجَنَّةَ بِشَھَادَةِ اَنْ لَّآاِ لٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ اجْعَلْنِیْ نَبِیَّ تِلْكَ الْاُمَّةِ قَالَ نَبِیُّھَا مِنْھَا قَالَ اجْعَلْنِیْ مِنْ اُ مَّةِ ذٰ لِكَ النَّبِیِّ قَالَ اسْتَقْدَمْتَ وَ اسْتَاْخَرَ وَ لٰکِنْ سَاَجْمَعُ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ فِیْ دَا رِ الْجَلَالِ۔

ترجمہ} ابونعیم نے "حلیہ" میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو وحی فرمائی کہ جو شخص (میرے حبیب) احمدِ (مجتبیٰ ﷺ کی رسالت) کا منکر ہونے کی حالت میں مرگیا، میں اُسے جہنم میں ڈالوں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کیا: یارب! احمدِ (مجتبیٰ ﷺ) کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (اُن کی شان یہ ہے کہ) میں نے اُس سے بزرگ وبرتر کسی کو پیدا ہی نہیں کیا، میں نے اُن کے نام کو عرش پر اپنے نام کے ساتھ نقش کیا، اس سے پہلے کہ میں زمین وآسمان بناتا، بلاشک جنت (میں داخلہ) میری تمام مخلوق پر حرام ہوگا جب تک کہ اُس میں وہ ذی شان نبی ﷺ اور اُن کی اُمت داخل نہ ہوجائے۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام عرض گزار ہوئے:

الٰہی! اُن کی اُمت کون سی (کیسی) ہے؟ فرمایا: وہ بہت زیادہ حمد کرنے والے

ہیں، چڑھتے اُترتے حمد کریں گے، ہر حال میں کمر بستہ رہیں گے اور اپنے اَطراف (یعنی اعضائے وضو) کو پاک رکھیں گے (نماز باقاعدگی سے ادا کریں گے) دن کے وقت روزہ رکھنے والے اور رَات کے وقت دُنیا سے کنارہ کش ہوکر محوِ عبادت ہوجانے والے ہوں گے، میں اُن کا تھوڑا سا عمل بھی قبول کرلوں گا، اور اُنھیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ) کی گواہی دینے کے سبب جنت عطا کردوں گا۔

(اُمتِ مصطفیٰ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی شان سُن کر) حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام عرض گزار ہوئے: الٰہی! مجھے اُس اُمت کا نبی بنادے، فرمایا: اُس امت کا نبی اُنھیں میں سے ہوگا، عرض کیا: (پھر) مجھے اُس نبی کا اُمتی بنادے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمھارا زمانہ اُن سے پہلے ہے، وہ بعد میں ہوں گے، لیکن عنقریب تجھے اور اُنھیں دارِ جلال (جنت) میں ملادوں گا۔

خوبیٔ قسمت کہ ہم کو وہ نبی بخشا گیا
اَنبیاء بھی جس نبی کی آرزو کرتے رہے

حدیث شریف 130 تیرے جھیا کوئی نئیں!

وَ اَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَیْہ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَرَءَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ لَقَدْجَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفَسِکُمْ بِفَتْحِ الْفَاءِ وَقَالَ اَنْفَسِکُمْ نَسَبًا وَّ صِھْرًا وَّحَسَبًا لَّیْسَ فِیْ آبَائِیْ مِنْ لَّدُنْ آدَمَ سِفَاحٌ کُلُّنَا نِکَاحٌ .

ترجمہ} ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آیت کریمہ "لقد جآء کم رسول من انفسکم" میں انفسکم کے ف پر زبر پڑھی اور فرمایا: حسب نسب اور اِزدواجی رشتہ، ہر حوالے سے تم میں نفیس ترین ہوں، حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے (میرے والدین تک) میرے آباء

(واُمہات) میں (کہیں بھی) سِفاح نہیں ہوا، ہم سب میں نکاح ہوا ہے۔

حدیث شریف 131

وَ اَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ وَّ اَ بُوْ نُعَيْمٍ عَنْ اَ نَسٍ قَالَ كُنَّا نَعْرِفُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِذَا اَ قْبَلَ بِطِيْبِ رِيْحِهٖ.

ترجمہ} ابن سعد اور ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو، (جس وقت آپ تشریف لاتے تھے)، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پاکیزہ مہک کی بدولت پہچان لیتے تھے۔

حدیث شریف 132

وَ اَخْرَجَ الْبَزَّازُ وَ اَ بُوْيَعْلٰى عَنْ اَ نَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَّ فِي الطَّرِيْقِ مِنْ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ وَجَدُوْا مِنْهُ رَائِحَةَ الطِّيْبِ قَالُوْا مَرَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هٰذَا الطَّرِيْقِ.

ترجمہ} بزاز اور ابویعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے راستوں میں سے کسی راستے سے گزرتے تھے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خوشبو پاتے تھے، اور کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اِس راہ سے گزرے ہیں۔

حدیث شریف 133

وَاَخْرَجَ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَاَبُوْنُعَيْمٍ وَّابْنُ عَسَاكِرَ مِنْ طُرُقٍ مُّتَعَدَّدَةٍ عَنْ اَ نَسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ كَرَامَتِيْ عَلٰى رَبِّيْ اَنِّيْ وُلِدْتُّ مَخْتُوْنًا وَّ

لَمْ يَرَ اَحَدٌ سَوْءَ تِیْ ۔ وَ اللهُ تَعَا لٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَ تَمُّ .

ترجمہ} طبرانی نے اوسط میں، اور ابونعیم اور ابن عساکر نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے رب کی بارگاہ میں میرے عزوشرف کی علامت یہ ہے کہ میں ختنہ شدہ پیدا ہوا اور کسی نے میری شرم گاہ نہیں دیکھی۔ (واللہ تعالی وحبیبہ الاعلی اعلم وعلمہٗ اتم)

فصل نمبر ۱۷} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبانِ سیدنا زید بن اسلم صحابی رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 134

وَ اَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ وَّغَیْرُهٗ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ حَلِیْمَةَ لَمَّا اَخَذَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ قَالَتْ لَهَا اُ مُّهٗ اِعْلَمِیْ اَنَّكِ قَدْ اَخَذْتِ مَوْلُوْدًا لَّهٗ شَاْنٌ وَ اللهِ لَحَمَلْتُهٗ فَمَا كُنْتُ اَجِدُ مَا تَجِدُ النِّسَاءُ مِنْ حَمْلٍ وَّلَقَدْ اُوْتِیْتُ فَقِیْلَ لِیْ اِنَّكِ لَتَلِدِیْنَ غُلَامًا فَسَمِّیْهِ اَحْمَدَ وَ هُوَ سَیِّدُ الْعَالَمِیْنَ وَ لَقَدْ وَقَعَ مُعْتَمِدًا عَلٰی یَدَیْهِ رَافِعًا رَاسَهٗ اِلَی السَّمَاءِ فَخَرَجَتْ حَلِیْمَةُ اِ لٰی زَوْجِهَا فَاَخْبَرَتْهُ فَسُرَّ بِذٰلِكَ ۰ (واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہٗ اتم)

ترجمہ} ابن سعد وغیرہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ حضرت حلیمہ نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیا تو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے اُن سے فرمایا: تُو نے ایسے بچے کو لیا ہے جس کی بڑی شان ہے، اللہ کی قسم! میں اس کے حمل سے فیض یاب ہوئی، تو وہ تکلیف و بوجھ وغیرہ محسوس نہیں ہوتا تھا جو عورتیں ایامِ حمل میں محسوس کرتی ہیں، اور مجھے غیب سے آواز آئی: تم ایک لڑکے کو جنم دو گی، اُس کا نام احمد رکھنا، وہ سید العالمین ہے، اور یقیناً جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو اپنے ہاتھوں کے بل زمین پر تشریف لائے سرِ انور آسمان کی طرف بلند کیے ہوئے۔ سیدہ حلیمہ اپنے خاوند کے پاس آئیں اور اس بات

کی خبر دی تو وہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔

فصل نمبر ۱۸} میلادِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ سیدنا واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 135

وَاَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ اصْطَفٰى مِنْ وُّلْدِ اِبْرَاهِيْمَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اصْطَفٰى مِنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِيْلَ بَنِيْ كِنَانَةَ وَ اصْطَفٰى مِنْ بَنِيْ كِنَانَةَ قُرَيْشًا وَّ اصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِيْ هَاشِمٍ وَ اصْطَفَانِيْ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ.

(و اللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ اتم)

فصل ۱۹} میلادِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ سیدنا ابومریم غسانی رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 136

اَخْرَجَ الطَّبَرَانِيُّ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ اَبِيْ مَرْيَمَ الْغَسَّانِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ اَعْرَابِيًّا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَيُّ شَيْئٍ كَانَ اَ وَّلَ نُبُوَّتِكَ قَالَ اَخَذَ اللهُ مِنِّي الْمِيْثَاقَ كَمَا اَخَذَ مِنَ النَّبِيِّيْنَ مِيْثَاقَهُمْ وَ دَعْوَةُ اَبِيْ اِبْرَاهِيْمَ وَبُشْرٰى عِيْسٰى وَ رَاَتْ اُمِّيْ فِيْ مَنَامِهَا اَنَّهُ خَرَجَ مِنْ بَيْنِ رِجْلَيْهَا سِرَاجًا اَضَاءَ تْ لَهُ قُصُوْرُ الشَّامِ.

قولہ اَبِيْ مَرْيَمَ فِي التَّقْرِيْبِ اَ بُوْمَرْيَمَ الْغَسَّانِيُّ جَدُّاَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَ بِيْ مَرْيَمَ وَ قَدْقِيْلَ اِنَّ لِلثَّلٰثَةِ صُحْبَةً اھ۔ وَ فِيْ اُسْدِالْغَابَةِفِيْ مَعْرِفَةِالصَّحَابَةِاَبُوْمَرْيَمَ الْغَسَّانِيُّ جَدُّاَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ اَ تَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ وُلِدَتْ لِيَ اللَّيْلَةَ جَارِيَةٌ قَالَ وَاللَّيْلَةَ

أُنْزِلَتْ عَلَيَّ سُوْرَةُ مَرْيَمَ فَسَمَّاهَا مَرْيَمَ فَكَانَ يُكْنٰى اَبَا مَرْيَمَ وَ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ اَ بُوْ حَاتِمِ الرَّازِيُّ سَاَ لْتُ بَعْضَ وَلَدِ اَبِيْ مَرْيَمَ هٰذَا عَنِ اسْمِهٖ فَقَالَ نَذِيْرٌ يُعَدُّ فِي الشَّامِيِّيْنَ اھ۔ (واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہٗ اتم)

ترجمہ} طبرانی اور ابونعیم نے ابومریم غسانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ ایک دیہاتی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: آپ کی نبوت کی پہلی نشانی کون سی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا مجھ سے عہد لینا جیسا کہ دیگر انبیاءِ کرام سے عہد لیا، اور دعا کرنا میرے باپ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا، اور بشارت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی، اور میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ ان کے شکم سے ایک چراغ نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

ابومریم غسانی، ابوبکر بن عبداللہ بن ابی مریم کے دادا ہیں۔ اور یہ کہا گیا ہے کہ ان تینوں کو صحبتِ نبی حاصل ہے، یعنی تینوں صحابی ہیں۔ اور ''اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ'' میں ہے: ابومریم غسانی نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ! آج رات میرے گھر لڑکی پیدا ہوئی ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر اس رات سورۂ مریم نازل ہوئی ہے، پس اُنھوں نے اُس کا نام مریم رکھ دیا، چناں چہ اُن کی کنیت ابومریم مشہور ہوگئی، نیز آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی معیت میں جنگ بھی کی ہے۔ ابوحاتم کہتے ہیں: میں نے ابومریم کی اولاد سے ابومریم کا اصل نام پوچھا تو اُنھوں نے نذیر نام بتایا، اور کہا کہ آپ کا شمار شامیوں میں ہوتا ہے۔

فصل نمبر ۲۰} میلادِ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ سیدنا ابوصخر عقیل رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 137

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَابْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْ صَخْرٍ الْعَقِيْلِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ

رَجُلٌ مِنَ الْاَعْرَابِ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِيَهُوْدِيٍّ مَّعَهٗ سِفْرٌ فِيْهِ التَّوْرَاةُ يَقْرَءُ هَا عَلٰى ابْنٍ لَّهٗ مَرِيْضٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَا يَهُوْدِيُّ اُنْشِدُكَ بِاللّٰهِ الَّذِيْ اَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰى مُوْسٰى اَتَجِدُ فِيْ تَوْرَاتِكَ نَعْتِيْ وَ صِفَتِيْ وَ مَخْرَجِيْ فَاَوْمَاَ بِرَاْسِهٖ اَنْ لَّا فَقَالَ ابْنُهٗ لٰكِنِّيْ اَشْهَدُ بِالَّذِيْ اَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰى مُوْسٰى اَنَّهٗ لَيَجِدُ نَعْتَكَ وَزَمَانَكَ وَصِفَتَكَ وَمَخْرَجَكَ فِيْ كِتَابِهٖ هٰذَا وَ اَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَقِيْمُوا الْيَهُوْدِيَّ عَنْ صَاحِبِكُمْ وَ قُبِضَ الْفَتٰى فَصَلّٰى عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ. وَ اَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ نَحْوَهٗ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ وَّ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّ فِيْ اُسْدِ الْغَابَةِ فِيْ مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ فَاَقِيْمُوا الْيَهُوْدِيَّ عَنْ اَخِيْكُمْ قَالَ فَقَضَى الْفَتٰى فَوَلِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَنُوْطَهٗ وَ كَفَنَهٗ وَصَلّٰى عَلَيْهِ اھ۔ (واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ اتم)

ترجمہ} احمد اور ابن سعد نے حضرت ابوصخر عقیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: مجھ سے ایک دیہاتی آدمی نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی کے پاس سے گزرے جس کے پاس تورات کا ایک جز تھا، وہ تورات پڑھ کر اپنے بیمار بیٹے پر دَم کر رہا تھا، نبی کریم ﷺ نے اس سے کہا: اے یہودی! میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی، کیا درات میں تُو میری نعت وصفت اور میرا نکلنے کا مقام لکھا ہوا پاتا ہے؟ اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ نہیں، پس اُس کا بیٹا بولا: لیکن میں اُس ذات کی قسم کھا کر گواہی دیتا ہوں جس نے تورات موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی، کہ بلاشک یہ تورات میں آپ کی نعت، آپ کا زمانہ،

آپ کی صفت، اور آپ کے پیدا ہونے کی جگہ کو اپنی اس کتاب میں پاتے ہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے) فرمایا: یہودی کو اپنے صاحب سے الگ کردو!، اور وہ جوان انتقال کرگیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔

بیہقی نے سیدنا انس اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اسی جیسی روایت بیان کی ہے، اور ''اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ،، میں ہے کہ تم یہودی کو اپنے بھائی سے الگ کردو، پھر وہ نوجوان فوت ہوگیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تجہیز و تکفین کے والی ہوئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس پر نماز (جنازہ) پڑھی۔ اھ

فصل نمبر ۲۱} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 138

اَخْرَجَ اَبُوْیَعْلٰی وَاَبُوْ نُعَیْمٍ وَّ ابْنُ عَسَاکِرَ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِیْ عَامِرٍ سَئَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَاحَقِیْقَةُ اَمْرِكَ فَقَالَ بَدْءُ شَاْنِیْ اَنِّیْ دَعْوَةُ اِبْرَاهِیْمَ وَبُشْرٰی اَخِیْ عِیْسٰی وَاَنِّیْ کُنْتُ بِکْرَاَبِیْ وَاُمِّیْ وَاَنَّهَاحَمَلَتْ بِیْ کَاَثْقَلِ مَاتَحْمِلُ النِّسَاءُ وَ جَعَلَتْ تَشْتَکِیْ اِلٰی صَوَاحِبَاتِهَا ثِقْلَ مَاتَجِدُ ثُمَّ اِنَّ اُمِّیْ رَءَتْ فِیْ مَنَامِهَا اَنَّ الَّذِیْ فِیْ بَطْنِهَا نُوْرٌ قَالَتْ فَجَعَلْتُ اُتْبِعُ بَصَرِیَ النُّوْرَ یَسْبِقُ بَصَرِیَ النُّوْرُ بِسَبْقِ بَصَرِیْ حَتّٰی اَضَاءَتْ لِیْ مَشَارِقُ الْاَرْضِ وَمَغَارِبُهَا۔

ثُمَّ اِنَّهَا وَلَدَتْنِیْ فَنَشَئْتُ فَلَمَّانَشَئْتُ بُغِّضَتْ لِیْ اَوْثَانُ قُرَیْشٍ وَّ بُغِّضَ اِلَیَّ الشِّعْرُ فَکُنْتُ مُسْتَرْضِعًا فِیْ بَنِیْ لَیْثِ بْنِ بَکْرٍ فَبَیْنَمَااَنَاذَاتَ یَوْمٍ مُنْتَبِذٌمِنْ اَهْلِیْ فِیْ بَطْنِ وَادٍمَّعَ اَتْرَابٍ لِّیْ

مِّنَ الصِّبْيَانِ إِذَا اَنَا بِرَهْطٍ ثَلَاثَةٍ مَّعَهُمْ طَسْتٌ مِّنْ ذَهَبٍ مُّلِئَ ثَلْجًا فَاَخَذُوْنِيْ مِنْ بَيْنِ اَصْحَابِيْ وَانْطَلَقَ الصِّبْيَانُ هِرَابًا مُّسْرِعِيْنَ إِلَى الْحَيِّ.

فَعَمِدَ اَحَدُهُمْ فَاَضْجَعَنِيْ عَلَى الْاَرْضِ إِضْجَاعًا لَّطِيْفًا ثُمَّ شَقَّ بَيْنَ مَفْرِقِ صَدْرِيْ إِلٰى مُنْتَهٰى عَانَتِيْ وَ اَنَا اَنْظُرُ إِلَيْهِ لَمْ اَجِدْ لِذٰلِكَ مَسًّا ثُمَّ اَخْرَجَ اَحْشَاءَ بَطْنِيْ ثُمَّ غَسَلَهَا بِذٰلِكَ الثَّلْجِ فَاَنْعَمَ غَسْلَهَا ثُمَّ اَعَادَهَا مَكَانَهَا ثُمَّ قَامَ الثَّانِيْ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ تَنَحَّ ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ جَوْفِيْ فَاَخْرَجَ قَلْبِيْ وَ اَنَا اَنْظُرُ إِلَيْهِ فَصَدَعَهٗ ثُمَّ اَخْرَجَ مِنْهُ مُضْغَةً سَوْدَاءَ فَرَمٰى بِهَا ثُمَّ قَالَ بِيَدِهٖ يُمْنَةً يُّسْرَةً كَاَنَّهٗ يَتَنَاوَلُ شَيْئًا فَإِذَا اَنَا بِخَاتَمٍ فِيْ يَدِهٖ مِنْ نُوْرٍ اَنْظَارٌ دُوْنَهٗ فَخَتَمَ بِهٖ قَلْبِيْ فَامْتَلَاَ نُوْرَالنُّبُوَّةِ وَ الْحِكْمَةِ ثُمَّ اَعَادَمَكَانَهٗ فَوَجَدْتُّ بَرْدَ ذٰلِكَ الْخَاتَمِ فِيْ قَلْبِيْ دَهْرًا ثُمَّ قَالَ الثَّالِثُ لِصَاحِبِهٖ تَنَحَّ فَاَمَرَّ يَدَهٗ بَيْنَ مَفْرِقِ صَدْرِيْ إِلٰى مُنْتَهٰى عَانَتِيْ فَالْتَئَمَ ذٰلِكَ الشِّقُّ بِإِذْنِ اللهِ تَعَالٰى.

ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِيْ فَاَنْهَضَنِيْ مِنْ مَّكَانِيْ إِنْهَاضًا لَّطِيْفًا ثُمَّ قَالَ لِلْاَوَّلِ زِنْهُ بِعَشَرَةٍ مِّنْ اُمَّتِهٖ فَوَزَنُوْنِيْ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِمِائَةٍ مِّنْ اُمَّتِهٖ فَوَزَنُوْنِيْ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِاَلْفٍ مِّنْ اُمَّتِهٖ فَوَزَنُوْنِيْ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ فَقَالَ دَعُوْهُ فَلَوْ وَزَنْتُمُوْهُ بِاُمَّةٍ كُلِّهَا لَرَجَحَهُمْ ثُمَّ ضَمُّوْنِيْ إِلٰى صُدُوْرِهِمْ وَ قَبَّلُوْا رَاْسِيْ وَمَا بَيْنَ عَيْنَيَّ وَ قَالُوْا يَا حَبِيْبَ اللهِ لَمْ تُرَعْ/لَمْ تُرُوْعْ إِنَّكَ لَوْ تَدْرِيْ مَا يُرَادُ بِكَ مِنَ الْخَيْرِ تَقَرَّتْ عَيْنَاكَ.

ثُمَّ جَاءَ الْحَيَّ فَاَخْبَرَهُمْ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ إِنَّ هٰذَا الْغُلَامَ

اَصَابَہٗ لَمَمٌ اَوْ طَائِفٌ مِّنَ الْجِنِّ فَانْطَلِقُوْا مترس بِہٖ اِلٰی کَاہِنِنَا حَتّٰی یَنْظُرَ اِلَیْہِ وَیُدَاوِیَہٗ فَقُلْتُ مَابِیْ شَیْءٌ مِّمَّا تَذْکُرُوْنَ اِنِّیْ اَرٰی نَفْسِیْ سَلِیْمَۃً وَ فُؤَادِیْ صَحِیْحًا فَقَالَ زَوْجُ ظِئْرِیْ اَلَا تَرَوْنَ اَنَّ کُلًّا صَحِیْحٌ اِنِّیْ لَا اَرْجُوْ اَنْ لَّا یَکُوْنَ بِابْنِیْ بَاْسٌ۔

فَذَھَبُوْا بِیْ اِلَی الْکَاہِنِ فَقَصُّوْا عَلَیْہِ قِصَّتِیْ فَقَالَ اسْکُتُوْا حَتّٰی اَسْمَعَ مِنَ الْغُلَامِ فَاِنَّہٗ اَعْلَمُ بِاَمْرِہٖ مِنْکُمْ فَقَصَصْتُ عَلَیْہِ فَلَمَّا سَمِعَ قَوْلِیْ وَثَبَ اِلَیَّ وَضَمَّنِیْ اِلٰی صَدْرِہٖ ثُمَّ نَادٰی بِاَعْلٰی صَوْتِہٖ یَا لَلْعَرَبِ یَا لَلْعَرَبِ اُقْتُلُوْا ھٰذَا الْغُلَامَ وَ اقْتُلُوْنِیْ مَعَہٗ فَوَاللَّاتِ وَالْعُزّٰی لَئِنْ تَرَکْتُمُوْہُ وَ اَدْرَکَ لَیُبَدِّلَنَّ دِیْنَکُمْ وَلَیُسَفِّھَنَّ عُقُوْلَکُمْ وَعُقُوْلَ اٰبَائِکُمْ وَلَیُخَالِفَنَّ اَمْرَکُمْ وَلَیَاْتِیَنَّکُمْ بِدِیْنٍ لَّمْ تَسْمَعُوْا بِمِثْلِہٖ قَطُّ۔

فَعَمِدَتْ ظِئْرِیْ فَانْتَزَعَتْنِیْ مِنْ حِجْرِہٖ وَقَالَتْ لَاَنْتَ اَعْتَہُ مِنْہُ وَ اَجَنُّ وَلَوْ عَلِمْتُ اَنَّ ھٰذَا یَکُوْنُ مِنْ قَوْلِکَ مَا اَتَیْتُ بِہٖ اِلَیْکَ فَاطْلُبْ لِنَفْسِکَ مَنْ یَّقْتُلُکَ فَاَنَا غَیْرُ قَاتِلِ ھٰذَا الْغُلَامَ ثُمَّ احْتَمَلُوْنِیْ فَاَدُّوْنِیْ اِلٰی اَھْلِیْ وَاَصْبَحَ اَثَرُ الشَّقِّ مَا بَیْنَ صَدْرِیْ اِلٰی مُنْتَھٰی عَانَتِیْ کَاَنَّہُ الشِّرَاکُ۔

ترجمہ﴿ ابو یعلیٰ، ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ قبیلہ بنو عامر کے ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: آپ کی حقیقت حال کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے معاملہ کی ابتداء یہ ہے کہ میں ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ہوں، اور اپنے بھائی عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوش خبری ہوں، اور میں اپنے والدین کریمین کا پہلوٹا بیٹا ہوں، اور حمل میں ایسا بوجھل تھا کہ میری والدہ ماجدہ اپنی سہیلیوں سے اپنی تکلیف بیان کرتی تھیں*، پھر میری والدہ ماجدہ نے یہ خواب دیکھا کہ اُن کے پیٹ میں جو ہے وہ ایک نور ہے، اُنھوں نے فرمایا: میں نے اپنی آنکھیں اُس نور

کے پیچھے لگادیں، میری آنکھیں اُس نور سے آگے بڑھنے لگتیں تو وہ نور اور آگے بڑھ جاتا، حتیٰ کہ اُس نور نے میرے لیے زمین کے مشرق و مغرب روشن کر دیے۔

(*" حدیث شریف 31" کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیں۔)

پھر اُنھوں نے مجھے جنم دیا اور میں پرورش پانے لگا، جب میں کچھ بڑا ہوا تو میرے دِل میں قریش کے بتوں کا بغض ڈال دیا گیا اور مجھے شعر بھی برے معلوم ہونے لگے۔ پھر جب میں بنی لیث بن بکر کے ہاں دودھ پینے کے لیے (اپنی دایہ کے پاس رہتا تھا) تو ایک دن ایسا ہوا کہ میں اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ اپنے گھر سے دُور ایک میدان میں تھا، کہ اسی اَثنا میں اچانک تین افراد میرے قریب آئے، اُن کے پاس سونے کا ایک تھال تھا جو برف سے بھرا ہوا تھا، اُنھوں نے مجھے میرے ساتھیوں کے درمیان سے پکڑا ،اور لڑکے بھاگتے ہوئے تیزی سے محلے کی طرف چلے گئے۔

اُن (آنے والوں) میں سے ایک نے مجھے بڑے آرام سے زمین پر لٹایا، پھر درمیان سے میرا سینہ ناف کے آخر تک شق کر دیا، درآں حالے کہ میں اسے دیکھ رہا تھا، اور مجھے اُس کا چھونا تک محسوس نہ ہوا، پھر اُس نے میرے پیٹ کے اندر کی چیزوں کو نکالا اور اُنھیں اس برف سے خوب اچھی طرح دھویا، پھر اُن چیزوں کو اُن کی جگہ لوٹا دیا۔ پھر دوسرا شخص اُٹھا، اُس نے اپنے ساتھی سے کہا: ایک طرف ہو جاؤ، پھر اُس (دوسرے) نے اپنا ہاتھ میرے پیٹ میں داخل کیا اور میرا دل نکالا، درآں حالے کہ میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا، اُس نے اسے چیرا اور اس میں سے سیاہ رنگ کا لوتھڑا سا نکال کر پھینک دیا، پھر اس نے اپنے ہاتھ سے دائیں بائیں اشارہ کرتے ہوئے (کچھ) کہا، جیسے وہ کوئی شے پکڑ رہا ہو، تو اچانک میں نے اُس کے ہاتھ میں نور کی ایک انگوٹھی دیکھی، (ایسی چمک دار) کہ آنکھیں چندھیا جائیں، اُس نے اس (انگوٹھی) کے ساتھ میرے دل پر مہر لگائی، تو وہ نورِ نبوت وحکمت سے بھر گیا، پھر اُس (دل) کو اُس کی جگہ لوٹا دیا، اور میں نے اس انگوٹھی کی ٹھنڈک

ایک زمانے تک محسوس کی۔ پھر تیسرے نے اپنے ساتھی سے کہا: ہٹو، پھر اُس (تیسرے) نے اپنا ہاتھ میرے سینے کے الگ ہونے والی جگہ سے ناف کی انتہاء تک پھیرا تو وہ شق کیا ہوا، اللہ تعالیٰ کے حکم سے مل گیا۔

پھر اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے نرمی سے اٹھایا، پھر پہلے شخص سے کہا: اِن کی امت کے دس اَفراد کے ساتھ اِن کا وزن کرو، پس اُنھوں نے میرا وزن ان دس افراد کے ساتھ کیا تو میں ان سے بھاری ہوا، پھر اس نے کہا: ان کا وزن ان کی امت کے سو افراد سے کرو، تو اُنھوں نے میرا وزن سو اَفراد سے کیا، میں اُن سے بھی بڑھ گیا، پھر اس نے کہا: ان کا وزن ان کی امت کے ایک ہزار افراد کے ساتھ کرو، تو اُنھوں نے مجھے ایک ہزار اَفراد کے ساتھ تولا، میں اُن پر بھی بھاری تھا، وہ کہنے لگا: ان کو چھوڑ دو، اگر تم اِنھیں ان کی ساری امت کے ساتھ بھی تولو گے، تو یہی بھاری ہوں گے۔ پھر اُن سب نے مجھے اپنے سینوں سے لگایا اور میرے سر اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، پھر کہنے لگے: اے اللہ کے حبیب! گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں، اگر آپ یہ جان لیں کہ آپ ﷺ کے ساتھ کس بھلائی کا اِرادہ کیا گیا ہے تو یقیناً آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔

پھر آپ ﷺ محلے میں (واپس) آئے، تو اِن اَشخاص کے متعلق (گھر والوں) کو خبر دی، کسی نے کہا: اس لڑکے کو جنون لاحق ہو گیا ہے یا پھر کوئی آسیب ہے، اِسے ہمارے کاہن کے پاس لے چلو، تا کہ وہ اسے دیکھے اور دَوا دے، تو میں نے کہا: مجھے ایسا ویسا کچھ نہیں ہے جو تم کہہ رہے ہو، میں اپنے آپ کو تندرست پاتا ہوں، اور میرا دل بھی ٹھیک ہے، میری دایہ کے خاوند بولے: کیا تم لوگ دیکھتے نہیں کہ سب ٹھیک ہے، مجھے امید ہے کہ میرے بیٹے کو کسی طرح کی کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

بہر حال، وہ مجھے کاہن کے پاس لے گئے، اُسے میرا قصہ سُنانے لگے تو اُس نے کہا: تم چپ رہو، تا کہ میں لڑکے سے سنوں، کیوں کہ وہ اپنے حال کا تم سے زیادہ جاننے

والا ہے، چناں چہ میں نے اُسے سارا واقعہ سُنایا۔ جب اُس نے میری بات سنی، تو اچھل کر میرے پاس آیا اور مجھے اپنے سینے سے لگا لیا، پھر بلند آواز سے پکار کر کہنے لگا: اے عرب والو! اے عرب والو! اس لڑکے کو قتل کر دو! اور مجھے بھی اس کے ساتھ قتل کر دو، مجھے لات وعزی کی قسم! اگر تم نے اسے چھوڑ دیا اور اس نے وقت پا لیا تو ضرور ضرور یہ تمہارے دین کو بدل دے گا، اور تمھاری اور تمھارے آباء کی عقلوں کو یقیناً بیوقوفی سے تعبیر کرے گا، اور یقیناً تمہارے کام کی مخالفت کرے گا، اور بالیقین یہ ایک ایسا دین لائے گا جس کی مثل تم نے کبھی بھی نہ سنا ہوگا۔

میری دایہ نے جلدی سے مجھے اس کی گود سے لے لیا اور کہنے لگی: تُو تو اس سے بھی بڑھ کر مجنون ہے، اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تیری باتیں ایسی ہوں گی، تو میں ہرگز اسے تیرے پاس لے کر نہ آتی، تُو اپنی فکر کر کہ کون تجھے قتل کرتا ہے، میں تو اس بچے کو قتل کرنے والی نہیں ہوں۔ پھر مجھے اُٹھا لائے اور میرے گھر والوں کے حوالے کر دیا، اور شق کا اثر میرے سینے اور میری ناف کی انتہاء تک اس طرح ہو گیا جیسے کہ وہ ایک لائن ہے۔

نرالی شان، شانِ مصطفیٰ ہے

قَالَ اَبُوْنُعَيْمٍ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اِنَّ آمِنَةَ وَجَدَتِ الثِّقْلَ فِيْ حَمْلِهَا وَ فِيْ سَائِرِ الْاَحَادِيْثِ اَنَّهَا لَمْ تَجِدْ ثِقْلًا وَ الْجَمْعُ اَنَّ الثِّقْلَ بِهٖ فِيْ ابْتِدَاءِ عُلُوْقِهَا بِهٖ وَاِنَّ الْخِفَّةَ عِنْدَ اسْتِمْرَارِ الْحَمْلِ بِهَا فَيَكُوْنُ عَلَى الْحَالَيْنِ خَارِجًا عَنِ الْمُعْتَادِ الْمَعْرُوْفِ (واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ اتم)

ترجمہ} ابونعیم نے کہا: اس حدیث میں یہ ہے کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حمل کے وقت بوجھ محسوس کیا، مگر باقی تمام احادیث میں ہے کہ اُنھیں بالکل بوجھ محسوس نہ ہوتا تھا، ان دونوں باتوں میں تطبیق یوں ہوگی، کہ ثقل ابتداءِ حمل میں تھا اور حمل قائم ہو جانے

کے بعد بوجھ ختم ہوگیا، چناں چہ دونوں صورتوں میں عادتاً جو حالت ہوتی ہے، آپ ﷺ کا معاملہ اُس کے برعکس تھا۔ (یعنی ابتداء میں بوجھ نہیں ہوتا اور انتہاء میں بڑھتا جاتا ہے، جبکہ یہاں ابتداء میں تھا اور بعد میں نہ رہا)

فصل نمبر ۲۲} میلادِ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 139

اَخْرَجَ الطَّبَرَانِیُّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَعْرَبُ الْعَرَبِ وُلِدْتُّ فِیْ قُرَیْشٍ وَ نَشَاْتُ فِیْ بَنِیْ سَعْدٍ فَاَنّٰی یَاْتِیْنِی اللَّحْنُ۔ (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم)

ترجمہ} طبرانی نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں سب سے بڑھ کر فصیح اللسان ہوں، قریش میں پیدا ہوا، اور بنی سعد میں پلا بڑا، پھر میرے کلام میں غلطی کیوں کر واقع ہوسکتی ہے۔

فصل نمبر ۲۳} میلادِ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ سیدنا ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 140

ولادت ووحی کے دن پیر کا روزہ رکھنے کی اجازت

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ فَقَالَ ذَاكَ یَوْمٌ وُّلِدْتُّ فِیْہِ وَ یَوْمٌ بُعِثْتُ اَوْ اُنْزِلَ عَلَیَّ فِیْہِ ۔رواہ مسلم

(تحقیق کتاب ریاض الصالحین، جزء ۲ صفحہ ۱۷)

ترجمہ} امام مسلم نے سیدنا ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے بارے پوچھا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ دن ہے جس میں مَیں پیدا ہوا اور اس میں مَیں مبعوث ہوا، یا (فرمایا:) مجھ پر پہلی وحی نازل ہوئی۔

حدیث شریف 141

وَ اَخْرَجَ اَیْضًا عَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ فَقَالَ فِیْهِ وُلِدْتُّ وَ فِیْهِ اُنْزِلَ عَلَیَّ۔

(واللّٰه سبحانه وتعالى اعلم وعلمه اتم)

ترجمہ} سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی ایک دوسری روایت امام مسلم نے بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے بارے پوچھا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی میں مَیں پیدا ہوا اور اسی میں مجھ پر وحی کا نزول ہوا۔

فصل نمبر ۲۴} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

حدیث شریف 142

اَخْرَجَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ بِسَنَدِهٖ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ اَخْبِرْنِیْ عَنْ اَوَّلِ شَیْءٍ خَلَقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی قَبْلَ الْاَشْیَاءِ قَالَ یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّكَ مِنْ نُّوْرِهٖ فَجَعَلَ ذٰلِكَ النُّوْرُ یَدُوْرُ بِالْقُدْرَةِ حَیْثُ شَآءَ اللّٰهُ وَلَمْ یَكُنْ فِیْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَّ لَا قَلَمٌ وَّ لَا جَنَّةٌ وَّ لَا نَارٌ وَّ لَا مَلَكٌ وَّ لَا سَمَآءٌ وَّ لَا اَرْضٌ وَّ لَا شَمْسٌ وَّ لَا قَمَرٌ وَّ لَا جِنِّیٌّ وَّ لَا اِنْسِیٌّ فَلَمَّا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ یَّخْلُقَ الْخَلْقَ قَسَّمَ ذٰلِكَ النُّوْرَ اَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْجُزْءِ الْاَوَّلِ الْقَلَمَ وَ مِنَ الثَّانِی اللَّوْحَ وَمِنَ الثَّالِثِ الْعَرْشَ ثُمَّ قَسَّمَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ اَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْاَوَّلِ حَمَلَةَ الْعَرْشِ وَ مِنَ الثَّانِی الْكُرْسِیَّ وَ مِنَ الثَّالِثِ بَقِیَّةَ الْمَلٰٓئِكَةِ ثُمَّ قَسَّمَ الرَّابِعَ اَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْاَوَّلِ السَّمٰوٰتِ وَ مِنَ الثَّانِیْ الْاَرْضِیْنَ وَمِنَ الثَّالِثِ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ ثُمَّ قَسَّمَ الرَّابِعَ اَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ فَخَلَقَ

مِنَ الْاَوَّلِ نُوْرَ اَبْصَارِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ مِنَ الثَّانِيْ نُوْرَ قُلُوْبِهِمْ وَ هِيَ الْمَعْرِفَةُ بِاللهِ وَ مِنَ الثَّالِثِ نُوْرَ اَلْسِنَتِهِمْ وَ هُوَ التَّوْحِيْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ... الحدیث۔

ترجمہ} امام عبدالرزاق نے اپنی سند سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں! مجھے اُس پہلی شے کے بارے خبر دیجئے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے پیدا کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا، تو اُس نور نے قدرتِ الٰہی سے جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا دور کرنا شروع کر دیا، اور اُس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ جنت تھی نہ دوزخ، نہ کوئی فرشتہ، نہ آسمان، نہ زمین، نہ سورج، نہ چاند، نہ کوئی جن، نہ کوئی انسان، پھر جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ مخلوق پیدا کرے تو اس نے اس نور کے چار حصے کیے: پہلے سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش پیدا کیا، اور چوتھے حصے کے پھر چار حصے کی: اُن میں سے ایک حصے سے حاملین عرش پیدا کیے، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے باقی فرشتے، اور چوتھے کے پھر چار حصے کیے: پہلے سے سب آسمان، دوسرے سے زمینیں، تیسرے سے جنت و دوزخ بنائے، پھر چوتھے کے چار حصے کیے: پہلے سے مومنوں کی آنکھوں کا نور پیدا فرمایا، دوسرے سے اُن کے دِلوں کا نور جو کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے، اور تیسرے سے اُن کی زبانوں کا نور جو کہ توحید ہے یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ الحدیث۔

حدیث شریف 143

وَ اَخْرَجَ الدَّارِمِيُّ وَ الْبَيْهَقِيُّ وَ اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ

كَانَ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ خِصَالٌ لَمْ يَكُنْ فِيْ طَرِيْقٍ فَيَتْبَعُهُ اَحَدٌ اِلَّا عَرَفَ اَنَّهُ قَدْ سَلَكَهُ مِنْ طِيْبِ عَرَقِهٖ اَوْ عَرْفِهٖ وَلَمْ يَكُنْ يَمُرُّ بِحَجَرٍ وَّلَا شَجَرٍ اِلَّا سَجَدَ لَهُ. (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم)

ترجمہ} دارمی، بیہقی اور ابو نعیم نے سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بہت سی خاص باتیں تھیں، جن میں سے یہ بھی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس کوچے سے گزرتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے لوگ پہچان لیتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے تشریف لے گئے ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس پتھر اور درخت کے پاس سے گزرتے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرتا۔

فصل نمبر ۲۵} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ امام حسین رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 144

اَخْرَجَ الْخَطِيْبُ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الَّتِيْ وُلِدَ فِيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِبْرٌ كَانَ بِمَكَّةَ يُوْلَدُ اللَّيْلَةَ فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا النَّبِيُّ الَّذِيْ وُصِفَ بِاَنَّهُ يُعَظِّمُ مُوْسٰى وَهَارُوْنَ وَيَقْتُلُ اُمَّتَهُمَا فَاِنْ اَخْطَاَكُمْ فَبَشِّرُوْا اَهْلَ الطَّائِفِ اَوْ اَهْلَ اِيْلَةَ قَالَ فَوُلِدَ فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ فَخَرَجَ الْحِبْرُ حَتّٰى دَخَلَ الْحِجْرَ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّ مُوْسٰى حَقٌّ وَاَنَّ مُحَمَّدًا حَقٌّ ثُمَّ فُقِدَ الْحِبْرُ فَلَمْ يُقْدَرْ عَلَيْهِ. (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم)

ترجمہ} خطیب نے سیدنا حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: وہ رات جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے، اُس رات مکہ میں ایک یہودی عالم نے کہا: تمہارے اس شہر میں اس رات وہ نبی پیدا ہوں گے جن کا وصف یہ ہے کہ وہ موسیٰ وہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کریں گے اور ان کی اُمت کو قتل کریں

گے، اور اگر تمھارے شہر میں پیدا نہ ہوئے تو پھر اہل طائف یا اہل ایلہ کو خوش خبری دے دو،
راوی فرماتے ہیں: پھر اسی رات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے، تو وہ عالم حطیم کعبہ میں
آیا اور بولا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ
والسلام برحق ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برحق ہیں۔ پھر وہ عالم مفقود ہو گیا اور کسی کو اُس کے بارے
میں معلوم نہ ہو سکا۔

فصل نمبر ۲۶} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبانِ سیدنا حویصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 145

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبانِ یہود

اَخْرَجَ الْوَاقِدِیُّ وَ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ حُوَیِّصَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ كُنَّا وَیَهُوْدُ فِیْنَا كَانُوْا یَذْكُرُوْنَ نَبِیًّا یُّبْعَثُ بِمَكَّةَ اسْمُهٗ اَحْمَدُ وَلَمْ یَبْقَ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ غَیْرُهٗ وَهُوَ فِیْ كُتُبِنَا وَ مَا اُخِذَ عَلَیْنَا مِنْهُ صِفَةُ كَذَا وَ كَذَا حَتّٰی یَاْتُوْا عَلٰی نَعْتِهٖ قَالَ وَ اَنَا غُلَامٌ وَّمَا اَرٰی اَحْفَظُ وَمَا اَسْمَعُ اَعِیْ اِذْ سَمِعْتُ صِیَاحًا مِّنْ نَّاحِیَةِ بَنِیْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ فَاِذَا قَوْمِیْ فَزِعُوْا وَ خَافُوْا اَنْ یَّكُوْنَ اَمْرٌ حَدَثَ ثُمَّ خَفِیَ الصَّوْتُ ثُمَّ عَادَ فَصَاحَ فَفَهِمْنَا صِیَاحَهٗ یَا اَهْلَ یَثْرِبَ هٰذَا كَوْكَبُ الَّذِیْ وُلِدَ بِهٖ قَالَ فَجَعَلْنَا نَعْجَبُ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ اَقْعَا دَهْرًا طَوِیْلًا وَّ نَسِیْنَا ذٰلِكَ فَهَلَكَ قَوْمٌ وَّ حَدَثَ آخَرُوْنَ وَ صِرْتُ رَجُلًا كَبِیْرًا فَاِذَا مِثْلُ ذٰلِكَ الصِّیَاحِ بِعَیْنِهٖ یَا اَهْلَ یَثْرِبَ قَدْ خَرَجَ مُحَمَّدٌ وَّ تَنَبَّاَ وَجَآءَهُ النَّامُوْسُ الْاَكْبَرُ الَّذِیْ كَانَ یَاْتِیْ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ فَلَمْ یَنْشَبْ اَنْ سَمِعْتُ اَنَّ بِمَكَّةَ رَجُلًا خَرَجَ یَدَّعِی النُّبُوَّةَ وَخَرَجَ مَنْ خَرَجَ مِنْ قَوْمِنَا وَ تَاَخَّرَ مَنْ تَاَخَّرَ وَ اَسْلَمَ فِتْیَانٌ مِّنَّا اَحْدَاثٌ وَّ لَمْ یُقْضَ لِیْ اَنْ اُسْلِمَ حَتّٰی قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ ۔ (واللہ سبحانہ

وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم)

ترجمہ} واقدی اور ابونعیم نے حضرت حویصہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: یہود ہماری مجلس میں ذکر کیا کرتے تھے کہ ایک نبی مکہ میں مبعوث ہوگا، جس کا نامِ پاک احمد ہوگا۔ اور نبیوں میں ایک وہی (تشریف لانے والا) رہ گیا ہے، اور اُس کا حال جمیع اوصاف کے ساتھ ہماری کتابوں میں مرقوم ہے، راوی نے کہا: میں اس وقت لڑکا تھا، اور جو کچھ دیکھتا مجھے حفظ ہو جاتا، اور جو کچھ سنتا اُسے اچھی طرح سمجھ کر ذہن نشین کر لیتا، اچانک میں نے بنی عبد اشہل کی جانب سے ایک چیخ سُنی، میری قوم کے لوگ گھبرائے اور خوف زدہ ہو گئے کہ کوئی نیا معاملہ ظاہر ہو گیا ہے، پھر آواز پست ہو گئی، پھر دوبارہ آواز آئی، اب کہ وہ (چیخنے والا) چیخا تو ہمیں اُس کی پکار (کے الفاظ) سمجھ آئے کہ (وہ پکار رہا ہے:) اے یثرب کے رہنے والو! یہ ستارہ ہے جس کے ساتھ وہ نبی پیدا ہوں گے۔ راوی کہتے ہیں: ہمیں اس سے تعجب ہوا، پھر وہ ہاتھ آگے پھیلا کر گھٹنے کھڑے کر کے اپنی سرین پر دیر تک بیٹھا رہا، اور ہم اس بات کو بھول گئے، قوم کے بہت سارے لوگ فوت ہو گئے، اور دوسرے پیدا ہو گئے، اور میں بڑا ہو گیا، اچانک (ایک دن پھر) اسی طرح کی آواز آئی: اے اہل یثرب! محمد رسول اللہ کا ظہور ہو چکا ہے، اور انھوں نے دعویٔ نبوت کر دیا ہے، اور اُن کے پاس وہی بڑا فرشتہ آتا ہے جو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آتا تھا، (راوی کہتے ہیں:) تھوڑے ہی دِنوں بعد میں نے سنا کہ مکہ میں ایک مرد نے دعویٔ نبوت کیا ہے، اور ہماری قوم کے بعض لوگ نکلے، اور بعض منتظر رہے، اور ہمارے بہت سے نوجوان مشرف بہ اسلام ہو گئے، لیکن میری قسمت میں نہ تھا کہ (اسی وقت) اسلام لے آتا، حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے آئے (تب مجھے قبولیت اسلام کا شرف حاصل ہوا۔) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔

فصل نمبر ۲۷} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ سیدنا ابو طفیل صحابی رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 146

حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دس نام

ع جگہ جگہ نئے عنوان ہیں ثنا کے لیے

اَخْرَجَ اَبُوْ نُعَيْمٍ وَّ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ وَ الدَّيْلَمِيُّ فِيْ مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيْ عَشَرَةُ اَسْمَاءٍ عِنْدَ رَبِّيْ اَنَا مُحَمَّدٌ وَّ اَحْمَدُ وَ الْفَاتِحُ وَ الْخَاتِمُ وَ اَبُو الْقَاسِمِ وَ الْحَاشِرُ وَ الْعَاقِبُ وَ الْمَاحِيْ وَ يٰسٓ وَ طٰهٰ۔

ترجمہ} ابو نعیم، ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابو طفیل * رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے رب کے ہاں میرے دس نام ہیں: میں محمد، احمد، فاتح (فتح کرنے والا، کھولنے والا)، خاتم (انبیاء میں سب سے آخری نبی)، ابو القاسم، حاشر (جس کے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا)، عاقب (سب سے پیچھے آنے والا)، ماحی (کفر و باطل کو مٹانے والا)، یٰسٓ اور طٰہٰ ہوں۔

*ابو طفیل رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی ہیں۔ (امام مسلم وغیرہ نے یہ بات کہی ہے۔)

حدیث شریف 147

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ فِي الشَّمَائِلِ عَنْ سَعِيْدِ الْجُرَيْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الطُّفَيْلِ يَقُوْلُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَقِيَ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَحَدٌ رَاٰهُ غَيْرِيْ قُلْتُ صِفْهُ لِيْ قَالَ كَانَ اَبْيَضَ مَلِيْحًا مُّقْتَصِدًا ۔

(واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم)

ترجمہ} امام ترمذی نے "شمائل" میں حضرت سعید جریری رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے

کہ انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: میں (ابو طفیل رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے، اور اس وقت آپ کا دیدار پانے والوں میں سے میرے سوا روئے زمین پر کوئی باقی نہیں رہا، میں (سعید جریری) نے کہا: میرے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ شریف بیان کیجیے، فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابیض (بے داغ گوری رنگت والے)، ملیح (حسین ودلکش) اور مقتصد (مناسب قد وقامت والے) تھے۔

فصل نمبر ۲۸} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبانِ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حدیث شریف 148

آفاقہا گردیدہ ام، مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام، لیکن تو چیزے دیگری

اَخْرَجَ الْبَیْهَقِیُّ وَالطَّبَرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَابْنُ عَسَاکِرَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِیْ جِبْرِیْلُ قَلَّبْتُ الْاَرْضَ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا فَلَمْ اَجِدْ رَجُلًا اَفْضَلَ مِنْ مُّحَمَّدٍ وَلَمْ اَجِدْ بَنِیْ اَبٍ اَفْضَلَ مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ.

ترجمہ} بیہقی، طبرانی نے اوسط میں، اور ابن عساکر نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت بیان کی ہے کہ سیدہ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے کہا: میں نے تمام روئے زمین کو چھان ڈالا، میں نے کسی آدمی کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل نہ پایا، اور نہ ہی میں نے کسی باپ کی اولاد کو بنی ہاشم سے افضل پایا۔

حدیث شریف 149

اَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ وَّ ابْنُ عَسَاکِرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجْتُ مِنْ نِّکَاحٍ غَیْرِ سِفَاحٍ.

وَفِی اِنْسَانِ الْعُیُوْنِ رَوَی ابْنُ حِبَّانٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا عَنْ آمِنَةَ اُمِّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّھَا قَالَتْ اِنَّ لِابْنِیْ ھٰذَا شَانًا اِنِّیْ حَمَلْتُ بِہٖ فَلَمْ اَجِدْ حَمْلًا قَطُّ اَخَفَّ عَلَیَّ وَلَا اَعْظَمَ بَرَکَةً مِّنْہُ۔

ترجمہ} ابن سعد اور ابن عساکر نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت بیان کی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نکاح سے ظہور پذیر ہوا، نہ کہ زنا سے۔

اور انسان العیون میں ہے: ابن حبان نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اُمّ نبی سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: بے شک میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہے، میں اس سے حاملہ ہوئی تو میں نے اس سے بڑھ کسی کا حمل اِتنا ہلکا اور اِتنا عظیم البرکت نہیں پایا۔

حدیث شریف 150 میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ یہودی تاجر

وَاَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ وَّالْحَاکِمُ وَالْبَیْھَقِیُّ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ کَانَ یَھُوْدِیٌّ قَدْ سَکَنَ مَکَّةَ یَتَّجِرُ فِیْھَا فَلَمَّا کَانَتِ اللَّیْلَةُ الَّتِیْ وُلِدَ فِیْھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِی الْمَجْلِسِ مِنْ قُرَیْشٍ یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ ھَلْ وُلِدَ فِیْکُمُ اللَّیْلَةَ مَوْلُوْدٌ فَقَالَ الْقَوْمُ وَاللّٰہِ مَا نَعْلَمُہٗ قَالَ احْفَظُوْا مَا اَقُوْلُ لَکُمْ وُلِدَ ھٰذِہِ اللَّیْلَةَ نَبِیُّ ھٰذِہِ الْاُمَّةِ الْاٰخِیْرَةِ بَیْنَ کَتِفَیْہِ عَلَامَةٌ فِیْھَا شَعَرَاتٌ مُّتَوَاتِرَاتٌ کَاَنَّھُنَّ عُرْفُ فَرَسٍ لَا یَرْضَعُ لَیْلَتَیْنِ وَذٰلِكَ اَنَّ عِفْرِیْتًا مِّنَ الْجِنِّ اَدْخَلَ اِصْبَعَہٗ فِیْ فَمِہٖ فَمَنَعَہُ الرِّضَاعَ فَتَصَدَّعَ الْقَوْمُ مِنْ مَجْلِسِھِمْ وَھُمْ یَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ قَوْلِہٖ فَلَمَّا صَارُوْا اِلٰی مَنَازِلِھِمْ اَخْبَرَ کُلُّ اِنْسَانٍ مِّنْھُمْ اَھْلَہٗ فَقَالُوْا قَدْ وُلِدَ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ غُلَامٌ سَمَّوْہُ مُحَمَّدًا فَالْتَقَی الْقَوْمُ حَتّٰی جَآءَ الْیَھُوْدِیَّ فَاَخْبَرَ الْخَبَرَ قَالَ فَاذْھَبُوْا مَعِیْ حَتّٰی اَنْظُرَ اِلَیْہِ فَخَرَجُوْا بِہٖ حَتّٰی

اَدْخَلُوْهُ عَلٰی آمِنَۃَ فَقَالَ اَخْرِجِیْ اِلَیْنَا ابْنَکَ فَاَخْرَجَتْہُ وَ کَشَفُوْا لَہٗ عَنْ ظَھْرِہٖ فَرَاٰی تِلْکَ الْعَلَامَۃَ فَوَقَعَ الْیَھُوْدِیُّ مُغْشِیًّا عَلَیْہِ فَلَمَّا اَفَاقَ قَالُوْا وَمَا لَکَ قَالَ وَ اللّٰہِ ذَھَبَتِ النُّبُوَّۃُ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَفَرِحْتُمْ یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ! مَا وَ اللّٰہِ لَیَسْطُوَنَّ بِکُمْ سَطْوَۃً یَّخْرُجُ خَبَرُھَا مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَی الْمَغْرِبِ۔

تخریج وتحقیق: ☆ دلائل النبوۃ، باب تزوج عبداللہ بن عبدالمطلب ابی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ☆ مستدرک حاکم......

ترجمہ} ابن سعد، حاکم، بیہقی اور ابونعیم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت بیان کی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک یہودی مکہ میں رہتا اور وہاں تجارت کرتا تھا، جب وہ رات آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی، تو اس نے قریش کی ایک مجلس میں کہا: اے گروہِ قریش! کیا تم میں کوئی بچہ اس رات پیدا ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہمیں نہیں معلوم۔ اس نے کہا: میں تم سے جو کہتا ہوں اُسے ذہن نشین کرلو، اس رات اس آخری امت کا نبی پیدا ہو چکا ہے، اُن کے کندھوں کے درمیان ایک نشانی ہے، جس میں متواتر بال ہیں، گویا کہ وہ گھوڑے کی گردن کے بال ہوں، وہ دو دن دودھ نہیں پئے گا، اس لیے کہ ایک سرکش جن اپنی انگلی اُس کے منہ میں داخل کر کے اسے دودھ پینے سے روکے ہوئے ہے۔ وہ لوگ اپنی اپنی جگہوں سے پریشان ہو کر اُٹھے اور منتشر ہو گئے، اور وہ اُس یہودی کی باتیں پر حیران تھے، جب وہ اپنے گھروں میں پہنچے تو ہر ایک نے اپنے گھر والوں کو (یہودی سے سُنی بات کی) خبر دی، تو اُنھوں نے بتایا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے، جس کا نام اُنھوں نے محمد رکھا ہے، چناں چہ لوگ اکٹھے ہو کر یہودی کے پاس پہنچے اور اُسے خبر کی، وہ کہنے لگا: چلو میرے ساتھ، میں خود اُسے دیکھوں۔ تو وہ اُس کے ساتھ نکلے اور اُسے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے آئے، اُس نے سیدہ سے کہا:

اپنے بچے کو ذرا ہمارے پاس لایئے، سیدہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے آئیں، لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمر سے کپڑا ہٹایا، تو وہ نشانی (مُہرِ نبوت) دیکھتے ہی یہودی غش کھا کر گر گیا، جب اسے ہوش آیا تو لوگوں نے کہا: تجھے کیا ہوا؟ وہ بولا: اللہ کی قسم! بنی اسرائیل سے سلسلۂ نبوت ختم ہوگیا، اے گروہِ قریش! کیا تم خوش ہو، تمہیں خوش ہونا چاہئے! تمہاری کوئی بھی شان ہو اس کی خبر مشرق سے مغرب تک ظاہر ہوگی۔ یعنی نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکومت مشرق و مغرب میں ہوگی۔

حدیث شریف 151 نبی کریم اندھیرے اور روشنی میں ایک سا دیکھتے

وَ اَخْرَجَ ابْنُ عَدِيٍّ وَّ الْبَيْهَقِيُّ وَ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَ سَلَّمَ يَرٰى فِي الظَّلْمَاءِ كَمَا يَرٰى فِي الضَّوْءِ.

ترجمہ} ابن عدی، بیہقی اور ابن عساکر نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت بیان کی ہے کہ سیدہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندھیرے میں بھی اسی طرح دیکھتے تھے جیسے روشنی میں دیکھتے تھے۔

حدیث شریف 152

وَاَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَخِيْطُ فِي السَّحَرِ فَسَقَطَتْ مِنِّي الْإِبْرَةُ فَطَلَبْتُ فَلَمْ اَقْدِرْ عَلَيْهَا فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَيَّنَتِ الْإِبْرَةُ بِشُعَاعِ نُوْرِ وَجْهِهٖ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ يَا حُمَيْرَاءُ اَلْوَيْلُ ثُمَّ الْوَيْلُ ثَلَاثًا لِمَنْ حُرِمَ النَّظَرَ اِلٰى وَجْهِيْ. (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم)

ترجمہ} ابن عساکر نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: میں رات کے آخری حصہ میں کچھ سی رہی تھی کہ مجھ سے سوئی گر گئی، میں نے

بہت ڈھونڈا، نہ ملی، اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے، آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کے نور سے سوئی ظاہر ہوگئی، میں نے آپ ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے حمیراء! تباہی وخرابی ہے (یہ الفاظ تین بار کہے) اُس شخص کے لیے جو میرے چہرہ کی طرف دیکھنے سے محروم رہا۔

فصل نمبر ۲۹}

میلادِ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا

حدیث شریف 153

میلادِ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ اُمّ مصطفیٰ رضی اللہ عنہا

اَخْرَجَ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ (هِنْدِ بِنْتِ اَبِیْ اُمَیَّةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ) عَنْ آمِنَةَ (وَالِدَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ) قَالَتْ لَقَدْ رَءَیْتُ لَیْلَةَ وَضْعِهٖ نُوْرًا اَضَاءَتْ لَهٗ قُصُوْرُ الشَّامِ حَتّٰی رَاَیْتُهَا۔

ترجمہ} ابونعیم نے حضرت عطا بن یسار رضی اللہ عنہ کے واسطے سے از اُمِّ سلمہ (ہند بنت ابوامیہ اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا) از سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا (اُمِّ رسول اللہ ﷺ) روایت بیان کی ہے کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یقیناً میں نے آپ ﷺ کی پیدائش کی رات ایک نور دیکھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے حتیٰ کہ میں نے اُن کو دیکھا۔

حدیث شریف 154

وَاَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الصَّحْرَاءِ فَاِذَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَالْتَفَتَ فَلَمْ یَرَ اَحَدًا ثُمَّ الْتَفَتَ فَاِذَا ظَبْیَةٌ مُوْثَقَةٌ فَقَالَتْ اُدْنُ مِنِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَدَنٰی مِنْهَا فَقَالَ مَا حَاجَتُكِ فَقَالَتْ اِنَّ لِیْ خِشْفَیْنِ

فِيْ هٰذَا الْجَبَلِ فَخَلِّنِيْ اَذْهَبُ فَاُرْضِعُهُمَا ثُمَّ اَرْجِعُ اِلَيْكَ قَالَ اَوَ تَفْعَلِيْنَ قَالَتْ عَذَّبَنِيَ اللهُ عَذَابَ الْعَشَّارِ اِنْ لَّمْ اَفْعَلْ فَاَطْلَقَهَا فَذَهَبَتْ فَاَرْضَعَتْ خِشْفَيْهَا ثُمَّ رَجَعَتْ فَاَوْثَقَهَا فَانْتَبَهَ الْاَعْرَابِيُّ فَقَالَ اَلَكَ حَاجَةٌ يَّارَسُوْلَ اللهِ قَالَ نَعَمْ تُطْلِقُ هٰذِهٖ فَاَطْلَقَهَا فَخَرَجَتْ تَعْدُوْ وَهِيَ تَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ ۔

فِيْ اِسْنَادِهٖ اَغْلَبُ بْنُ تَمِيْمٍ ضَعِيْفٌ لٰكِنْ لِّلْحَدِيْثِ طُرُقٌ كَثِيْرَةٌ تَشْهَدُ بِاَنَّ لِلْقِصَّةِ اَصْلًا كَذَا اَفَادَهٗ مَوْلَانَا جَلَالُ الدِّيْنِ فِي الْخَصَائِصِ الْكُبْرٰى ۔ (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم)

ترجمہ} طبرانی نے کبیر میں اور ابونعیم نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت بیان کی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ صحراء میں تھے کہ اچانک کسی آواز دینے والے نے آواز دی: یارسول اللہ! آپ ﷺ نے توجہ کی تو کوئی شخص دِکھائی نہ دیا، پھر دوبارہ توجہ فرمائی تو دیکھا کہ ایک ہرنی بندھی ہوئی تھی، اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے قریب آیئے، آپ ﷺ اُس کے قریب ہوگئے اور پوچھا: تیری کیا حاجت ہے؟ اس نے کہا: میرے اس پہاڑ میں دو بچے ہیں، آپ مجھے کھول دیجئے، میں جا کر انھیں دودھ پلادوں، پھر میں آپ کے پاس لوٹ آؤں گی، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو ایسا کرے گی، اس نے کہا: اگر میں ایسا نہ کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے ٹیکس وصول کرنے والے ظالم کا عذاب دے، چناں چہ آپ ﷺ نے اسے کھول دیا، وہ گئی اور اس نے اپنے بچوں کو دودھ پلایا، پھر لوٹ آئی تو آپ نے اسے باندھ دیا، دیہاتی کو خبر ہوئی تو اس نے کہا: یارسول اللہ! آپ کا کیا ارشاد ہے، فرمایا: اسے آزاد کردے، اس نے اسی وقت اسے چھوڑ دیا، وہ دوڑتی ہوئی نکلی، اور کہہ رہی تھی: میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔

اس حدیث کی اس سند میں اغلب بن تمیم ضعیف راوی ہے، لیکن اس حدیث کی متعدد اسناد ہیں، جو اس بات پر شاہد ہیں کہ یہ قصہ بے بنیاد نہیں ہے، حضرت علامہ مولانا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص کبری میں یہ مفید بات ذکر کی ہے۔

تحقیق وتخریج: (المعجم الکبیر، طبرانی، باب ام سلمه هند بنت ابی امیة)

فصل نمبر ۳۰} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما

حدیث شریف 155 میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ نجاشی رضی اللہ عنہ

أَخْرَجَ الْخَرَائِطِيُّ مِنْ طُرُقِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدَّتِهِ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ كَانَ زَيْدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ وَ وَرَقَةُ بْنُ نَوْفَلٍ يَذْكُرَانِ أَنَّهُمَا أَتَيَا النَّجَاشِيَّ بَعْدَ رُجُوعِ أَبْرَهَةَ مِنْ مَكَّةَ قَالَا فَلَمَّا دَخَلْنَا عَلَيْهِ قَالَ اصْدِقَانِيْ أَيُّهَا الْقُرَشِيَّانِ هَلْ وُلِدَ فِيكُمْ مَوْلُودٌ أَرَادَ أَبُوهُ ذَبْحَهُ فَضُرِبَ عَلَيْهِ بِالْقِدَاحِ فَسَلِمَ وَنُحِرَتْ عَنْهُ جِمَالٌ كَثِيرَةٌ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَهَلْ لَكُمَا عِلْمٌ بِهِ مَا فَعَلَ قُلْنَا تَزَوَّجَ امْرَءَةً يُقَالُ لَهَا آمِنَةَ تَرَكَهَا حَامِلًا وَّخَرَجَ قَالَ فَهَلْ تَعْلَمَانِ وَلَدَتْ أَمْ لَا قَالَ وَرَقَةُ أُخْبِرُكَ أَيُّهَا الْمَلِكُ إِنِّي لَيْلَةً قَدْ بِتُّ عِنْدَ وَثَنٍ لَنَا إِذْ سَمِعْتُ مِنْ جَوْفِهِ هَاتِفًا يَقُولُ وُلِدَ النَّبِيُّ فَذَلَّتِ الْأَمْلَاكُ وَنَأَى الضَّلَالُ وَأَدْبَرَ الْإِشْرَاكُ

ثُمَّ انْتَكَسَ بِالصَّنَمِ عَلَى رَأْسِهِ فَقَالَ زَيْدٌ عِنْدِي كَخَبَرِهِ أَيُّهَا الْمَلِكُ إِنِّي فِي مِثْلِ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ لَخَرَجْتُ حَتّٰى أَتَيْتُ جَبَلَ أَبِي قُبَيْسٍ إِذْ رَأَيْتُ رَجُلًا يَّنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ لَهُ جَنَاحَانِ أَخْضَرَانِ فَوَقَفَ عَلٰى أَبِي قُبَيْسٍ ثُمَّ أَشْرَفَ عَلٰى مَكَّةَ فَقَالَ ذَلَّ الشَّيْطَانُ وَبَطَلَتِ الْأَوْثَانُ وَوُلِدَ الْأَمِيْنُ ثُمَّ نَشَرَ ثَوْبًا مَّعَهُ وَأَهْوٰى بِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَرَأَيْتُهُ قَدْ جَلَّلَ مَا

تَحْتَ السَّمَآءِ وَ سَطَعَ نُوْرٌ كَادَ يَخْطَفُ بَصَرِيْ وَ هَالَنِيْ مَا رَءَيْتُ وَ خَفَقَ الْهَاتِفُ بِجَنَاحَيْهِ حَتّٰى سَقَطَ عَلَى الْكَعْبَةِ فَسَطَعَ لَهٗ نُوْرٌ اَشْرَقَتْ لَهٗ تِهَامَةُ وَ قَالَ زَكَتِ الْاَرْضُ وَ اَدَّتْ رَبِيْعَهَا وَ اَوْمَا اِلَى الْاَصْنَامِ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَى الْكَعْبَةِ فَسَقَطَتْ كُلُّهَا قَالَ النَّجَاشِيُّ وَيْحَكُمَا اُخْبِرُكُمَا عَمَّا اَصَابَنِيْ اِنِّيْ نَائِمٌ فِي اللَّيْلَةِ الَّتِيْ ذَكَرْتُمَا فِيْ قُبَّتِيْ وَقْتَ خَلْوَتِيْ اِذْ خَرَجَ عَلَيَّ عُنُقٌ وَّ رَاْسٌ وَهُوَ يَقُوْلُ حَلَّ الْوَيْلُ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ رَمَتْهُمْ طَيْرٌ اَبَابِيْلَ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ اَهْلَكَ الْاَثْرَمُ الْمُعْتَدِي الْمُجْرِمُ وُلِدَ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ مَنْ اَجَابَهٗ سَعِدَ وَمَنْ اَبَاهُ عَنَدَ ثُمَّ دَخَلَ الْاَرْضَ فَغَابَ فَذَهَبْتُ اَصِيْحُ فَلَمْ اُطِلْقِ الْكَلَامَ وَرُمْتُ الْقِيَامَ فَلَمْ اُطِلْقِ الْقِيَامَ فَاَتَانِيْ اَهْلِيْ فَقُلْتُ اَحْجُبُوْا عَنِّي الْحَبَشَةَ فَحَجَبُوْهُمْ عَنِّيْ ثُمَّ اُطْلِقَ عَنْ لِّسَانِيْ وَرِجْلِيْ۔ (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم)

ترجمہ} خرائطی نے ہشام بن عروہ کی، اُن کے باپ کے واسطے سے، اُن کی دادی سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہم سے روایت بیان کی ہے کہ سیدہ نے فرمایا: زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل ذکر کیا کرتے تھے کہ وہ دونوں ابرہہ کے مکہ سے واپس ہونے کے بعد نجاشی کے پاس گئے، دونوں نے کہا: جب ہم اس کے پاس پہنچے، اُس نے کہا: میرے دوست اے دونوں قرشی حضرات! کیا تمھارے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے جس کے ابو نے اس کے ذبح کا ارادہ کیا تھا، پھر اُس پر قرعہ ڈالیا گیا تو وہ سلامت رہا اور اس کی طرف سے بہت سارے اونٹ ذبح کردیے گئے، ہم نے کہا: ہاں، اس نے کہا: کیا تمہیں اس کے بارے میں معلوم ہے کہ اس نے کیا کیا؟ (یعنی اب کیا حال ہے؟) ہم نے کہا: اس نے ایک عورت سے نکاح کرلیا جس کا نام آمنہ ہے اور اسے حاملہ چھوڑ کر (خود دُنیا سے چلا گیا ہے) اس نے کہا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس نے بچے کو جنم دیا یا نہیں؟ ورقہ نے کہا: اے بادشاہ!

میں تجھے خبر دیتا ہوں، میں نے ایک رات اپنے ایک بت کے پاس گزاری تو اچانک میں نے اس بت کے پیٹ سے کسی غیبی بولنے والے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا:

نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پیدا ہوئے، تو بادشاہ ذلیل ورسوا ہو گئے، گمراہی دور ہوگئی اور شرک پیٹھ پھر کر بھاگ گیا۔

پھر بت سر کے بل گر گیا (ورقہ کی بات سُن کر) زید نے کہا: میرے پاس بھی اے بادشاہ! اس طرح کی خبر ہے، بلاشک اسی رات میں کوہِ ابوقبیس پر آیا تو میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو آسمان سے اترا، اس کے سبز رنگ کے دو پر تھے، وہ ابوقبیس پہاڑ پر ٹھہر گیا، پھر مکہ کی طرف جھانکا اور بولا: شیطان ذلیل ہوا، بت باطل ہوئے اور امین پیدا ہو گئے، پھر اس نے ایک کپڑا بچھایا اور مشرق ومغرب کی طرف اِشارہ کیا، تو میں نے دیکھا کہ اُس نے آسمان کے نیچے ہر چیز کو ڈھانپ لیا، اور ایک ایسا نور پھیلا کہ میری آنکھیں چندھیانے لگیں اور اِس نظارے نے مجھ پر خوف طاری کر دیا، اُس آسمانی مخلوق نے اپنے دونوں پر پھڑ پھڑائے حتیٰ کہ خانہ کعبہ کی چھت پر گرا، پھر اور نور نکلا کہ جس سے تہامہ روشن ہو گیا اور زمین تر وتازہ ہوگئی، اور اُس نے کعبہ پر موجود بتوں کی طرف اشارہ کیا تو سب اوندھے ہو گئے۔

نجاشی نے کہا: تم دونوں کا بھلا ہو! میں تمھیں بتاتا ہوں کہ میرے ساتھ کیا ہوا، جس رات کا تم نے ذکر کیا اُس رات میں اپنے خیمے میں سویا ہوا تھا، میری تنہائی کا وقت تھا، اچانک ایک گردن اور سر نکلا جو کہہ رہا تھا: ہاتھی والوں پر عذاب نازل ہوا، اُنھیں جھنڈ کے جھنڈ پرندوں نے سنگریزوں کے ساتھ مارا۔ اثرم زیادتی کرنے والا مجرم ہلاک ہو گیا، نبی امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہو گئے ہیں، جس نے اُن کا کہا مانا، خوش بخت ٹھہرا، اور جس نے انکار کیا وہ بدبخت ہوا، پھر وہ (گردن اور سر) زمین میں داخل ہوا اور غائب ہو گیا، میں نے آواز دینا چاہی تو بول نہ کر سکا، کھڑا ہونا چاہا تو اُٹھ نہ سکا، پھر میرے پاس میرے گھر والے آئے تو میں نے کہا: دُور کرو مجھ سے حبشہ کو، پس اُنھوں نے دور کر دیا اُن کو مجھ سے، پھر میری زبان

کھل گئی اور میرے قدم بھی کھل گئے۔

تحقیق وتخریج: (خصائص کبری، جلال الدین سیوطی، فائدۃ فی بیان وفاۃ والدہ)

فصل نمبر ۳۱} میلادِ مصطفیٰ بزبانِ سیدہ فاطمہ ثقفیہ صحابیہ رضی اللہ عنہا

حدیث شریف 156

اَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ وَ الطَّبْرَانِيُّ وَ ابْنُ عَبْدِ الْبِرِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ عَنْ اُمِّهٖ اُمِّ عُثْمَانَ الثَّقَفِيَّةِ (الصَّحَابِيَّةِ) واسْمُهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ عَبْدِ اللهِ قَالَتْ لَمَّا حَضَرَتْ وِلَادَةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ رَءَيْتُ الْبَيْتَ (اَيِ الَّذِيْ وُلِدَ فِيْهِ) حِيْنَ وَقَعَ (اَيْ نَزَلَ مِنْ بَطْنِ اُمِّهٖ) قَدِ امْتَلَاَ نُوْرًا وَ رَءَيْتُ النُّجُوْمَ تَدْنُوْ (تَقْرُبُ مِنِّيْ) حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهَا سَتَقَعُ عَلَيَّ. (واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ وتم)

ترجمہ} بیہقی، طبرانی اور ابن عبد البر نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی اُن کی امی اُمِّ عثمان ثقفیہ (صحابیہ رضی اللہ عنہا، جن کا نام فاطمہ بنتِ عبداللہ ہے) سے روایت بیان کی ہے، کہ اُنھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا وقت قریب آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ گھر (جس میں آپ کی ولادت ہوئی)، جب آپ پیدا ہوئے (یعنی امی کے پیٹ سے برآمد ہوئے)، وہ گھر نور سے بھر گیا، اور میں نے ستاروں کو (اپنی طرف) اتنا قریب آتے دیکھا کہ میں گمان کرنے لگی، کہیں میری گود میں نہ آن پڑیں گے۔

تحقیق وتخریج: الروض الانف، باب ولادۃ رسول اللہ ☆ فتاوی شبکہ اسلامیہ، معجزات ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فصل نمبر ۳۲} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

حدیث شریف 157

اَخْرَجَ ابْنُ حِبَّانٍ فِيْ صَحِيْحِهٖ عَنْ حَلِيْمَةَ السَّعْدِيَّةِ مُرْضِعَةِ اَنَّ

آمِنَۃَ قَالَتْ لَهَا اِنَّ لِابْنِیْ هٰذَا شَانًا اِنِّیْ حَمَلْتُ حَمْلًا فَلَمْ اَحْمِلْ حَمْلًا قَطُّ كَانَ اَخَفَّ عَلَیَّ وَلَا اَعْظَمَ بَرَكَةً مِّنْهُ ثُمَّ رَئَیْتُ نُوْرًا كَاَنَّهٗ شِهَابٌ خَرَجَ مِنِّیْ حِیْنَ وَضَعْتُهٗ اَضَاءَ تْ لَهٗ اَعْنَاقُ الْاِبِلِ بِبَصْرٰی مِنْ اَرْضِ الشَّامِ ثُمَّ وَضَعْتُهٗ فَمَا وَقَعَ كَمَا یَقَعُ الصِّبْیَانُ وَقَعَ وَاضِعًا یَدَهٗ (یَدَیْهِ) بِالْاَرْضِ رَافِعًا رَاْسَهٗ اِلَی السَّمَاءِ.

ترجمہ} ابن حبان نے اپنی صحیح میں دائی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی روایت بیان کی ہے کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اُن سے فرمایا: میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہے، اس کے حمل سے زیادہ ہلکا اور عظیم البرکت حمل میں نے کبھی کسی کا نہیں دیکھا، پھر میں نے ایک نور دیکھا، گویا وہ ایک چمکتا روشن ستارہ تھا جو اِس (عظیم بیٹے) کی ولادت کے وقت میرے جسم سے برآمد ہوا، اس کی روشنی سے سرزمین شام کے شہر بصری میں اونٹوں کی گردنیں روشن ہوگئیں، پھر جب میں نے اسے جنم دیا تو (میرا یہ ذی شان بیٹا) عام بچوں کی طرح زمین پر واقع نہ ہوا، بلکہ اس کی ولادت کا (نرالا) انداز یہ تھا کہ ہاتھ زمین پر رکھے ہوئے اور سرِ انور آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھا۔

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی سواری، اور کمزور اونٹنی کا دودھ

وَ فِیْ مَوْرِدِ الرَّوِیِّ فِیْ مَوْلِدِ النَّبَوِیِّ لِلْعَلَّامَةِ عَلِیِّ الْقَارِیْ عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْبَارِیْ قَالَتْ حَلِیْمَةُ فِیْمَا رَوَاهُ ابْنُ اِسْحَاقَ وَ ابْنُ رَاهْوَیْهِ وَ اَبُوْیَعْلٰی وَالطَّبَرَانِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ وَ اَبُوْ نُعَیْمٍ قَدِمْتُ مَكَّةَ فِی النِّسْوَةِ مِنْ بَنِیْ سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ نَّلْتَمِسُ الرِّضَاعَ فِیْ سَنَةٍ شَهْبَاءَ فَقَدِمْتُ عَلٰی اَتَانٍ لِّیْ وَمَعِیْ صَبِیٌّ لَّنَا وَشَارِفٌ لَّنَا اَیْ نَاقَةٌ مُّسِنَّةٌ هَرِمَةٌ وَاللهِ مَا تَبُضُّ بِقَطْرَةٍ وَّمَا كُنَّا نَنَامُ لَیْلَنَا ذٰلِكَ لَا یَجِدُ فِیْ ثَدْیَیَّ مَا یُغْنِیْهِ وَ لَا فِیْ شَارِفِنَا مَا یُغْذِیْهِ فَخَرَجْتُ عَلٰی اَتَانِیْ تِلْكَ فَقَدِمْنَا مَكَّةَ فَوَاللهِ مَا عَلِمْتُ مِنَّا امْرَءَةً اِلَّا وَقَدْ

عُرِضَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَتَأْبَاهُ إِذَا قِيْلَ لَهَا إِنَّهُ يَتِيْمٌ فَوَاللهِ مَا بَقِيَ مِنْ صَوَاحِبِي امْرَءَةٌ إِلَّا اَخَذَتْ رَضِيْعًا غَيْرِيْ فَلَمَّا لَمْ اَجِدْ غَيْرَهُ قُلْتُ لِزَوْجِيْ وَاللهِ إِنِّيْ لَاَ كْرَهُ اَنْ اَرْجِعَ مِنْ بَيْنِ صَوَاحِبِيْ وَلَيْسَ مَعِيْ رَضِيْعٌ لَاَنْطَلِقَنَّ إِلٰى ذٰلِكَ الْيَتِيْمِ فَلَاٰخُذَنَّهُ فَذَهَبْتُ فَإِذَا هُوَ مُدْرَجٌ فِيْ ثَوْبِ صُوْفٍ اَبْيَضَ مِنَ

اللَّبَنِ وَ يَفُوْحُ مِنْهُ الْمِسْكُ وَتَحْتَهُ حَرِيْرَةٌ خَضْرَاءُ رَا قِدٌ عَلٰى قِفَاهُ يَغِطُّ فَاَشْفَقْتُ اَنْ اُوْقِظَهُ مِنْ نَوْمِهٖ لِحُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ فَدَنَوْتُ مِنْهُ رُوَيْدًا فَوَضَعْتُ يَدِيْ عَلٰى صَدْرِهٖ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا وَّفَتَحَ عَيْنَيْهِ يَنْظُرُ إِلَيَّ فَخَرَجَ مِنْ عَيْنَيْهِ نُوْرٌ حَتّٰى دَخَلَ خِلَالَ السَّمَآءِ وَ اَنَا اَنْظُرُ فَقَبَّلْتُهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَ اَعْطَيْتُهُ ثَدْيِي الْاَيْمَنَ . فَاَقْبَلَ عَلَيْهِ بِمَا شَاءَ مِنْ لَّبَنٍ . فَحَوَّلْتُهُ إِلَى الْاَيْسَرِ فَاَبٰى وَكَانَتْ تِلْكَ حَالَهُ بَعْدُ (قَالَ اَهْلُ الْعِلْمِ اَ عْلَمَهُ اللهُ اَنَّ لَهُ شَرِيْكًا فَاَلْهَمَهُ الْعَدْلَ) . فَقَالَتْ فَرَوٰى وَ رَوٰى اَخُوْهُ ثُمَّ اَخَذْتُهُ فَمَا هُوَ إِلَّا اَنْ جِئْتُ بِهٖ رَحْلِيْ وَ قَامَ صَاحِبِيْ تَعْنِيْ زَوْجَهَا إِلٰى شَارِفِنَا تِلْكَ فَإِذَا إِنَّهَا لَحَافِلٌ (اَيْ مُمْتَلِأُ اللَّبَنِ فِي الضَّرْعِ) فَحَلَبَ مَاشَرِبَ وَ شَرِبْتُ حَتّٰى رَوِيْنَا وَ بِتْنَا بِخَيْرٍ لَيْلَةً فَقَالَ صَاحِبِيْ يَا حَلِيْمَةُ وَ اللهِ إِنِّيْ لَاَرَاكِ قَدْ اَخَذْتِ نَسَمَةً مُّبَارَكَةً اَلَمْ تَرٰى مَا بِتْنَا بِهِ اللَّيْلَةَ مِنَ الْخَيْرِ وَ الْبَرَكَةِ حِيْنَ اَخَذْنَاهُ فَلَمْ يَزَلِ اللهُ يَزِيْدُنَا خَيْرًا قَالَتْ حَلِيْمَةُ فَوَدَّعَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَ وَدَّعْتُ اَنَا اُمَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ثُمَّ رَكِبْتُ اَتَانِيْ وَ اَخَذْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بَيْنَ يَدَيَّ قَالَتْ فَنَظَرْتُ إِلَى الْاَتَانِ وَ قَدْ سَجَدَتْ نَحْوَ الْكَعْبَةِ ثَلٰثَ سَجَدَاتٍ وَرَفَعَتْ رَاْسَهَا إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ مَشَتْ حَتّٰى سَبَقَتْ دَوَابَّ النَّاسِ الَّذِيْنَ

كَانُوا مَعِیْ وَ صَارَ النَّاسُ یَتَعَجَّبُوْنَ مِنِّیْ وَ یَقُلْنَ لِیَ النِّسَاءُ وَ هُنَّ وَ رَائِیْ یَا بِنْتَ اَبِیْ ذُوَیْبٍ اَ هٰذِهٖ اَ تَانُكِ الَّتِیْ كُنْتِ عَلَیْهَا وَ اَنْتِ جَائِیَةٌ مَّعَنَا تَخْفِضُكِ طَوْرًا وَ تَرْفَعُكِ اُخْرٰی فَاَقُوْلُ بِاللّٰهِ اِنَّهَا هِیَ فَیَتَعَجَّبْنَ مِنْهَا وَ یَقُلْنَ اِنَّ لَهَا شَاْنًا عَظِیْمًا قَالَتْ فَكُنْتُ اَسْمَعُ اَتَانِیْ تَنْطِقُ وَ تَقُوْلُ اِنَّ بِیْ شَاْنًا ثُمَّ شَاْنًا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِیْ وَ رَدَّ لِیْ سِمَنِیْ بَعْدَ هُزْلِیْ وَیْحَكُنَّ یَا نِسَاءَ بَنِیْ سَعْدٍ اِنَّكُنَّ لَفِیْ غَفْلَةٍ وَ هَلْ تَدْرِیْنَ مَنْ عَلٰی ظَهْرِیْ خَیْرُ النَّبِیِّیْنَ، سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ، وَ اَفْضَلُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَحَبِیْبُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَتْ حَلِیْمَةُ (فِیْمَا ذَ كَرَهُ ابْنُ اِسْحٰقَ وَغَیْرُهٗ) ثُمَّ قَدِمْنَا مَنَازِلَ بَنِیْ سَعْدٍ وَ لَا اَعْلَمُ اَرْضًا مِّنْ اَرْضِ اللّٰهِ اَجْدَبَ مِنْهَا فَكَانَتْ غَنَمِیْ تَرُوْحُ عَلَیَّ حِیْنَ قَدِمْنَا بِهٖ شِبَاعًا لَّبَنًا فَنَحْلِبُ وَنَشْرَبُ وَ مَا یَحْلِبُ اِنْسَانٌ قَطْرَةَ لَبَنٍ لَا یَجِدُهَا فِیْ ضَرْعٍ حَتّٰی كَانَ الْحَاضِرُ مِنْ قَوْمِنَا یَقُوْلُوْنَ لِرُعَاتِهِمْ اِسْرَحُوْا حَیْثُ یَسْرَحُ غَنَمُ بِنْتِ اَبِیْ ذُوَیْبٍ فَتَرُوْحُ اَغْنَامُهُمْ جُوْعًا مَّا تَبُضُّ بِقَطْرَةِ لَبَنٍ وَ تَرُوْحُ اَغْنَامِیْ شِبَاعًا لَّبَنًا فَلِلّٰهِ دَرُّهَا مِنْ بَرَكَةٍ كَثُرَتْ بِهَا مَوَاشِیْ حَلِیْمَةَ وَنَمَتْ وَ ارْتَفَعَ قَدْرُهَا بِهٖ وَ سَمِنَتْ وَ لَمْ تَزَلْ حَلِیْمَةُ تَتَعَرَّفُ الْخَیْرَ وَ السَّعَادَةَ وَ تَفُوْزُ مِنْهُ بِالْحُسْنٰی وَ الزِّیَادَةِ

لَقَدْ بَلَغَتْ بِالْهَاشِمِیِّ حَلِیْمَةُ مَقَامًا عَلَا فِیْ ذَرْوَةِ الْعِزِّ وَ الْمَجْدِ
وَزَادَتْ مَوَاشِیْهَا وَ اَخْصَبَ رَیْعُهَا وَ قَدْ عَمَّ هٰذَا سَعْدُ كُلَّ بَنِیْ سَعْدٍ

وَفِیْ كِتَابِ التَّرْقِیْصِ لِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ بْنِ یَعْلَی الْاَزْدِیِّ اِنَّ مِنْ اَشْعُرِ حَلِیْمَةَ مِمَّا كَانَتْ تُرَقِّصُ بِهٖ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

یَا رَبِّ اِذْ اَعْطَیْتَهٗ فَاَبْقِهٖ وَ اَعْلَا لِیَ الْعُلَا وَ اَرْفَعْهٗ
وَادْحَضْ اَبَاطِیْلَ الْعِدٰی بِحَقِّهٖ وَزِدْتُّ اَنَا بِحَقِّهٖ بِحَقِّهٖ بِحَقِّهٖ

انتھی بحروفہ۔

ترجمہ} علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری کی کتاب "المورد الروی فی المولد النبوی،، میں ہے: ابن اسحاق، ابن راہویہ، ابو یعلی، طبرانی، بیہقی اور ابو نعیم کی روایت میں ہے: سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں بنی سعد بن بکر کی عورتوں کے ساتھ مکہ آئی، قحط کے سال میں دودھ پلانے کے لیے ہم بچوں کی تلاش میں تھیں، میں اپنی گدھی پر سوار ہو کر آئی تھی اور میرے ساتھ ایک بچہ اور ایک بوڑھی دُبلی پتلی اونٹنی تھی، اللہ کی قسم! وہ ایک قطرہ دودھ نہ دیتی تھی، اور اُس رات ہم سَو نہ پاتے تھے کہ جب بچہ نہ میرے پستان سے کافی دودھ پاتا تھا اور نہ ہماری اونٹنی (کے تھنوں) میں اُس کی غذا کے لیے کچھ ہوتا تھا، پس جب ہم مکہ آئے تو بخدا! میں نہیں جانتی کہ ہم میں سے کوئی بھی عورت ایسی ہو جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (دودھ پلانے کے لیے) پیش کیا گیا ہو اور اُس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یتیم ہونے کا سُن کر انکار نہ کر دیا ہو، بخدا! میری ساتھی عورتوں میں سے کوئی عورت باقی نہ رہی مگر اس نے دودھ پینے کے لئے بچہ لے لیا، سوائے میرے، پس جب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی کو نہ پایا تو میں نے اپنے خاوند سے کہا: بخدا! میں پسند نہیں کرتی کہ اپنی ساتھی عورتوں کے درمیان یوں واپس جاؤں کہ میرے پاس دودھ کے لیے بچہ نہ ہو، میں تو اس یتیم کے پاس جاؤں گی اور ضرور اس کو لے کر آؤں گی، پھر میں گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُون کے دودھ سے زیادہ سفید رنگ کے کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے، اور آپ سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیچے سبز رنگ کا ریشم تھا، آپ پشت کے بل لیٹے ہوئے آرام فرما رہے تھے، اور نیند میں آپ کے سانس کی آواز آ رہی تھی، میں نے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حسن و جمال دیکھا تو جگانے کو جی نہ چاہا، چناں چہ میں تھوڑی دیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب بیٹھی رہی، پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا، اور آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے نور نکلا

اور آسمان کی طرف گیا، جبکہ میں دیکھ رہی تھی، میں نے آپ ﷺ کو بوسہ دیا اور اپنا دایاں پستان پیش کیا، آپ ﷺ نے اس کی طرف توجہ فرمائی اور جتنا آپ نے چاہا دودھ پیا، پھر میں نے آپ ﷺ کو بائیں طرف کیا تو آپ ﷺ نے مزید پینے سے انکار کر دیا، اور آپ ﷺ کا اس کے بعد بھی یہی حال رہا (اہلِ علم کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس بات کا علم عطا فرما دیا تھا کہ آپ کا ایک دودھ شریک بھائی بھی ہے، چناں چہ آپ کو انصاف کرنا ہے)، سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آپ سیر ہوئے اور آپ کا بھائی بھی سیر ہو گیا، پھر میں نے آپ کو پکڑا اور اپنے کجاوہ کی طرف لے آئی، (گھر پہنچ کر یا پہلے دودھ دوہنے کے ارادہ سے) میرے خاوند اپنی اونٹنی کی طرف گئے، تو وہ دودھ سے بھری ہوئی تھی، (میرے خاوند نے) دودھ دوہا جو اُنھوں نے اور میں نے پیا حتیٰ کہ ہم سیر ہو گئے، اور ہم نے رات بڑے خیر سے گزاری، میرے شوہر کہنے لگے: اے حلیمہ! اللہ کی قسم! بڑی مبارک روح کو لیا ہے تُو نے، کیا تو نہیں دیکھتی جس خیر برکت کے ساتھ ہم نے رات گزاری ہے، جب سے ہم نے اسے لیا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں خیر میں زیادتی کیے جا رہا ہے، سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ان میں سے بعض نے بعض کو رُخصت کیا اور میں نبی کریم ﷺ کی امی سے رُخصت ہونے کی اجازت لی، پھر میں اپنی گدھی پر سوار ہوئی، اور میں نے محمد ﷺ کو اپنے آگے پکڑ لیا، فرماتی ہیں: میں نے گدھی کی طرف دیکھا، اُس نے کعبہ کی طرف تین سجدے کیے، اور اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا، پھر وہ چلی، حتیٰ کہ وہ ان لوگوں کے جانوروں سے آگے نکل گئی جو ہمارے ساتھ تھے، اور لوگ مجھ سے حیران ہونے لگے، اور عورتیں مجھے کہنے لگیں، جب کہ وہ میرے سے پیچھے رہ گئی تھیں، اے ابو ذویب کی بیٹی! کیا یہ تیری وہی سواری ہے جس پر تو آتے وقت ہمارے ساتھ آ رہی تھی، کبھی یہ گرتی تھی اور کبھی اٹھتی تھی، میں نے کہا: ہاں! اللہ کی قسم! بے شک یہ وہی سواری ہے، تو وہ اس سے تعجب کناں حیران ہو رہی تھیں، اور کہہ رہی تھیں: بے شک اس کی بڑی شان

ہے، سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے اپنی سواری کو بولتے سُنا، اور وہ کہہ رہی تھی: بے شک میری بڑی شان ہے، ہاں! ہاں! میری بڑی شان ہے، اللہ تعالیٰ نے مجھے گویا مرنے کے بعد اُٹھایا ہے، اور میرے دبلا ہونے کے بعد مجھے موٹا کر دیا ہے، اے بنی سعد کی عورتو! تم پر افسوس ہے، بے شک تم بے خبر ہو، اور کیا تمہیں معلوم ہے میری پشت پر تمام نبیوں سے بہتر ذات، مرسلین کے سردار، پہلوں پچھلوں سے افضل، رب العالمین کے حبیب سوار ہیں۔

ابن اسحٰق وغیرہ کی روایت میں ہے کہ سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: پھر ہم بنی سعد کے گھروں کی طرف آ گئے، اللہ کی زمیں سے کوئی جگہ اس زمین سے زیادہ خشک مجھے نہیں معلوم، پھر میری بکریاں رات کو اس وقت سے سیر ہو کر دودھ سے بھری ہوئی آتی تھیں جب سے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر آئے تھے، تو ہم دودھ دوہتے اور پیتے تھے، اور کوئی انسان (اپنی بکریوں کا) ایک قطرہ دودھ نہیں دوہتا تھا، کیوں کہ وہ تھنوں میں دودھ پاتا ہی نہ تھا، حتیٰ کہ ہماری قوم کے لوگ جو ہماری بکریوں کو دیکھتے وہ اپنے چرواہوں کو کہتے: اپنی بکریاں وہاں چراؤ جہاں بنتِ ابی ذویب کی بکریاں چرتی ہیں، پھر بھی اُن کی بکریاں رات کو بھوکی واپس آتی تھیں اور اُن میں ایک قطرہ دودھ نہ ہوتا تھا اور میری بکریاں دودھ سے بھری ہوئی آتی تھیں، ان بکریوں کی خوبی و برکت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ اس برکت سے حلیمہ کی بکریاں بڑھ گئیں اور موٹی تازی ہو گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے سیدہ حلیمہ کی قدر و منزلت بڑھ گئی، اور حلیمہ ہمیشہ خیر وسعادت کا اعتراف کرتی رہیں، اور بہتر و مزید خیر و برکت سے شاد کام ہوئیں۔

(رسولِ) ہاشمی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طفیل حلیمہ عزت و بزرگی میں بلند مقام پر پہنچ گئیں، اُن کے جانور بڑھ گئے، اور ان کی زمیں کی چراگاہیں خوب سرسبز ہو گئیں، اور یہ خیر و برکت محدود نہ رہی بلکہ تمام بنی سعد تک عام ہو گئی۔

اور ابو عبداللہ محمد بن یعلی ازدی کی کتاب ''ترقیص،، میں ہے:

سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ان اشعار میں سے یہ شعر ہے جن کو پڑھ کر دہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لوری دیا کرتی تھیں

اے اللہ! جب تو نے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عطا کر دیے ہیں، تو انھیں باقی (یعنی میرے پاس ہی) رکھنا، اور مجھے (ان کے طفیل) بلند و بالا و اعلیٰ مقام عطا فرما!

مجھے بلندیاں اس نے دیں تو انھیں رفعتیں عطا کر!

اور ان کے وسیلہ جلیلہ سے دشمنوں کی بے ہودہ باتوں کو دفع دُور فرما!

اور مجھ (مؤلفِ کتاب محمد عبدالحق) کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل حضرت حلیمہ کی اِس دعا میں شامل فرما! اور مجھے ان کے حق کا صدقہ ان کے حق کی وجہ سے، ان کے طفیل زیادہ عطا کر۔

(ان کی بات پوری ہوئی۔)

حدیث شریف 158 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن میں پہلا کلام

وایضا فیہ وَ اَخْرَجَ الْبَیْھَقِیُّ وَ ابْنُ عَسَاکِرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ کَانَتْ حَلِیْمَۃُ تُحَدِّثُ اَنَّھَا اَوَّلُ مَا فَطَمْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ تَکَلَّمَ فَقَالَ اَللہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّ الْحَمْدُ لِلہِ کَثِیْرًا وَّ سُبْحَانَ اللہِ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا ۔ (واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہٗ اتم)

ترجمہ} نیز اسی کتاب میں ہے کہ بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا بیان کیا کرتی تھیں کہ سب سے پہلے دودھ چھوٹتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلام فرمایا:

اللہ بہت بڑا، کبریائی والا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے بہت حمد ہے، اور صبح و شام اللہ تعالیٰ کی پاکی (بیان کرنے کا حکم) ہے۔ (کما فی القرآن: وسبحوہ بکرۃ واصیلا)

باب نمبر{۵}

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبانِ تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

فصل نمبر ا} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبانِ سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ

ذَكَرَ الْاِمَامُ الْعَارِفُ الرَّبَّانِيُّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ حَمْزَةَ فِيْ كِتَابِهٖ "بَهْجَةُ النُّفُوْسِ"، وَ مِنْ قَبْلِهٖ اِبْنُ سَبُعٍ فِيْ "شِفَاءُ الصُّدُوْرِ"، وَ رَوَاهُ اَبُوْ سَعْدٍ فِيْ "شَرَفِ الْمُصْطَفٰى"، وَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِيْ "الْوَفَاءِ"، عَنْ كَعْبِ الْاَحْبَارِ التَّابِعِيِّ الْمُخَضْرَمِ اَدْرَكَ الْمُصْطَفٰى وَ مَا رَاٰهُ الْمُتَّفَقِ عَلٰى عِلْمِهٖ وَ تَوْثِيْقِهٖ قَالَ "لَمَّا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّخْلُقَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ اَمَرَ جِبْرِيْلَ اَنْ يَّاْتِيَهٗ بِالطِّيْنَةِ الَّتِيْ هِيَ قَلْبُ الْاَرْضِ وَبَهَاءُهَا (هُوَ الْحُسْنُ وَ نُوْرُهَا) قَالَ فَهَبَطَ جِبْرِيْلُ فِيْ مَلَآئِكَةِ الْفِرْدَوْسِ وَمَلَآئِكَةِ الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى فَقَبَضَ قَبْضَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْ مَوْضِعِ قَبْرِهِ الشَّرِيْفِ وَهِيَ بَيْضَاءُ نَيِّرَةٌ فَعُجِنَتْ بِمَاءِ تَسْنِيْمٍ (وَهُوَ اَرْفَعُ شَرَابِ الْجَنَّةِ) فِيْ مَعِيْنِ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ حَتّٰى صَارَتْ كَالدُّرَّةِ اللُّؤْلُؤَةِ الْعَظِيْمَةِ الْبَيْضَاءِ لَهَا شُعَاعٌ عَظِيْمٌ ثُمَّ طَافَتْ بِهَا الْمَلَآئِكَةُ حَوْلَ الْعَرْشِ وَ حَوْلَ الْكُرْسِيِّ وَ فِي السَّمٰوَاتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ وَ الْبِحَارِ فَعَرَفَتِ الْمَلَآئِكَةُ وَ جَمِيْعُ الْخَلْقِ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلَهٗ قَبْلَ اَنْ تَعْرِفَ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ".

(سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، الباب الاول فی تشریف للہ)

قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَآءِ وَ هٰذَا لَا يُقَالُ بِالرَّاْيِ۔ اِنْتَهٰى۔ يَعْنِيْ فَهُوَ اِمَّا عَنِ الْكُتُبِ الْقَدِيْمَةِ لِاَنَّهٗ حِبْرُهَا اَوْ عَنِ الْمُصْطَفٰى بِوَاسِطَةٍ فَهُوَ مُرْسَلٌ وَ تَضْعِيْفُ بَعْضِ الْمُتَاَخِّرِيْنَ جِدًّا لَهٗ بِاِحْتِمَالِ اَنَّهٗ مِنَ الْكُتُبِ الْقَدِيْمَةِ وَقَدْ بُدِّلَتْ، غَيْرُ مَسْمُوْعٍ فَاِنَّ التَّضْعِيْفَ اِنَّمَا هُوَ مِنْ جِهَةِ السَّنَدِ لِاَنَّهٗ مِرْقَاةٌ

كَمَا هُوَ مَعْلُوْمٌ عِنْدَ مَنْ لَهٗ اَدْنٰى اِلْمَامٍ بِالْفَنِّ وَلَيْسَ كُلُّ مَا يُنْقَلُ عَنِ الْكُتُبِ الْقَدِيْمَةِ مَرْدُوْدًا بِمِثْلِ هٰذَا الْاِحْتِمَالِ۔ اھ شرح المواھب للعلامة الزرقانی رحمة اللہ علیہ

امام عارف ربانی عبداللہ بن ابی حمزہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق

ترجمہ} امام عارف ربانی عبداللہ بن ابی حمزہ نے اپنی کتاب ''بھجة النفوس،، میں اوران سے پہلے ابن سبع نے ''شفاء الصدور،، میں اور ابوسعد نے ''شرف المصطفیٰ،، میں، ابن جوزی نے ''الوفاء،، میں، حضرت کعب احبار مخضرم تابعی (جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پایا مگر آپ ﷺ کی زیارت سے مشرف نہ ہوئے، تاہم اُن کے علم اور معتمد ہونے پر علماء کا اتفاق ہے، اُن) کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد ﷺ کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا، جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ مٹی لے کر آئیں جو زمین کا دل اور اس کی رونق (یعنی حسن ونور) ہے، فرماتے ہیں: جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام فردوس اور رفیقِ اعلیٰ کے فرشتوں سمیت اُترے، اُنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے آپ کی قبر انور کی جگہ سے ایک قبضہ مٹی لی، وہ مٹی سفید روشن چمکدار تھی، اُسے جنت کی نہروں کے سرچشمہ میں (جنت کی سب سے عمدہ شراب) تسنیم کے پانی سے گوندھا گیا، حتیٰ کہ وہ بہت بڑے سفید چمک دار موتی کی طرح ہوگئی، اس کی عظیم شعاعیں تھیں، پھر اسے لے کر فرشتوں نے عرش وکرسی کے گرد اور آسمانوں زمینوں، پہاڑوں اور دریاؤں میں پھرایا، تو فرشتوں اور تمام مخلوق نے ہمارے آقا محمد ﷺ کی فضیلت کو اس سے پہلے پہچان لیا کہ وہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہچانتے۔

☆علما فرماتے ہیں کہ ایسی بات محض اپنی رائے سے نہیں کہی جاسکتی۔ انتھی

اُن کی مراد یہ ہے کہ یہ حدیث یا تو حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہما نے پہلی کتابوں سے لی ہے، کیوں کہ آپ پہلی کتابوں کے عالم تھے، یا مصطفیٰ ﷺ سے کسی کے واسطہ سے،

دوسری صورت میں (اپنے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان واسطہ (راوی) کا ذکر نہ کرنے کی وجہ سے) یہ حدیث مرسل ہے (جو ہمارے نزدیک حجت ہے، جبکہ فضائل کے باب میں تو حدیثِ ضعیف بھی مقبول ہے۔)

اور بعض متاخر علماء کا اسے شدید ضعیف قرار دینا، اس اِحتمال کی بنا پر کہ یہ سابقہ کتب سے لی گئی ہوگی اور اُن میں تحریف ہو چکی ہے، نا قابل قبول ہے، کیونکہ حدیث کو ضعیف قرار دینا اُس کی سند کے لحاظ سے ہوتا ہے، کیونکہ سند ہی حدیث کی سیڑھی ہے، اور یہ بات ہر وہ شخص جانتا ہے جسے فنِ اصولِ حدیث کی ذرا بھی فہم حاصل ہے، اور ہر وہ بات جو کتبِ سابقہ سے منقول ہو، اس طرح کے اِحتمال سے ردّ نہیں کی جا سکتی۔

وَاَیْضًا فِیْهِ وَفِیْ رِوَایَةِ کَعْبِ الْاَحْبَارِ اَنَّهٗ نُوْدِیَ تِلْكَ اللَّیْلَةَ الَّتِیْ حُمِلَ فِیْهَا الْمُصْطَفٰی فِی السَّمَآءِ صِفَاحِهَا (اَیْ جَوَانِبِهَا) وَالْاَرْضِ وَبِقَاعِهَا اَنَّ النُّوْرَ الْمَكْنُوْنَ الَّذِیْ مِنْهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (اَیْ یُصَوَّرُ مِنْهُ جَسَدُهٗ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) اِنْتَقَلَ فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ فَیَا طُوْبٰی لَهَا یَا طُوْبٰی لَهَا وَاَصْبَحَتْ یَوْمَئِذٍ اَصْنَامُ الدُّنْیَا مَنْكُوْسَةً وَّكَانَتْ قُرَیْشٌ فِیْ جَدْبٍ شَدِیْدٍ وَضِیْقٍ عَظِیْمٍ فَاَخْضَرَتِ الْاَرْضُ وَحَمَلَتِ الْاَشْجَارُ وَاَتَاهُمُ الرِّفْدُ الْخَیْرُ الْكَبِیْرُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ فَسُمِّیَتْ تِلْكَ السَّنَةُ الَّتِیْ حُمِلَ فِیْهَا بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَنَةَ الْفَتْحِ وَسَنَةَ الْاِبْتِهَاجِ (اَیِ السُّرُوْرِ)۔

ترجمہ} اسی کتاب میں حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بھی مذکور ہے کہ اُس رات جس میں مصطفیٰ ﷺ شکمِ مادر تشریف لائے، آسمانوں کے اطراف و جوانب اور زمین کے کونے کونے میں یہ ندا سنائی دی کہ وہ نورِ مکنون جس سے رسول اللہ ﷺ (کا جسم اطہر بنایا گیا)، وہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کے بطنِ اطہر میں منتقل ہو گیا ہے، مبارک

ہو! مبارک ہو!۔اس دن دنیا کے بت اوندھے منہ گر پڑے، قریش بہت سخت قحط اور بڑی تنگی میں تھے، (آپ ﷺ کے حمل کی برکت سے) زمین سرسبز ہوگئی اور درخت بار آور ہوگئے، اوران کے پاس ہر طرف سے بہت زیادہ خیر آئی، چناں چہ وہ سال، فتح وسرور کا سال کہلایا۔

وَ فِیْ اَنْسَانِ الْعُیُوْنِ عَنْ کَعْبِ الْاَحْبَارِ "فِی التَّوْرَاۃِ اَنَّ اللہَ تَعَالٰی اَخْبَرَ لِمُوْسٰی خُرُوْجَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مِنْ بَطْنِ اُمِّہٖ وَ مُوْسٰی اَخْبَرَ قَوْمَہٗ اَنَّ الْکَوْکَبَ الْمَعْرُوْفَ عِنْدَکُمْ کَذَا اِذَا تَحَرَّکَ وَ سَارَ عَنْ مَوْضِعِہٖ فَھُوَ وَقْتُ خُرُوْجِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَیْ وَ صَارَ ذٰلِکَ مِمَّا یَتَوَارَثُہُ الْعُلَمَآءُ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ... اھ

ترجمہ} "انسان العیون" میں حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے مروی یہ بات مذکور ہے کہ تورات میں ہے: "اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی کریم محمد ﷺ کے اپنی والدہ ماجدہ کے شکم مبارک سے باہر تشریف لانے کی خبر دی، اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو خبر دی کہ فلاں ستارہ جو تمھارے ہاں معروف ومشہور ہے، جب حرکت کرے گا اور اپنی جگہ سے ہٹے گا، وہی وقت ہوگا محمد ﷺ کی پیدائش کا"۔ یعنی اس بات کی خبر علمائے بنی اسرائیل نسل در نسل ایک دوسرے کو دیتے چلے آئے ہیں۔

حدیث شریف 159

میلادِ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ یہودی عالم، اور سیدنا کعب رضی اللہ عنہما

وَاَخْرَجَ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُعَافِرِیِّ اَنَّ کَعْبَ الْاَحْبَارِ رَاٰی حِبْرَ الْیَھُوْدِ یَبْکِیْ فَقَالَ لَہٗ مَا یُبْکِیْکَ فَقَالَ ذَکَرْتُ بَعْضَ الْاَمْرِ قَالَ کَعْبٌ اُنْشِدُکَ بِاللہِ لَئِنْ اَخْبَرْتُکَ مَا یُبْکِیْکَ لَتُصَدِّقُنِیْ قَالَ نَعَمْ۔

(قَالَ كَعْبٌ) اُنْشِدُكَ بِاللهِ هَلْ تَجِدُ فِيْ كِتَابِ اللهِ الْمُنْزَلِ اَنَّ مُوْسٰى نَظَرَ فِي التَّوْرَاةِ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ اَجِدُ اُمَّةً فِي التَّوْرَاةِ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتَابِ الْاَوَّلِ وَ الْكِتَابِ الْآخِرِ وَيُقَاتِلُوْنَ اَهْلَ الضَّلَالَةِ حَتّٰى يُقَاتِلُوا الْاَعْوَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ مُوْسٰى رَبِّ اجْعَلْهُمْ اُمَّتِيْ قَالَ هُمْ اُمَّةُ اَحْمَدَ. قَالَ الْحِبْرُ نَعَمْ.

قَالَ كَعْبٌ اُنْشِدُكَ بِاللهِ هَلْ تَجِدُ فِيْ كِتَابِ اللهِ الْمُنْزَلِ اَنَّ مُوْسٰى نَظَرَ فِي التَّوْرَاةِ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ اَجِدُ اُمَّةً هُمُ الْحَمَّادُوْنَ رُعَاةُ الشَّمْسِ الْمُحْكِمُوْنَ اِذَا اَرَادُوْا اَمْرًا قَالُوْا نَفْعَلُهُ اِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالٰى فَاجْعَلْهُمْ اُمَّتِيْ قَالَ هُمْ اُمَّةُ اَحْمَدَ. قَالَ الْحِبْرُ نَعَمْ.

قَالَ كَعْبٌ اُنْشِدُكَ بِاللهِ هَلْ تَجِدُ فِيْ كِتَابِ اللهِ الْمُنْزَلِ اَنَّ مُوْسٰى نَظَرَ فِي التَّوْرَاةِ فَقَالَ يَارَبِّ اِنِّيْ اَجِدُ اُمَّةً اِذَا اَشْرَفَ اَحَدُهُمْ عَلٰى شَرَفٍ كَبَّرَ اللهَ فَاِذَا هَبَطَ وَادِيًا حَمِدَ اللهَ الصَّعِيْدُ لَهُمُ الطَّهُوْرُ وَالْاَرْضُ لَهُمْ مَّسْجِدٌ حَيْثُ مَا كَانُوْا يَتَطَهَّرُوْنَ مِنَ الْجَنَابَةِ طَهُوْرُهُمْ بِالصَّعِيْدِ كَطَهُوْرِهِمْ بِالْمَاءِ حَيْثُ لَا يَجِدُوْنَ الْمَاءَ غُرٌّ مُّحَجَّلُوْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ فَاجْعَلْهُمْ اُمَّتِيْ قَالَ هُمْ اُمَّةُ اَحْمَدَ. قَالَ الْحِبْرُ نَعَمْ.

قَالَ اُنْشِدُكَ بِاللهِ هَلْ تَجِدُ فِيْ كِتَابِ اللهِ الْمُنْزَلِ اَنَّ مُوْسٰى نَظَرَ فِي التَّوْرَاةِ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ اَجِدُ اُمَّةً مَّرْحُوْمَةً ضُعَفَاءَ يَرِثُوْنَ الْكِتَابَ وَ اصْطَفَيْتَهُمْ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَّمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ وَلَا اَجِدُ اَحَدًا مِّنْهُمْ اِلَّا مَرْحُوْمًا فَاجْعَلْهُمْ اُمَّتِيْ قَالَ هُمْ اُمَّةُ اَحْمَدَ. قَالَ الْحِبْرُ نَعَمْ.

قَالَ كَعْبٌ اُنْشِدُكَ بِاللّٰہِ ھَلْ تَجِدُ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ الْمُنْزَلِ اَنَّ مُوْسٰی نَظَرَ فِی التَّوْرَاۃِ فَقَالَ رَبِّ اِنِّیْ اَجِدُ فِی التَّوْرَاۃِ اُمَّۃً مَّصَاحِفُھُمْ فِیْ صُدُوْرِھِمْ یَلْبَسُوْنَ اَلْوَانَ ثِیَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ یَصُفُّوْنَ فِیْ صَلَاتِھِمْ کَصُفُوْفِ الْمَلَائِکَۃِ اَصْوَاتُھُمْ فِیْ مَسَاجِدِھِمْ کَدَوِیِّ النَّحْلِ لَایَدْخُلُ النَّارَ مِنْھُمْ اَحَدٌ اِلَّا مَنْ بَرِئَ مِنَ الْحَسَنَاتِ مِثْلَ مَابَرِئَ مِنَ الْحَجَرِ وَرَقُ الشَّجَرِ فَاجْعَلْھُمْ اُمَّتِیْ قَالَ ھُمْ اُمَّۃُ اَحْمَدَ۔ قَالَ الْحِبْرُ نَعَمْ۔

فَلَمَّا عَجِبَ مُوْسٰی مِنَ الْخَیْرِ الَّذِیْ اَعْطَاہُ اللّٰہُ مُحَمَّدًا وَ اُمَّتَہٗ قَالَ یَا لَیْتَنِیْ مِنْ اُمَّۃِ اَحْمَدَ فَاَوْحَی اللّٰہُ اِلَیْہِ ثَلَاثَ آیَاتٍ یُّرْضِیْہِ بِھِنَّ یَامُوْسٰی اِنِّیْ اصْطَفَیْتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسَالَاتِیْ وَبِکَلَامِیْ ...الآیۃ فَرَضِیَ مُوْسٰی کُلَّ الرِّضٰی۔

ترجمہ} ابو نعیم نے عبد الرحمن معافری کی روایت بیان کی ہے کہ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی عالم کو روتے تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تجھے کیا چیز رُلاتی ہے؟ اس نے کہا: مجھے کچھ یاد آ گیا ہے، کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں، اگر میں تجھے وہ بات بتلادوں جو تجھے رُلا رہی ہے، تو اِقرار کرے گا، اور سچ بولے گا؟ اس نے کہا: ہاں۔

کعب نے کہا: میں تجھے قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تو اس کتاب میں پاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تورات میں دیکھا تو عرض کی: اے میرے رب! بے شک میں تورات میں ایک امت کا ذکر پاتا ہوں، جسے لوگوں کے لیے نکالا جائے گا، وہ نیکی کا حکم دیں گے، برائی سے روکیں گے، اور پہلی کتابوں اور آخری کتاب پر ایمان رکھیں گے، اور گمراہی والوں سے جہاد کریں گے، حتیٰ کہ کانے دجال سے لڑیں گے، موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: اے میرے رب! انہیں میری امت بنادے! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد کی امت ہیں۔ (حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی اِن

باتوں کی تصدیق کرتے ہوئے) یہودی عالم نے کہا: ہاں!

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا تو اللہ کی اتاری ہوئی کتاب میں پاتا ہے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تورات میں دیکھا تو عرض کی: اے میرے رب! بے شک میں ایک امت کا ذکر پاتا ہوں جو بہت حمد کرنے والے، سورج کی رعایت کرنے والے، پختہ عزم لوگ ہوں گے، جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ کریں گے تو ان شاء اللہ کہیں گے، اُنھیں میری امت بنا دے! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ تو امتِ احمد ہیں۔ یہودی عالم نے کہا: ہاں! (بات اسی طرح ہے)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب میں پاتا ہے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تورات میں دیکھا تو عرض کی: یا رب! میں ایک امت کا ذکر پاتا ہوں کہ اُن میں سے جب کوئی بلندی پر چڑھے گا، اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرے گا، اور جب کسی وادی میں اترے گا، اللہ تعالیٰ کی حمد کرے گا، پاکیزہ مٹی ان کو پاک کرنے والی ہوگی اور زمین ان کے لئے مسجد ہوگی، جہاں کہیں بھی وہ ہوں گے جنابت سے پاکی کریں گے، پاک مٹی کے ساتھ ان کی پاکی ایسے ہی ہوگی جیسے ان کی پاکی پانی کے ساتھ ہوگی جبکہ وہ پانی نہ پائیں گے، وضو کے اثر سے ان کے ہاتھ پاؤں اور منہ (بروزِ قیامت) روشن چمکتے ہوں گے، ان کو میری امت بنا دے! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت ہے۔ یہودی عالم نے کہا: ہاں! (تم سچے ہو)

کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب میں پاتا ہے، کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تورات میں دیکھا تو عرض کی: یا رب! میں ایک امت کا ذکر پاتا ہوں، جس پر رحم ہوگا، کمزور ہوں گے، کتاب کے وارث ہوں، اور تو نے ان کو چن لیا ہے، اُن میں کچھ اپنے پر ظلم کرنے والے، کچھ میانہ روی والے، اور کچھ بھلے کاموں میں آگے بڑھ جانے والے ہوں گے، میں ان میں سے ہر ایک

کو رحم کیا ہوا پاتا ہوں، تو ان کو میری امت بنا دے! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد کی اُمت ہیں۔ یہودی عالم نے کہا: ہاں! (تیری بات سچی ہے)

کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب میں پاتا ہے، کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تورات میں دیکھا تو عرض کی: یارب! میں ایک امت کا ذکر پاتا ہوں، جن کے مصحف ان کے سینوں میں ہوں گے، جنتیوں والے رنگ کے کپڑے پہنیں گے، وہ نماز میں صفیں اسی طرح باندھیں گے جیسے فرشتوں کی صفیں ہوتی ہیں، مسجدوں میں اُن کی آوازیں ایسے ہوں گی جیسے شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ ہو، (یعنی مسجدوں میں شور نہ کریں گے) ان میں سے کوئی ایک جہنم میں داخل نہیں ہوگا مگر وہی جو نیکیوں سے بالکل خالی ہوگا، جیسے درخت کے پتے پتھروں سے خالی ہوتے ہیں (کہ پتوں پر پتھر نہیں ٹھہرتا)، تو ان کو میری امت بنا دے! فرمایا: وہ تو امتِ احمد ہیں۔ یہودی عالم نے (تصدیقاً) کہا: ہاں!

جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس خبر سے تعجب ہوا جو اللہ تعالیٰ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے متعلق آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی، تو وہ کہنے لگے: کاش! میں امتِ احمد علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے ہوتا، اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف تین آیتیں نازل کیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کیا، (ارشاد ہوا:) اے موسیٰ! میں نے تجھے لوگوں پر اپنے پیغاموں اور کلام کے ساتھ چن لیا...... الی آخر الآیۃ، چناں چہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پورے طور پر راضی ہو گئے۔ (معلوم ہوا، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو راضی رکھنا چاہتا ہے)

حدیث شریف 160

وَ فِي الْمَصَابِيحِ عَنْ كَعْبٍ يَحْكِيْ عَنِ التَّوْرَاةِ قَالَ نَجِدُ مَكْتُوْبًا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ عَبْدِيَ الْمُخْتَارُ لَا فَظٌّ وَّلَا غَلِيْظٌ وَلَا سَخَّابٌ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِيْ بِالسَّيِّئَةِ سَيِّئَةً وَّ لٰكِنْ يَّعْفُوْ وَ يَغْفِرُ مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَهِجْرَتُهٗ

بِطَيْبَةَ وَ مُلْكُهٗ بِالشَّامِ... الحدیث (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم)۔

ترجمہ} ''مصابیح،، میں کعب رضی اللہ عنہ کی روایت مذکور ہے، آپ رضی اللہ عنہ تورات سے حکایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم لکھا ہوا پاتے ہیں: ''محمد رسول اللہ، میرا اختیار والا چُنا ہوا بندہ، نہ سخت طبیعت والا، نہ غصیلا، اور نہ ہی بازاروں میں بلند آوازی سے چلّا کر بولنے والا ہے، اور برائی کا بدلا برائی سے نہیں دیتا، بلکہ معاف کر دیتا ہے، اور بخش دیتا ہے، اُس کی جائے پیدائش مکہ ہے، اور ہجرت گاہ مدینہ طیبہ ہے، اور اُس کا ملک (حکومت) شام میں ہوگا۔

(تفسیر مظہری، سورۃ اعراف/ ۳۳) (تفسیر بغوی، سورۃ اعراف/ ۱۵۷)

فصل نمبر ۲} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 161

فِیْ اَنْسَانِ الْعُیُوْنِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عِنْدَ اِبْهَارِ النَّهَارِ اَیْ وَسَطِهٖ وَكَانَ ذٰلِكَ لِمَضِیِّ اثْنَیْ عَشَرَةَ لَیْلَةً مَّضَتْ مِنْ رَّبِیْعِ الْاَوَّلِ۔ (واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم)

ترجمہ{ "انسان العیون" میں سعید بن مسیب h کی روایت مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت دن کے درمیان میں ہوئی اور ربیع الاول کی بارہویں رات گزر چکی تھی۔

(المستدرک علی الصحیحین، باب ذکر نبی اللہ وروحہ عیسی بن مریم)

فصل نمبر ۳} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ سیدنا امام ابوجعفر محمد رضی اللہ عنہ اور بزبانِ سیدنا امام علی بن حسین رضی اللہ عنہ

{حدیث شریف 162

فِی الْمَوَاهِبِ اللَّدُنِّیَّةِ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ مُّحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْهِ اَیْ عَلِیِّ بْنِ

الْحُسَيْنِ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ فِیْ تَفْسِیْرِ قَوْلِهٖ تَعَالٰی لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ (او اَنْفَسِكُمْ) قَالَ لَمْ تُصِبْهُ شَیْءٌ مِّنْ وِّلَادَةِ الْجَاهِلِیَّةِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجْتُ مِنْ نِّكَاحٍ غَیْرِ سِفَاحٍ اه۔ (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم)

ترجمہ} مواہب لدنیہ میں ہے: ابوجعفر محمد اپنے والد یعنی علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد {لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَ نْفُسِكُمْ} کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں، اُنھوں (علی بن حسین رضی اللہ عنہما) نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جاہلیت کی ولادت سے کوئی چیز نہیں پہنچی، اور آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں، زنا سے نہیں۔

فصل نمبر ۴} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ امام ابوجعفر صادق رضی اللہ عنہ

فِی الْمَوَاهِبِ اللَّدُنِّیَّةِ رَوَیْنَا فِیْ جُزْءٍ مِّنْ اَمَالِیْ اَبِیْ سَهْلِ الْقَطَّانِ عَنْ سَهْلِ بْنِ صَالِحِ الْهَمْدَانِیِّ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبِ الْمُلَقَّبِ بِالْبَاقِرِ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ كَیْفَ صَارَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَقَدَّمُ الْاَنْبِیَاءَ وَهُوَ آخِرُ مَنْ بُعِثَ قَالَ اِنَّ اللهَ تَعَالٰی لَمَّا اَخَذَ الْمِیْثَاقَ عَالَمَ الذُّرِّ مِنْ بَنِیْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّاتِهِمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی كَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلَ مَنْ قَالَ بَلٰی اَنْتَ رَبُّنَا وَلِذٰلِكَ صَارَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَقَدَّمُ الْاَنْبِیَاءَ وَهُوَ آخِرُ مَنْ بُعِثَ اه۔ بزیادۃ من شرحہا للعلامۃ الزرقانی۔

ترجمہ} مواہب لدنیہ میں ہے: ابوسہل قطان کی امالی کے ایک جزء میں سہل بن صالح ہمدانی کی روایت مذکور ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن

ابی طالب رضی اللہ عنہ، جن کا لقب باقر ہے، سے پوچھا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے سبقت کیسے لے گئے، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخر میں مبعوث ہوئے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدم سے عالم ذرّ (روزِ ازل) عہد لیا اور اُنھیں اُن کی جانوں پر گواہ بنایا، (فرمایا:) کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا: کیوں نہیں! یعنی تو ہی ہمارا رب ہے، تب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے جواب دیا تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی: کیوں نہیں! تو ہی ہمارا رب ہے، یہی وجہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء پر مقدم ہوئے، حالاں کہ آپ تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام سے آخر میں مبعوث ہوئے ہیں۔

حدیث شریف 163 واقعۂ اصحابِ فیل اور ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

وَ اَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ وَّ ابْنُ اَبِی الدُّنْیَا وَابْنُ عَسَاکِرَ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ کَانَ قُدُوْمُ اَصْحَابِ الْفِیْلِ لِلنِّصْفِ مِنَ الْمُحَرَّمِ فَبَیْنَ الْفِیْلِ وَبَیْنَ مَوْلِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ خَمْسَةٌ وَّخَمْسُوْنَ لَیْلَةً.

ترجمہ} ابن سعد، ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت بیان کی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اصحابِ فیل (ابرہہ کے ہاتھیوں والے لشکر) کا آنا نصف محرم میں تھا، پس واقعۂ اصحابِ فیل اور ولادتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان پچپن (55) دن بنتے ہیں۔

حدیث شریف 164

وَ اَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ اُمِرَتْ آمِنَةُ وَهِیَ حَامِلَةٌ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ اَنْ تُسَمِّیَهٗ اَحْمَدَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ} ابن سعد نے ابوجعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا:
سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم دیا گیا تھا، جب آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاملہ تھیں،
کہ اِس فرزند کا نام احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھنا۔

حدیث شریف 165

وَاَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ وَّ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ فِی الْمُصَنَّفِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا خَرَجْتُ مِنْ نِّكَاحٍ وَّ لَمْ اَخْرُجْ مِنْ سِفَاحٍ اَیْ مِنْ لَّدُنْ آدَمَ وَلَمْ یُصِبْنِیْ مِنْ سِفَاحِ الْجَاهِلِیَّةِ شَیْئٌ وَّلَمْ اَخْرُجْ اِلَّا مِنْ طُهْرَةٍ۔ (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اتم وعلمہٗ اتم)

ترجمہ} ابن سعد، اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم کی روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں، زنا سے میری پیدائش نہیں ہے، آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک (میرے تمام آباء واُمہات کا ملاپ نکاح سے ہوا) اور مجھے جاہلیت کی بدکاری نے مَس تک نہیں کیا، اور میں پاکیزہ رِحموں سے ہی ہوتا ہوا (اپنے والدین تک منتقل ہوا ہوں)۔

فصل نمبر ۵}

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبانِ سیدنا عروہ رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 167

اَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ وَّابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ عُرْوَةَ وَغَیْرِهٖ قَالُوْا اِنَّ قُتَیْلَةَ بِنْتَ نَوْفَلٍ اُخْتَ وَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلٍ كَانَتْ تَنْظُرُ وَ تُعَایِفُ فَمَرَّ بِهَا عَبْدُ اللّٰهِ فَدَعَتْهُ تَسْتَبْضِعُ مِنْهَا وَلَزِمَتْ طَرْفَ ثَوْبِهٖ فَاَبٰی وَقَالَ حَتّٰی آتِیْكِ وَخَرَجَ سَرِیْعًا حَتّٰی دَخَلَ عَلٰی آمِنَةَ فَوَقَعَ عَلَیْهَا فَحَمَلَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ اِلَی الْمَرْاَةِ فَوَجَدَهَا مُنْتَظِرًا فَقَالَ لَهَا هَلْ لَّكِ فِی الَّذِیْ

عَرَضْتِ عَلَيَّ قَالَتْ لَا مَرَرْتَ وَفِي وَجْهِكَ سَاطِعٌ ثُمَّ رَجَعْتَ وَلَيْسَ فِيْكَ ذٰلِكَ النُّوْرُ وَ فِي لَفْظٍ مَرَرْتَ وَ بَيْنَ عَيْنَيْكَ غُرَّةٌ مِثْلَ غُرَّةِ الْفَرَسِ وَ رَجَعْتَ وَلَيْسَ هِيَ فِي وَجْهِكَ۔

ترجمہ} ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ (اور اُن کے علاوہ راویوں) کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے کہا: ورقہ بن نوفل کی بہن قتیلہ بنت نوفل (ایک ستارہ کے طلوع) کو دیکھ رہی تھی، اور (اس سے) فال لینا چاہتی تھی، کہ اس کے پاس سے عبداللہ گزرے، تو اس نے آپ کو اپنی ساتھ صحبت کرنے کی دعوت دی، اور آپ کے دامن سے چمٹ گئی، آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا: (تو ٹھہر) میں آتا ہوں، اور جلدی سے (وہاں سے) نکل گئے، یہاں تک کہ آپ سیدہ آمنہ کے پاس تشریف لائے اور صحبت فرمائی، تو سیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاملہ ہو گئیں، پھر آپ لوٹ کر اس عورت کے پاس آئے تو اسے انتظار میں پایا، آپ نے اُسے کہا: کیا تیری وہ حاجت جسے تو نے مجھ پر پیش کیا تھا (اب بھی ہے)؟ اس نے کہا: (اب) نہیں، (پہلے جب) آپ گزرے تو آپ کے چہرہ میں ایک نور چمک رہا تھا، پھر لوٹ کر آئے ہو تو آپ کے چہرہ میں وہ نور نہیں ہے۔ ایک حدیث میں لفظ یوں ہیں کہ تم گزرے تو تمھاری آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) چمک تھی جیسے گھوڑے کی پیشانی کی چمک ہوتی ہے، اور لوٹ کر آئے ہو تو اب تمھاری پیشانی پر وہ چمک نہیں ہے۔

(سیرۃ ابن اسحاق، باب تزویج عبداللہ بن عبدالمطلب)

(شیب الایمان، ابوبکر بیہقی، فصل فی شرف اصلہ وطہارۃ مولدہ)

حدیث شریف 168

وَاَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ وَّ ابْنُ عَسَاكِرَ مِنْ طَرِيْقِ الْكَلْبِيِّ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَلْمَرْءَةُ الَّتِيْ عَرَضَتْ عَلٰى عَبْدِ اللهِ مَا عَرَضَتْ هِيَ

اُخْتُ وَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلٍ۔

ترجمہ﴾ ابن سعد اور ابن عساکر نے بطریق کلبی از ابو صالح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ عورت جس نے حضرت عبد اللہ پر وہ پیش کیا جو اس نے پیش کیا، وہ عورت ورقہ بن نوفل کی بہن تھی۔

حدیث شریف 169

وَ اَخْرَجَ الْخَرَائِطِیُّ فِی الْهَوَاتِفِ وَ ابْنُ عَسَاکِرَ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ نَفَرًا مِّنْ قُرَیْشٍ مِّنْهُمْ وَرَقَةُ بْنُ نَوْفَلٍ وَّ زَیْدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ نُفَیْلٍ وَّ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ جَحْشٍ وَعُثْمَانُ بْنُ الْحُرَیْثِ کَانُوْا عِنْدَ صَنَمٍ یَّجْتَمِعُوْنَ اِلَیْهِ فَدَخَلُوْا یَوْمًا عَلَیْهِ فَرَءَوْهُ مَکْبُوْبًا عَلٰی وَجْهِهٖ فَاَنْکَرُوْا ذٰلِكَ فَاَخَذُوْهُ فَرَدُّوْهُ اِلٰی حَالِهٖ فَلَمْ یَلْبَثْ اَنِ انْقَلَبَ انْقِلَابًا عَنِیْفًا فَرَدُّوْهُ اِلٰی حَالِهٖ فَانْقَلَبَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْحُرَیْثِ اِنَّ هٰذَا لِاَمْرٍ حَدَثَ وَ ذٰلِكَ فِی اللَّیْلَةِ الَّتِیْ وُلِدَ فِیْهَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ ۔(واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم)

ترجمہ﴾ خرائطی نے "ہواتف" میں، اور ابن عساکر نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ قریش کا ایک گروہ جن میں ورقہ بن نوفل، زید بن عمرو بن نفیل، عبد اللہ بن جحش اور عثمان بن حریث شامل تھے، یہ سب ایک بت کے پاس اکٹھے ہوا کرتے تھے، ایک دن جب یہ اس کے پاس آئے، تو اسے اوندھے منہ گرا ہوا پایا، اُنھیں اس سے تعجب و وحشت ہوئی، اُنھوں نے مل کر اسے پکڑا اور اسے پہلے کی طرح کھڑا کر دیا، وہ اسی وقت پھر گر گیا، اُنھوں نے اسے کھڑا کیا، تو وہ تیسری بار پھر گر پڑا، عثمان بن حریث نے کہا: یہ کسی نو پید اُمر کی وجہ سے ہے، اور یہ واقعہ اسی رات میں ہوا جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے۔

(الخصائص الکبریٰ، جلال الدین سیوطی، فائدۃ فی بیان وفاتِ والدہ)

فصل نمبر ٦}

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 170

میلاد النبی کے وقت شیطان ہی رویا تھا

ذَكَرَ بَقِيُّ بْنُ مَخْلَدٍ صَاحِبُ السَّنَدِ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ وَ مِمَّا رَوَيْنَا عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّهٗ اَىْ اِبْلِيْسُ رَنَّ (اَىْ نَخَرَ) اَرْبَعَ رَنَّاتٍ حِيْنَ لُعِنَ وَحِيْنَ اُهْبِطَ وَ حِيْنَ وُلِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ فِيْ لَفْظٍ حِيْنَ بُعِثَ وَحِيْنَ اُنْزِلَتْ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ. كَذَا اَفَادَهٗ مَوْلَانَا عَلِيُّ الْقَارِيْ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْبَارِيْ فِيْ "مَوْرِدِ الرَّوِيِّ فِيْ مَوْلِدِ النَّبَوِيِّ". (واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہٗ اتم)

ترجمہ} صاحب السند بقی بن مخلد نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے: ہم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ ابلیس چار دفعہ رویا: {۱} جب اس پر لعنت کی گئی {۲} جب آسمان سے گرایا گیا {۳} جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے* (ایک روایت میں ہے: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے) {۴} اور جب سورۂ فاتحہ نازل ہوئی۔ اسی طرح مولانا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری نے اپنی کتاب مورد الروی فی مولد النبوی میں بیان کیا ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن، لابی عبداللہ القرطبی، تفسیر سورۂ فتحہ)

*مؤلفِ کتاب حاشیہ میں لکھتے ہیں: وَهُوَ الْمُرَادُ بِقَوْلِ بَعْضِهِمْ "يَوْمَ بُعِثَ" وَاِلٰى هٰذَا اَشَارَ صَاحِبُ الْاَصْلِ بِقَوْلِهٖ شعر

لِمَوْلِدِهٖ قَدْ رَنَّ اِبْلِيْسُ رَنَّةً   فَسُحْقًا لَهٗ مَا ذَا يُفِيْدُ رَنِيْنُهٗ

(شیطان کے رونے کی بعض روایات میں مذکور) "بعثت کے دن" سے مراد ولادت کا دن ہی ہے، صاحبِ "اصل" نے اپنے اِس شعر میں اسی طرف اشارہ کیا ہے:

اُن کی ولادت پر شیطان چیخ چیخ کر غمگین آواز میں رویا، وہ خبیث، خدا کی

رحمت سے اور دُور رہو! اسے اُس کی چیخ و پکار نے کیا فائدہ دیا!

فصل نمبر ۷} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بزبانِ سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 171

اَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا وَلَدَتْهُ اُمُّهُ وَضَعَتْهُ تَحْتَ بُرْمَةٍ فَانْفَلَقَتْ عَنْهُ قَالَتْ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ قَدْ شَقَّ بَصَرَهُ يَنْظُرُ اِلَى السَّمَآءِ۔

ترجمہ} ابن سعد نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی والدہ نے جنم دیا تو اُنھوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایک ہنڈیا کے نیچے رکھ دیا، وہ ہنڈیا پھٹ کر (دو ٹکڑے ہوگئی)، سیدہ فرماتی ہیں: میں نے دیکھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم آنکھیں کھول کر آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

(الخصائص الکبری، جلال الدین سیوطی، فائدۃ فی بیان وفاتِ والدہ (صلی اللہ علیہ وسلم))

(طبقات ابن سعد، محمد بصری) (طبقاتِ کبری جزء اول، صفحہ ۱۰۲)

حدیث شریف 172 شیطان کو جبریل نے ٹھڈا مارا

وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِي حَاتِمٍ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ لَمَّا وُلِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ نُوْرًا وَّ قَالَ اِبْلِيْسُ لَقَدْ وُلِدَ اللَّيْلَةَ يُفْسِدُ عَلَيْنَا اَمْرَنَا فَقَالَ لَهٗ جُنُوْدُهٗ فَلَوْ ذَهَبْتَ اِلَيْهِ فَخَلَبْتَهٗ فَلَمَّا دَنَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اللّٰهُ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَرَكَضَهٗ رَكْضَةً فَوَقَعَ بِعَدَنٍ (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم)

ترجمہ} ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پیدا ہوئے تو زمین نور سے روشن ہوگئی، اور ابلیس نے بول اُٹھا: آج رات وہ شخص پیدا ہوا ہے جو ہمارے کام کو فاسد کردے گا، اس کے لشکر

نے کہا: تو جا کر اُس کے مَس کر، جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا، اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا، اُنھوں نے اسے ایسا ٹھڈا مارا کہ وہ عدن میں جا گرا۔

فصل نمبر ۸} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ سیدنا خالد بن معدان رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 173

اَخْرَجَ الْحَاکِمُ وَصَحَّحَهٗ وَ الْبَیْهَقِیُّ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُمْ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنَا عَنْ نَّفْسِكَ فَقَالَ دَعْوَةُ اِبْرَاهِیْمَ وَبُشْرٰی عِیْسٰی وَرَاَتْ اُمِّیْ حِیْنَ حَمَلَتْ كَاَنَّهٗ خَرَجَ مِنْهَا نُوْرٌ اَضَاءَتْ لَهٗ بُصْرٰی مِنْ اَرْضِ الشَّامِ۔ (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم)

ترجمہ} حاکم نے بہ سندِ صحیح، اور بیہقی نے خالد بن معدان رضی اللہ عنہ کی اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم سے روایت بیان کی ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ہمیں اپنے متعلق خبر دیجئے! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (میں) ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارت (کا مصداق ہوں)، اور میری امی نے دیکھا، جب وہ حاملہ ہوئیں، کہ اُن کے جسم سے گویا ایک نور نکلا جس سے شام کی زمین میں بصری روشن ہو گیا۔

فصل نمبر ۹} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ سیدنا ابن شہاب الزہری رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 174

اَخْرَجَ الْبَیْهَقِیُّ وَ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ اَحْسَنَ رَجُلٍ رُءِیَ قَطُّ خَرَجَ یَوْمًا عَلٰی نِسَاءِ قُرَیْشٍ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنْهُنَّ اَیَّتُكُنَّ تَتَزَوَّجُ بِهٰذَا الْفَتٰی فَصَبَّتِ النُّوْرَ الَّذِیْ بَیْنَ عَیْنَیْهِ فَاِنِّیْ اَرٰی بَیْنَ عَیْنَیْهِ نُوْرًا فَتَزَوَّجَتْهُ اٰمِنَةُ فَحَمَلَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ} بیہقی اور ابو نعیم نے امام ابن شہاب زُہری رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ آپ

رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نہایت خوب صورت جوان تھے، حسنِ اتفاق سے ایک روز قریش کی عورتوں کے پاس سے گزرے، ایک عورت نے اُنھیں دیکھ کر اپنی سہیلیوں سے کہا: تم میں سے کون ہے جو اس جوان سے نکاح کرے؟ تاکہ اُس نور کو حاصل کر لے جو اس کی پیشانی میں ہے، کیوں کہ مجھے اُس کے آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) ایک نور دکھائی دیتا ہے، چناں چہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے اُن نکاح کرلیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاملہ ہوئیں (تو وہ نور سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اُن کی طرف منتقل ہو گیا)۔

حدیث شریف 175

وَاَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَتْ آمِنَةُ لَقَدْ عَلِقْتُ بِهٖ فَمَا وَجَدْتُّ لَهٗ مَشَقَّةً حَتّٰى وَضَعْتُهٗ۔ (واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ اتم)

ترجمہ} ابن سعد نے امام زُہری رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاملہ ہوئی تو میں نے کچھ مشقت محسوس نہ کی، حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو گئے۔

فصل نمبر ۱۰} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ سیدنا اسحاق بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 176

اَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلَابِيُّ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ اَنَّ اُمَّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا وَلَدْتُّهٗ خَرَجَ مِنْ فَرْجِيْ نُوْرٌ اَضَاءَ لَهٗ قُصُوْرُ الشَّامِ فَوَلَدْتُّهٗ نَظِيْفًا مَّا بِهٖ قَذَرٌ وَّقَعَ اِلَى الْاَرْضِ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى الْاَرْضِ بِيَدِهٖ۔ (واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ اتم)

ترجمہ} ابن سعد: ہمیں خبر دی عمرو بن عاصم کلابی نے، عمرو: ہمیں حدیث بیان کی ہمام بن یحییٰ نے از اسحاق بن عبداللہ، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے فرمایا: جب میں

نے آپ ﷺ کو جنم دیا، میرے جسم سے نور نکلا، جس کی بدولت شام کے محل روشن ہو گئے
، میں نے آپ ﷺ کو جنا تو آپ صاف ستھرے تھے، آپ کے جسم پر کوئی گندگی نہ تھی،
آپ زمین پر تشریف فرما ہوئے (اور ہم نے دیکھا) تو آپ ہاتھ زمین پر رکھے ہوئے
تھے۔

فصل نمبر ۱۱} میلادِ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ سیدنا عبید اللہ بن القبطیہ رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 177

اَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ اَخْبَرَنَا مُعَاذُ الْعَنْبَرِیُّ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْفٍ عَنِ ابْنِ الْقِبْطِیَّةِ فِیْ مَوْلِدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ قَالَتْ اُمُّهُ رَءَیْتُ کَاَنَّ شِهَابًا خَرَجَ مِنِّیْ اَضَاءَتْ لَهُ الْاَرْضُ۔ (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم)

ترجمہ} ابن سعد: ہمیں خبر دی معاذ عنبری نے، معاذ: ہم سے بیان کیا ابن عوف نے از ابن قبطیہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے میلاد شریف کے بارے میں روایت بیان کی ہے کہ آپ ﷺ کی امی جان نے فرمایا: (بوقتِ ولادتِ مصطفیٰ ﷺ) میں نے دیکھا کہ گویا مجھ سے چمکتا ہوا ایک ستارہ برآمد ہوا، جس سے زمین روشن ہو گئی۔

فصل نمبر ۱۲} میلادِ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ یزید بن رومان رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 178

سونے والو! خوش ہو جاؤ، محمد مکہ میں تشریف فرما ہو گئے

اَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ وَّ ابْنُ عَسَاکِرَ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ رُوْمَانَ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ خَرَجَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَیْدِ اللهِ فَدَخَلَا عَلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ فَاَسْلَمَا وَقَالَ عُثْمَانُ یَارَسُوْلَ اللهِ قَدِمْتُ حَدِیْثًا مِّنَ الشَّامِ فَلَمَّا کُنَّا بَیْنَ مُعَانَ وَ الزَّرْقَاءِ فَنَحْنُ کَالنِّیَامِ

اِذَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ یَا اَیُّھَا النِّیَامُ ھُبُّوْا فَاِنَّ اَحْمَدَ قَدْ خَرَجَ بِمَکَّۃَ فَقَدِمْنَا فَسَمِعْنَا بِکَ۔ (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم)

ترجمہ} ابن سعد اور ابن عساکر نے یزید بن رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے، اور دونوں نے اسلام قبول کرلیا، اور عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں ابھی ابھی شام سے آیا ہوں، (راستے میں) جب ہم معان اور زرقاء کے درمیان (ٹھہرے) تھے تو (سونے کے لیے لیٹے تھے اور) ہماری آنکھ لگنے ہی والی تھی کہ اچانک ایک منادی پکار کر کہنے لگا: اے سونے والو! اُٹھو! احمد (مجتبیٰ، نبیٔ آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ظہور ہو چکا ہے، چناں چہ ہم وہاں سے آگئے، (یہاں آئے) تو ہم نے آپ کے بارے میں سُنا (کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلانِ نبوت کردیا ہے۔)

فصل نمبر ۱۳} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبانِ ابوالعجفاء رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 179

اَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ مِّنْ طَرِیْقِ ثَوْرِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ اَبِی الْعَجْفَاءِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ رَءَتْ اُمِّیْ حِیْنَ وَضَعَتْنِیْ سَطَعَ مِنْھَا نُوْرٌ اَضَاءَتْ لَہٗ قُصُوْرُ بَصْرٰی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم)

ترجمہ} ابن سعد نے بطریق ثور بن یزید، حضرت ابو عجفاء رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امی (رضی اللہ عنہا) نے میری ولادت کے وقت دیکھا کہ اُن سے ایک نور چمکا جس کی وجہ سے بصری کے محلات روشن ہو گئے۔

فصل نمبر ۱۴} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبانِ حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 180

اَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ حَسَّانِ بْنِ عَطِیَّۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ

سَلَّمَ لَمَّا وُلِدَ وَقَعَ عَلٰی کَفَّیْهِ وَرُکْبَتَیْهِ شَاخِصًا بَصَرَهٗ اِلَی السَّمَاءِ. (والله سبحانه وتعالی اعلم وعلمهٗ اتم)

ترجمہ} ابن سعد نے حضرت حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب پیدا ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل تشریف لائے اور آنکھیں آسمان کی طرف اُٹھائی ہوئی تھیں۔

فصل نمبر ۱۵} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 181 ایک سانپ، چار عورتیں، اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

اَخْرَجَ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ النَّخْعِیِّ قَالَ خَرَجَ نَفَرٌ مِّنْ اَصْحَابِ عَبْدِاللّٰهِ یُرِیْدُوْنَ الْحَجَّ اِذَا کَانُوْا بِبَعْضِ الطَّرِیْقِ اِذَا هُمْ بِحَیَّةٍ تُثْنِیْ عَلَی الطَّرِیْقِ اَبْیَضَ یَنْفَحُ مِنْهُ رِیْحُ الْمِسْكِ فَقُلْتُ لِاَصْحَابِیْ اِمْضُوْا فَلَسْتُ بِبَارِحٍ حَتّٰی اَنْظُرَ اِلٰی مَا یَصِیْرُ اَمْرُ هٰذِهِ الْحَیَّةِ فَمَا لَبِثَتْ اَنْ مَاتَتْ فَعَمِدْتُّ اِلٰی خِرْقَةٍ بَیْضَاءَ فَلَفَفْتُهَا فِیْهَا ثُمَّ نَحَّیْتُهَا عَنِ الطَّرِیْقِ فَدَفَنْتُهَا وَاَدْرَکْتُ اَصْحَابِیْ فَوَاللّٰهِ اَنَا لَقُعُوْدٌ اِذْ اَقْبَلَ اَرْبَعُ نِسْوَةٍ مِّنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ فَقَالَتْ وَاحِدَةٌ مِّنْهُنَّ اَیُّکُمْ دَفَنَ عَمْرًا قُلْنَا مَنْ عَمْرٌو قَالَتْ اَیُّکُمْ دَفَنَ الْحَیَّةَ قُلْتُ اَنَا قَالَتْ اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ دَفَنْتَ صَوَّامًا قَوَّامًا یَاْمُرُ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَقَدْ اٰمَنَ نَبِیِّکُمْ وَسَمِعَ صِفَتَهٗ فِی السَّمَاءِ قَبْلَ اَنْ یُّبْعَثَ بِاَرْبَعِ مِاَةِ سَنَةٍ فَحَمِدْنَا اللّٰهَ ثُمَّ قَضَیْنَا حَجَّتَنَا ثُمَّ مَرَرْتُ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِالْمَدِیْنَةِ فَاَنْبَاْتُهٗ بِاَمْرِ الْحَیَّةِ فَقَالَ صَدَقْتَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَقَدْ اٰمَنَ بِیْ قَبْلَ اَنْ اُبْعَثَ بِاَرْبَعِ مِاَةِ سَنَةٍ۔

ترجمہ} ابونعیم نے ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کی ایک جماعت حج کے ارادہ سے نکلی، اچانک

اُنھوں ایک سفید سانپ کسی راستے پر پیچ وتاب کھائے ہوئے دیکھا، اُس سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی، میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم جاؤ، میں نہیں جاؤں گا حتیٰ کہ میں اس سانپ کی حالت کا انجام نہ دیکھ لوں، تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہ مر گیا، میں نے ایک سفید کپڑا لیا، اسے اُس میں لپیٹا، اور راستہ سے ہٹ کر اُسے دفن کر دیا، پھر اپنے دوستوں سے جا ملا، اللہ کی قسم! میں ابھی بیٹھا ہی تھا کہ مغرب کی طرف سے چار عورتیں ہماری طرف آئیں، ان میں سے ایک نے کہا: تم میں سے کس نے عمرو کو دفن کیا ہے؟ ہم نے کہا: کون عمرو؟ اُس نے کہا: تم میں سے کس نے سانپ کو دفن کیا؟ میں نے کہا: میں نے دفن کیا اس نے کہا: سُن لو، کہ تم نے دن کو روزہ رکھنے والے، رات کو عبادت کرنے والے شخص کو دفن کیا ہے، جو اللہ کے نازل کردہ احکامات کے ساتھ حکم دیا کرتا تھا، اور بلاشک وہ تمھارے نبی کے مبعوث ہونے سے چار سو سال پہلے اُن پر ایمان لے آیا تھا۔ (یہ سُن کر) ہم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، پھر ہم نے حج ادا کیا، پھر میں سیدنا عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کے پاس مدینہ میں گیا تو میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو سانپ کے معاملہ کی خبر دی، آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: تُو نے سچ کہا ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے تھے: بے شک وہ مجھ پر میرے مبعوث ہونے سے چار سو سال پہلے ایمان لایا تھا۔

تحقیق وتخریج: (تفسیر ابن کثیر، دمشقی، جزء ۴) (الجامع القرآن، جلال الدین، مسند عمر بن خطاب) (کنز العمال، حرف الفاء، متقی ہندی) (دلائل النبوۃ، ابو نعیم، باب اعندک علم من الجن ممن بایع) (جامع الاحادیث، عبد الرحمن، مسند عمر بن خطاب)

فصل نمبر ۱۶} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بزبانِ ابو یزید مدنی رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 182

اَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ اَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرِ بْنِ حَازِمٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ سَمِعْتُ اَبَا يَزِيْدَ الْمَدَنِيَّ قَالَ نُبِّئْتُ اَنَّ عَبْدَ اللهِ اَتٰى عَلَى امْرَاَةٍ مِّنْ خَثْعَمٍ

فَرَءَتْ بَيْنَ عَيْنَيْهِ نُوْرًا سَاطِعًا اِلَى السَّمَاءِ فَقَالَتْ هَلْ لَكَ فِيَّ قَالَ نَعَمْ حَتّٰى اَرْمِيَ الْجَمْرَةَ فَانْطَلَقَ فَرَمَى الْجَمْرَةَ ثُمَّ اَتَى امْرَءَتَهُ آمِنَةَ ثُمَّ ذَكَرَ الْخَثْعَمِيَّةَ فَاَتَاهَا فَقَالَتْ اَتَيْتَ الْمَرْءَةَ بَعْدِيْ قَالَ نَعَمْ اِمْرَءَتِيْ اٰمِنَةَ قَالَتْ فَلَا حَاجَةَ فِيْكَ اِنَّكَ مَرَرْتَ وَبَيْنَ عَيْنَيْكَ نُوْرٌ سَاطِعٌ اِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا وَقَعْتَ عَلَيْهَا ذَهَبَ فَاَخْبَرَهَا اَنَّهَا قَدْ حَمَلَتْ بِخَيْرِ اَهْلِ الْاَرْضِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم واتم علمہٗ)

ترجمہ} ابن سعد: ہمیں خبر دی وہب بن جریر بن حازم نے، وہب: ہم سے حدیث بیان کے میرے ابو نے، اُنھوں نے کہا: میں نے ابویزید مدنی سے سنا، اُنھوں نے فرمایا: مجھے خبر دی گئی کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک خثعمی عورت کے پاس سے گزرے، اس نے آپ کی پیشانی میں چمکتا ہوا نور دیکھا جو آسمان کی طرف جا رہا تھا، تو اس عورت نے کہا: کیا تجھے مجھ میں کوئی حاجت و رغبت ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں، تا آں کہ میں رمی جمار کرلوں، آپ رضی اللہ عنہ نے رمی جمار کی اور اپنی بیوی سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے، پھر آپ کو خثعمیہ یاد آئی، تو آپ رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے، اُس نے پوچھا: کیا میرے پاس سے جانے کے بعد تم کسی عورت کے پاس گئے تھے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں، اپنی بیوی آمنہ کے پاس گیا تھا، تو اس نے کہا: پھر مجھے تم میں کوئی رغبت نہیں رہی، بے شک جب تم گزرے تھے، اُس وقت تمھاری آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) نور تھا جو چمکتا ہوا آسمان کی طرف جاتا تھا، جب تُو نے اس (اپنی بیوی) سے صحبت کی تو وہ نور اس کے پاس چلا گیا، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اُنھیں (سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا) کو خبر دی کہ تم زمین کی بہترین شخصیت کے ساتھ حاملہ ہوئی ہو، صلی اللہ علیہ وسلم۔

(الخصائص الکبریٰ، باب اخبار الکہان قبل مبعثہ) (الطبقات الکبریٰ، ابن سعد) (تاریخ مدینۃ دمشق، ابن عساکر، باب ذکر طہارۃ مولدہ وطیب اصلہ، اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ آپ

رضی اللہ عنہ نے اس (خثعمیہ عورت) سے کہا: کہ حرام سے تو موت بہتر ہے، الفاظ یوں ہیں:

اَمَّا الْحَرَامُ فَالْمَمَاتُ دُوْنَہ

☆ ملاحظہ فرمائیں: حدیث شریف 91)

فصل نمبر ۱۷}

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 183

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَّ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ وَّھْبِ بْنِ مُنَبِّہٍ قَالَ اَوْحَی اللّٰہُ اِلٰی شَعْیَاءَ اَنِّیْ بَاعِثٌ نَّبِیًّا اُمِّیًّا اُفْتَحُ بِہٖ آذَانًا صُمًّا وَّ قُلُوْبًا غُلْفًا وَّ اَعْیُنًا عُمْیًا مَوْلِدُہٗ بِمَکَّۃَ وَمُھَاجِرُہٗ بِطَیْبَۃَ وَ مُلْکُہٗ بِالشَّامِ عَبْدُ اللّٰہِ الْمُتَوَکِّلُ الْمُصْطَفَی الْمَرْفُوْعُ الْحَبِیْبُ الْمُتَحَبِّبُ الْمُخْتَارُ لَا یَجْزِیْ بِالسَّیِّئَۃِ السَّیِّئَۃَ وَلٰکِنْ یَّعْفُوْ وَیَصْفَحُ وَیَغْفِرُ رَحِیْمًا بِالْمُؤْمِنِیْنَ...الحدیث۔

ترجمہ} ابن ابی حاتم اور ابو نعیم نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے شعیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی بھیجی کہ بلاشک میں نبی امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجنے والا ہوں، اس کے ذریعے میں بہرے کان، دِلوں کے پردے اور اندھی آنکھیں کھولوں گا (تا کہ حق بات سُنیں اور سمجھیں)، اس کی جائے ولادت مکہ مکرمہ اور ہجرت گاہ طیبہ (مدینہ منورہ) ہے، اور اس کی حکومت ملکِ شام میں ہوگی، وہ اللہ کا بندہ، (اُس پر) بھروسہ کرنے والا، چُنا ہوا، رفعت و بلندی والا، پیارا، پیار والا، اِختیار والا، پسندیدہ، برائی کا بدلہ برائی سے نہ دے گا، بلکہ معاف کر کے درگزر فرمائے گا اور بخش دے گا، مومنوں پر بہت مہربان ہوگا......الحدیث

(الدر المنثور، جلال الدین سیوطی) (سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، الباب الثامن فی بعض ماورد فی الکتب القدیمۃ من ذکر فضائلہ صلی اللہ علیہ وسلم و مناقبہ العظیمۃ)

حدیث شریف 182

وَاَخْرَجَ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَۃِ عَنْ وَھْبٍ قَالَ کَانَ فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ رَجُلٌ عَصَی اللہَ مِائَتَیْ سَنَۃٍ ثُمَّ مَاتَ فَاَخَذُوْہُ فَاَلْقَوْہُ عَلٰی مَزْبَلَۃٍ فَاَوْحَی اللہُ اِلٰی مُوْسٰی اَنِ اخْرُجْ فَصَلِّ عَلَیْہِ قَالَ یَارَبِّ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ شَھِدُوْا اَنَّہٗ عَصَاكَ مِائَتَیْ سَنَۃٍ فَاَوْحَی اللہُ اِلَیْہِ ھٰکَذَا کَانَ اِلَّا اَنَّہٗ کَانَ کُلَّمَا نَشَرَ التَّوْرَاۃَ وَنَظَرَ اِلَی اسْمِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبَّلَہٗ وَوَضَعَہٗ عَلٰی عَیْنَیْہِ وَصَلّٰی عَلَیْہِ فَشَکَرْتُ لَہٗ ذٰلِكَ وَغَفَرْتُ ذُنُوْبَہٗ وَزَوَّجْتُہٗ سَبْعِیْنَ حُوْرًا۔

ترجمہ} ابونعیم نے ''حلیہ،، میں حضرت وہب رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا جس نے دوسو سال اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تھی، وہ مرگیا، تو لوگوں نے اُسے گھسیٹ کر غلاظت اور کوڑے کی جگہ پر ڈال دیا، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی کہ جاؤ (تجہیز و تکفین کر کے) اُس پر نماز ادا کرو، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: یارب! بنواسرائیل اس پر گواہ ہیں کہ اُس نے تیری دوسو سال نافرمانی کی ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ یہ شخص ایسا ہی تھا، مگر یہ جب تورات کھولتا تھا اور اس میں نامِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دیکھتا تو اُسے چومتا اور آنکھوں سے لگاتا اور اُن پر درود پڑھتا تھا، چناں چہ میں نے اس کے اس عمل کی قدر کی ہے، اس کے گناہوں کو بخش دیا ہے اور اس کا ستر حوروں سے نکاح کر دیا ہے۔

حدیث شریف 185

وَاَخْرَجَ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ اَحْمَدَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ الْبَرَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ النَّعِیْمِ بْنُ اِدْرِیْسَ بْنِ سِنَانٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ وَھْبِ بْنِ مُنَبِّہٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللہِ وَ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا لَمَّا نَزَلَتْ

"إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَ الْفَتْحُ" إِلَى آخِرِ السُّوْرَةِ قَالَ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ
السَّلَامُ يَا جِبْرِيْلُ نَفْسِيْ قَدْ نُعِيَتْ قَالَ جِبْرِيْلُ وَ لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ
الْأُوْلٰى. وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى. فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِلَالًا اَنْ يُّنَادِيَ بِالصَّلَاةِ جَامِعَةً فَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَ الْأَنْصَارُ
إِلٰى مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ ثُمَّ صَعِدَ
الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللهَ وَ اَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ خَطَبَ خُطْبَةً وَّجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ وَ
بَكَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ ثُمَّ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اَيُّ نَبِيٍّ كُنْتُ لَكُمْ فَقَالُوْا جَزَاكَ
اللهُ مِنْ نَّبِيٍّ خَيْرٍ فَلَقَدْ كُنْتَ لَنَا كَالْاَبِ الرَّحِيْمِ وَ كَالْاَخِ النَّاصِحِ الْمُشْفِقِ
اَدَّيْتَ رِسَالَاتِ اللهِ وَ اَبْلَغْتَنَا وَحْيَهٗ وَ دَعَوْتَ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ
الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ فَجَزَاكَ اللهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَازٰى نَبِيًّا عَنْ اُمَّةٍ فَقَالَ لَهُمْ
مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِيْنَ اَنَا اُنْشِدُ كُمْ بِاللهِ وَ بِحَقِّيْ عَلَيْكُمْ مَنْ كَانَتْ لَهٗ قِبَلِيْ
مَظْلِمَةٌ فَلْيَقُمْ فَلْيَقْتَصَّ مِنِّيْ قَبْلَ الْقِصَاصِ فِي الْقِيَامَةِ فَلَمْ يَقُمْ اِلَيْهِ
اَحَدٌ فَنَاشَدَهُمُ الثَّانِيَةَ فَلَمْ يَقُمْ اِلَيْهِ اَحَدٌ فَنَاشَدَهُمُ الثَّالِثَةَ مَعَاشِرَ
الْمُسْلِمِيْنَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ قِبَلِيْ مَظْلِمَةٌ فَلْيَقُمْ فَلْيَقْتَصَّ مِنِّيْ قَبْلَ
الْقِصَاصِ فِي الْقِيَامَةِ فَقَامَ مِنْ بَيْنِ الْمُسْلِمِيْنَ شَيْخٌ كَبِيْرٌ يُّقَالُ لَهٗ
عُكَاشَةُ فَتَخَطَّى الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى وَقَفَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فَقَالَ فِدَاكَ اَبِيْ وَ اُمِّيْ لَوْلَا اَنَّكَ نَاشَدْتَّنَا مَرَّةً بَعْدَ اُخْرٰى مَا كُنْتُ
بِالَّذِيْ اَتَقَدَّمُ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْكَ كُنْتُ مَعَكَ فِيْ غَزْوَةٍ فَلَمَّا فَتَحَ اللهُ عَلَيْنَا وَ
نَصَرَ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ كُنَّا فِي الْاِنْصِرَافِ حَاذَتْ نَاقَتِيْ نَاقَتَكَ
فَنَزَلْتُ عَنِ النَّاقَةِ وَ دَنَوْتُ مِنْكَ لِأُقَبِّلَ فَخِذَكَ فَرَفَعْتَ الْقَضِيْبَ
فَضَرَبْتَ خَاصِرَتِيْ فَلَا اَدْرِيْ اَ كَانَ عَمَدًا مِّنْكَ اَمْ اَرَدْتَّ ضَرْبَ النَّاقَةِ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عُكَاشَةُ اُعِيْذُكَ بِجَلَالِ اللهِ اَنْ يَّتَعَمَّدَكَ رَسُوْلُ اللهِ بِالضَّرْبِ يَا بِلَالُ اِنْطَلِقْ اِلٰى مَنْزِلِ فَاطِمَةَ وَ ائْتِنِيْ بِالْقَضِيْبِ الْمَمْشُوْقِ قَالَ فَخَرَجَ بِلَالٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ وَ يَدُهٗ عَلٰى اُمِّ رَاْسِهٖ وَهُوَ يُنَادِيْ هٰذَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يُعْطِى الْقِصَاصَ مِنْ نَّفْسِهٖ فَقَرَعَ الْبَابَ عَلٰى فَاطِمَةَ فَقَالَ يَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ نَاوِلِيْنِي الْقَضِيْبَ الْمَمْشُوْقَ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ يَا بِلَالُ مَا يَصْنَعُ اَبِيْ بِالْقَضِيْبِ وَ لَيْسَ هٰذَا يَوْمَ حَجٍّ وَّ لَا يَوْمَ غَزَاةٍ فَقَالَ يَا فَاطِمَةُ مَا اَغْفَلَكِ عَمَّا فِيْهِ اَبُوْكِ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يُوَدِّعُ الدِّيْنَ وَيُفَارِقُ الدُّنْيَا وَيُعْطِى الْقِصَاصَ مِنْ نَّفْسِهٖ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ يَا بِلَالُ وَمَنْ ذَا الَّذِيْ تَطِيْبُ نَفْسُهٗ اَنْ يَّقْتَصَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِذَنْ فَقُلْ لِّلْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ يَقُوْمَانِ اِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ فَيَقْتَصَّ مِنْهُمَا وَ لَا يَدَعَانِهٖ يَقْتَصَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ وَدَخَلَ بِلَالٌ الْمَسْجِدَ وَ دَفَعَ الْقَضِيْبَ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ. وَ دَفَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ الْقَضِيْبَ اِلٰى عُكَاشَةَ فَلَمَّا نَظَرَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّ عُمَرُ اِلٰى ذٰلِكَ قَامَا فَقَالَا يَا عُكَاشَةُ هٰذَانِ نَحْنُ بَيْنَ يَدَيْكَ فَاقْتَصَّ مِنَّا وَ لَا تَقْتَصَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِمْضِ يَا اَبَا بَكْرٍ وَّ اَنْتَ يَا عُمَرُ فَامْضِ فَقَدْ عَرَفَ اللهُ تَعَالٰى مَكَانَكُمَا وَمَقَامَكُمَا فَقَامَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ يَا عُكَاشَةُ اَنَا فِي الْحَيَاةِ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ لَا تَطِيْبُ نَفْسِيْ اَنْ تَضْرِبَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَهٰذَا ظَهْرِيْ وَ بَطْنِيْ اِقْتَصَّ مِنِّيْ بِيَدِكَ وَ اجْلِدْنِيْ مِائَةً وَّ لَا تَقْتَصَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَا

عَلِیٌّ اُقْعُدْ فَقَدْ عَرَفَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ مَقَامَكَ وَنِیَّتَكَ وَ قَامَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ
فَقَالَا یَا عُکَاشَۃُ اَلَیْسَ تَعْلَمُ اَنَّا سِبْطَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ
فَالْقِصَاصُ مِنَّا کَالْقِصَاصِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ
لَهُمَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اُقْعُدَا یَا قُرَّۃَ عَیْنَیَّ لَا اَنْسَی اللّٰہُ لَکُمَا
هٰذَا الْمَقَامَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یَا عُکَاشَۃُ اِضْرِبْ اِنْ کُنْتَ
ضَارِبًا فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ اَنَا حَاسِرٌ عَنْ بَطْنِیْ فَکَشَفَ عَنْ بَطْنِہٖ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَ صَاحَ الْمُسْلِمُوْنَ بِالْبُکَاءِ وَ قَالُوْا اَتَرٰی عُکَاشَۃَ ضَارِبًا بَطْنَ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَلَمَّا نَظَرَ عُکَاشَۃُ اِلٰی بِیَاضِ بَطْنِ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ کَاَنَّہُ الْقَبَاطِیُّ لَمْ یَمْلِكْ اَنْ اَکَبَّ عَلَیْہِ
فَقَبَّلَ بَطْنَہٗ وَ هُوَ یَقُوْلُ فِدَاكَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ وَ مَنْ تَطِیْبُ نَفْسُہٗ اَنْ یَّقْتَصَّ
مِنْكَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِمَّا اَنْ تَضْرِبَ وَ اِمَّا اَنْ تَعْفُوَ
فَقَالَ قَدْ عَفَوْتُ رَجَاءَ اَنْ یَّعْفُوَ اللّٰہُ عَنِّیْ فِیْ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَفِیْقِیْ فِی الْجَنَّۃِ فَیَنْظُرْ اِلٰی هٰذَا
الشَّیْخِ فَقَامَ الْمُسْلِمُوْنَ فَجَعَلُوْا یُقَبِّلُوْنَ مَا بَیْنَ عَیْنَیْہِ وَ یَقُوْلُوْنَ طُوْبَاكَ
طُوْبَاكَ نِلْتَ دَرَجَاتِ الْعُلٰی وَ مُرَافَقَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَمَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مِنْ یَّوْمِہٖ فَکَانَ مَرِیْضًا ثَمَانِیَۃَ عَشَرَ یَوْمًا یَعُوْدُہُ النَّاسُ
وَکَانَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وُلِدَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَ بُعِثَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَ
قُبِضَ فِیْ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ...الحدیث ۔(واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ
اتم)

ترجمہ﴾ ابونعیم نے سلیمان بن احمد سے روایت کی، اُنھوں نے کہا: ہم سے محمد بن احمد بن
براء نے، اُنھوں نے کہا: ہم سے عبدالمنعم بن ادریس بن سنان نے از والدِ خود از وہب بن

منہ اَز جابر بن عبداللہ و ابن عباس رضی اللہ عنہم حدیث بیان کی کہ ان دونوں (حضرت جابر و ابن عباس رضی اللہ عنہم) نے فرمایا: جب اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَ الۡفَتۡحُ پوری سورت نازل ہوئی، محمد رَسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبریل! میری موت کی خبر دی گئی ہے، جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: (حضور!) آپ کی آخرت دنیا سے بہتر ہے، اور آپ کو آپ کا رب اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اعلان کریں، نماز کھڑی ہونے لگی ہے، تمام مہاجر و انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں اکٹھے ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے، اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی، پھر ایسا خطبہ ارشاد فرمایا جس سے دل ڈر گئے، اور آنکھیں رو پڑیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے لوگو! میں تمہارے لیے کیسا نبی تھا؟ لوگوں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ کو جزاءِ خیر دے! آپ بہت اچھے نبی ہیں، آپ تو ہمارے لیے مہربان باپ کی طرح اور خیر خواہ شفقت کرنے والے بھائی کی طرح تھے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے پیغامات پہنچا دیئے اور ہم تک اس کی وحی کو پہنچایا، اور اپنے رب کی طرف حکمت اور بہترین نصیحت سے بلایا، لہٰذا اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے افضل ترین جزاء دے، جو وہ کسی امت کی طرف سے کسی نبی کو دیتا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

اے گروہِ مسلمین! میں تمھیں اللہ کی قسم دیتا ہوں اور اپنے اس حق کی جو تم پر ہے، جس کسی پر مجھ سے کوئی ظلم ہوا ہو، اسے چاہیے کہ اُٹھ کھڑا ہو اور مجھ سے قیامت سے پہلے دنیا میں قصاص لے لے، کوئی ایک بھی نہ اٹھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دوباری قسم دی، تو بھی کوئی نہ اٹھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر تیسری بار قسم دے کر فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! جس کسی پر مجھ سے کوئی ظلم ہوا ہو، وہ اُٹھے اور مجھ سے قیامت کے قصاص سے پہلے قصاص

لے لے، تو مسلمانوں کے درمیان سے ایک بوڑھا آدمی اٹھ کھڑا ہوا، اسے عکاشہ کہا جاتا تھا، وہ مسلمانوں کے درمیان چلتا ہوا آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا، اس نے کہا: آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں! اگر آپ نے ہمیں بار بار قسم نہ دی ہوتی، تو میں کسی بھی چیز کے لیے آگے ہونے کو نہیں تھا، (میرا معاملہ یہ ہے کہ) میں آپ کے ساتھ ایک جنگ میں تھا، جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح دی اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد فرمائی، اور ہم واپس آرہے تھے، تو میری اونٹنی آپ کی سواری کے برابر ہو گئی، میں اپنی سواری سے اُترا اور چاہا کہ آپ کے قدم مبارک کو بوسہ دوں، اُس وقت آپ نے چھڑی اٹھائی اور میرے پہلو پر ماری، مجھے نہیں معلوم آپ نے جان بوجھ کر ماری یا آپ اونٹنی کو مارنا چاہتے تھے اور وہ میرے لگ گئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے عکاشہ! میں تجھے اللہ تعالیٰ کے جلال کی پناہ میں دیتا ہوں، اس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے مارنے کا ارادہ کریں، اے بلال! فاطمہ کے گھر جاؤ اور میرے پاس وہی چھڑی لے آؤ جس سے اس کو تکلیف پہنچی، راوی کہتے ہیں: بلال مسجد سے نکلے تو اُن کا ہاتھ سر پر تھا اور کہتے جا رہے تھے: یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں آج بذات خاص اپنا قصاص عطا فرما رہے ہیں، پھر فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کا دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی! مجھے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) وہ لمبی پتلی چھڑی دے دو، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے بلال! ابا جان اس وقت چھڑی کو کیا کریں گے؟ نہ یہ حج کا دن ہے اور نہ ہی جنگ کا دن ہے، بلال نے کہا: اے فاطمہ خاتون! تم کو اپنے والد کے حال کی کچھ خبر نہیں! کہ وہ آج دین کو رُخصت فرما رہے ہیں اور دُنیا کو چھوڑے جا رہے رہیں، اور اپنی طرف سے بذاتِ خود قصاص عطا کر رہے ہیں، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے بلال! وہ کون ہے؟ جسے یہ اچھا لگتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قصاص لے، (اگر بات اسی طرح ہے جیسے تو نے کہی) تب تو حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو کہہ کہ وہ اس آدمی کے پاس جائیں، وہ ان سے قصاص

لے لے اور یہ دونوں اسے رسول اللہ ﷺ سے قصاص نہ لینے دیں، پھر بلال رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے، اور چھڑی رسول اللہ ﷺ کو پیش کردی، رسول اللہ ﷺ نے وہ چھڑی عکاشہ کو دے دی، جب ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے اس شخص کی طرف دیکھا تو اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: اے عکاشہ! ہم دونوں تیرے سامنے کھڑے ہیں، تو ہم سے قصاص لے لے اور رسول اللہ ﷺ سے قصاص نہ لے، نبی کریم ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا: اے ابوبکر! آپ اور اے عمر! آپ دونوں ہٹ جاؤ، یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے مکان و مرتبہ کو جانتا ہے، پھر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اُٹھے اور کہا: اے عکاشہ! میں زندہ ہوں، نبی کریم ﷺ کے سامنے ہوں، مجھے یہ بات ہرگز گوارا نہیں کہ تو رسول اللہ ﷺ کو مارے، یہ میری پشت اور میرا پیٹ ہے، تو اپنے ہاتھ سے مجھ سے قصاص لے، اور چاہے مجھے سو کوڑے مارلے، مگر رسول اللہ ﷺ سے قصاص نہ لے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے علی! تم بھی بیٹھ جاؤ، اللہ تعالیٰ تمھارے مرتبے اور نیت کو خوب جانتا ہے، پھر حسن وحسین رضی اللہ عنہما اٹھے اور کہنے لگے: اے عکاشہ! کیا تو نہیں جانتا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے نواسے ہیں! ہم سے قصاص لینا ایسا ہی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے قصاص لینا، نبی کریم ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا: اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! تم دونوں بیٹھ جاؤ، اللہ تعالیٰ تمھیں یہ مقام نہ بھلوائے، پھر نبی کریم ﷺ فرمایا: اے عکاشہ! اگر تجھے مارنا ہے، تو مار، اُنھوں نے کہا: یارسول اللہ! میرے بدن پر اس وقت کپڑا نہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے اپنے بطن اطہر سے کپڑا ہٹادیا، اور مسلمان چیخ چیخ کر رونے لگے، اور بولے: کیا ہم عکاشہ کو رسول اللہ ﷺ کے بطن مبارک پر ضرب لگاتے دیکھیں گے! پس جب عکاشہ نے رسول اللہ ﷺ کے پیٹ کی ریشم کی سی سفیدی دیکھی، تو وہ اس میں منہمک ہوکر رہ گئے، اُنھوں نے آپ ﷺ کے پیٹ مبارک کو چوما اور بولے: آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں! کس کا جی یہ گوارا کرتا ہے کہ آپ سے بدلہ لے! نبی کریم ﷺ

نے فرمایا: یا تو بدلہ لو یا پھر معاف کردو، عکاشہ نے کہا: میں نے معاف کردیا، اس امید پر کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھ سے درگزر فرمائے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو چاہے کہ جنت میں میرے رفیق کو دیکھے، وہ اس بزرگ ہستی کو دیکھ لے، چناں چہ مسلمان اٹھے اور اُن کی آنکھوں کے درمیان (پیشانی) چومنے لگے، اور ساتھ یہ کہتے جاتے تھے: مبارک ہو! تجھے مبارک ہو! تو نے بلند درجے پا لیے، اور جنت میں رسول اللہ ﷺ کی مرافقت پالی، پس اسی دن رسول اللہ ﷺ بیمار ہوگئے اور اٹھارہ دن تک بیمار رہے، لوگ آپ کی عیادت کو آتے تھے، اور آپ ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے، پیر کے دن ہی مبعوث ہوئے، اور پیر کے دن ہی آپ ﷺ کا وصال ہوا۔

(المعجم الکبیر، طبرانی، باب حسن بن علی بن ابی طالب) (مجمع الزوائد و منبع الفوائد، ۲- باب)

(مزید ۲۷ حوالہ جات ملے ہیں)

فصل نمبر ۱۸} میلادِ مصطفیٰ ﷺ اور حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 186

اَخْرَجَ اَبُوْنُعَیْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ عَنْ آمِنَۃَ قَالَتْ لَقَدْ رَءَیْتُ لَیْلَۃَ وَضْعِہٖ نُوْرًا اَضَاءَتْ لَہٗ قُصُوْرُ الشَّامِ حَتّٰی رَءَیْتُھَا۔

(واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم)

ترجمہ} ابو نعیم نے عطاء بن یسار کے واسطے سے سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: میں نے آپ ﷺ کی پیدائش کی رات ایک نور دیکھا جس سے شام کے محلات روشن ہوگئے حتیٰ کہ میں نے ان کو دیکھا۔

فصل نمبر ۱۹}

میلادِ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ داؤد بن ابی ہند رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 187

اَخْرَجَ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ اَبِیْ ھِنْدٍ قَالَ لَمَّا وُلِدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَارَتِ النطیراب لِوَضْعِہٖ وَاَلْقَی الْاَرْضَ بِکَفَّیْہِ حِیْنَ وَقَعَ وَاَصْبَحَ یَتَاَمَّلُ السَّمَاءَ بِعَیْنَیْہِ وَکَفُّوْا عَلَیْہِ بُرْمَۃً ضَخْمَۃً فَانْفَلَقَتْ عَنْہُ فَلَقَتَیْنِ۔ (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم)

ترجمہ} ابونعیم نے حضرت داؤد بن ابی ہند رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پر نطیراب روشن ہوا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ زمین پر رکھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر تشریف فرما ہوئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آنکھوں سے آسمان کی طرف غور سے دیکھنے لگے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر بڑی ہنڈیا رکھ دی گئی، جو ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو گئی۔

فصل نمبر ۲۰} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ معروف بن خربوذ رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 188

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر شیطان آسمانوں سے روک دیا گیا

اَخْرَجَ الزُّبَیْرُ بْنُ بَکَّارٍ وَّابْنُ عَسَاکِرَ عَنْ مَعْرُوْفِ بْنِ خَرْبُوْذٍ قَالَ کَانَ اِبْلِیْسُ یَخْرُقُ السَّمٰوَاتِ السَّبْعَ فَلَمَّا وُلِدَ عِیْسٰی حُجِبَ مِنْ ثَلَاثِ سَمٰوَاتٍ فَکَانَ یَصِلُ اِلٰی اَرْبَعٍ فَلَمَّا وُلِدَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُجِبَ مِنَ السَّبْعِ قَالَ وُلِدَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ حِیْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ۔ (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم)

ترجمہ} زبیر بن بکار اور ابن عساکر نے حضرت معروف بن خربوذ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: ابلیس ساتوں آسمانوں سے گزر جایا کرتا تھا، جب سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے تو اُسے تین آسمانوں سے روک دیا گیا، اور وہ چار تک جاتا

رہا، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو ساتوں آسمانوں سے روک دیا گیا۔ نیز فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن طلوع فجر کے وقت پیدا ہوئے۔

فصل نمبر ۱۴} میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 189

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ فِیْ تَارِیْخِهِ الْکَبِیْرِ مِنْ مَرَاسِیْلِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُنْتُ اَوَّلَ الْاَنْبِیَاءِ فِی الْخَلْقِ وَاٰخِرَهُمْ فِی الْبَعْثِ ثُمَّ قَرَءَ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوْحٍ.

(واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم)

بخاری نے اپنی تاریخ کبیر میں حسن کی مرسل احادیث سے تخریج کی حسن نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے تخلیق میں اول ہوں اور بعثت میں ان سے آخر میں ہوں پھر آپ نے قرآن کی یہ آیت کریمہ پڑھی: وَمِنْكَ وَمِنْ نُوْحٍ۔

باب {٦}

میلادِ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ تبع تابعین رضی اللہ عنہم

اس باب میں وہ روایاتِ صحیحہ منقول ہیں جو تبع تابعین رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔۔۔

فصل نمبر ۱} میلادِ مصطفیٰ ﷺ اور امام شافعی رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 188

فِیْ کِتَابِ "الرِّیَاضِ النُّضْرَۃِ فِیْ فَضَائِلِ الْعَشَرَۃِ"۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِدْرِیْسَ الشَّافِعِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بِسَنَدِہٖ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُنْتُ اَنَا وَاَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ اَنْوَارًا عَلٰی یَمِیْنِ الْعَرْشِ قَبْلَ اَنْ یُّخْلَقَ اٰدَمُ بِاَلْفِ عَامٍ فَلَمَّا خُلِقَ اُسْکِنَّا ظَھْرَہٗ وَلَمْ نَزَلْ نَنْقُلُ فِی الْاَصْلَابِ الطَّاھِرَۃِ اِلٰی اَنْ نَّقَلَنِیَ اللّٰہُ اِلٰی صُلْبِ عَبْدِ اللّٰہِ وَنَقَلَ اَبَابَکْرٍ اِلٰی صُلْبِ اَبِیْ قُحَافَۃَ وَنَقَلَ عُمَرَ اِلٰی صُلْبِ الْخَطَّابِ وَنَقَلَ عُثْمَانَ اِلٰی صُلْبِ عَفَّانَ وَنَقَلَ عَلِیًّا اِلٰی صُلْبِ اَبِیْ طَالِبٍ ثُمَّ اخْتَارَھُمْ اَصْحَابًا فَجَعَلَ اَبَابَکْرٍ صِدِّیْقًا وَّعُمَرَ فَارُوْقًا وَّعُثْمَانَ ذَا النُّوْرَیْنِ وَعَلِیًّا رَّضِیًّا وَفِیْ نُسْخَۃٍ وَّصِیًّا وَّمَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَقَدْ سَبَّنِیْ وَمَنْ سَبَّنِیْ فَقَدْ سَبَّ اللّٰہَ وَمَنْ سَبَّ اللّٰہَ اَکَبَّہٗ فِی النَّارِ عَلٰی مَنْخَرِہٖ اَخْرَجَہُ الْمُلَّا فِیْ سِیْرَتِہٖ۔۔۔اھ۔

(الخصائص الکبریٰ، جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی، فائدۃ فی بیان وفاتہ، باب ماظہر فی لیلۃ مولدہ رسول اللہ ﷺ من المعجزات والخصائص)

ترجمہ} کتاب "الریاض النضرہ فی فضائل العشرہ"، میں امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ رضی اللہ عنہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک سند کے ساتھ روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اور ابو بکر، عمر، عثمان اور علی عرش کے دائیں طرف انوار تھے، آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے ایک ہزار سال پہلے، جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے،

ہمیں ان کی پشت میں رکھا گیا، اور پھر ہم پاکیزہ صلبوں کی طرف منتقل ہوتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عبداللہ کی صلب کی طرف منتقل کر دیا، ابوبکر کو صلبِ ابوقحافہ کی طرف، عمر کو صلبِ خطاب کی طرف، عثمان کو صلبِ عفان کی طرف اور علی کو صلبِ ابوطالب کی طرف منتقل کر دیا، پھر انہیں صحابیت کے لیے منتخب فرمایا تو ابوبکر کو صدیق بنا دیا، عمر کو فاروق بنا دیا، عثمان کو ذوالنورین بنا دیا، اور علی کو رَضی (ایک نسخہ میں لفظ "رَضی" کی جگہ وَصی ہے) بنا دیا، پس جس نے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی دی، اُس نے مجھے گالی دی، اور جس نے مجھے گالی دی، اُس نے اللہ تعالیٰ کو گالی دی، تو جس نے اللہ تعالیٰ کو گالی دی، اُسے اللہ تعالیٰ گردن کے بل جہنم میں ڈالے گا۔

حدیث شریف 190 وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا، نہ کسی کو ملے، نہ کسی کو ملا

وَ اَخْرَجَ الْبَیْهَقِیُّ مِنْ طَرِیْقِ اَبِیْ حَاتِمِ الرَّازِیِّ قَالَ عَمْرُو بْنُ سَوَّارٍ قَالَ الشَّافِعِیُّ رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْهِ مَا اَعْطَی اللهُ اَحَدًا مَّا اَعْطٰی مُحَمَّدًا قُلْتُ اَعْطٰی عِیْسٰی اِحْیَاءَ الْمَوْتٰی فَقَالَ اَعْطٰی مُحَمَّدًا حَنِیْنَ الْجِذْعِ فَهٰذَا اَکْبَرُ مِنْ ذٰلِكَ. (واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہٗ اتم)

ترجمہ} بیہقی نے ابوحاتم رازی کے واسطے سے روایت بیان کی ہے کہ عمرو بن سوار نے کہا: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کسی ایک کو بھی وہ (مقام ومرتبہ) عطا نہیں کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کیا ہے، میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مردے زندہ کرنے کا معجزہ عطا کیا ہے، تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھجور کے تنے کے رونے کا معجزہ عطا کیا ہے، اور یہ اُس (مردے زندہ کرنے) سے بڑھ کر ہے۔ (اور اللہ پاک وبرتر زیادہ جاننے والا ہے اور اس علم کامل ترین ہے۔)

ا۔ اس سے اشارہ ہے اس واقعہ کی طرف کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف کے تیار ہونے سے پہلے ایک کھجور کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے اور خطبہ ووعظ ارشاد فرماتے

تھے، جب منبر تیار ہو گیا تو فراقِ رسول اللہ ﷺ میں اُس نے رونا شروع کر دیا اور اس قدر رویا کہ تمام مسجد کے حاضرین نے سنا، اسی وجہ سے اسے اُستن حنانہ کہا جاتا ہے۔

۲۔ اس لیے کہ مردہ تو زندگی کا مقام و محل ہے، اس میں حیات کی صلاحیت ہے، مگر لکڑی میں صلاحیتِ حیات ہی نہیں، کہ وہ تو صرف اور صرف ایک جسم ہے۔

فصل نمبر ۲} میلادِ مصطفیٰ ﷺ اور حضرت عمر بن قتیبہ رضی اللہ عنہما

حدیث شریف 191 اللہ نے تعالیٰ خود میلادِ مصطفیٰ ﷺ پر خوشی ظاہر فرمائی

اَخْرَجَ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قُتَیْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ وَکَانَ مِنْ اَوْعِیَةِ الْعِلْمِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ وِلَادَةُ اٰمِنَةَ قَالَ اللهُ لِمَلَائِکَتِهٖ اِفْتَحُوْا اَبْوَابَ السَّمَاءِ کُلَّهَا وَ اَبْوَابَ جِنَانِیْ کُلَّهَا وَ اَمَرَ اللهُ الْمَلَائِکَةَ بِالْحُضُوْرِ فَنَزَلَتْ یُبَشِّرُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَ تَطَاوَلَتْ جِبَالُ الدُّنْیَا وَ ارْتَفَعَتِ الْبِحَارُ وَ تَبَاشَرَ اَهْلُهَا فَلَمْ یَبْقَ مَلَكٌ اِلَّا حَضَرَ وَ اُخِذَ الشَّیْطَانُ فَغُلَّ سَبْعِیْنَ غُلًّا وَ اُلْقِیَ مَنْکُوْسًا فِیْ لُجَّةِ الْبَحْرِ الْخَضْرَاءِ وَغُلَّتِ الشَّیَاطِیْنُ وَ الْمَرَدَةُ وَ اُلْبِسَتِ الشَّمْسُ یَوْمَئِذٍ نُوْرًا عَظِیْمًا وَ اُقِیْمَ عَلٰی رَاْسِهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ حُوْرَاءَ فِی الْهَوَاءِ یَنْتَظِرْنَ وِلَادَةَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ وَکَانَ قَدْ اَذِنَ اللهُ تِلْكَ السَّنَةَ نِسَاءَ الدُّنْیَا اَنْ یَّحْمِلْنَ ذُکُوْرًا کَرَامَةً لِّمُحَمَّدٍ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْ لَّا تَبْقٰی شَجَرَةٌ اِلَّا حَمَلَتْ وَلَا خَوْفٌ اِلَّا عَادَ اَمْنًا فَلَمَّا وُلِدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ امْتَلَاَتِ الدُّنْیَا کُلُّهَا نُوْرًا وَّ تَبَاشَرَتِ الْمَلَائِکَةُ وَ ضُرِبَ فِیْ کُلِّ سَمَاءٍ عَمُوْدٌ مِّنْ زَبَرْجَدٍ وَّ عَمُوْدٌ مِّنْ یَّاقُوْتٍ قَدِ اسْتَنَارَ بِهٖ فَهِیَ مَعْرُوْفَةٌ فِی السَّمَاءِ قَدْ رَاٰهَا صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْلَةَ الْاِسْرَاءِ قِیْلَ هٰذَا مَا ضُرِبَ لَكَ اسْتِبْشَارًا بِوِلَادَتِكَ وَ قَدْ اَنْبَتَ اللهُ لَیْلَةَ وِلَادَتِهٖ عَلٰی شَاطِئِ نَهْرِ الْکَوْثَرِ سَبْعِیْنَ اَلْفَ شَجَرَةٍ مِّنَ الْمِسْكِ الْاَذْفَرِ جُعِلَتْ ثِمَارُهَا

تَخُوْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ اَهْلِ السَّمٰوَاتِ يَدْعُوْنَ اللهَ بِالسَّلَامَةِ وَ نُكِسَتِ الْاَصْنَامُ كُلُّهَا وَ اَمَّا اللَّاتُ وَ الْعُزّٰى فَاِنَّهُمَا خَرَجَا مِنْ خَزَائِنِهِمَا وَ هُمَا يَقُوْلَانِ وَيْحَ قُرَيْشٍ جَآءَ هُمُ الْاَمِيْنُ جَآءَ هُمُ الصِّدِّيْقُ لَا تَعْلَمُ قُرَيْشٌ مَاذَا اَصَابَهَا وَ اَمَّا الْبَيْتُ فَاَيَّامًا سَمِعُوْا مِنْ جَوْفِهٖ صَوْتًا وَهُوَ يَقُوْلُ الْاٰنَ يُرَدُّ عَلَيَّ نُوْرِيْ اَلْاٰنَ يَجِيْئُ زُوَّارِيْ اَلْاٰنَ اُطَهَّرُ مِنْ اَنْجَاسِ الْجَاهِلِيَّةِ اَيَّتُهَا الْعُزّٰى هَلَكْتِ وَلَمْ تَسْكُنْ زَلْزَلَةُ الْبَيْتِ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَّلَيَالِيْهِنَّ وَهٰذَا اَوَّلُ عَلَامَةٍ رَاَتْ قُرَيْشٌ مِّنْ مَّوْلِدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

(واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم)

ترجمہ} ابونعیم نے عمرو بن قتیبہ سے روایت کی، اُنھوں نے کہا: میں نے اپنے ابو سے سنا، جو علم کا خزانہ تھے، اُنھوں نے ارشاد فرمایا: جب سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں نبی کریم ﷺ کی ولادت کا وقت قریب آیا، تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا: آسمان کے سب دروازے کھول دو، اور میری جنت کے سب دروازے بھی، اور اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حاضری کا حکم دیا، تو وہ اُترے، ایک دوسرے کو خوشخبری سناتے تھے، اور دنیا کے پہاڑ آسمان کی طرف بلند ہو گئے، اور سمندر اونچے ہوئے، اور ان کے رہنے والے، ایک دوسرے کو مبارباد دیتے تھے، اور کوئی فرشتہ حاضر ہونے سے نہ رہا، اور شیطان کو پکڑا گیا پھر اس کے گلے میں ستر طوق ڈال دیئے گئے، اور اسے سبز سمندر کی گہرائی میں اوندھے منہ ڈال دیا گیا، شیطانوں اور سرکشوں کو طوق ڈال دیے گئے، اور اس دن سورج کو عظیم نور عطا کیا گیا، اور اس کے سر کے پاس ہوا میں ستر ہزار حوریں کھڑی ولادتِ سیدنا محمد ﷺ کا انتظار کرنے لگیں، اور اللہ تعالیٰ نے اس سال دنیا کی عورتوں کو اذن دے دیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی کرامت وعزت افزائی کے طور پر سب مذکر بچے جنیں، اور کوئی درخت ایسا نہ رہا کہ بار آور نہ ہوا ہو، اور خوف بھی امن سے بدلے بغیر نہ رہا، پھر جب نبی کریم

ﷺ کی ولادت ہوئی تو دُنیا ساری نور سے بھر گئی، اور فرشتے ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے تھے، اور ہر آسمان میں ایک ستون زبرجد کا اور ایک ستون یاقوت کا گاڑ دیا گیا جس سے آسمان روشن ہوا، اور وہ ستون آسمانوں میں مشہور و معروف ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اُنھیں شبِ معراج دیکھا ہے، آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ وہ ستون ہیں جو آپ کی ولادت کی خوشی میں لگائے گئے تھے، اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ولادت کی رات نہر کوثر کے کنارے ستر ہزار درخت اذفر کستوری کے اُگائے، اُن کے پھل اہلِ جنت کی اگربتیاں بنائے جائیں گے، تمام آسمانوں والے اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی دعا مانگتے تھے، اور تمام بُت اوندھے منہ گرادئے گئے، البتہ لات اور عزیٰ دونوں اپنی حفاظت کی جگہ سے نکل آئے، اور وہ دونوں کہہ رہے تھے: قریش کی تباہی ہو! امین ان کے پاس آ گیا ہے، ان کے پاس صدیق آ گیا ہے، قریش نہیں جانتے کہ اُن کے ساتھ کیا ہو گیا، اور بیت اللہ شریف کے اندر سے کئی دن آواز آتی رہی، جسے لوگ سنتے تھے، کہ: اب میرا نور مجھ پر لوٹا دیا جائے گا، اب میری زیارت کرنے والا آئے گا، اب مجھے جاہلیت کی پلیدیوں سے پاک کر دیا جائے گا، اے عزیٰ! تو ہلاک ہوا، اور بیت اللہ میں زلزلہ تین دن رات تک نہ تھما، اور یہ رسول اللہ ﷺ کی ولادتِ شریفہ کی پہلی نشانی تھی جسے قریش نے دیکھا۔

(الخصائص الکبری، جلال الدین عبد الرحمن سیوطی، باب ماظہر فی لیلۃ مولد رسول اللہ ﷺ من المعجزات والخصائص)

فصل نمبر ۳} میلادِ مصطفیٰ ﷺ اور حضرت موسیٰ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 191

اَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ مُوْسٰی بْنِ عُبَیْدَةَ عَنْ اَخِیْهِ لَمَّا وُلِدَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَ اِلَی الْاَرْضِ وَقَعَ عَلٰی یَدَیْهِ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ اِلَی السَّمَآءِ وَقَبَضَ قَبْضَةً مِّنَ التُّرَابِ بِیَدِهٖ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَجُلًا مِنْ لَّهَبٍ فَقَالَ

بِصَاحِبٍ لَّهُ لَئِنْ صَدَقَ هٰذَا الْقَائِلُ لَيَغْلِبَنَّ هٰذَا الْمَوْلُوْدُ اَهْلَ الْاَرْضِ۔

(واللہ سحانہ وتعالی اعلم وعلمۂ اتم)

ترجمہ} ابن سعد نے موسیٰ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ کی اُن کے بھائی سے روایت بیان کی ہے کہ جب نبی کریم علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر تشریف فرما ہوئے تو اپنے ہاتھوں پر بوجھ ڈالے اور آسمان کی طرف سر اٹھائے ہوئے تشریف فرما (دیکھے گئے)، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھی بھر خاک اُٹھائی، یہ بات قبیلہ لہب کے ایک آدمی کو پہنچی تو اس نے کہا: اگر یہ بات کرنے والا سچ کہتا ہے، تو یہ بچہ دنیا بھر پر ضرور بالضرور غالب آجائے گا۔

تحقیق وتخریج:: (الخصائص الکبری، جلال الدین عبد الرحمن سیوطی، باب ما ظہر فی لیۃ مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المعجزات والخصائص) (سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، الباب السادس فی وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم) (السیرۃ الحلبیۃ، علی بن برہان حلبی، ۱،۱،۶) (الطبقات الکبری، ابن سعد، ذکر علامات النبوۃ فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان یوحی الیہ) (ان کتب میں ہذا القائل کی جگہ "ہذا الفال" ہے، جس کا معنی ہے "یہ شگون")

فصل نمبر ۴} میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ وہب بن زمعہ رضی اللہ عنہ

حدیث شریف 192 نیم بیداری کی حالت میں بشارت

اَخْرَجَ الْوَاقِدِیُّ عَنْ وَهْبِ بْنِ زَمْعَةَ عَنْ عَمَّتِهٖ قَالَتْ كُنَّا نَسْمَعُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا حَمَلَتْ بِهٖ اٰمِنَةُ كَانَتْ تَقُوْلُ مَا شَعَرْتُ اَنِّيْ حَمَلْتُ بِهٖ وَلَا وَجَدْتُ ثِقْلًا كَمَا تَجِدُ النِّسَآءُ اِلَّا اَنِّيْ اَنْكَرْتُ رَفْعَ حَيْضَتِيْ وَرُبَمَا كَانَتْ تَقُوْلُ وَاَتَانِيْ اٰتٍ وَّاَنَا بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ فَقَالَ لِيْ هَلْ شَعَرْتِ اَنَّكِ حَمَلْتِ فَكَاَنِّيْ اَقُوْلُ مَا اَدْرِيْ فَقَالَ اِنَّكِ حَمَلْتِ بِسَيِّدِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَنَبِيِّهَا وَسَمِّيْهِ مُحَمَّدًا۔

(واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہٗ اتم)

ترجمہ} امام واقدی نے وہب بن زمعہ کی اُن کی پھوپھی رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ اُنھوں (رضی اللہ عنہا) نے کہا: ہم سنا کرتے تھے کہ (سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں کہ) جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاملہ ہوئی، تو مجھے محسوس نہیں ہوتا تھا کہ میں حاملہ ہوں، اور نہ ہی میں عام عورتوں کی طرح (حمل کا) بوجھ پاتی تھی، سوائے اس کے مجھے حیض کا نہ آنا عجیب لگتا تھا، اور کبھی آپ رضی اللہ عنہا یہ بھی بتایا کرتی تھیں کہ، میرے پاس ایک آنے والا آیا جبکہ میں سونے اور جاگنے کی درمیانی (نیم بیداری) کی حالت میں تھی، اس نے مجھے کہا: کیا تجھے معلوم ہے کہ تو حاملہ ہے؟ میں نے کہا: مجھے نہیں معلوم، اُس نے کہا: بے شک تُو اس امت کے سردار اور نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ حاملہ ہے، اور تو اُن کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھنا۔

(الخصائص الکبری، جلال الدین عبدالرحمن سیوطی، باب ماوقع فی حملہ صلی اللہ علیہ وسلم من الآیات)

(سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، الباب الثانی فی حمل امہ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

باب {۷}
رائج الوقت محفلِ میلاد شریف کی حقیقت اور اس کا حکم

فصل نمبر ۱} میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی حقیقت اور حکم

جبکہ محرمات اور منکرات شرعیہ سے خالی ہو، اور دن کا تعین و تخصیص نہ ہو

نقل عبارت مولانا سلامۃ اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ

قَالَ مَوْلَانَا الْعَلَّامَةُ وَالْبَحْرُ الْفَهَّامَةُ وَمَوْلَانَا الْمَوْلَوِيُّ مُحَمَّد سَلَامَةُ اللهِ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ فِيْ إِشْبَاعِ الْكَلَامِ فِيْ إِثْبَاتِ الْمَوْلِدِ وَالْقِيَامِ

حقیقتِ ایں عملِ خَیر غیر ازیں نیست که در شهرِ ربیع الاوّل یا شهری دیگر از شهور مسلمانان از علماء و فضلاء و صلحاء و فقراء و اغنیاء بدعوتِ مسلمانے در مکانے جمع شوند و خواص و عوامِ اهلِ اسلام باذنِ عام بیکجا فراهم آیند و دراں مجلس بعضے از آیاتِ قرآن محتوی بر فضائل و نشرِ کمالاتِ آن سرورِ کائنات علیه الصلاة والتحیات مذکور شوند و نبذے از احادیثِ صحیحه متضمنِ معجزات و حالات سعادت آیات ولادت باکرامات و رضاعِ مقدس و حلیهٔ مطهرِ آن افضل البشر بمعرض بیان آید و همیں که ایں تذکیر برکت تدخیر به پایان رسد حفّاظ حاضرین مجلس مکرم بقراءتِ آیاتِ معدوده از قرآن شریف مشرف شده ختم ایں ذکر خیر بفاتحه نمایند بعد ازاں ما حضری بقدر میسور از طعام و شیرینی هر چه باشد تقسیم بحاضرین کنند پس تر ازاں تفریق ایں جمع اتفاق افتد و هر کسے بجائے خود روَد و بالجمله هیئتِ مجموعی چنیں محافل خلد مشاکل اجتماع مومنین و قراءتِ آیاتِ قرآن و بیان معانیِ آن و ذکر احادیثِ صحیحه و اشتغال بدرود و اطعامِ علماء و صلحاء و اغنیاء و غرباء از اهلِ دین و ایثار صدقات و خیرات بر فقراء و مساکین است و مقصود ازیں همه ذکرِ فضائل و معجزات و نشرِ فضائل و کمالات و تادر شکر نعمت وجود باجود آن افضلِ موجودات و اکملِ کائنات علیه التحیة والتسلیمات است و ایں عمل خیر بایں تعیین و تخصیص اگرچه معمول در قرونِ ثلاثه و ماثور ازاں ازمنهٔ متبرکه نبوده لیکن چوں اصلے برائے آن در قرونِ برکت مقرون ثابت و متحقق

محسوب در بدعاتِ حسنه وموجبِ مزید برکات است لهٰذا صالحین از علماء و عرفاء در اکنافِ عالم شرقًا وغربًا وجنوبًا وشمالاً آں را تلقی بقبول نموده از مستحسناتِ شرعیه ومستحباتِ دینیه شمرده و شش صد سال بلکه زیاده برآں می رود که ایں همه عمائد دین تعامل وتداول به آں دارند خاصةً استعمال واشتغالِ اکابرِ حرمین شریفین زاد هما الله تعظیمًا وتکریمًا که اُسْطُقُسَّاتِ شرع محمدی و آخشیجانِ دینِ مصطفوی عبارت اند از یشانسب همچو وجود مکه ومدینه منوره جهار مشهور ومتواتر است که انکارش در حکمِ انکارِ خبرِ متواتر است پس در عملے که اصلش در قرونِ ثلاثه یافته شود وسوادِ اعظمِ محدثین و فقهاء وصوفیه و متکلمیں بحسن قبول پیش آمده عامل بآں باشند وآں را موجبِ ثوابِ عظیم واجرِ فخیم انگارند انکارِ شرزمۂ قلیله از منکرین ساقط از پایۂ اعتبار ست ومغلطه که راه منکرین زده عدم تدبر در معنیٔ بدعت و اقسام آں است چه اینها مطلق بدعت را محصور در سیئه دانسته حدیث کل بدعة ضلالة وامثالِ آں را غیر مخصوص انکارند واصلِ هر بدعتِ سیئه شمارند وحال آنکه مطلق بدعت سیئه نیست ونه بدعتِ ضلاله بلکه بدعتِ حسنه که موجبِ اجر وثواب است هم از اقسامِ بدعتِ شرعی است ولهٰذا اربابِ تحقیق بدعت رامنقسم باقسامِ خمسیه نموده احکام خمسه از وجوب وندب واباحت وکراهت وحرمت دراں جاری فرموده اند

ترجمہ} حضرت علامہ مولانا مولوی محمد سلامۃ اللہ (اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرمائے!) نے "اشباع الکلام فی اثبات المولد والقیام،، میں فرمایا:

اس عمل خیر کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ ربیع الاول کے مہینہ میں یا کسی دوسرے مہینہ میں مسلمان علماء، فضلاء، صلحاء، فقراء اور اغنیاء کسی مسلمان کی دعوت پر کسی ایک جگہ اکٹھے ہو جاتے ہیں اور خواص وعوام اہل اسلام بھی بہ اذنِ عام ایک جگہ جمع ہو کر محفل کرتے ہیں، اس محفل میں کوئی ان آیاتِ قرآنی کی تلاوت کرتا ہے جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کے فضائل وکمالات پر مشتمل ہوتی ہیں، اور کچھ احادیث بھی جن میں معجزات وحالاتِ ولادت با کرامت وباسعادت اور سید البشر، افضل البشر صلی اللہ علیہ وسلم

کا حلیہ مبارک اور آپ ﷺ کے دودھ پینے کا بیان ہوتا ہے، اور جب یہ بیان محفل انتہاء کو پہنچتی ہے تو حاضرین میں سے حفاظ کچھ قرآن پاک سے کچھ آیات کی تلاوت کرنے کا شرف حاصل کرتے ہیں، اور اس فاتحہ خوانی پر یہ ذکرِ خیر مکمل ہوتا ہے، پھر اس کے بعد جو محفل منعقد کرنے والے کو بہ آسانی میسر ہوتا ہے، کھانا اور مٹھائی میں سے، وہ حاضرین میں تقسیم کر دیا جاتا ہے، پھر اس مجمع کے تمام افراد اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں، مختصر یہ کہ ان محافل میں یہ سب کچھ ہوتا ہے: مومنین کا اجتماع، قراءت آیاتِ قرآنیہ اور ان کے معانی کا بیان، احادیثِ صحیحہ کا ذکر، درود شریف، علماء، صلحاء، اہل دین اغنیاء، اور غرباء کو کھانا کھلانا، اور فقیروں مسکینوں کو صدقات وخیرات دینا، اور اس سب سے مقصود، اکمل وافضلِ کائنات وموجودات ﷺ کے وجودِ باجود کی نعمت پر شکرِ خدا بجالانے میں کوشش کرنا ہے۔

جسے مومن اچھا جانیں وہ اللہ کے ہاں بھی اچھا ہے

اور یہ عملِ خیر اس تعین وتخصیص کے ساتھ اگرچہ قرونِ ثلاثہ میں معمول، اور ان متبرک زمانوں سے منقول نہیں، لیکن چونکہ اس کی اصل ان برکت والے زمانوں میں ثابت ومحقق ہے، لہٰذا یہ بدعتِ حسنہ میں شمار ہوتا ہے، اور مزید برکتوں کا سبب ہے، اسی وجہ سے اَطراف عالم مشرق ومغرب، شمال وجنوب میں، علماء وعرفاء سلف صالحین نے اس کو تلقی بقبول کا درجہ دیا ہے، (کسی چیز کا عمل میں ہونا علماء کے ہاں تلقی بقبول کہلاتا ہے، مطلب یہ ہے کہ اگر اس پر کوئی نص نہ بھی ہو، تو علماء کا عمل ہی اس کے لیے کافی ہے، حدیث شریف ہے: مَا رَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ ★ جسے مومن اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اچھا ہے، (مؤطا امام مالک، باب قیام شہر رمضان ☆ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، باب امامۃ المفتون والمبتدع) قاری محمد یاسین قادری شطاری ضیائی)، شرعی طور پر یہ خوبصورت اور پسندیدہ عملوں میں سے جانا اور شمار کیا جاتا ہے، اور چھ سو سال

بلکہ اس سے زیادہ اس پر گزر گئے ہیں کہ تمام عمائدِ دین اس عمل کو جاری وساری رکھے ہوئے ہیں، خاص کر حرمین شریفین (اللہ تعالیٰ ان کے شرف وعظمت کو اور بڑھائے) کے اکابر کا عمل اور اس میں مشغولیت ہے، کہ شرع محمدی کے حالات وواقعات، اور دین مصطفوی کے اربعہ عناصر میں سے ذکرِ مصطفی کی محفل کا انعقاد ہے، اسی طرح مکہ اور مدینہ کا وجود جہان میں مشہور ومتواتر ہے، جس کا انکار خبر متواتر کے انکار کے حکم میں ہے، اس لیے اس عمل میں جس کی اصل قرونِ ثلاثہ یعنی نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام اور تابعین وتبع تابعین کے زمانے میں پائی گئی ہے، اور سوادِ اعظم محدثین، فقہاء، صوفیہ اور متکلمین نے بہ حسن وخوبی قبول کیا۔ ہے، اور وہ اس پر عمل کر رہے ہیں، اور اس کو عظیم ثواب اور بہت بڑے اجر کا باعث سمجھتے ہیں، وہ امور جو غیر شرعی ہیں ان کا قلیل طور پر کوئی ارتکاب کرے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اور غلط قرار دینے والے لوگ منکرین کے راہ پڑے ہیں کہ بدعت اور اس کی اقسام کے معنی میں تدبر نہیں کرتے، اس لئے وہ لوگ مطلق بدعت کو بدعت سیئہ ہی میں بند اور مقید سمجھتے ہیں، دلیل: کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، اور اس کی مثل احادیث کو مخصوص نہیں مانتے اور ہر بدعت کو اصلاً سیئہ شمار کرتے ہیں، حالانکہ مطلق بدعت، سیئہ نہیں ہے، اور نہ بدعتِ ضلالہ ہے، بدعتِ حسنہ، جو اجر وثواب کا باعث ہے، وہ بھی بدعت کی اقسام شرعی میں سے ہی ہے۔

اقسامِ بدعت

محققین نے بدعت کو پانچ قسموں میں تقسیم کیا ہے، وہ پانچ احکام: (۱) واجب ہونا (۲) مندوب ہونا (۳) مباح ہونا (۴) مکروہ ہونا (۵) حرام ہونا، کو اس بدعت میں جاری فرماتے ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ

امام نووی علیہ الرحمۃ درشرح صحیح مسلم می نویسد: کُلُّ بِدْعَةٍ

ضلالۃ البدعۃ کل شیئ عمل علی غیر مثال سبق وفی الشرع احداث ما لم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقولہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بدعۃ ضلالۃ عامٌ مخصوص والمراد غالب البدع۔

ترجمہ} امام نووی (اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے!) شرح صحیح مسلم میں حدیث شریف (کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ) کے تحت لکھتے ہیں: بدعت ہر وہ شے ہے جو عمل میں ہو، اور اس کی اس سے پہلے کوئی مثال نہ ہو، اور شریعت میں بدعت کا مفہوم ہے: ایسے کام کو جاری کرنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زمانہ میں نہ ہوا ہو، اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ عام مخصوص ہوگا، اور مراد اکثر بدعتیں ہوں گی۔

قَالَ الْعُلَمَاءُ اَلْبِدْعَۃُ خَمْسَۃُ اَقْسَامٍ وَاجِبَۃٌ وَمَنْدُوْبَۃٌ وَمُحَرَّمَۃٌ وَمَکْرُوْھَۃٌ وَمُبَاحَۃٌ۔ فَمِنَ الْوَاجِبِ نَظْمُ اَدِلَّۃِ الْمُتَکَلِّمِیْنَ لِلرَّدِّ عَلَی الْمُلَاحِدَۃِ وَالْمُبْتَدِعِیْنَ وَشِبْہُ ذٰلِکَ۔

وَمِنَ الْمَنْدُوْبَۃِ تَصْنِیْفُ کُتُبِ الْعِلْمِ وَبِنَاءُ الْمَدَارِسِ وَالرَّبْطِ وَغَیْرِ ذٰلِکَ۔

وَمِنَ الْمُبَاحِ التَّبَسُّطُ فِیْ اَلْوَانِ الْاَطْعِمَۃِ وَغَیْرِ ذٰلِکَ۔

وَالْحَرَامُ وَالْمَکْرُوْہُ ظَاھِرَانِ وَقَدْ اَوْضَحْنَا الْمَسْئَلَۃَ بِاَمْثِلَتِھَا الْمَبْسُوْطَۃِ فِیْ تَھْذِیْبِ الْاَسْمَاءِ وَاللُّغَاتِ فَاِذَا عَرَفْتَ مَا ذَکَرْتُہٗ عَلِمْتَ اَنَّ الْحَدِیْثَ عَامٌّ مَخْصُوْصٌ وَکَذَا مَا اَشْبَہَ مِنَ الْاَحَادِیْثِ الْوَارِدَۃِ وَیُؤَیِّدُ مَا قُلْنَاہُ قَوْلُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فِی التَّرَاوِیْحِ نِعْمَتِ الْبِدْعَۃُ وَلَا یَمْنَعُ مِنْ کَوْنِ الْحَدِیْثِ عَامًّا مَخْصُوْصًا قَوْلُ کُلُّ بِدْعَۃٍ مُؤَکَّدٌ بِکُلٍّ بَلْ یَدْخُلُہُ التَّخْصِیْصُ مَعَ ذٰلِکَ کَقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی تُدَمِّرُ کُلَّ شَیْئٍ انتھی★

ترجمہ} علماء نے کہا: بدعت کی پانچ قسمیں ہیں: (۱) واجب (۲) مندوب (۳) حرام (۴) مکروہ (۵) مباح۔

واجب کی مثال، جیسے: متکلمین کا دلیلوں کو منظم کرنا، تا کہ بے دینوں اور بدعتی لوگوں کا رد کیا جا سکے۔

اور مندوب کی مثال، جیسے: علم کی کتابیں لکھنا، مدرسے بنانا، اور ربط، وغیرہ

اور مباح کی مثال، جیسے: رنگا رنگ کھانوں میں کشادگی اختیار کرنا وغیرہ

حرام اور مکروہ دونوں ظاہر ہیں، اور ہم نے اس مسئلہ کو تفصیلی مثالوں کے ساتھ "تہذیب الاسماء واللغات" میں واضح کر دیا ہے، پس جب تو وہ پہچان گیا جو میں نے ذکر کیا ہے، تجھے معلوم ہو گیا کہ حدیث عام مخصوص ہے، اور اسی طرح دیگر جو احادیث اس کے مشابہ ہیں، ان کا بھی یہی حکم ہے، ہماری تحقیق کی تائید سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تراویح کے بارے یہ قول ہے: نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ (کیا ہی اچھی بدعت ہے!) اور کل بدعۃ حدیث کو عام مخصوص ہونے سے کلیۃً نہیں روکتا، بلکہ اس کے ساتھ اس میں تخصیص داخل ہو جاتی ہے: جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ، وہ (ہوا) ہر شے کو ہلاک کر دے گی۔

اگر بنظرِ انصاف ملاحظہ رود ایں بیانِ متانت ترجمان برای اثباتِ مدعاو ابطالِ دعوئ منکرینِ عملِ خیر ومثبتین عموم کل بدعة ضلالة بسند است که بتصریحِ امام ممدوح ثابت شد که حدیث مذکور و مانندِ آں مخصوص ست و تمسک بلفظ کلّ بنا بر اثباتِ غیرِ مخصوص ست اِیں عام که منشاء غلط قائلین عموم ایں حدیث ست نیز باطل شد که باوجود لفظ کل عام قبول تخصیص می کند چنانچه در کریمه تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ (۲۶/احقاف) موجود ست پس لفظ کل که در حدیث مذکور است مانع از قبولِ تخصیص نمی تواند شد ونیز ثابت شد که بدعتِ شرعی منقسم باقسامِ خمسه است که وجوب وندب هم از اقسامِ آنست زیراکه تحقیقِ ایں اقسامِ خمسه در بدعتِ شرعی ست نه لغوی ونیز بمعرضِ ثبوت رسید که حضرت عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه که بر تراویح اطلاقِ بدعت فرموده اند ومراد ازاں بدعتِ شرعی ست که آں اِلتزامِ تراویح است پس کسانیکه ایں بدعت را محمول بر بدعتِ لغوی نموده اند از راهِ صواب دور تر افتاده اند چه بملاحظهٔ بیان معنی بدعت لغوی که سابق گزشت ایں حمل بر غیر محل ست فتدبر۔

ونیز مقترح شد که اطلاقِ بدعت شرعی در امرے که حادث بعد قرونِ ثلثه گردد منحصر نیست بلکه در قرونِ مذکوره نیز اطلاقِ بدعت هر امرِ مستحدث

دینی کردہ اند پس ازیں جا چوں آفتابِ نیمروز تابان و درخشان ست کہ بدعت محصور در سیئہ واصل ہر بدعت سیئہ نیست۔

شیخ ابن حجر ھیتمی در شرح اربعین امام نووی ذیل حدیث خامس در تقسیم بدعت نوشتہ قدرے ازاں بہ معرضِ نقل می آید۔

ترجمہ} اگر بہ نظر انصاف دیکھا جائے تو یہ سنجیدہ بیان، مدعٰی کو ثابت کرنے اور عمل خیر کے منکروں کے دعوی کو باطل کرنے کے لیے، اور کل بدعۃ ضلالۃ کے عموم کو ثابت کرنے والوں کے لیے سند ہے اور کافی ہے۔

کیونکہ امام ممدوح کی تصریح سے ثابت ہو چکا کہ حدیث مذکور اور اس جیسی دیگر احادیث مخصوص ہیں، اور لفظ کل سے دلیل پکڑنا، غیر مخصوص کو ثابت کرنے پر بنا رکھنا ہے، یہ عام ہے، کیونکہ اس حدیث کے عموم کے قائلین کا غلط منشاء بھی باطل ہوا کہ لفظ کل کے باوجود عام تخصیص کو قبول نہیں کرتا، جیسا کہ آیتِ کریمہ میں ہے: تُدَمِّرُ كُلَّ شَيۡءٍ ۔ لٰہذا لفظ کل جو حدیث میں مذکور ہے، تخصیص کو قبول کرنے سے مانع نہیں ہوسکتا۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ شرعاً بدعت کی پانچ قسمیں ہیں، اور وجوب وندب بھی اس کی اقسام میں سے ہیں۔

اس لیے کہ بدعت کی ان پانچ قسموں کی تحقیق شرعی ہے، لغوی نہیں، نیز یہ بات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح پر بدعت کا لفظ جو استعمال فرمایا، اس سے مراد بدعتِ شرعی ہے اور وہ تراویح کا التزام ہے، پس جو لوگ اس بدعت کو بدعتِ لغوی ظاہر کرتے ہیں، وہ درست راہ سے دور تر جا گرے ہیں۔ بدعت کے لغوی معنی کو، جو پہلے گزر چکا، ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ معنی برمحل نہیں ہے۔ تو غور وفکر کر۔

نیز یہ بات صحیح طور پر واضح ہو چکی کہ بدعتِ شرعی کا اطلاق اس کام میں جو تین زمانوں کے بعد ظاہر ہو، منحصر نہیں ہے، بلکہ مذکورہ زمانوں میں بھی بدعت کا اطلاق ہر نئے

ہونے والے دینی کام پر ہوتا ہے، لہٰذا دوپہر کے سورج کی طرح یہ بات واضح روشن ہوگئی کہ بدعت سیئہ ہی پر محصور نہیں، اور نہ ہی اصلاً ہر بدعت سیئہ ہے۔

شیخ ابن حجر ہیتمی نے امام نووی کی کتاب ''اربعین نووی،، کی شرح میں پانچویں حدیث کے تحت بدعت کی تقسیم میں لکھا ہے، اس سے کچھ نقل کیا جاتا ہے:

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ

قال الشافعی رحمہ اللّٰہ تعالی ما احدث و خالف کتابا او سنة او اجماعا او اثرا فھو البدعة الضلالة و ما احدث من الخیر ولم یخالف شیئا من ذلک فھو البدعة المحمودة والحاصل ان البدعة الحسنة متفق علی ندبھا وھی ما وافق شیئًا مما مرولم یلزم من فعلہ محذور شرعی ومنھا ماھو فرض کفایة کتصنیف العلوم ونحوھا مما مر قال الامام ابو شامہ شیخ المصنفة رحمة اللّٰہ علیہ ومن احسن ما ابتدع فی زماننا ما یفعل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولودہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ و سلم من الصدقات و اظھار النعمة و السرور فان ذلک مع ما فیہ من الاحسان الی الفقراء مشعر بمحبة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم و تعظیمہ و جلالہ فی قلب فاعلہ ذلک و شکر اللّٰہ تعالیٰ علی ما من بہ من ایجاد رسولہ الذی ارسلہ للعالمین رحمة صلی اللّٰہ علیہ سلم وان البدعة السیئة وھی ما خالف شیئا من ذلک صریحا او التزاما قد تنتھی الی ما یوجب التحریم تارة والکراھة اخری انتھی بقدر الحاجة ونیز شارح مذکور شرح حدیث بست وھشتم نوشتہ:

والحاصل ان البدعة منقسمة الی الاحکام الخمسة فمن البدعة الواجبة علی الکفایة للاشتغال بالعلوم العربیة للتوقف علیھا فھم الکتاب والسنة کالصرف والنحو والمعانی والبیان واللغة۔

ومن البدع المحرمة مذاھب سائر اھل البدع انتھی ما اردنا ایرادہ.

ترجمہ} امامِ شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو بھی نئی چیز ظاہر ہو اور کتاب یا سنت یا اجماع یا اثر کے خلاف ہو، وہ بدعتِ ضلالت ہے، اور جو خیر کی نئی چیز ظاہر ہو، اور وہ ان میں سے کسی چیز کے مخالف نہ ہو، تو وہ بدعتِ محمودہ ہے، حاصل یہ کہ بدعتِ حسنہ کے مستحب

ہونے پر اتفاق ہے، اور یہ بدعت وہ ہے جو مذکورہ اشیاء میں سے کسی کے موافق ہو اور اس کے کرنے سے کوئی شرعی ممنوع بات کا ارتکاب لازم نہ آئے۔ ایک بدعت وہ بھی ہے جسے فرضِ کفایہ کہا جاتا ہے، جیسے علوم کی تصنیف و تالیف وغیرہ، جس کا بیان گزر چکا ہے۔ امام ابوشامہ شیخ المصنفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: اور کیا ہی اچھی چیز ہے! جو ہمارے زمانے میں نئی آئی ہے، جسے ہر سال کیا جاتا ہے، نبی کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کے دن میں، یعنی صدقات وخیرات کی تقسیم، نعمت وخوشی کا اظہار، کہ بلاشک فقیروں محتاجوں پر احسان کرنے کے ساتھ ساتھ، جو کچھ بھی اس میں ہے، یہ محافل خبر دیتی ہیں کہ یہ محفل کرانے والے کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور آپ کی تعظیم وتکریم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا بھی ہے، اِس پر کہ اُس نے اپنے اُس رسول کو بھیج کر اِحسان فرمایا جسے اُس نے سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور بدعتِ سیئہ وہ ہے جو ان (کتاب وسنت واجماع واثر) میں سے کسی شے کے مخالف ہو، خواہ صراحتاً مخالف ہو یا التزاماً، یہ کبھی حرام ہوتی ہے، کبھی مکروہ۔ بقدرِ حاجت میں نے لکھ کر بس کیا، نیز شارح مذکور نے اٹھائیس نمبر حدیث کی شرح میں لکھا ہے:

اور حاصل یہ ہے کہ بدعت پانچ احکام کی طرف منقسم ہے، ایک بدعت واجبہ کفایہ ہے، یعنی علومِ عربیہ میں مشغولیت، کیوں کہ عربی علوم کے سمجھنے پر ہی کتاب وسنت کا سمجھنا موقوف ہے، جیسے: صرف، نحو، معانی، بیان اور لغت وغیرہ۔

اور بدعتِ حرام کے تحت تمام اہل بدعت کے مذاہب آتے ہیں۔

یہاں تک وہ بات پوری ہوگئی جو ہم کہنا چاہتے تھے۔

ازین عبارت با بشارت نیز تقسیم بدعت حسنہ وسئیہ پیدا و ہویدا است۔ معہذا اقتراح بودن عمل مولود شریف از بدعت حسنہ مطابق بیان مقصود بہ عنوانی منقول از شیخ الشیوخ امام ابو شامہ است کہ محتاج تشریح و تفصیل نیست انتہی باختصار والتقاط وایضًا

قال العلامۃ الموصوف علیہ رحمۃ اللہ الرءوف

بعد نقل العبارات المنقولۃ عن العلماء والاعلام حیث قال وفذلکۂ کلام دریں مقام کہ مستفاد از عباراتِ منقولۂ علمائِ اعلام ست اینکہ عمل مولد شریف و تعینِ ماہ و روز برائے آں بلا ارتیاب از اُمورِ مستحبہ و مستحسنہ و بدعاتِ حسنہ و موجبِ اجرِ جزیل و خیرِ نبیل ست پس دریں شک نیست کہ شہر ربیع الاول و ھمچناں روزِ دو شنبہ بسببِ شرفِ ولادتِ باسعادتِ آنحضرت علیہ الصلوۃ والتحیۃ واجب التعظیم و لائقِ احترام و تکریم ست کہ تشریف و تکریمِ ظرفِ مکان و زمان بہ تشریف و تکریمِ مظروف است و لھذا تعینِ روزِ دو شنبہ کہ ثابت بقول و فعلِ حضرت ﷺ است اصل یوم برائے تعیین عمل مولد شریف و برائے صوم عاشوراء و اعادۂ عقیقہ قرار دادہ اند اگر زیادہ تر از ایں ھمہ کہ بمعرض بیان آمد سند عمل مولد شریف مطلوب ست باید شنید و تائید سماوی را بدیدۂ حق بین باید دید کہ مولانا شیخ ابو الخطاب علیہ الرحمۃ کہ قرعۂ ابتدائے تالیف رسالۂ میلاد شریف بنام نامی ھمیں علامہ افتادہ در رسالہ خودش کہ مسمی تنویر است می نویسند:

ترجمہ} اس خوشخبری والی عبارت سے بھی بدعت کی تقسیم ظاہر و باہر ہے، علاوہ ازیں میلاد پاک کی محفل کا بدعتِ حسنہ ہونا، شیخ الشیوخ اما ابو شامہ سے منقول عبارت کے عین مطابق ہے، جو محتاجِ تشریح و تفصیل نہیں ہے۔ (انتھی باختصار والتقاط)

نیز، علامہ موصوف (آپ پر اللہ تعالیٰ رءوف کی رحمت ہو!) نے، علماء اَعلام سے منقول عبارات کو نقل کرنے کے بعد، فرمایا:

خلاصۂ کلام، اس مقام میں جو ان علماءِ اعلام سے منقول عبارات سے حاصل ہو رہا ہے، یہ ہے کہ میلاد شریف کا عمل اور اس کے لیے مہینہ و دن کا تعین بے شک مستحب اور پسندیدہ کاموں اور بدعاتِ حسنہ میں سے ہے، اور اجرِ عظیم کا سبب اور بے پایاں بھلائی کا موجب ہے، کیوں کہ اس میں شک نہیں ہے کہ ربیع الاول کا مہینہ اور اسی طرح پیر کا دن آں حضرت ﷺ کی ولادتِ باسعادت کے سبب واجب التعظیم اور لائق صد احترام

وتکریم ہے، اس لیے کہ ظرف کی تکریم وتشریف مظروف کی تکریم وتشریف کی وجہ سے ہے، لہٰذا پیر کے دن کا تعین جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول و فعل سے ثابت ہے، علماء نے اسے میلاد شریف کے دن کی تعیین، صومِ عاشوراء اور عقیقہ کے اعادہ کے لیے اصل (بنیادی دلیل) قرار دیا ہے۔

اگر، جو کچھ بیان ہوا اس سے زیادہ میلاد شریف کی سند مطلوب ہو، تو سننا چاہئے، اور تائید آسمانی کو دیدۂ حق بین سے دیکھنا چاہئے کہ مولانا شیخ ابو الخطاب رحمہ اللہ تعالیٰ، جب میلاد شریف کے رسالہ کی تالیف کرنے لگے، تو انھیں علامہ کے نام نامی پر قرعہ آیا، آپ اپنے رسالہ میں خود لکھتے ہیں، جس کا نام تنویر ہے۔

حدیث شریف 193

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے گھر میں محفل میلاد کرتے تھے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّهٗ كَانَ يُحَدِّثُ ذَاتَ يَوْمٍ فِیْ بَيْتِهٖ وَقَائِعَ وِلَادَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لِقَوْمٍ فَيَسْتَبْشِرُوْنَ وَيَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِذَا جَآءَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ حَلَّتْ لَكُمْ شَفَاعَتِیْ.

ترجمہ} سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ایک دن اپنے گھر میں ولادتِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے واقعات لوگوں سے بیان کر رہے تھے، تو لوگ خوش ہو رہے تھے، اور اللہ تعالیٰ کی حمد کر رہے تھے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھ رہے تھے، کہ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، فرمایا: تمہارے لیے میری شفاعت حلال (یعنی ثابت) ہوگئی۔

حدیث شریف 194 میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ سیدنا عامر انصاری رضی اللہ عنہ

ونیز دراں رسالہ از ابو درداء رضی اللہ تعالی عنه مروی است:

مَرَّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِلٰى بَيْتِ عَامِرٍ الْاَنْصَارِيِّ وَكَانَ يُعَلِّمُ وَقَائِعَ وِلَادَتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِاَبْنَائِهٖ وَ عَشِيْرَتِهٖ وَ يَقُوْلُ هٰذَا الْيَوْمُ هٰذَا الْيَوْمُ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ اِنَّ اللهَ فَتَحَ لَكَ اَبْوَابَ الرَّحْمَةِ وَ مَلَائِكَتُهٗ كُلُّهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ لَكَ مَنْ فَعَلَ فِعْلَكَ نُجِّي نَجَاتَكَ

انتھی بحروفہ۔

ترجمہ} اور اسی رسالہ میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ حضرت عامر انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف سے گزرے اور عامر انصاری آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کے واقعات اپنے بیٹوں اور رشتہ داروں کو سنا رہے تھے، اور آپ کہہ رہے تھے: یہ ہی دن تھا یہ ہی دن تھا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے رحمت کے دروازے کھول دیئے اور فرشتے سارے تیرے لیے بخشش کی دعا کرتے ہیں، جس نے تیرے جیسا کام کیا وہ تیری طرح نجات پا جائے گا۔

اکنوں در منطوق صدق وثوق این ہر دو روایت بابشارت ملاحظہ رود کہ ببانگ بلند وندای ارجمند منادی باصل اصیل برائ بیان مولد نبیل در قرنی ست کہ مصداق خیر القرون قرنی بودہ است وفعلیکہ مستوجب حلت شفاعت آنحضرت علیہ الصلاۃ والتحیۃ وفتح ابواب رحمت واستغفار تمام ملائکہ ونجات از عذاب دنیا وآخرت برائے فاعل خودش باشد چہ جای اباحت واستجاب اگربوجوبش قائل شوندوآنراواجب شمارند چنانچہ بعضے از اکابر علماء بآن تصریح کردہ اندالبتہ قابل قبول علماء وفحول فضلاء ست انتہی بحروفہ۔

ترجمہ} اب جو بیان ہو رہا ہے، اس میں یقین کی سچائی میں، یہ دونوں روایتیں ملاحظہ ہو چکیں، کہ بلند آواز سے اور نصیب والی نداء کے منادی نے اصل دلیل کے ساتھ اس زمانہ

میں بیان کر دیا ہے جسے خیر القرون قرنی کہا جاتا ہے، اور جو فعل اپنے کرنے والے کے لیے شفاعتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلال وجائز وثابت ہونے، رحمت کے دروازے کھلنے، تمام ملائکہ کی بخشش کی دعا اور دنیا وآخرت کے عذاب سے نجات کا سبب ہو، کیا وجہ ہے کہ اس کے مباح اور پسندیدہ ہونے سے اس کے واجب ہونے کا قول کیا جائے، اور اسے واجب شمار کریں، جیسا کہ بعض اکابر علماء سے اس کی تصریح بھی موجود ہے، البتہ علماء کے قبول کے لائق فضلاء کا پسندیدہ ہے۔

وقال فی الھامش: ذکر فضائل ومعجزاتِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خصوصا در وقتِ ظھورِ فساد و ضعفِ اعتقاد و اشاعت کفرہ مطاعن آن سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم والقائے شبھات وشکوک در اذھان عوام الحاق آن بسائر واجبات علی الکفایہ اقرب بروایت ودرایت می نماید...اھ

وایضًا قال العلامۃ الموصوف علیہ رحمۃ اللہ الرءوف اگر مسلمانان حال اعلائے دین را سیّما دریں جورِ زمان کہ بھر کوچہ وھر زن نشر فضائل پیغمبر خود برائی ترویج دین و ترغیب مردم می کنند بدیدہ حمیت اسلامی ملاحظہ نمایند انعقاد مجلس مولود شریف کہ موجب نشر فضائل ومعجزات سرور کائنات علیہ الصلاۃ والتحیات است درماہ ربیع الاول بلکہ در ھر ماہ بر ذمہ خود ھا لازم وواجب دانند۔ انتھی بحروفہ۔

ترجمہ} صاحبِ حاشیہ کہتے ہیں: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل ومعجزات کا ذکر خصوصاً ایسے وقت میں کرنا جب کہ فسادِ عقیدہ اور اس کی کمزوری کا ظہور ہو، اور کافر حضور علیہ الصلوٰۃ وسلم پر طعن کریں اور پھر اسے نشر کرتے ہوں، اور عوام کے ذہنوں میں شکوک وشبہات ڈالتے ہوں، اور اسے باقی واجباتِ کفایہ کے ساتھ ملانا، روایت ودرایت کے زیادہ قریب نظر آتا ہے۔

نیز علامہ موصوف نے (آپ پر اللہ تعالیٰ رءوف ورحیم کی رحمت ہو!) فرمایا: اگر مسلمان، دُشمنانِ دین کا حال، خصوصاً آج کے دور میں، کہ ہر گلی وکوچہ میں وہ

لوگ اپنے پیغمبر کے فضائل، اپنے دین کی ترویج اور لوگوں کی ترغیب کے لیے نشر کرتے ہیں ،(اگر مسلمان اسے) اسلامی حمیت کے ساتھ دیکھیں تو یہ محفل میلاد شریف جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و معجزات کے نشر کا سبب ہے، ماہِ ربیع الاول میں یا ہر ماہ میں اپنے ذمہ لازم و واجب جانیں۔

(منکروں کی تو بات ہی چھوڑیں، ان کا تو حال یہ ہے کہ۔

ذکر روکے، فضل کاٹے، نقص کا جویاں رہے

پھر کہے مردک کہ ہوں اُمت رسول اللہ کی)

ایک مسئلہ زائد فائدہ کے لیے

کاتب الحروف عفی عنہ درینجا یک مسئلہ برائ ازدیاد فائدہ می نویسد:

فی الفتاوی العالمکیریۃ فی جلد اوّل فی الباب الحادی والعشرون فی الجنائز فی فصل الثالث فی التکفین نقلا عن الایضاح اذا کان مع الجنازة نائحة او صائحة زجرت فان لم تنزجر فلا باس بان مشی معها لان اتباع الجنازة سنة فلا یترکه لبدعة من غیره انتهی وفی الدر المختار وتزجر النائحة ولا یترک اتباعها لا جلها اھ۔

ترجمہ} کاتب الحروف عفی عنہ اس جگہ ایک مسئلہ فائدہ کو زیادہ کرنے کے لئے لکھتا ہے:

فتاوی عالم گیری، جلد اول، باب اکیس جنائز کے بیان میں، تیسری فصل کفن دینے کے بیان میں، ایضاح سے نقل کرتے ہوئے ہے، کہ جب جنازہ کے ساتھ نوحہ کرنے والی یا چیخنے والی ہو تو اسے جھڑکا جائے گا، اور اگر وہ جھڑک کو قبول نہ کرے تو جنازہ کے ساتھ چلنے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ جنازہ کی اتباع سنت ہے، اور سنت کسی بدعت کی وجہ سے نہیں چھوڑی جاتی۔ درمختار میں ہے: نوحہ والی کو ڈانٹ پلائی جائے اور اس کی وجہ سے

جنازہ کے ساتھ چلنا نہ چھوڑا جائے۔

علامہ طحطاوی کا درمختار پر حاشیہ

وفی حاشیة العلامة الطحطاوی علی الدر المختار:

وقوله ولا یترک اتباعها لاجلها لان السنة لاتترک بما اقترن بها من البدعة وترد الولیمة حیث یترک حضورها بوجود بدعة فیها لوجود الفارق انهم لو ترکو المشی مع الجنازة لزم عدم انتظامها ولا کذالک الولیمة لوجود من یاکل الطعام ابو السعود ملخصا انتهت بحروفها فافهم واللّٰہ سبحانه تعالیٰ اعلم

وایضا قال: العلامة الموصوف علیه رحمة اللّٰه الرءوف باقی ماند کلام درینکه باوجودیکه اصل اصیلی برای این فعل حسن در قرن اوّل پیدا باشد پس اطلاق بدعت اگرچه بدعت حسنه گویند که از اسلافِ کرام وعلماءِ همام برین فعل منقول است بکدام محمل می نشیند جوابش باید شنید وبنظر انصاف باید دید که این اطلاق باطلاق بدعتِ حسنه بر سنت تراویح است که جناب خلیفه ثانی رضی اللّٰه تعالی عنه نعمة البدعة التراویح اشاره فرموده اند و رین شک نیست که وجود تراویح بقول وفعل آنحضرت صلی اللّٰه علیه وآله وسلم ثابت ومتحقق است پس چنانچه نظر بالتزام واجتماع واستدامتِ آں در تمام ماهِ رمضان بمعین فعل مسنون اطلاق بدعتِ حسنه فرموده اند همچناں نظر بالتزام واجتماع واستدامت آں در تمام ماه ربیع الاول بلکه در تمام سال اکابر علماء سلف اطلاق بدعتِ حسنه برین سنت تقرری نموده اند انتهی بحروفه★ (واللّٰہ سبحانه وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم)

ترجمہ} علامہ طحطاوی کے درمختار پر حاشیہ میں ہے:

مصنف کا کہنا: اس بدعت کی وجہ سے اتباع جنازہ نہ چھوڑی جائے گی، اس لیے ہے کہ سنت کے ساتھ مل جانے والی بدعت کی وجہ سے سنت نہ چھوڑی جائے گی، تاہم ولیمہ کو رد کر دیا جائے گا، اس وجہ سے کہ اس میں حاضری کو چھوڑا جا سکتا ہے جب کہ اس میں

کوئی بدعت ہو، اس لیے کہ دونوں میں فرق کرنے والی چیز موجود ہے، کہ جب وہ جنازہ کے ساتھ چلنے کو چھوڑ دیں گے تو انتظام کا نہ ہونا لازم آئے گا، لیکن ولیمہ اس طرح نہیں ہے، کیوں کہ کچھ لوگ کھانے والے وہاں ضرور موجود ہوں گے۔

نیز علامہ موصوف علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

باقی رہی یہ بات کہ جب اس فعل حسن کی اصلِ اصیل قرنِ اول میں موجود ہے، تو پھر اسے بدعت کہنا، خواہ بدعتِ حسنہ ہی کہیں، جیسا کہ اسلاف کرام وعلماءِ ہمام سے منقول ہے، کیسے درست ہو سکتا ہے؟

تو اس کا جواب سننا چاہیے اور بہ نظر انصاف دیکھنا چاہیے کہ یہ ایسے ہی ہے جیسے سنتِ تراویح کو بدعتِ حسنہ کہا گیا ہے، کہ جنابِ خلیفۂ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نعمت البدعۃ سے تراویح کی طرف اشارہ فرمایا، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تراویح کا وجود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول وفعل سے ثابت ومتحقق ہے، پس جیسے اس کا التزام کرنے، اجتماع کرنے اور پورے ماہِ رمضان میں ہیشگی کرنے پر نظر کرتے ہوئے، معین فعل مسنون پر بدعتِ حسنہ کا اطلاق فرماتے ہیں، اسی طرح اس فعل میلاد کے التزام، اجتماع اور پورے ماہِ ربیع الاول بلکہ پورے سال میں ہیشگی کی طرف نظر کرتے ہوئے اکابر علماءِ سلف اِس سنتِ تقریری کو بدعتِ حسنہ کہتے ہیں۔ (اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اس کا علم کامل واکمل ہے۔)

فصل نمبر ۲} علماءِ کرام وفقہاءِ عظام کے فیصلے

ہر سال ولادت کے دن جشن میلاد شریف منانے کا حکم جب کہ وہ مکروہاتِ شرعیہ سے خالی ہو

علامہ مولانا جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ

اَفَادَ: مَوْلَانَا الْعَلَّامَةُ جَلَالُ الدِّيْنِ السَّيُوْطِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي رِسَالَتِهٖ بَعْدَ نَقْلِ السُّؤَالِ عَنْ مَوْلِدِ النَّبِيِّ فِيْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ مَا حُكْمُهٗ مِنْ حَيْثُ الشَّرْعِ؟

علامہ مولانا جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ میں ربیع الاول میں نبی کریم ﷺ کے میلاد شریف کے متعلق سوال (ماہ ربیع الاول میں میلاد شریف منانے کا شرعی حکم کیا ہے؟) نقل کرنے کے بعد فرمایا:

اَلْجَوَابُ: اِنَّ اَصْلَ الْمَوْلِدِ هُوَ اجْتِمَاعُ النَّاسِ وَقِرَاءَةُ مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ وَ رِوَايَةُ الْاَخْبَارِ الْوَارِدَةِ فِيْ مَبْدَئِ اَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا وَقَعَ فِيْ مَوْلِدِهٖ مِنَ الْاٰيَاتِ ثُمَّ يُمَدُّ لَهُمْ سِمَاطٌ يَاْكُلُوْنَهٗ وَيَنْصَرِفُوْنَ مِنْ غَيْرِ زِيَادَةٍ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الْبِدَعِ الْحَسَنَةِ الَّتِيْ يُثَابُ عَلَيْهَا صَاحِبُهَا لِمَا فِيْهِ مِنْ تَعْظِيْمِ قَدْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اِظْهَارُ الْفَرَحِ وَالْاِسْتِبْشَارِ بِمَوْلِدِهِ الشَّرِيْفِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ... اھ

جواب: میلاد شریف دراصل لوگوں کا اجتماع ہے قرآن پاک کی تلاوت ہے، نبی کریم ﷺ کے ابتدائے معاملہ میں جو احادیث وارد ہوئیں اُن کی روایت کرنا ہے، اور آپ ﷺ کے میلاد شریف پر جو نشانیاں اور واقعات رونما ہوئے ان کو بیان کرنا ہے، پھر لوگوں کے لیے دسترخوان بچھایا جاتا ہے، لوگ کھاتے ہیں اور پھر اس پر کوئی زائد عمل لیے بغیر پلٹ جاتے ہیں، یہ عمل مولد شریف اُن بدعتوں میں سے ہے جنھیں حسن کہا جاتا ہے، اوران کے اپنانے والے کو ثواب دیا جاتا ہے، کیوں کہ اس میں نبی کریم ﷺ کی تعظیم ہے، اور آپ ﷺ کے میلاد شریف پر فرحت و مسرت کا اظہار کرنا ہے۔

علامہ محمد بن یوسف شامی کی مشہور کتاب ”سیرتِ شامیہ“

وَفِيْ سَبِيْلِ الْهُدٰى وَالرَّشَادِ فِيْ سِيْرَةِ خَيْرِ الْعِبَادِ الْمَشْهُوْرِ بِالسِّيْرَةِ الشَّامِيَّةِ لِلْعَلَّامَةِ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ الشَّامِيِّ قَالَ اَبُو الْخَيْرِ السَّخَاوِيُّ فِيْ فَتَاوَاهُ عَمَلُ الْمَوْلِدِ الشَّرِيْفِ لَمْ يُنْقَلْ عَنْ اَحَدٍ مِنَ السَّلَفِ الصَّالِحِ فِي الْقُرُوْنِ الثَّلٰثَةِ الْفَاضِلَةِ وَاِنَّمَا حَدَثَ بَعْدُ ثُمَّ لَا زَالَ اَهْلُ الْاِسْلَامِ فِيْ سَائِرِ الْاَقْطَارِ وَالْمُدُنِ الْكِبَارِ يَحْتَفِلُوْنَ فِيْ شَهْرِ مَوْلِدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَعْمَلُ الْوَلَائِمَ الْبَدِيْعَةَ الْمُشْتَمِلَةَ عَلَى الْاُمُوْرِ الْبَهِيْجَةِ الرَّفِيْعَةِ وَيَتَصَدَّقُوْنَ فِيْ لَيَالِيْهِ بِاَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ وَيُظْهِرُوْنَ السُّرُوْرَ وَيَزِيْدُوْنَ فِي الْمَبَرَّاتِ وَيَعْتَنُوْنَ بِقِرَاءَةِ مَوْلِدِهِ الْكَرِيْمِ وَيَظْهَرُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَرَكَاتِهٖ فَضْلٌ عَظِيْمٌ فَقَالَ الْاِمَامُ

اَلْحَافِظُ ابُو الْخَیرِ ابْنُ الْجَزْرِیِ شَیْخُ الْقُرآنِ مِنْ خَوَاصِّہٖ اَنَّہٗ اَمَانٌ فِیْ ذٰلِکَ الْعَامِ وَبُشْرٰی عَاجِلَۃٌ بِنَیْلِ الْبُغْیَۃِ وَالْمُرَامِ★

علامہ محمد بن یوسف شامی کی مشہور کتاب ''سیرتِ شامیہ'' میں ہے: ابوالخیر سخاوی نے اپنے فتاوی میں کہا: عمل مولد شریف (مروّج) فضیلت والے تین زمانوں میں سلف صالحین میں سے کسی سے منقول نہیں ہے، بلکہ یہ ان تین زمانوں کے بعد شروع ہوا ہے۔ پھر اہل اسلام تمام اطراف و اکناف عالم میں اور بڑے بڑے شہروں میں نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کی محفلیں منانے لگے اور اب تک مناتے چلے آرہے ہیں، قسم قسم کی محفلیں کی جاتی ہیں جو خوش کن اور بلند مرتبہ کاموں پر مشتمل ہوتی ہیں، اور لوگ طرح طرح کی اشیاء صدقہ دیتے ہیں، خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور نیک کاموں میں زیادتی کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ کے میلاد شریف کو پڑھنے کا اہتمام کرتے ہیں، اس کی برکتوں سے ان پر عظیم فضل ظاہر ہوتا ہے۔ شیخ القراء، امام ابوالخیر بن جزری اس کی خاصیتیں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یہ (عمل) سال بھر کے لیے (آفتوں سے) امان کا ذریعہ ہوتا ہے، اور مطالب و مقاصد کے حصول کی پیشگی بشارت ہے۔

(قُلْتُ:) وَاَوَّلُ مَنْ اَحْدَثَ ذٰلِکَ مِنَ الْمُلُوْکِ صَاحِبُ اَرْبَلَ الْمَلِکُ الْمُظَفَّرُ اَبُوْ سَعِیْدٍ کُوْکَرِیُّ بْنُ زَیْنِ الدِّیْنِ اَحَدُ الْمُلُوْکِ الْاَمْجَادِ وَ الْکُبَرَاءِ الْاَجْوَادِ وَقَالَ الْحَافِظُ عِمَادُ الدِّیْنِ بْنُ کَثِیْرٍ فِیْ تَارِیْخِہٖ کَانَ صَاحِبُ اَرْبَلَ یَعْمَلُ الْمَوْلِدَ الشَّرِیْفَ فِیْ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ وَ یَحْتَفِلُ بِہٖ احْتِفَالًا ھَائِلًا وَقَدْ صَنَّفَ الشَّیْخُ اَبُوالْخِطَابِ بْنُ دِحْیَۃَ لَہٗ کِتَابًا فِی الْمَوْلِدِ سَمَّاہُ ''التَّنْوِیْرُ فِیْ مَوْلِدِ الشَّرِیْفِ النَّذِیْرِ''، وَجَازَاہُ بِاَلْفِ دِیْنَارٍ وَقَدْ اَثْنٰی عَلَیْہِ الْاَئِمَّۃُ مِنْھُمُ الْحَافِظُ اَبُوْ شَامَہ شَیْخُ النَّوَوِیِّ فِیْ کِتَابِہٖ ''اَلْبَاعِثُ عَلٰی اِنْکَارِ الْبِدَعِ وَ الْحَوَادِثِ'' ،وَقَالَ مِثْلُ ھٰذَا الْحُسْنِ یُنْدَبُ اِلَیْہِ وَیُشْکَرُ فَاعِلُہٗ وَیُثْنٰی عَلَیْہِ قَالَ ابْنُ الْجَزْرِیِّ وَلَمْ یَکُنْ فِیْ ذٰ

لِکَ اِلَّا اِرْغامُ الشَّیْطَانِ وَ سُرُوْرُ اَھْلِ الْاِیْمَانِ وَ قَالَ الْعَلَّامَۃُ اِبْنُ ظَفَرْبَل فِی "الدُّرَرِ الْمُنْتَظَمِ،، وَقَدْ عَمِلَ الْمُحِبُّوْنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَرَحًا بِمَوْلِدِہٖ الْوَلَائِمَ فَمِنْ ذٰلِکَ مَا عَمِلَہٗ بِالْقَاھِرَۃِ الْمُعْزَبِیَّۃِ مِنَ الْوَلَائِمِ الْکِبَارِ الشَّیْخُ اَبُو الْحَسَنِ الْمَعْرُوْفُ بِابْنِ فَضْلٍ شَیْخُ شَیْخِنَا اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ وَعَمِلَ ذٰلِکَ قَبْلَہٗ جَمَالُ الدِّیْنَ الْعَجَمِیُّ الْھَمْدَانِیُّ★

میں کہتا ہوں: سب سے پہلے جس نے اس عمل کو رائج کیا وہ بادشاہوں میں اربل والا بادشاہ ملک مظفر ابو سعید کوکری بن زین الدین ہے، جو بزرگی اور شرافت والے، بڑے جود وسخا والے حضرات میں سے ہے، اور حافظ عماد الدین بن کثیر نے اپنی تاریخ میں فرمایا: صاحبِ اربل میلاد شریف کی محفل ربیع الاول میں کیا کرتا تھا اور یہ محفل عظیم کانفرنس ہوا کرتی تھی۔ شیخ ابو الخطاب بن دحیہ نے اس بادشاہ کے لیے میلاد شریف کے بارے میں ایک کتاب تصنیف کی اور اس کا نام "التنویر فی مولد البشیر النذیر،، رکھا جس پر بادشاہ نے اُنھیں ایک ہزار دینار نذرانہ پیش کیا، اور ائمۂ کرام نے اس بادشاہ کی بڑی تعریف کی ہے، ان ائمہ میں سے ایک حافظ ابوشامہ، امام نووی کے شیخ واستاذ ہیں، جو اپنی کتاب "الباعث علی انکار البدع والحوادث،، میں فرماتے ہیں کہ یہ کام اُس سے بہت اچھا ہوا، اس پر اس کی قدر اور تعریف کی جائے گی۔

ابن جزری نے فرمایا: اس محفل کے کروانے میں شیطان کو ذلیل کرنے اور اہل ایمان کو خوش کرنے کے سوا کچھ نہیں (اور یہ دونوں چیزیں مطلوب ومقصود ہیں)۔ علامہ ابن ظفربل نے "الدرر المنتظم،، میں فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھنے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پاک کی خوشی میں بڑی بڑی دعوتیں کرتے ہیں، ان میں سے یک وہ محفل ہے جسے مغربی قاہرہ میں شیخ ابو الحسن معروف بہ ابن فضل منعقد کرتے ہیں، آپ ہمارے شیخ ابوعبد اللہ محمد بن نعمان کے استاذ وشیخ ہیں، ان سے پہلے یہ محفل کرنے

والے جمال الدین عجمی ہمدانی ہیں۔

شیخ امام علامہ ناصر الدین (ابن البطاح)

وایضا فیہ: وقال الشیخ الامام العلامۃ ناصر الدین المبارک الشھیر بابن البطاح فی فتوی بخطہ اذا انفق المنفق تلک اللیلۃ وجمع جمعا اطعمھم ما یجوز و اسمعھم ما یجوز سماعہ و دفع المستمع المشوق للاخر ملبوسا، کل ذلک سرورا بمولدہ صلی اللہ علیہ و سلم فجمیع ذلک جائز و یثاب فاعلہ اذا احسن القصد★

نیز اسی کتاب میں ہے: شیخ امام علامہ ناصر الدین، جو ابن البطاح کے نام سے مشہور ہیں، اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے فتوی میں فرماتے ہیں: جب خرچ کرنے والا اس رات خرچ کرے اور مجمع جمع کرے، انھیں جو جائز ہو کھلائے، جو سننا جائز ہو ان کو سنائے، اور شوق سے سننے والا دوسرے کو کوئی لباس دے، یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پاک کی خوشی میں ہوتا ہے، تو یہ سب جائز ہے، اس کے کرنے والے کو ثواب دیا جائے گا، جبکہ اس کا مقصود پیارا، خوبصورت اور حسین ترین ہے۔

امام شیخ جمال الدین عبد الرحمن بن عبد الملک

وقال الشیخ الامام جمال الدین عبد الرحمن بن عبد الملک: مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم مبجل مکرم قدس یوم ولادتہ وشرف وعظم و کان وجودہ سبب النجاۃ لمن تبعہ و تقلیل حظ جھنم من اعد لہ الفرح بولادتہ صلی اللہ علیہ و سلم و تمت برکاتہ علی من اھتدی بہ فشابہ ھذا الیوم یوم الجمعۃ من حیث ان یوم الجمعۃ لا تسعر فیہ جھنم ھکذا ورد عنہ صلی اللہ علیہ و سلم فمن المناسب اظھار السرور و انفاق المیسور و اجابۃ من دعاہ رب الولیمۃ للحضور★

امام شیخ جمال الدین عبدالرحمن بن عبدالملک نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا میلاد شریف معظم ومکرم ہے، آپ کی ولادت کے دن کو اللہ تعالیٰ نے پاکی عطا کی، بزرگی دی اور عظیم بنایا، اور ایسا کیوں نہ ہو کہ آپ ﷺ کا وجودِ پاک ہر اس شخص کی نجات کا سبب ہے جس نے آپ کی پیروی کی، اس کا جہنم سے کوئی تعلق نہیں جس نے آپ کے میلاد کی خوشی کی تیاری کی، اسے آپ کے میلاد کی برکتیں پورے طور پر حاصل ہوتی ہیں جو آپ سے راہنمائی لے، چناں چہ یہ دن جمعہ کے دن کے مشابہ ٹھہرا، اس حیثیت سے کہ جمعہ کے دن جہنم کو نہیں بھڑکایا جاتا، اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے، تو مناسب خوشی کا اظہار، اور جو آسانی سے میسر ہو اس کا خرچ کرنا، اور اس کا دعوت کو حاضری کے لیے قبول کرنا جسے یہ دعوتِ ولیمہ کرنے والا دعوت دے (☆اس دعوت کو ولیمہ کہا جارہا ہے کیوں کہ اس میں بھی ولیمہ سے بڑھ کر خرچ کرنے میں بے تکلفی ہوتی ہے)۔

امام علامہ ظہورالدین بن جعفر

وَ قَالَ الْاِمَامُ الْعَلَّامَةُ ظُهُوْرُ الدِّيْنِ بْنُ جَعْفَرٍ هِيَ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ اِذَا قَصَدَ فَاعِلُهَا جَمْعَ الصَّالِحِيْنَ وَ الصَّلٰوةَ وَ السَّلَامَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ اِطْعَامَ الطَّعَامِ لِلْفُقَرَاءِ وَ الْمَسَاكِيْنِ وَ هٰذَا الْقَدْرُ يُثَابُ عَلَيْهِ بِهٰذَا الشَّرْطِ فِيْ كُلِّ وَقْتٍ★

امام علامہ ظہورالدین بن جعفر نے فرمایا: یہ عمل (میلاد شریف کی خوشی منانا) بدعت حسنہ ہے، جب اس محفل کو قائم کرنے والا صالحین کو اکٹھا کرنے، نبی کریم ﷺ پر درود وسلام پڑھنے، اور فقیروں مسکینوں کو کھانا کھلانے کا قصد وارادہ کرے، اور اس قدر پر اس شرط کے ساتھ ہر وقت میں ثواب دیا جاتا ہے۔

نصیرالدین طیالسی

قَالَ الشَّيْخُ نَصِيْرُ الدِّيْنِ الطَّيَالِسِيُّ هٰذَا مِنَ السُّنَنِ وَلٰكِنْ اِذَا اَنْفَقَ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَ اَظْهَرَ السُّرُوْرَ فَرَحًا بِدُخُوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِي الْوُجُوْدِ وَ اتَّخَذَ السِّمَاعَ

اَلْخَالِیُ مِنَ الضَّعْفِ وَ الْوَضْعِ اَوْ اِنْشَادِ مَا تُثِیْرُ نَارَ الشَّهْوَةِ مِنَ الْفِسْقِیَاتِ وَ الْمُشَوِّقَاتِ لِلشَّهَوَاتِ الدُّنْیَوِیَةِ وَ اَمَّا اِنْشَادُ مَا یُشَوِّقُ اِلَی الْاٰخِرَةِ وَ یُزَهِّدُ فِی الدُّنْیَا فَهٰذَا اجْتِمَاعٌ حَسَنٌ یُثَابُ قَاصِدُ ذٰلِکَ وَ عَامِلُهٗ عَلَیْهِ اِلَّا اَنَّ سُؤَالَ النَّاسِ مَا فِیْ اَیْدِیْهِمْ بِذٰلِکَ فَقَطْ بِدُوْنِ ضَرُوْرَةٍ وَ حَاجَةٍ سُوَالٌ مَکْرُوْهٌ وَ اجْتِمَاعُ الصُّلَحَاءِ فَقَطْ لِیَاْکُلُوْا ذٰلِکَ الطَّعَامَ وَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰی وَ یُصَلُّوْنَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ یُضَاعِفُ بِالْقُرُبَاتِ الْمَثُوْبَاتِ ★

نصیر الدین طیالسی نے کہا: یہ عمل مسنون ہے، لیکن جب محفل کا انعقاد کرنے والا اس دن خرچ کرے اور نبی کریم ﷺ کی دنیا میں آمد پر خوشی، فرحت اور سرور کا اظہار کرے، اور اس سماع کو سنے جو شرعی کمزوری اور گھٹیا پن سے اور ان اشعار کے گانے سی خالی ہو جو شہوت کی آگ کو بھڑکاتے ہیں، جیسے گناہ، بے حیائیاں اور دنیوی خواہشات کا شوق دلانے والے اشعار و اقوال، البتہ ایسے اقوال و اشعار کا پڑھنا سننا جو آخرت کا شوق دلائیں اور دنیا میں بے رغبت کریں، تو یہ اجتماع حسن ہے، اس کا ارادہ و قصد رکھنے والے کو اور اس پر عمل کرنے والے کو ثواب دیا جائے گا، سوائے اس کے کہ جو چیز اس محفل میں رکھی جاتی ہے، لوگوں سے بلا ضرورت و حاجت وہ چیز مانگنا، ناپسندیدہ سوال ہے، اور علماء و صلحاء کو اکٹھا کرنا تا کہ یہ کھانا وہ کھائیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھیں، قرب الٰہی اور ثواب کو دوناد ون بڑھا دیتا ہے۔

امام حافظ ابو محمد عبد الرحمن بن اسماعیل (ابو شامہ)

وَ قَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ اَبُوْ مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الْمَعْرُوْفُ بِاَبِیْ شَامَه فِیْ کِتَابِهٖ "اَلْبَاعِثُ عَلٰی اِنْکَارِ الْبِدَعِ وَ الْحَوَادِثِ،، قَالَ الرَّبِیْعُ قَالَ الشَّافِعِیُ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَلْمُحْدَثَاتُ مِنَ الْاُمُوْرِ نَوْعَانِ اَحَدُهُمَا مَا اُحْدِثَ مِمَّا یُخَالِفُ کِتَابًا اَوْ سُنَّةً اَوْ اَثَرًا اَوْ اِجْمَاعًا فَهٰذِهِ الْبِدْعَةُ هِیَ الضَّلَالَةُ وَ الثَّانِیْ مَا اُحْدِثَ مِنَ الْخَیْرِ

لَا خِلَافَ فِيْهِ لِاَحَدٍ مِنْ هٰذَا فَهِيَ مُحْدَثَةٌ غَيْرُ مَذْمُوْمَةٍ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ يَعْنِيْ اَنَّهَا مُحْدَثَةٌ لَمْ تَكُنْ وَاِذَا كَانَتْ فَلَيْسَ فِيْهَا رَدٌّ لِمَا مَضٰى فَالْبِدَعُ الْحَسَنَةُ مُتَّفَقٌ عَلٰى جَوَازِ فِعْلِهَا وَالاِسْتِحْبَابِ لَهَا وَرَجَاءِ الثَّوَابِ لِمَنْ حَسُنَتْ نِيَّتُهٗ فِيْهَا وَهِيَ كُلُّ مُبْتَدَعٍ مُوَافِقٍ لِقَوَاعِدِ الشَّرْعِيَّةِ غَيْرُ مُخَالِفٍ لِشَيْءٍ مِنْهَا وَلَا يَلْزَمُ مِنْ فِعْلِهٖ مَحْذُوْرٌ شَرْعِيٌّ وَذٰلِكَ نَحْوُ بِنَاءِ الْمَنَابِرِ وَالرُّبُطِ وَالْمَدَارِسِ وَخَانَاتِ السَّبِيْلِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ اَنْوَاعِ الْبِرِّ الَّتِيْ لَمْ تُعْهَدْ فِي الصَّدْرِ الْاَوَّلِ فَاِنَّهٗ مُوَافِقٌ لِمَا جَاءَتِ السُّنَّةُ مِنِ اتِّبَاعِ الْمَعْرُوْفِ وَالْمُعَاوَنَةِ عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَمِنْ اَحْسَنِ الْبِدَعِ مَا ابْتُدِعَ فِيْ زَمَانِنَا هٰذَا مِنْ هٰذَا الْقَبِيْلِ مَا كَانَ يُفْعَلُ بِمَدِيْنَةِ اَرْبَلَ كُلَّ عَامٍ فِي الْيَوْمِ الْمُوَافِقِ لِيَوْمِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّدَقَاتِ وَالْمَعْرُوْفِ وَاِظْهَارِ الزِّيْنَةِ وَالسُّرُوْرِ فَاِنَّ ذٰلِكَ مَعَ مَا فِيْهِ مِنَ الْاِحْسَانِ اِلَى الْفُقَرَاءِ يُشْعِرُ بِمَحَبَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَعْظِيْمِهٖ وَاِجْلَالِهٖ فِيْ قَلْبِ فَاعِلِهٖ وَشُكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى مَا مَنَّ بِهٖ مِنْ اِيْجَادِ رَسُوْلِهِ الَّذِيْ هُوَ رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ اَوَّلُ مَنْ فَعَلَ بِالْمُوْصِلِ عُمَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ اَحَدَ الصَّالِحِيْنَ وَالْمَشْهُوْرُ وَبِهٖ اقْتَدٰى فِيْ ذٰلِكَ صَاحِبُ اَرْبَلَ وَغَيْرُهٗ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى انتهى بحروفه۔

امام حافظ ابو محمد عبدالرحمن بن اسماعیل، جو ابو شامہ کے نام سے مشہور ہیں، اُنھوں نے اپنی کتاب ”اَلْبَاعِثُ عَلٰى اِنْكَارِ الْبِدَعِ وَالْحَوَادِثِ،، میں فرمایا: ربیع نے کہا: امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جونئی پیدا ہونے والی چیزیں ہیں، وہ دو طرح کی ہیں: (۱) وہ جونئی پیدا شدہ چیزیں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ، اثر یا اجماع کے خلاف ہوں، یہ بدعت ِ ضلالت ہیں۔ اور (۲) وہ چیزیں جو خیر والی ہیں، ان میں کسی ایک کا اختلاف نہیں ہے، یہ وہ بدعت ہیں جو مذمت والی نہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رمضان شریف کے قیام کے بارے فرمایا: یہ بدعت کیا اچھی ہے! گویا یہ بدعت ہے ہی

نہیں، اور جب نئی پیدا شدہ چیز ہو، اور اس میں اس کا رد نہ ہو جو پہلے ہو چکا، تو بدعتِ حسنہ ہی ہوتی ہے، اس کے کرنے کے جائز ہونے پر، مستحب ہونے پر اور اس کے لئے ثواب کی امید ہونے پر اتفاق ہے، جس کی نیت اچھی ہو۔ اور یہ ایسی بدعت ہے جو سارے کی ساری قواعدِ شرعیہ کے موافق ہے، شریعت کے کسی حکم کے مخالف نہیں ہے اور نہ ہی اس کے کرنے سے کسی شرعی ممنوع کو کرنا لازم آتا ہے، اور یہ ایسے ہی ہے جیسے منبر بنانا، فوجیوں کی قیام گاہیں بنانا، مدرسے قائم کرنا، اور سرائیں بنانا وغیرہ، نیکی کی وہ انواع جو شروع زمانۂ اسلام میں نہیں تھیں۔ تو بلاشک یہ عمل اس کے بھی موافق ہے جسے سنت نے بیان کیا یعنی نیکی کی پیروی کرنا نیکی اور تقویٰ پر معاونت کرنا، اور بہترین بدعت جو ہمارے زمانے میں اس قبیل سے ظاہر ہوئی ہے وہی ہے جو شہر اربل میں ہر سال اس دن میں منعقد ہوتی تھی جو یومِ ولادتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موافق ہوتا تھا یعنی صدقات دینا، نیکی کرنا، زینت و خوشی کو ظاہر کرنا، بلاشک اس میں جو فقیروں کے ساتھ احسان ہے، اس کے ساتھ ساتھ، یہ عمل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلال کے، اس محفل کو منعقد کرنے والے کے دل میں ہونے کی خبر دیتا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا بھی ہے کہ اس نے اپنے رسول کو جو عالمین کے لیے رحمت ہیں، پیدا فرمایا، اور جس نے سب سے پہلے یہ عمل کیا وہ موصل شہر میں عمر بن محمد ہیں، جو ایک صالح مرد ہیں، اور مشہور بات یہ ہے کہ صاحب اربل وغیرہ نے ان کی اقتداء کی، اللہ تعالیٰ ان سب پر رحم فرمائے!

باید دانست که در کلام صاحب سیرت تعارض صریح موجود است که اول خودش نوشته که اول کسیکه احداث این عمل از ملوک کرد صاحب اربل است و بعدازاں گفته فاعلِ اولِ ایں فعل در موصل عمر بن محمد است وصاحب اربل وغیر آں مقتدی شیخ ممدوح بوده اند.

وجواب ایں شبه آنست که مراد از اوّلیتِ صاحبِ اربل دریں عملِ خیر اوّلیتِ اضافی نسبت بملوک است یعنی در سلاطین زمان اول کسیکه ابتداء باین

عمل کرد صاحب اربل است ومراد از اولیت این فعل در موصل که فاعل آن عمر بن محمد است اولیت حقیقی، پس اقتداء صاحب اربل وغیر آن از ملوک ودیگر عوام وخواص شیخ ممدوح صحیح ودرست است، ولهذا قید ملوک در عبارت اول صاحب سیرت خود موجود است۔

ایک شبہ اوراس کا ازالہ

یہ بات جاننا چاہئے کہ صاحبِ سیرت کی کلام میں واضح تعارض موجود ہے، کہ اوّل اُنھوں نے خود لکھا کہ بادشاہوں میں سب سے پہلے جو شخص اس عمل کو شروع کرنے والا ہے وہ صاحبِ اربل ہے، اور بعد میں خود ہی فرمایا کہ اس فعل کو سب سے پہلے کرنے والا موصل میں عمر بن محمد ہیں، اور صاحبِ اربل وغیرہ نے شیخ ممدوح کی پیروی کی ہے۔

جوابِ شبہ

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ اس عمل خیر میں صاحبِ اربل کی اوّلیت سے مراد اوّلیتِ اضافی ملوک کی نسبت سے ہے، یعنی زمانہ کے بادشاہوں میں سب سے پہلے جس نے اس عمل خیر کی ابتداء کی وہ صاحبِ اربل ہے، اور موصل میں، کہ وہاں اسے کرنے والے عمر بن محمد ہیں، اس فعل کی اوّلیت سے مراد اوّلیتِ حقیقی ہے، چناں چہ صاحبِ اربل وغیرہ بادشاہوں اور عوام وخواص کا شیخ ممدوح کی پیروی کرنا (بمعنیٰ مذکور) صحیح ودرست ہے ، یہی وجہ ہے کہ صاحبِ سیرت کی پہلی عبارت میں لفظ "ملوک" موجود ہے۔

وَاَیْضًا فِی السِّیْرَۃِ الشَّامِیَۃِ وَقَالَ الشَّیْخُ الْاِمَامُ الْعَلَّامَۃُ صَدْرُ الدِّیْنِ مَوْھُوْبُ بْنُ عُمَرَ الْجَزْرِیُّ الشَّافِعِیُّ : ھٰذِہٖ بِدْعَۃٌ لَا بَاسَ بِھَا وَلَا تُکْرَہُ الْبِدَعُ اِلَّا اِذَا رَاغَمَتِ السُّنَّۃَ وَاِذَا لَمْ تُرَاغِمْھَا فَلَا تُکْرَہُ وَثَوَابُ الْاِنْسَانِ بِحَسْبِ قَصْدِہٖ فِیْ اِظْھَارِ السُّرُوْرِ وَالْفَرَحِ بِمَوْلِدِ النَّبِیِّ عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ۔ انتہت بحروفھا۔

نیز سیرتِ شامیہ میں ہے: شیخ امام علامہ صدرالدین موہوب بن عمر جزری شافعی نے فرمایا: یہ ایسی بدعت ہے جس کے کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور بدعتوں کو مکروہ

نہیں کہا جاتا مگر اسی وقت جب وہ سنت کے مخالف ہوں، اور اگر وہ خلاف سنت نہ ہوں تو مکروہ نہیں ہوتیں، انسان کا ثواب اس کے نبی کریم ﷺ کے میلاد کی خوشی میں قصد و ارادہ کے مطابق ہے۔

مولانا محدث ابن جوزی (مولد الشریف)

وَاَفَادَ مَوْلَانَا الْمُحَدِّثُ ابْنُ الْجَوْزِيِ فِيْ آخِرِ رِسَالَةِ الْمَوْلِدِ الشَّرِيْفِ وَقَدْ بَسَطَ الْكَلَامَ فِيْ تَرْغِيْبِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَلَا زَالَ اَهْلُ الْحَرَمَيْنِ الشَّرِيْفَيْنِ وَالْمِصْرِ وَالْيَمَنِ وَالشَّامِ وَسَائِرِ بِلَادِ الْعَرَبِ مِنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ يَحْتَفِلُوْنَ بِمَجْلِسِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَيَفْرَحُوْنَ بِقُدُوْمِ هِلَالِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ وَ يَغْتَسِلُوْنَ وَ يَلْبَسُوْنَ بِالثِّيَابِ الْفَاخِرَةِ وَ يَتَزَيَّنُوْنَ بِاَنْوَاعِ الزِّيْنَةِ وَ يَتَطَيَّبُوْنَ وَ يَكْتَحِلُوْنَ وَيَاْتُوْنَ بِالسُّرُوْرِ فِيْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ وَيَبْذُلُوْنَ عَلَى النَّاسِ بِمَا كَانَ عِنْدَهُمْ مِنَ الْمَضْرُوْبِ وَالْاَجْنَاسِ وَيَهْتَمُّوْنَ اهْتِمَامًا بَلِيْغًا عَلَى السِّمَاعِ وَالْقِرَاءَةِ لِمَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَنَالُوْنَ بِذٰلِكَ اَجْرًا جَزِيْلًا وَفَوْزًا عَظِيْمًا وَمِمَّا جُرِّبَ عَنْ ذٰلِكَ اَنَّهٗ وُجِدَ فِيْ ذٰلِكَ الْعَامِ كَثْرَةُ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ مَعَ السَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ وَوُسْعَةِ الرِّزْقِ وَازْدِيَادِ الْمَالِ وَالْاَوْلَادِ وَالْاَحْفَادِ وَدَوَامِ الْاَمْنِ فِي الْبِلَادِ وَالْاَمْصَارِ وَالسُّكُوْنِ وَالْقَرَارِ فِي الْبُيُوْتِ وَالدَّارِ بِبَرَكَةِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

مولانا محدث ابن جوزی نے محفل میلاد النبی ﷺ کی ترغیب دِلانے میں کافی گفتگو کے بعد، رسالہ مولد الشریف کے آخر میں، بطورِ افادہ لکھا ہے کہ حرمین شریفین، مصر، یمن، شام اور باقی عرب شریف کے مشرق سے مغرب تک کے شہروں کے رہنے والے نبی کریم ﷺ کے میلاد پاک کی محفلیں کرواتے آ رہے ہیں، اور ربیع الاول کا چاند طلوع ہونے پر خوش ہوتے ہیں، نہاتے ہیں، لباسِ فاخرہ پہنتے ہیں، طرح طرح کی زینت سے آراستہ ہوتے ہیں، خوشبوئیں لگاتے ہیں، سرمہ استعمال کرتے ہیں، اور ان دنوں میں خوشی

کے کام کرتے ہیں، اور جو کچھ ان کے پاس روپیہ، پیسہ، غلہ ہوتا ہے، اُسے لوگوں میں خرچ کرتے ہیں، اور ایک عظیم سماع کا اہتمام کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ کی میلادِ پاک کے پڑھنے سنانے کا خوب انتظام ہوتا ہے، اس کے ساتھ وہ بہت بڑا اَجر وثواب اور عظیم کامیابی پائیں گے، اور تجربہ شدہ باتوں میں سے یہ بھی ہے کہ جس سال محفل میلاد منعقد ہوتی ہے اس سال میں بہت زیادہ خیر و برکت پائی جاتی ہے، اس کے ساتھ سلامتی، عافیت، وسعتِ رزق، مال اور اولاد و نسل میں اضافہ، شہروں میں ہمیشہ کا امن وسکون اور گھروں میں سکون اور قرار، نبی کریم ﷺ کے میلاد کی برکت سے پایا جاتا ہے۔

ایک میلادی اور اس کے پڑوس یہودی، اور زیارتِ رسول ﷺ

وَقَدْ حُكِيَ اَنَّهٗ كَانَ رَجُلٌ بِبَغْدَادَ كَانَ يَصْنَعُ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ مَوْلِدَ النَّبِيِّ وَفِيْ جِيْرَانِهٖ يَهُوْدِيَةٌ مُنْكِرَةٌ مُتَعَصِّبَةٌ فَقَالَتْ مُعْجِبَةً لِزَوْجِهَا مَا بَالُ جَارِنَا الْمُسْلِمِ يَبْذُلُ مَالًا جَزِيْلًا وَيُنْفِقُ اَمْوَالًا كَثِيْرَةً وَيَتَصَدَّقُ عَلَى الْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَيُطْعِمُ بِاَنْوَاعِ الطَّعَامِ فِيْ مِثْلِ هٰذَا الشَّهْرِ فَمَا حَالُهٗ فَقَالَ لَهَا زَوْجُهَا لَعَلَّهٗ يَزْعَمُ اَنَّ لَهٗ نَبِيًّا وُلِدَ فِيْ هٰذَا الشَّهْرِ فَيَصْنَعُ مَوْلُوْدًا لَهٗ وَيَكُوْنُ بِذٰلِكَ عِنْدَهٗ فَرْحَةٌ وَسُرُوْرٌ بِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْكَرَتْ فِيْ ذٰلِكَ وَاَقْبَلَ عَلَيْهَا اللَّيْلُ فَنَامَتِ الْيَهُوْدِيَةُ فَاِذَا بِرَجُلٍ كَثِيْرِ الْاَنْوَارِ وَحَوْلَهٗ جَمَاعَةٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَرَءَتْ وَتَعَجَّبَتْ وَسَئَلَتْ مِنْ اَصْحَابِهٖ مَنْ هٰذَا الَّذِيْ اَرَاهُ اَغَرَّ وَاَكْرَمَ فِيْكُمْ فَقَالُوْا مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ هَلْ اِذَا اُكَلِّمُهٗ يُكَلِّمُنِيْ هُوَ قَالُوْا: نَعَمْ۔ فَقَصَدَتْ اِلَيْهِ وَتَقَدَّمَتْ وَسَلَّمَتْ عَلَيْهِ وَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَبَّيْكَ يَا اَمَةَ اللّٰهِ فَبَكَتِ الْيَهُوْدِيَةُ وَقَالَتْ كَيْفَ تُجِيْبُنِيْ وَكَيْفَ تَقُوْلُ لِيْ لَبَّيْكَ وَاَنَا عَلٰى غَيْرِ دِيْنِكَ فَقَالَ لَهَا مَا اَجَبْتُ اِلَّا عَلِمْتُ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ هَدَاكِ ثُمَّ قَالَتْ مُدَّ يَدَيْكَ حَتّٰى اُبَايِعَكَ فَاِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَانْتَبَهَتْ مِنَ النَّوْمِ وَاسْتَيْقَظَتْ ذِيْ فَرْحَةٍ وَسُرُوْرٍ مِنْ هٰذِهِ الْمَنَامِ الَّتِيْ رَءَتْ

فِيْهَا سَيِّدَ الْاَنَامِ فَعَاهَدَتِ اللّٰهَ فِيْ رُؤْيَاهَا اَنْ اَصْبَحَتْ فَاَتَصَدَّقُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَمِيْعِ مَا اَمْلِكُ مِنْ مَالِيْ وَاَصْنَعُ مَوْلِدًا لَّهُ فَلَمَّا اَصْبَحَتْ وَاَرَادَتْ اَنْ تُؤَدِّيَ بِمَا عَاهَدَتْ فَرَءَتْ حِيْنَئِذٍ زَوْجَهَا كَذٰلِكَ فَرِحًا مُبَشِّشًا وَعَازِمًا عَلَى بَذْلِ مَالِهٖ فَقَالَتْ لِزَوْجِهَا مَالِيْ اَرَاكَ فِيْ هِمَّةٍ صَالِحَةٍ اَلَا لِمَنْ هٰذَا فَقَالَ لَهَا زَوْجُهَا هٰذَا لِاَجْلِ الَّذِيْ اَسْلَمْتِ عَلَى يَدَيْهِ الْبَارِحَةَ فَقَالَتْ رَحِمَكَ اللّٰهُ مَنْ اَطْلَعَكَ عَلَى هٰذَا السِّرِّ الْمَكْنُوْنِ فَقَالَ هُوَ الَّذِيْ اَسْلَمْتُ بَعْدَكِ عَلَى يَدَيْهِ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَمَعَنِيْ وَاِيَّاكِ عَلَى دِيْنِ الْاِسْلَامِ وَاَنْقَذَنِيْ وَاِيَّاكِ مِنَ الشِّرْكِ وَالضَّلَالَةِ وَجَعَلَنِيْ وَاِيَّاكِ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ★ انتہیٰ

حکایت بیان کی گئی ہے کہ ایک آدمی بغداد میں ہر سال نبی کریم ﷺ کے میلادِ پاک کی محفل قائم کیا کرتا تھا، اور اس کے پڑوس میں ایک یہودیہ رہتی تھی، جو منکر بھی تھی اور متعصب متشدد بھی تھی، اس نے حیران ہوکر اپنے خاوند کو کہا: ہمارے اس مسلمان پڑوسی کا کیا حال ہے؟ بہت زیادہ مال خرچ کرتا ہے، اور پانی کی طرح پیسہ بہادیتا ہے، فقیروں مسکینوں پر صدقہ کرتا ہے، اس مہینہ میں کئی قسم کے کھانے کھلاتا ہے، اس کو کیا ہے؟! اسے اس کے خاوند نے کہا: شاید بات یہ ہے کہ اس کا گمان ہے، اس کے نبی اس مہینہ میں پیدا ہوئے، تو یہ ان کے میلاد کی خوشی میں ایسا کرتا ہے، اور اس عمل پر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فرحت وسرور کا اظہار کرتا ہے۔ یہودیہ نے اس کو ناپسند کیا، رات ہوئی تو وہ سوگئی، خواب میں اس نے دیکھا کہ وہ ایک بڑی نورانی شخصیت کے پاس ہے، اُن کے ارد گردان کے اصحاب کی جماعت تھی، اس نے دیکھا اور تعجب کیا، اور آپ کے اصحاب سے پوچھا: یہ شخصیت کون ہے جسے میں سب سے زیادہ چمکدار پیشانی والا اور تم میں سب سے زیادہ عزت وکرامت والا دیکھ رہی ہوں؟ تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جواب دیا: آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس نے کہا: کیا جب میں ان سے بات کروں

تو آپ مجھ سے بات کریں گے؟ انہوں کہا: ہاں، تو وہ ارادہ کر کے آگے بڑھی اور اس نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام کہا: اور عرض گزار ہوئی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حاضر ہوں، اے اللہ کی بندی! تو یہودیہ رونے لگی، اور کہنے لگی: آپ کیسے مجھ سے محبت رکھتے ہیں، اور آپ نے مجھے "حاضر ہوں" کیسے کہہ دیا، جب کہ میں آپ کے دین پر نہیں ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے محبت نہیں کی مگر جب میں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے ہدایت دے دی ہے، اس نے پھر کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنا ہاتھ بڑھائیں تا کہ میں آپ کی بیعت کروں، بلا شک میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور آپ محمد رسول اللہ ہیں، پھر وہ نیند سے خبردار ہوئی اور جاگ اُٹھی درآنحالیکہ وہ اس خواب کی وجہ سے بہت خوش تھی جس میں اس نے سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تھی، اس نے اس خواب میں اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کرلیا تھا کہ میں صبح اپنا سارا مال جس کی میں مالک ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صدقہ کردوں گی، اور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میلاد کرواؤں گی، پس جب صبح ہوئی اور اس نے چاہا کہ جو اس نے عہد کیا تھا اس کو پورا کرے، تو اسی وقت اس نے اپنے خاوند کو دیکھا، وہ بھی اسی طرح خوش، اور کھلے ہوئے چہرے کے ساتھ مال کو خرچ کرنے کا ارادہ کیے ہوئے تھا، اُس نے اپنے خاوند سے کہا: مجھے کیا ہے کہ میں آپ کو نیک اردہ میں دیکھ رہی ہوں، سنو، یہ کس کے لیے ہے؟ تو اس کے خاوند نے اسے جواب میں کہا: یہ اُنھی کے لیے ہے جن کے ہاتھ پر تو آج رات ایمان واسلام قبول کر چکی ہے، وہ بولی: اللہ تجھ پر رحم کرے! تجھے کس نے اس پوشیدہ راز سے مطلع کر دیا؟ اس نے کہا: وہ وہی ہے جس کے ہاتھ پر میں تیرے بعد مسلمان ہوا ہوں، پھر وہ کہنے لگا: تمام تعریف اس کے لیے ہے جس نے مجھے اور تجھے دین اسلام پر اکٹھا کر دیا، اور مجھے اور تجھے شرک و گمراہی سے بچا لیا ہے، اور مجھے اور تجھے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا ہے، اور تمام تعریف اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔

علامہ مولانا ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری ''المورد الروی فی مولد النبی،،

وَ اَفَادَ مَوْلَانَا الْعَلَّامَةُ عَلِيُّ الْقَارِيُّ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ اللّٰهِ الْبَارِيْ فِيْ رِسَالَةِ الْمَوْرِدِ الرَّوِيِّ فِيْ مَوْلِدِ النَّبِيِّ قَالَ شَيْخُ مَشَائِخِنَا الْإِمَامُ الْعَلَّامَةُ الْبَحْرُ الْحِبْرُ الْفَهَّامَةُ شَمْسُ الدِّيْنِ مُحَمَّدِ السَّخَاوِيُّ بَلَّغَهُ اللّٰهُ الْمَقَامَ الْعَالِيْ وَ كُنْتُ مِمَّنْ تَشَرَّفَ بِاِدْرَاكِ الْمَوْلِدِ فِيْ مَكَّةَ الْمُشَرَّفَةِ عِدَّةَ سِنِيْنَ وَ تَعَرَّفَ مَا اشْتَمَلَ عَلَيْهِ مِنَ الْبَرَكَةِ الْاِشَارِ لِبَعْضِهَا بِالتَّعْيِيْنِ تَكَرَّرَتْ زِيَارَتِيْ فِيْهِ لِمَحَلِّ الْمَوْلِدِ الْمُسْتَفِيْضِ وَ تَصَوَّرَتْ فِكْرَتِيْ مَا هُنَالِكَ مِنَ الْفَجْرِ الطَّوِيْلِ الْعَرِيْضِ قَالَ وَ اَصْلُ عَمَلِ الْمَوْلِدِ الشَّرِيْفِ لَمْ يُنْقَلْ عَنْ اَحَدٍ مِنَ السَّلَفِ الصَّالِحِ فِي الْقُرُوْنِ الثَّلٰثَةِ الْفَاضِلَةِ وَ اِنَّمَا حَدَثَ بَعْدَهَا بِالْمَقَاصِدِ الْحَسَنَةِ وَ النِّيَّةِ الَّتِيْ لِلْاِخْلَاصِ شَامِلَةٌ ثُمَّ لَا زَالَ اَهْلُ الْاِسْلَامِ فِيْ سَائِرِ الْاَقْطَارِ وَ الْمُدُنِ الْعِظَامِ يَحْتَفِلُوْنَ فِيْ شَهْرِ مَوْلِدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِعَمَلِ الْوَلَائِمِ الْبَدِيْعَةِ وَ الْمَطَاعِمِ الْمُشْتَمِلَةِ عَلَى الْاُمُوْرِ الْبَهِيْجَةِ الرَّفِيْعَةِ وَيَتَصَدَّقُوْنَ فِيْ لَيَالِيْهِ بِاَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ وَ يُظْهِرُوْنَ الْمَسَرَّاتِ وَ يَزِيْدُوْنَ فِي الْمَبَرَّاتِ بَلْ يَعْتَنُوْنَ بِقَرَاءَةِ مَوْلِدِهِ الْكَرِيْمِ وَ يَظْهَرُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَرَكَاتِهٖ كُلُّ فَضْلٍ عَمِيْمٍ بِحَيْثُ كَانَ مِمَّا جُرِّبَ كَمَا قَالَ الْاِمَامُ شَمْسُ الدِّيْنِ ابْنُ الْجَزْرِيِّ الْمُقْرِيْ الْمُجَرَّبُ مِنْ خَوَاصِهٖ اَنَّهٗ اَمَانٌ تَامٌّ فِيْ ذٰلِكَ الْعَامِ وَبُشْرٰى تَعْجِيْلٍ بِنَيْلِ مَا يَنْبَغِيْ وَيُرَامُ... اھ۔

علامہ مولانا ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری نے اپنے رسالہ ''المورد الروی فی مولد النبی،، میں فائدہ بیان کیا کہ ہمارے مشائخ کے شیخ امام علامہ بحر العلوم حبر الامت شمس الدین محمد سخاوی (اللہ تعالیٰ انہیں مقامِ عالی تک پہنچائے) نے فرمایا: میں ان حضرات میں سے ہوں جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی محفل پاک میں کئی سال تک مکہ میں رہتے ہوئے حاضری کا شرف پایا ہے، اور ان برکتوں کو جانا پہچانا جو اس محفل پاک میں ہوتی ہیں، بعض حضرات نے ان برکات کا تعین کر کے ان کی طرف اشارہ فرمایا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکانِ ولادت پر مجھے کئی بار مسلسل حاضری نصیب ہوئی، میری فکر نے اس فجر کا تصور کیا جو وہاں پر طویل وعریض ہوتی ہے، اور فرمایا: عمل مولد

شریف کی اصل فضل وکرم والے تین زمانوں میں سلف صالحین میں سے کسی سے منقول نہیں ہے، اور بیشک یہ بعد میں ایجاد ہوا، مگر اسکے مقاصد حسن ہیں، یہ پروگرام نیتِ حسن اور اخلاص پر مشتمل ہے، پھر ہمیشہ اہل اسلام میلاد شریف کے مہینہ میں تمام اطراف واکناف میں اور بڑے بڑے شہروں میں نبی کریم ﷺ کے میلادِ پاک کی محفلیں کرتے چلے آرہے ہیں، ان محافل میں ولیموں کی طرح بڑی بڑی دعوتیں ہوتی ہیں، اور ایسے کھانے ہوتے ہیں جو عظیم رونق اور خوشی کے کئی طرح کے امور پر مشتمل ہوتے ہیں، اس ماہ کی راتوں میں لوگ کئی طرح صدقہ کرتے ہیں، اور خوشیوں کا اظہار کرتے ہیں، نیکیوں میں زیادتی ہو جاتی ہے، بلکہ نبی کریم ﷺ کے میلاد کے پڑھنے کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں، اس کی برکات سے ہر طرح کے اور عام فضل کا اظہار ہوتا ہے، وہ پوشیدہ نہیں بلکہ اس کا تجربہ کیا گیا ہے، جیسا کہ امام شمس الدین ابن جزری مقری، اس کی خصوصیات کا تجربہ کرنے والے، نے کہا کہ یہ عمل اس سال میں امانِ کامل، جلد ملنے والی خوشخبری ہے، اور اپنے مقاصد اور مرادوں کے پا لینے سے بھی اس کی برکات کا حصول ہوتا ہے...... الخ۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی

وَاَفَادَ مَوْلَانَا الْعَلَّامَةُ الْمُحَدِّثُ الشَّيْخُ عَبْدُ الْحَقِّ الدِّهْلَوِيُّ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فِيْ "مَاثَبَتَ مِنَ السُّنَّةِ،، فِيْ اَيَّامِ السَّنَةِ لَا زَالَ اَهْلُ الْاِسْلَامِ يَحْتَفِلُوْنَ بِشَهْرِ مَوْلِدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ يَعْمَلُوْنَ الْوَلَائِمَ وَ يَتَصَدَّقُوْنَ فِيْ لَيَالِيْهِ بِاَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ وَ يُظْهِرُوْنَ السُّرُوْرَ وَيَزِيْدُوْنَ فِي الْمَبَرَّاتِ وَ يَعْتَنُوْنَ بِقِرَاءَةِ مَوْلِدِهِ الْكَرِيْمِ وَيَظْهَرُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَرَكَاتِهٖ كُلُّ فَضْلٍ عَمِيْمٍ وَمِمَّا جُرِّبَ مِنْ خَوَاصِّهٖ اَنَّهٗ اَمَانٌ فِيْ ذٰلِكَ الْعَامِ وَ بُشْرٰى عَاجِلَةٍ بِنَيْلِ الْبُغْيَةِ وَ الْمَرَامِ فَرَحِمَ اللّٰهُ امْرَءًا اِتَّخَذَ لَيَالِيَ شَهْرِ مَوْلِدِهِ الْمُبَارَكِ اَعْيَادًا يَّكُوْنَ اَشَدَّ عِلَّةٍ عَنْ مَنْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَ عِنَادٌ وَلَقَدْ اَطْنَبَ ابْنُ الْحَاجِّ فِي الْمُدْخَلِ فِي الْاِنْكَارِ عَلٰى مَا اَحْدَثَهُ النَّاسُ مِنَ الْبِدَعِ وَ الْهَوَاءِ وَ الْغِنَاءِ بِالْاٰلَاتِ الْمُحَرَّمَةِ عِنْدَ عَمَلِ الْمَوْلِدِ الشَّرِيْفِ فَاللّٰهُ تَعَالٰى يُثِيْبُهٗ عَلٰى قَصْدِهِ الْجَمِيْلِ وَ يَسْلُكُ بِنَا سَبِيْلَ السُّنَّةِ فَاِنَّهٗ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اھ. بحروف

مولانا علامہ محدث شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "ماثبت من السنۃ" میں فرمایا: سال کے دنوں میں ہمیشہ سے اہل اسلام نبی کریم ﷺ کی ولادت کے مہینہ کی نسبت سے یا اس مہینہ میں محفلیں کرتے چلے آرہے ہیں، اور میلاد شریف کے مہینہ کی راتوں میں صدقہ کرتے، اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں، اور نیکی کے کاموں میں اضافہ کر دیتے ہیں، اور نبی کریم ﷺ کے میلاد شریف کو پڑھنے کا اہتمام کرتے ہیں، ان پر اس کی برکتوں سے پورے طور پر فضل عظیم ظاہر ہوتا ہے، اور جو تجربہ شدہ بات اور خصوصیات ہیں ان میں یہ بھی ہے، کہ میلاد منانا اس سال کے لیے امان ہوتا ہے اور دنیا میں فوراً خوشخبری یہ ہوتی ہے کہ جو مقصد و مراد ہوتی ہے بندہ اسے پالیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے، جو میلاد کے مبارک مہینہ کی راتوں کو عیدیں بنالے، تاکہ اس کی بیماری اور سخت ہو جس کے دل میں بیماری اور عناد ہے، ابن الحاج نے "مدخل" میں شدید انکار کیا۔ ہے ان امور کا جو لوگوں نے ایجاد کر لئے یعنی بدعتیں، خواہشاتِ نفسانی، گانے حرام آلاتِ (موسیقی) کے ساتھ میلاد شریف کی محفل وجلوس یا کسی اور نام سے موسوم محافل میں، ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے باقی رکھے، اچھے ارادہ پر، اور ہمیں سنت کی راہ پر چلائے کہ وہ راہ ہمیں کافی ہے، اور اللہ تعالیٰ کیا ہی اچھا کارساز ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

وَاَفَادَ مَوْلَانَا الْعَلَّامَۃُ الْمُحَدِّثُ الشَّاہُ وَلِیُّ اللّٰہِ الدِّھْلَوِیُّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فِی الْاِنْتِبَاہِ فِیْ سَلَاسِلِ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ اَخْبَرَ نِیْ سَیِّدِی الْوَالِدُ قَالَ کُنْتُ اَصْنَعُ فِیْ اَیَّامِ الْمَوْلِدِ طَعَامًا صِلَۃً بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَفْتَحْ لِیْ فِیْ سَنَۃٍ مِّنَ السِّنِیْنَ شَیْءٌ اَصْنَعُ بِہٖ طَعَامًا فَلَمْ اَجِدْ اِلَّا حِمَّصًا مَقْلِیًّا فَقَسَمْتُہٗ بَیْنَ النَّاسِ فَرَاَیْتُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبَیْنَ یَدَیْہِ ھٰذَا الْحِمَّصُ، انتھی۔

مولانا علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "الانتباہ فی سلاسل الاولیاء" میں فرمایا: مجھے میرے والدِ بزرگوار نے خبر دی، فرمایا: میں میلاد شریف کے موقع

پر نبی کریم ﷺ کے ایصالِ ثواب کے لئے کھانا پکایا کرتا تھا، ایک سال میرے پاس کوئی چیز نہ آئی، جس سے میں کھانا بناتا، اور بھنے چنوں کے سوا کچھ نہ پایا تو میں نے وہی لوگوں میں تقسیم کر دیئے، پھر میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو آپ کے سامنے وہ چنے رکھے ہوئے تھے۔

وَ اَفَادَ اَيْضًا مَوْلَانَا الْمَوْصُوْفُ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الرَّءُوْفِ فِيْ "فُيُوْضِ الْحَرَمَيْنِ"، وَكُنْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ بِمَكَّةَ الْمُعَظَّمَةِ فِيْ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَوْمِ وِلَادَتِهٖ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَذْكُرُوْنَ اِرْهَاصَاتَهُ الَّتِيْ ظَهَرَتْ فِيْ وِلَادَتِهٖ وَمُشَاهَدِهٖ قَبْلَ بِعْثَتِهٖ فَرَءَيْتُ اَنْوَارًا سَطَعَتْ دَفْعَةً وَّاحِدَةً لَا اَقُوْلُ اِنِّيْ اَدْرَكْتُهَا بِبَصَرِ الْجَسَدِ وَلَا اَقُوْلُ اَدْرَكْتُهَا بِبَصَرِ الرُّوْحِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ كَيْفَ الْاَمْرُ بَيْنَ هٰذَا وَذٰلِكَ فَتَاَمَّلْتُ تِلْكَ الْاَنْوَارَ فَوَجَدْتُّهَا مِنْ قِبَلِ الْمَلَائِكَةِ الْمُوَكَّلِيْنَ بِاَمْثَالِ هٰذِهِ الْمَجَالِسِ وَرَءَيْتُ يُخَالِطُ اَنْوَارُ الْمَلَائِكَةِ اَنْوَارَ الرَّحْمَةِ۔

نیز مولانا موصوف (ان پر اللہ رءوف رحم فرمائے!) نے "فیوض الحرمین" میں لکھا: اور میں اس سے پہلے مکہ مکرمہ میں نبی کریم ﷺ کی جائے پیدائش میں، آپ ﷺ کی ولادت کے دن تھا، لوگ نبی کریم ﷺ پر درود و سلام پڑھتے تھے، اور آپ کے وہ معجزات بیان کرتے تھے جو آپ کی ولادت کے وقت بعثت سے پہلے ظاہر ہوئے تھے، میں نے یک دم انوار کو چمکتے ہوئے دیکھا، میں نہیں کہتا ہوں کہ میں نے ان انوار کو جسم کی آنکھ سے دیکھا، اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں نے انہیں روح کی آنکھ سے دیکھا، اللہ ہی جانتا ہے اس دوران معاملہ کیسا ہوا، پھر میں نے ان انوار میں غور و فکر کیا تو میں نے انھیں ایسی محفلوں پر مقرر شدہ فرشتوں کی طرف سے سمجھا، اور میں نے دیکھا فرشتوں کے انوار رحمت کے انوار کے ساتھ مل رہے تھے۔

شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ در جواب سائلی کہ استفسار از مجلس محرم و مرثیہ خوانی نمودہ افادہ فرمودہ کہ در تمام سال در

مجلس در خانہ فقیر منعقد میشود مجلس ذکر مولود شریف و مجلس ذکر شہادت حسنین اول کہ مردم روز عاشورا یا یک دو روز پیش ازیں قریب چہارم صد یا پانصد کس بلکہ قریب ہزار کس وزیادہ ازاں فراہم می آیند درود میخوانند بعد ازاں کہ فقیر آید می نشیند و ذکر فضائل حسنین کہ در حدیث شریف وارد شدہ در بیان می آید و آنچہ در احادیث اخبار شہادت ایں بزرگان و تفصیل بعض حالات و بدمآلی قاتل ایشان وارد شدہ نیز بیان کردہ میشود دریں ضمن مرثیہ ہا از غیر مردم یعنی جن و پری کہ حضرت ام سلمہ و دیگر صحابہ مذکور کردہ میشود و خوابہائے موحش کہ حضرت عباس و دیگر صحابہ دیدہ اند دلالت بر فرطِ اندوہ بروح مبارکہ حضرت جناب رسالت مآب می کنند مذکور می شود و بعد ازاں ختم قرآن و پنج آیت خواندہ بر ماحضر فاتحہ نمودہ آید و دریں بین اگر شخصے خوش الحان سلام می خواند یا مرثیہ مشروع اکثر حضار مجلس و ایں فقیر را ہم رقت و بُکا لاحق میشود اینست قدریکہ بعمل می آید پس اگر ایں خیرہا نزد فقیر بہمیں وضع کہ مذکور شد جائز نمی بود اقدام براں اصلا نمی کرد باقی ماند مجلس مولود شریف پس حالش اینست کہ بتاریخ دوازدہم شہر ربیع الاول ہمیں کہ مردم موافق معمول سابق فراہم شدند و در خواندنِ درود مشغول گشتند فقیر می آید اولاً بعضے از احادیث فضائل آں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مذکورہ میشود و بعد ازاں ذکرِ ولادت باسعادت و نبذی از حال رضاع و حلیہ شریف و بعضے از آثار کہ دریں آوان بظہور آمد بمعرض بیان می آید پستر بر ماحضر از طعام یا شیرینی فاتحہ خواندہ تقسیم آں بحاضرینِ مجلس می شود علاوہ براں زیارت موئے مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نیز معمول قدیم است۔ انتہی۔

مولوی اسماعیل صاحب

وحضرت مولانا جناب مولوی اسمعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ در جواب استفتاء چہاردہ کہ مولانا مولوی رشید الدین خان صاحب مرحوم نمودہ بودند افادہ فرمودہ در جواب استفتاء سیزدہم کہ عبارتش بعینہا اینست سیزدہم آنکہ اعراب قرآن بدعت است یا نہ اگر ہست حسنہ است یا سیئہ و ایں جمع قرآن بحکم قرآن

بود یا بکدام حدیث رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ و بارک وسلم یا بحکم هر دو نبود پس بدعت است یا نه و همچنین هر حکمی که از نص قرآن شریف یا ظاهر احادیث متن نبود بدعت است یا نه۔

جواب از سیزدهم آنکه اعرابِ قرآن بدعتِ حسنه است که صحت قراءت عجمیان بل عربیان حال بران موقوف است لیکن جمع قرآن ظاهرًا نه بحکم کدام آیت قرآنی است و نه بحکم کدام حدیث نبوت پس بدعت باشد لیکن بدعت حسنه چرا که مقصود ازاں ضبط و حفظ قرآن است از ضیاع و غلط و در حسن بودن بعضی بدعات شبه نیست و اثبات آن از اکثر احادیث میتوان نمود مثل: **مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَهَا** ★ وتقیید بدعت مردود به بدعت ضلالت چنانکه در حدیث است: **مَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً ضَلَالَةً لَا يَرْضَاهُ اللهُ وَ رَسُوْلُهُ**... الحدیث وحدیث **مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ فِيْهِ فَهُوَ رَدٌّ** چه ازاں مردود بودن بدعتی ثابت میشود که تعلقی بدین نداشته باشد پس بدعتی که اصل آن از شرع ثابت باشد مثل اخذ تسبیح وتراویح حسنه باشد پس حکمی که از نص صریح قرآن وحدیث ثابت نباشد برد وقسم است یکے بدلیل شرعی دیگر مثل اجماع وقیاس ثابت شود یا اصلی شرعی داشته باشد آن خود هرگز بدعت سئیه نیست بلکه چون بدلیل وبحکم آیۂ کریمه **اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ** قواعد استنباط و غیر آں در دین داخل است در سنت یا بدعت حسنه که در معنی سنت است داخل باشد بلکه بعمل آوردن بعضے بدعات حسنه فرض کفایه چنانکه در کتب بسیار مصرح است منجمله آں "فتح المبین شرح اربعین،، امام نووی است از شیخ ابن الحجر هیتمی که دروی در شرح حدیث خامس گفته قال الشافعی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه ما احدث ویخالف کتابًا او سنة او اجماعًا او اثرا فهو البدعة الضلالة وما احدث من الخیر ولم یخالف شیئا من ذلک فهو البدعة المحمودة والحاصل ان البدعة الحسنة متفق علی ندبها و هی ما وافق شیئا مما مرّ ولم یلزم من فعله محذور شرعی ومنها ما هو فرض کفایة کتصنیف العلوم ونحوها مما مرّ قال الامام ابو شامة شیخ المصنف

رحمة اللّٰہ علیه ومن احسن ما ابتدع فی زماننا ما یفعل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولده صلی اللّٰہ علیه و سلم من الصدقات و المعروف واظهار النعمة والسرور ان ذلک مع مافیه من الاحسان الی الفقراء مشعر بمحبته صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم وتعظیمه وجلالته فی قلب فاعل ذلک وشکر اللّٰہ تعالیٰ علی ما منّ به من ایجاد رسوله الذی ارسله للعالمین رحمة صلی اللّٰہ علیه وسلم انتهی، بحروفه۔

شیخ المشائخ مولانا محمد اسحاق

وحضرت مولانا شیخ شیوخنا جناب مولانا مولوی محمد اسحاق رحمة اللّٰہ علیه در جواب سوال پانزدهم که در مائة المسائل مذکوراست افاده فرموده که قیاس عرس بر مولود شریف غیر صحیح است یعنی عرسے که دراں روز معین نموده مردمان جمع شوند ولباس فاخره بپوشند ودر مقام قبر یادر دیگر جاو رنگها زند و چیز از اختراعات خود وبدعات مثل رقص وضرب الآت لهو وغیره بعمل آرند چناچه همیں عبارت بعینها قبیل این عبارت دراں موجوداست پس بعد ایں عبارت که قیاس عرس بر مولود شریف غیر صحیح است ایں عبارت ترقیم می فرمایند زیرا که درمولود شریف ذکر ولادت خیر البشر است وآں موجب فرحت و سروراست ودرشرع اجتماع برایٔ فرحت وسرور که خالی از بدعات ومنکرات باشد آمده وبرای اجتماع حزن وشرور ثابت نشده و فی الواقع فرحت مثل فرحت ولادت آنحضرت صلی اللّٰہ علیه و سلم و دیگر امر نیست پس دیگر امر بریں قیاس صحیح نخواهد بود انتهی بحروفه۔

شیخ المشائخ مولانا جمال الدین

وافاد مولانا العلامة شیخ شیوخنا مولانا جمال الدین المعروف بمیزر احسن علی المحدث الکهنوی علیه الرحمة که محفل مولود شریف برای جناب رسالت مآب صلی اللّٰہ علیه وسلم البته مستحسن است بلکه مستحب وموجب ثواب دلائل جواز محض مولود شریف در رسائل اثباتِ مولد از اکابر محدثین وعلماء از سلف وخلف انتظام دارند و شیخ جلال الدین سیوطی ازدرشرح نسائی وشیخ ابن حجر وشرح اربعین امام نووی حکم باستحسان

آں فرموده اند وامام نووی هم بهمین مطلب میل فرموده اند و قصه مقرر ساختن آنحضرت صلی اللّٰہ علیه و سلم حسان را برای دفع هجو وذم مشرکین از آنحضرت صلی اللّٰہ علیه وسلم در صحیحین مسطور است وبهیمن جهت فرمودند اَللّٰهُمَّ اَیِّدِ الْحَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ کذا فی الصحیحین ودر حدیث آمده است که فرمود آنحضرت صلی اللّٰہ علیه وسلم حضرت بلال را که ترک مکن روزه دوشنبه را زیرا که زائیده شده ام روزدوشنبه واین حدیث اصل است درجواز تعیین روز مولد ونیز درحدیث وارد است عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ مَا رَآهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ اخرجه محمد فی الموطا واختیار عمل مولد شریف ازمدت پانصدسال یا ازان زائد علماءِ محدثین وفقهاءِ عظام ومفتیانِ کرام و مشایخِ اهلِ سنت وجماعت ومتبعانِ سنت و مسلمین ترویج یافته وسلاطینِ عادل برتائیدِ ایشان کمربسته ترویج آن منظور داشتند وصرفِ اموالِ بسیار بران نموده اندوتاحالِ این عمل در دیارِ عرب ازحرمین شریفین ویمن وعراق وهنداز اکابر علماء ومشائخ کبریٰ وارباب ورع وتقوی بملاحظهٔ دلائلِ مسطوره در کتب ورسائل جاریست انتهیٰ، اختصار۔

مولانا مفتی محمد سعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

وافاد مولانا المفتی محمد سعد اللّٰہ رحمة اللّٰہ علیه فی جواب سوال ما قولهم رحمهم اللّٰہ درمیلاد خیر العباد صلی اللّٰہ علیه وعلی آله الامجاد که بدایتش از کدام زمان بوده است و ایجادش از کیست وحکمش چیست بینوا باسناد الکتاب توجروا یوم الحساب اقول فی الجواب: مستعینًا بملهم الحق والصواب قال الحافظ ا ـہ ابو الخیر السخاوی فی فتاواه عمل المولود الشریف لم ینقل عن احد من السلف الصالح فی القرون الثلثة الفاضلة انما حدث بعدهم انتهی واول کسیکه ابتدایش ساخته شیخ عمر بن ملا محمد موصلی است واول کسکه از ملوک باشتهارش پرداخته ملک مظفر الدین ابو سعید کوکیری بن زین الدین

بادشاہ اربل است کہ دراوائل مائۃ سابعہ محفلہاۓ عالیہ برایش ترتیب کردہ
صلائے عام دادہ واز فیض عامش عالمی را مالامال انعام واکرام گردانیاہ کل
ذلک فی سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد لمحمد بن یوسف الشامی
وگویند کہ ملک مذکور ہرسال درتقریب میلاد سہ لک دینار صرف مینودہ
وعلمای اعلام وصوفیۂ کرام راکہ در محفل اوحاضرمی شدند مورد صلات
وانعامات میفرمودے کذافی المرءۃ الزمان بسط ابن الجوزی وشیخ ابو الخطاب
عمر بن حسن کلبی معروف بن دحیہ اندلسی از مشاہیر علمائے آں زمان کہ
رسالۃ ”التنویر فی مولد البشیر النذیر،، تالیف کردہ بخد متش گذرانیدہ ہزار
دینار صلہ اش یافتہ قاضی ابن خلکان می آرد الحافظ ابو الخطاب ۲ ـ کان من
اعیان العلماء ومشاہیر الفضلاء قدم من المغرب فدخل الشام والعراق واجتاز
باربل سنۃ اربع وستمأۃ فوجد ملکہا مظفر الدین بن زین الدین یعتنی بمولد النبی
فعل لہ کتاب ”التنویر فی مولدلبشیر النذیر،، امادرانعقادمحفل آں علمائۓاعلام
اختلاف کردہ اند رسالہادرحسن وقبحش تالیف نمودہ وتحقیق آنست کہ
اگر دریں تقریب باحُسن نیت وسرور ولادت بر بیانِ حالات ومعجزاتِ سرورِ
کائنات علیہ وعلی آلہ الصلاۃ و التسلیمات وخیرات ومبرات واطعامِ طعام و
تقسیم شیرینی وانعام و اکرام اکتفاء نمایند وامری از ممنوعات شرعیہ دران
منضم سازند از بدعات حسنہ وامور مستحبہ است ولہٰذا علامہ سیوطی در
مصباح الزجاجہ علی سنن ابن ماجہ میفرمایند ومما بالغ فی انکارہ وہو غیر
مسلم لہ عمل المولد الشریف النبوی والصواب انہ من البدع الحسنۃ المندوبۃ
اذاخلاعن المنکرات شرعا وعلامہ موصوف در فتاوای خود میگویند عندی
ان اصل المولد الذی ہواجتماع الناس وقراۃ ماتیسرمن القرآن وروایۃ الاخبار

الواردة فی مبدء امر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وما وقع فی مولدہ الآیات ثم یمد لھم سماط یاکلونہ وینصرفون عن غیر زیادۃ علی ذلک من البدعۃ الحسنۃ التی ثیاب علیھا صاحبھا لما فیہ من تعظیم قدر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم واظھار الفرح والاستبشار بمولدہ الشریف وامام حافظ الحدیث ابو محمد عبد الرحمن بن اسماعیل المعروف بابی شامہ در کتاب "الباعث علی انکار البدع والحوادث،، بعد ذکر بدعت حسنہ می آرد★

ومن احسن ماابتدع فی زماننا ھذا من ھذا القبیل ما کان یفعل بمدنیۃ اربل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولد النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من الصدقات و المعروف واظھار الزنیۃ والسرور فان ذلک مع مافیہ من الاحسان الی الفقراء یشعر بمحبتہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وتعظیمہ وجلالتہ فی قلب فاعلہ وشکرًا للّٰہِ تعالیٰ علی مامن بہ من ایجاد رسولہ الذی ارسلہ رحمۃ للعالمین صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

علامہ صدر الدین موہوب بن عمر خدری شافعی

وعلامہ صدر الدین موھوب بن عمر خدری شافعی فرمودہ است ھذہ بدعۃ لا باس بہ ولا تکرہ بالبدع الا اذا راغمت السنۃ واما اذا لم تراغمھا فلاتکرہ ویثاب الانسان بحسب قصدہ فی اظھار السرور والفرح بمولد النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم

شیخ الاسلام حافظ الحدیث ابوالفضل احمد بن علی بن حجر

وشیخ الاسلام حافظ الحدیث ابو الفضل احمد بن علی بن حجر می گویند المولد بدعۃ لم ینقل عن احد من السلف الصالح من القرون الثلثۃ لکنھا مع ذلک قد اشتملت علی محاسن وضد ھا من تحری فی عمل المحاسن وتجنب ضدھا کان بدعۃ حسنۃ ومن لا فلاانتھی کذا فی "سبل الھدی،، وکسانیکہ بانکار واستقباحش رفتہ اند ازان جملہ است علامہ تاج الدین فاکھانی مالکی کہ آنرا از بدعات مذمومۃ قرار دادہ دور سالہ خود مسمی ب "مورد فی الکلام مع عمل المولد،، نوشتۃ لا اعلم لھذا المولد اصلا فی کتاب ولا سنۃ ولا ینقل عمل عن

احد من علماء ائمة الدین هم القدوۃ فی الدین المتمسکون بآثار المتقدمین بل
ھو بدعة احدثہا الباطلون وشہوۃ نفس اعتنی بہا الاکالون بدلیل انا اذا اوزنا علیہا
الاحکام لخمت قلنا اما ان یکون واجبا اومباحا او مکروھا او محرما ولیس بواجب
اجماعا ولا مندوبا لان حقیقة المندوب ماطلبہ الشرع من غیر ذم علی ترکہ وھذا
لم یوذن فیہ الشرع و لا فعلہ الصحابة ولا التابعون المتدینون فیما علمت وھذ
اجوابی عنہ بین یدی اللہ عزوجل اذعنہ سنت ولا جائزان یکون مباحا لان
الابتداع فی الدین لیس مباحا باجماع المسلمین فلم یبق الا ان یکون مکروھا او
حراما وحینئذ یکون الکلام فیہ فی فصلین والتفرقة بین حالین احدھما ان یعملہ
رجل من غیر مالہ لاھلہ و اصحابہ وعیالہ لا یجاوزون ذلک الاجتماع علی
اکل الطعام ولایقترفون شیئامن الآثام وھذا الذی وصفناہ بانہ بدعة مکروھة
وشناعة اذلم یفعلہ احد من متقدمی اھل الطاعة الذین ھم فقہاء الاسلام وعلماء
الانام سراج الازمنة و زین الامکنة والثانی ان یدخلہ الجنایة وتقوی بہ العنایة
حتی یعطی احد ھم الشیء ونفسہ تمنعہ وقلبہ یولمہ و یوجعہ لم یجد من الم
الحیف وقد قال العلماء اخذ المال بالحیاء کاخذہ بالسیف لاسیماان انضاف
الی ذلک شیء من الغنایة من الطبول والملاھی بالآت الباطل من الدفوف
والشبابات واجتماع الرجال مع الشبان المرء والنساء الغانیات مع ان الشہر
الذی ولد فیہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو ربیع الاول ھو بعینہ الشہر الذی توفی فیہ
فلیس الفرح فیہ باولی من الحزن فیہ ھذا ما علینا ان نقول ومن اللہ یرجو حسن
القبول انتہی مختصرًا ۔ وعلماء المحققین وحفاظ المتقین بجواب فاکہانی
حرف بحرف پرداختہ اند ازاں جملہ علامہ سیوطی آوردہ آنچہ فاکہانی می
گویند لا اعلم لہذا المولد اصلًا فی کتاب ولا سنة از عدم علمش نفی وجود
نفس الامری لازم نمی آید وکیف لا کہ شیخ ابو الفضل ابن حجر باستخراج
اصلش ازسنت گفتہ: **وقد ظھرلی تخریجھا علی اصل ثابت وھوما
ثبت فی الصحیحین من اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَدِمَ
الْمَدِیْنَةَ فَوَجَدَ الْیَھُوْدَ یَصُوْمُوْنَ یَوْمَ عَاشُوْرَا فَسَئَلَھُمْ فَقَالُوْا**

هٰذَا یَوْمٌ اَغْرَقَ اللّٰهُ فِرْعَوْنَ فیه وَ نَجَّا مُوْسٰی فَنَحْنُ نَصُوْمُهٗ شُکْرًا لِلّٰهِ تَعَالٰی فَقَالَ اَ نَا اَحَقُّ بِمُوْسٰی مِنْکُمْ فَصَامَهٗ وَ اَ مَرَ بِصِیَامِهٖ وازین حدیث جواز تعیین روز سرور واظهار خورسندی وبشاشت بهر سال در آن روز پیدا ست وعلامه سیوطی باستخراج اصلی دیگر از سنت پرداخته چنانچه می فرماید وقدظهرلی تخریجه علی اصل آخر وهوماروٰاه البیهقی

عبدالمطلب کے بعد آپ نے خود اپنا عقیقہ کیا جب کہ عقیقہ دوبارہ نہیں

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ عَقَّ عَنْ نَّفْسِهٖ بَعْدَ النُّبُوَّةِ اَنَّ جَدَّهٗ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ عَقَّ عَنْهُ فِیْ سَابِعِ وِلَادَ تِهٖ و العقیقة لاتعاد مرة ثانیة فیحمل ذلك علی ان هذا فعله صلی الله علیه وسلم اظهارًاللشکر علی ایجاد الله تعالی ایاه رحمةً للعالمین فیستحب لنا ایضًا اظهار الشکر بمولده بالاجتماع واطعام الطعام و نحوذلك انتهی★

وراقم الحروف برد و اصل دیگر ظفر یافته اوّل آنکه درصحیح مسلم از قتاده مروی ست سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم عن صوم یوم الاثنین فقال فیه ولدت وفیه انزل علیّ وچوں معلوم شد که آں حضرت صلی اللّٰه علیه وسلم برای شکر ولادت خود روزه داشته اند امتشالش اگر آنروز محفل سرور خالی ازمفاسدوشرور ترتیب دهند خالی ازاستحباب نخواهد شد۔

یہ آیت ہم پرنازل ہوتی تو ہم عید مناتے، فرمایا: اس دن ہماری دوعیدیں ہیں

دوم آنکه در صحیح بخاری از عمر رضی اللّٰه عنه مروی ست: ان رجلا من الیهود فقال یا امیر المومنین آیة فی کتابکم یقرء ونه لوعلینا معشر الیهود نزلت لاتخذ نا ذلك الیوم عیدا قال ای آیة قال الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا فقال عمر قد عرفنا ذلك الیوم و المکان الذی نزلت فیه علی النبی صلی الله علیه وسلم وهو قائم بعرفة یوم الجمعة ودر خیر البحاری شرح صحیح بخاری در معنی آن مذکور است یعنی قد اتخذنا ذلك الیوم

عیدا وهکذاقال النووی وازیں قول نیز روز سرور را برای دوام عید قرار دادن مستفاد میشود پس اگر روزِ میلادِ خیر العباد را هم منجمله اعیاد مقررسازند وآن روزمسرت وانبساط نمایند روا باشد بل اولیٰ بود اما بشرطیکه ضمیم منکرات شرعیه در آن نباشدوآنچه فاکهانی آورده لا جائزان یکون مباحًالان الابتداع لیس مباحاباجماع المسلمین علامه سیوطی در جوابش میفرماید قوله المذکور کلامٌ مستقیم لان البدعة لم تخصر فی الحرام و المکروه بل قدیکون ایضا مباحة ومندوبة وواجبة قال النووی فی تهذیب الاسماء واللغات البدعة فی الشرع هی مالم یکن فی عهد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وهی منقسمة الی حسنة و قبیحة و قال الشیخ عزالدین بن عبد السلام فی القواعد البدعة منقسمة الی واجبة و محرومة ومندوبة الی ان قال والبدع المندوبة امثلة منها احداث الربط و ا لمدارس وکل احسان لم یعهدفی العصر الاول منها التراویح والکلام فی دقائق التصوف وفی الجدل ومنهاجمع المحافل الاستدلال فی المسائل ان قصد بذلک وجه اللّٰه تعالیٰ و روی البیهقی باسناده فی مناقب الشافعی عن الشافعی فان المحدثات من الامور ضربان احدهما احدث مما یخالف کتابااو سنة او اثرا و اجماعًا فهذه البدعة الضلالة والثانیة مااحدث من الخیر لاخلاف فیه بواحدة من هذا وهذه محدثة غیر مذمومة وقدقال عمر رضی اللّٰه عنه فی قیام رمضان نعمت البدعة هذه یعنی انها محدثة لم یکن فعرف بذلک منع قول الشیخ تاج الدین لان هذا القسم مما احدث ولیس فیه مخآلفة الکتاب ولاسنة ولا اثر ولااجماع فهی غیر مذمومة کما فی عبارة الشافعی وهو من الاحسان الذی لم یعهد فی العصرالاول فان اطعام الطعام الخالی کرده اند براستقباحش لقول علیه السلام **کل بدعة ضلالة** چه مراد ازان هر بدعتیست که مخالف کتاب سنت واثر واجماع باشد واصلش دراصول مذکوره وقرون ثلثه یافته نشودبخلاف میلاد که اصولش مسطور گردیده وآنچه فاکهانی آورده★

الثانی: ان یدخله الجنایة الخ علامه سیوطی در جوابش می آورد وهو کلام صحیح فی نفسه غیران التحریم فیه انما جاء من قبل هذه الاشیاء المحرمة التی ضمت

الیه لا من حیث الاجتماع لاظهار شعائر المولد بل لووقع مثل هذه الامور فی
الاجتماع لصلاة الجمعة مثلا کانت قبیحة شنیعة ولا یلزم من ذلک اصل الاجتماع
لصلاة الجمعة وقد رئینا بعض هذه الامور تقع فی لیالی رمضان عند اجتماع الناس
للتراویح اما انچه فاکهنی گفته است مع ان الشهر الذی الخ علامه سیوطی گوید
جوابه ان ولادة النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم اعظم النعم علینا ووفاته اعظم المصائب لنا
والشریعة حسنت اظهار شکر المنعم والصبر والسکون والکتم عند المصائب وقد
امر الشرع بالعقیقة عند الولادة وهی اظهار شکر وفرح بالمولود ولم یامر عند الموت
بذبح ولا لغیره بل نهی عن النیاحة واظهار الجزع وقال ابن رجب فی کتاب اللطائف
فی ذم الشیعة حیث اتخذوا یوم عاشوراء لاجل قتل الحسین رضی اللّٰہ عنه لم یامر اللّٰہ
ولا رسوله باتخاذ ایام مصائب الانبیاء وموتهم ماتما فکیف مادونهم انتهی بالجمله در
استحباب سرورِ ولادت سرورِ عالم صلی اللّٰہ علیه وسلم خالصًا ومخلصًا شکی وار
تیابی نیست در سیرت شامیه ابو عبداللّٰہ بن ابی محمد نعمان منقول است که
میگفت شنیدم شیخ ابوموسی زرهونی را که می فرموده پیغمبرِ خدا را بخواب دیدم
واز حال مولد پر سیدم فرمود من فرح بنا فرحنابه واللّٰہ اعلم نمقه محمد سعداللّٰہ
انتهی بحروفه★

علامہ شیخ جمال رحمۃ اللہ علیہ مفتی مکہ

ودرین باب سوال هم از حضرت مفتی احناف بمکة المکرمة زادها اللّٰہ
تعضیما وتشریفا جناب مولانا شیخ جمال علیه رحمة اللّٰہ ذی الجلال نموده شده
بود وحضرت ایشان در جوابش ترقیم فرمودند که عمل مولد شریف از بدعت
حسنه است چنانچه سوال وجواب بعینها درینجا نوشته بود★

سئل: ما قول سیدنا العالم العلامة الشیخ جمال الفتنی المفتی بمکة
المکرمة فی عمل المولد فی ربیع الاول کل سنة استبشارا بمولده صلی اللّٰہ علیه
وسلم هل هو حسن کما قاله کثیرون ومنهم الجلال السیوطی وغیره ام هو بدعة
منکرة بینوا لنا الجواب!

فاجاب العلامة الشیخ جمال رحمة اللّٰہ علیه بقوله عمل المولد

الشریف من البدع الحسنة وقال العلامة ابو شامه شیخ النووی من احسن ما ابتدع فی زماننا ما یفعل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولده صلی اللّٰہ علیه وسلم من الصدقات والمعروف واظهار الزینة و السرور فان ذلک مع ما فیه من الاحسان للفقراء مشعر بمحبته صلی اللّٰہ علیه وسلم فی قلب فاعل ذلک وشکرًا لِلّٰهِ تعالیٰ علی مامن به من ایجاد رسوله الذی ارسله رحمة للعلمین الخ

علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ

وقال السخاوی لایزال اهل الاسلام من سائر الاقطار والمدن الکبار یفعلون المولد ویتصدقون فی لیالیه بانواع الصدقات ویعتنون بقراءة المولد الکریم ویظهر علیهم من برکاته کل فضل عمیم★

علامہ ابن جزری رحمہ اللہ تعالیٰ

قال ابن الجزری من خواصه انه امان فی ذلک العام وبشری عاجلة بنیل البغیة والمراد واول من احدثه من الملوک صاحب اربل وصنف له ابن دحیه کتابا فی المولد سماه "التنویر بمولد البشیر النذیر" فاجازه بالف دینار وقد استخرج له الحافظ ابن حجر اصلا من السنة وکذا الحافظه السیوطی ورد علی الفاکهی فی قوله ان عمل المولد بدعة مذمومة انتهی وهمیں سوال دریں باب از مفتی احناف بمکة المکرمة زادها اللّٰہ تعظیمًا وتشریفًا جناب مولانا عبدالرحمن سراج نموده شده بود وحضرت ایشاں ایں عمل را از بدعات حسنة ترقیم فرموده اند چنانه سوال وجواب بعینها نوشته میشود ماقولکم یا علماء الملة السمحة البیضاء ومفاتی الشریعة الغراء فی قراءة المولد النبوی علی صاحبها الصلوة والسلام اهل بدعت سیئة ام امر مستحب او غیر ذلک★

علامہ شہاب خفاجی محشی بیضاوی

الحمد لله وحده حمد الکون استمد التوفیق والعون عمل المولد جائزو هو من البدع الحسنة استحسنه جمهور السلف من العلماء الکبار الاعلام قال العلامة الشهاب الخفاجی محشی البیضاوی فی رسالته فی عمل المولد قال

العلامة ابن الحجاج فی المدخل المولد مما احدثه الناس وقد احتوی علی بدع ومحرمات کالرقص بالدف وآلات الطرب مما لا یلیق بسائر الزمان فکیف بهذا الزمان الذی من اللّٰه علینا فیه لسید الاولین والآخرین الی ان قال وقد ارتکب بعضهم فیه مالا ینبغی من اللهو فان خلا عن ذلک واقتصر فیه علی الطعام والمسرة فهو بدعة حسنة اھ۔

خادم شریعت ومنہاج عبدالرحمن بن عبداللہ سراج حنفی مفتی مکہ مکرمہ

ثم نقل الشهاب انه سئل الحافظ ابن حجر عنه فاجاب بما صورته اصل عمل المولد بدعة لم ینقل عن احد من السلف فی القرون الثلثة فی مع ذلک قد اشتمل علی محاسن وضدها فاذا جری علی المحاسن فاجتنب ضدها کان بدعة حسنة واللّٰه سبحانه اعلم امر برقمه خادم الشریعة والمنهاج عبد الرحمن بن عبداللّٰه سراج الخفی مفتی مکة المکرمة کان اللّٰه لهما حامدًا مصلیًا مسلمًا (عبدالرحمن سراج)

مولانا مولوی رحمۃ اللہ صاحب مفتی مالکیہ وشافعیہ وحنابلہ

وبعد از حضرت مفتی صاحب موصوف جناب حضرت مولانا مولوی رحمۃ اللّٰه صاحب مفتی المالکیة والشافعیة والحنابلة نیز برین فتوی بایں طور ترقیم فرمودہ اند نقلش بعینه نوشته میشود (محمدرحمت اللّٰه)

ابوبکر حجی بسیونی مفتی الاحناف مکہ مشرفہ

الحمدلله وحده وصلی اللّٰه علی من لا نبی بعده رب زدنی علمًا اما بعد فقد اطلعت علی هذا السوال و ما حرره مفتی الاحناف بمکة المشرفة فی الحال هو عین الصواب والموافق للحق بلاشک ولا ارتیاب واللّٰه سبحانه وتعالیٰ اعلم خادم الشریعة ببلدة اللّٰه الحمیة ابو بکر حجی بسیونی مفتی المالکیة کان له فی سوه حامد مصلیًا مسلماً (ابو بکر بسیونی)

مفتی شافعی بمکۃ المحمیۃ محمد سعید بن محمد بابصیل

الحمدلله وحده وصلى الله وسلم على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه السالكين نهجهم بعده اللهم هداية للصواب فى كتابه قصة المولد للشهاب ابن حجر ما لخص بعضها ان عمل المولد بدعة لكنها حسنة لما اشتملت عليه من الاحسان الكثير للفقراء ومن قراءة القرآن واكثار الذكر و الصلوة على النبى صلى الله عليه وسلم و اظهار السرور و الفرح به صلى الله عليه وسلم والمحبة له (اغاظة)اهل الزيغ والعناد من الزنادقه والملحدين و الكفرة و المشركين و استدل شيخ الاسلام الحافظ ابن حجر لكونه بدعة حسنه بخبر الصحيحين انه صلى الله عليه وسلم لما قدم المدينة وجد اليهود يصومون يوم عاشوراء فسالهم فقالو هذا اليوم اغرق الله فيه فرعون ونجا موسى نحن نصومه شكرًا لله تعالى فقال صلى الله عليه وسلم فنحن احق بموسى منكم فصامه وامر بصيامه وقال ان عشت الى قابل ...الحديث قال اعنى شيخ الاسلام فيستفاد منه فضل الشكر لله تعالى بانواع العبادات على ما من به فى يوم معين من اسداء نعمة اودفع نقمة ويعاد ذلک فى نظير ذلک اليوم من كل سنة و اىّ نعمة اعظم من نعمة بروز هذا النبى نبى الرحمة فى ذلک انتهى ★ ومنه يعلم الجواب والله سبحانه وتعالىٰ اعلم كتبه وكيل مفتى الشافعية بمكة الحمية محمد سعيد بن محمد بابصيل عفى عنه امين (محمد سعيد بالبصيل)

خلف بن ابراهیم خادم افتاء الحنابلة بمکۃ المشرفۃ

الحمدلله وحده رب زدنى علما استمد من الله التوفيق والرشاد لِأقوم طريقٍ.

عمل المولد عمل المولد جائز باتفاق العلماء اذا خلا عن محرَّم خصوصا انه يجري من الخيرات ويتعدي نفعها للفقراء و المساكين وتشتمل على

الاجتماع المسنون فی قوله صلی اللّٰه علیه وسلم ما اجتمع قوم یذکرون اللّٰه الا نزلت علیهم السکینة حفتهم ملائکة و ذکرهم اللّٰه فیمن عنده واللّٰه سبحانه وتعالی اعلم امر برقمه الحقیر خلف بن ابراهیم خادم افتاء الحنابلة بمکة المشرفة حالا حامدًا مصلیًا مسلمًا۔ کاتب الحروف: غفر اللّٰه میگوید که جناب حضرت مولانا (راجی عفو الرحیم خلف بن ابراهیم)

عمدۃ المفسرین وزبدۃ المحدثین جناب مولانا شاہ عبدالغنی صاحب نقشبندی مجددی قدس سرّہ

شیخنا ومرشدنا حضرت عمدة المفسرین و زبدة المحدثین جناب مولانا شاه عبد الغنی صاحب نقشبندی مجددی قدس سرّه را دیده است که در محفل مولد النبی صلی اللّٰه علیه وسلم که در مدینه منوره علی صاحبها الصلوة والسلام بتاریخ دوازدهم ماه ربیع الاول روز یکشنبه ۱۲۸۷ هجری در مسجد نبوی شده بود تشریف آورده شریک این محفل شریف شدند وذکر مولد شریف که در صحن مسجد شریف بر منبر کدامی از ائمه یکی بعد از دیگرے متوجه بطرف روضه شریف شده میخواندند استماع می فرمودنده بوقت قیام ذکر ولادت شریف قیام می فرمودند وحال و کیفیات برکات این محفل شریف که ظهور شده بود خارج از حیطۂ تقریر وتحریر است صلی اللّٰه علی صاحبه وعلی آله وصحبه واتباعه و نوابه و سلم تسلیمًا کثیرًا وحضرت مولانا صاحب موصوف را سند اجازت احادیث شریفه وغیرها از حضرت والد ماجد خود واز جناب مولانا اسحق صاحب وغیرهما است حال حضرت اساتذۂ کرام این چنین است که بمعرض بیان آمد وحال علم وعمل حضرات ایشں برهمه روشن است اتباع حضرات اساتذۂ کرام خوب است که همه بفضله سُبحانه وتعالی ماهر درهر علوم بودند واز همه امور بخوبی واقف بودند چنانچه روزے حضرت مولانا و استاذنا وشیخنا حضرت شاه عبدالغنی قدس سره بمسجد نبوی بعد از فراغ حلقه شریفه کلاهِ مبارک خود بایں احقر عنایت فرمودند جزاه اللّٰه سبحانهٗ وتعالیٰ خیر الجزاء فی الدنیا والآخرة وتذکره چند امور فرمودند علی الخصوص درباب

ایں امر مذکور بتصریح تمام فرموده بودند وبرای ابلاغ ایں امر تاکید تمام فرموده بودند چنانچه ایں امرا حسب فرموده حضرت ایشاں بنا برخیر خواهی برادران مسلمین بحیطئه تقریر وتحریر وآرد و بالله التوفیق والله سبحانه وتعالیٰ اعلم وعلمهٗ اتم۔

فصل نمبر ۳} اصول تعیین اورمیلاد پر اعتراضات وجوابات

قال العلامة القاری علیه رحمة الباری فی رسالة "المورد الروی فی مولد النبوی،، قال یعنی ابن الجرزی و اذا کان اهل الصلیب اتخذوا لیلة مولد نبیهم عیدً الاکبر فاهل الاسلام اولی بالتکریم واجدر ★

قلت لما یرد علیه انا ماموررون بمخالفة اهل الکتاب ، ولم یظهر من هذا الشیخ لهٰذا السوال جواب ۔ قال السخاوی علی سبیل الاضراب بل خرّج شیخ مشائخ الاسلام خاتمة الائمة الاعلام ابو الفضل ابن حجر الاستاذ المعتبر تغمده اللّٰه برحمته و اسکنه فسیح جنته فِعْلَهٗ علی اصل ثابت یمیل الی الاسناد الیه کل حبر هُمامٍ و هو ما ثبت فی الصحیحن من النبی صلی الله علیه وسلم قدم المدینة فوجد الیهود یصومون یوم عاشوراء فسئلهم فقالوا هو یوم اغرق الله فیه فرعون ونجّی موسٰی علیه السلام فنحن نصومه شکرًا الله عزّ و جلّ فقال صلی الله علیه وسلم فانا احق بموسٰی علیه الصلاة والسلام منکم فصامه و امر بصیامه وقال ان عشت الی قابل الحدیث ★

قلت وفقهم اولا الفةً ثم خالفهم آخر تحقیقًا لصورة المخانقة قال ای الشیخ فیستفاد منه فعل الشکر لله تعالیٰ علی مامن به فی یوم معین من اسداعه نعمةٍ و دفع نقمة و یعاد ذلک فی نظیر ذلک الیوم من کل سنة والشکر للهِ تعالیٰ یحصل بانواع العبادة کالصلاة والصیام والتلاوة وای نعمة اعظم من نعمةٍ بروز هذا النبی نبی الرحمة صلی اللّٰه علیه وسلم؟

قلت وفی قوله تعالی لقد جاءکم رسول اشعار بذلک وایماء الی تعظیم وقت مجیئه لما هنالک ★ قال و علی هذا فینبغی ان یقتصر فیه علی ما یفهم الشکر لله

تعالی من نحو ما ذکر و اما ما یتبعه من السماع و اللهو و غیر ها فینبغی ان یقال ما کان من ذلک مباحا بحیث یعین السرور بذلک الیوم فلا باس بالحاقه و ما کان حراما و مکروها فیمنع و کذا ما کان فیه خلاف بل یحسن فی ایام الشهر کلها و لیالیه یعنی کما جاء عن ابن جماعة تمنیه فقد اتصل بنا ان الزاهد القدوة المعمر ابا اسحاق ابراهیم بن عبدالرحمن بن ابراهیم بن جماعة لما کان فی المدینة النبویة علی ساکنها افضل الصلاة و اکمل التحیة کان یعمل طعاما فی المولد النبوی و یطعم الناس و یقول لو تمکنت عملت بطول الشهر کل یوم مولدا۔ انتهی بحروفه

قوله: ان النبی صلی الله علیه وسلم قدم المدینة ... الحدیث

فی صحیح البخاری فی باب صیام العاشوراء: عن ابن عباس قال قدم النبی صلی الله علیه وسلم المدینة فرای الیهود تصوم یوم عاشوراء فقال ما هذا؟ قالوا هذا یوم صالح هذا یوم نجی الله بنی اسرائیل من عدوهم فصامه موسیٰ قال فانا احق بموسی منکم فصامه و امر بصیامه۔

فی فتح الباری: فصامه موسی زاد مسلم فی روایته شکرا لله تعالیٰ فنحن نصومه ...اه

وفی صحیح البخاری: فی باب اتیان الیهود النبی صلی الله علیه وسلم حین قدم المدینة عن ابن عباس قال لما قدم النبی صلی الله علیه وسلم المدینة فوجد الیهود یصومون عاشوراء فسئلوا عن ذٰلک فقالوا هو الیوم الذی اظهر الله فیه موسیٰ وبنی اسرائیل علی فرعون ونحن نصومه تعظیما له فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم نحن اولیٰ بموسیٰ منکم ثم امر بصومه ...اه

وفی سنن ابی داؤد ونحن نصومه تعظیماً له ...اه*

وفی صحیح البخاری: فی باب قول اللہ عزوجل: وهل اتاك حديث موسىٰ وكلم الله موسىٰ تكليمًا۔ عن ابن عباس ان النبی صلی الله علیه وسلم لما قدم المدینة وجدهم یصومون یومًا یعنی یوم عاشوراء فقالوا هذا یوم عظیم وهو یوم نجّی الله فیه موسٰی و اغرق آل فرعون فصام موسٰی شکرًا لله تعالٰی فقال انا اولٰی بموسٰی منهم فصامه وامر بصیامه...اه

وفی سنن ابن ماجة: فصامه موسٰی شکرا...اه

وفی شرح معانی الآثار للامام الطحاوی: عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی الله تعالٰی عنه انه قال لما قدم رسول الله صلی الله علیه وسلم المدینة وجد الیهود یصومون یوم عاشراء فسئلهم فقالوا هذا الیوم الذی اظهر الله عز وجل فیه موسٰی علٰی فرعون فقال انتم اولی بموسٰی منهم فصوموه ففی هذا الحدیث ان رسول الله صلی الله علیه وسلم انما صامه شکرًا لِلّٰه عز وجل فی اظهاره موسٰی علٰی فرعون فذٰلك علی الاختیار لا علی الفرض انتهی بحروفه

وایضًا فیه: وقد اخبر ابن عباس رضی اللّٰه تعالٰی عنه فی حدیثه بالعلة التی من اجلها کانت الیهود تصومه انها علی الشکر منهم لله تعالٰی فی اظهاره موسٰی علٰی فرعون وان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ایضًا صامه کذلک والصوم للشکر اختیارٌ لا فرضٌ انتهی★

وایضًا فیه: بعد ذکر حدیث ابی قتادة عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم: انه قال انی اصوم یوم عاشوراء انی احتسب علی الله ان یکفر السنة التی قبله ففی هذا الحدیث انه امرهم بصومه احتسابا لما ذکر فیه من الکفارة ولیس هذا یخالف عندنا لحدیث ابن عباس لانه قد یجوز ان یکون کان یصومه شکر اللّٰه تعالٰی لما اظهر موسٰی علٰی فرعون فیشکر واللّٰه به ما شکره به من ذلک فیکفر به عنه السنة

الماضية . . . انتهى بحروفه

قال العلامة العينى فى شرح صحيح البخارى: بعد نقل حديث ابن عباس:

قدم **النبى صلى الله عليه وسلم المدينة فراى اليهود ويصوم يوم عاشوراء** الحديث ظاهر حديث ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما يدل على الوجوب لانه عليهم السلام صامه و امر بصيامه لكن نسخ الوجوب و بقى الاستجاب كماذكرنا وقال الطحاوى بعدان روى هذاالحديث ففى هذاالحديث ان رسول الله صلى الله عليه وسلم انما صامه شكرًالِله عز وجل فى اظهاره موسىٰ عليه الصلاة والسلام على فرعون فذلک على الاختيار لا على الفرض انتهى۔

قلت: وفيه بَحث لان القائل يقول لانسلم ان ذلک على الاختيار دون الفرض لانه عليه الصلاة والسلام امر بصومه والامر المجرد عن القرائن يدل على الوجوب و كونه صامه شكرًا لا ينافى كونه للوجوب كما فى سجدة من اصلها للشكر مع انها واجبة اه بحروفه

وقال العلامه على القارى عليه الرحمة البارى فى شرح مشكوة المصابيح: فصار ذٰلک اليوم او مثله اھ۔

وايضًا قال فيه: ونحن نصومه اى شكرا ايضًا اه

وقال العلامة العينى فى شرح الحديث المذكور:

قوله: فصامه اى النبى صلى الله عليه وسلم وليس معناه انه صام ابتداء لانه قد علم فى حديث آخر انه كان يصومه قبل قدومه المدينة فعلى هٰذا معناه انه ثبت على صيامه ودوامه على ما كان عليه قيل يتحمل انه كان يصومه بمكة ثم ترک صومه ثم لما علم ما عند اهل الكتاب فيه صام اه

وايضًا قال فيه قوله: وامر بصيامه وللبخآرى فى تفسير يونس من طريق الى بشر فقال لاصحابه **انتم احق بموسى منهم فصوموه** اه۔

و قال العلامة على القارى عليه رحمة البارى فى شرح مشكوة المصابيح فصامه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لقوله تعالى **فبهداهم**

اقتداءً فتعظیم ماعظمه لم یکن علی جهة المتابعة له فی شرعه بل علی طرق موافقة شرعه لشرعه فی ذٰلک او کان صیامه شکرا لِخلاص موسٰی علیه السلام کما سجد فی شکرً اللّٰہ تعالیٰ علی قبول توبة داؤد علیه الصلاة والسلام۔

قوله: کما سجد فی ص شکرً الِلّٰہ تعالیٰ خرج النسائی عن ابن عباس رضی اللہ عنهما: **قال ان النبی صلی الله علیه وآله و بارك وسلم یسجد فی ص و قال سجدها داؤد توبة و نسجدها شکرًا ...اه۔**

قال العلامة ابن حجر علیه رحمة اللّٰہ الباری شکرًا منا علی قبول توبة لان الانبیاء علیهم الصلاة والسلام کرجل واحد فالنعمة علی احدهم نعمة علی الکل اھ۔

قال الشیخ تاج الدین الفاکهانی رحمه اللّٰہ تعالی: لا اعلم لهذا المولد اصلا فی کتاب ولا سنة اھ۔

قال العلامة مولانا جلال الدین السیوطی ردا علیه یقال علیه نفی العلم لا یلزم منه نفی الوجود قد استخرج امام الحفاظ ابو الفضل ابن حجر اصلا من السنة واستخرجت له انا اصلا ثانیا وسیاتی ذکرهما بعد هذا اھ۔

قوله سیاتی ذکرهما بعد هذا ما نصه وقد سئل شیخ الاسلام حافظ العصر ابو الفضل ابن حجر عن عمل المولد فاجاب بان اصل المولد بدعة لم ینقل عن احد من السلف الصالح فی قرون الثلثة ولکنها مع ذٰلک فقد اشتملت علی محاسن ضدها فمن تحری فی عملها المحاسن وتجنب ضدها کان بدعۃ حسنة ومن لا فلا وقد ظهر لی تخریجها علی اصل ثابت وهو ما ثبت فی الصحیحین من **ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم قدم المدینة فوجد الیهود یصومون یوم عاشوراء فسئلهم فقالوا هو یوم اغرق الله فیه فرعون و نجی موسٰی فنحن نصومه شکرا لله تعالٰی** فیستفاد منه فعل الشکر لله تعالی علی ما من به فی یوم معین من ابداع نعمة ودفع نقمة ویعاد ذٰلک فی نظیر ذلک الیوم من کل سنة و الشکر لله تعالی یتحصل بانواع العبادات کالسجود والصیام والصدقة والتلاوة وایّ نعمة اعظم من النعمة یتولد هذا النبی

نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فینبغی ان یتحری الیوم بعینہ حتی یطابق قصۃ موسی علیہ الصلاۃ والسلام فی یوم عاشوراء وان لم یلاحظ ذلک لا یبالی بعمل المولد فی ایّ یوم من الشہر الی ان قال فہذا یتعلق باصل عملہ واما ما یعمل فیہ فینبغی ان یقصر فیہ علی ما یفہم معہ الشکر للہ تعالی من نحوما تقدم ذکرہ من التلاوۃ والاطعام والصدقۃ وانشاد شیء من المدائح النبویۃ المحرِکۃ للقلوب الی فعل الخیر والعمل للآخرۃ واما ما یتبع ذٰلک من السماع واللہو وغیر ذٰلک فینبغی ان یقال ما کان من ذلک مباحا بحیث یعیّن السرور بذلک الیوم لا باس بالحاقہ بہ وما کان حراما او مکروھًا فیمنع وکذاما کان خلاف الاولی انتہی★

وظہر لی تخریجہ علی اصل آخر وہو ما رواہ البیہقی عن انس رضی اللہ تعالی عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عق عن نفسہ بعد النبوۃ مع انہ قد ورد اَنَّ جدہ عبدَ المطلب عق عنہ یوم سابع ولادتہ والعقیقہ لا تعاد مرۃ ثانیۃ فیحمل ذلک علی ان الذی فعلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعلہ اظہارا للشکر علی ایجاد اللہ تعالیٰ ایاہ رحمۃ للعالمین و تشویقا لامتہ کما کان یصلی علی نفسہ لذلک فیستحب لنا ایضاء اظہار الشکر بمولدہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاجتماع و اطعام الطعام و نحوذلک من وجود القربات و اظہار المسرات ثم رایت امام القراء الحافظ شمس الدین بن الجزری قال فی کتابہ المسمّٰی بـ" عرف التعریف بالمولد الشریف " انہ قد رؤی ابولہب فی النوم فقیل لہ ما حالک فقال فی النار الا انہ یخفف علی کل لیلۃ اثنین و اَمُصُّ مِنْ بین اصبعیّ ہاتین ماء بقدر ہذا و اشار براس اصبعہ و ان ذلک باِعْتَاقِیْ ثویبۃ عندما بشرتنی بولادۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و بارضاعہا لہ فاذا کان ابولہب الکافر الذی نزل القرآن بذمہ جوزی فی النار لفرحہ بمولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فما حال المسلم الموحد من امتہ صلی اللہ علیہ وسلم ولعمری انما یکون جزاؤہ من المولی الکریم ان یدخلہ بفضلہ جنات النعیم و قال الحافظ شمس الدین ابن ناصر الدین الدمشقی فی کتابہ المسمی "المورد

الصادی فی مولد الهادی ،، وقد صح ان ابا لهب یخفف عنه عذاب النار فی مثل یوم الاثنین لاعتاقه ثویبة سرورا بمیلاد النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ثم انشد ؎

اذا کان هذا کافر جاء ذمه — وتبت یداه فی الجحیم مخلدا

اتی انه فی یوم الاثنین دائما — یخفف عنه للسرور باحمد !

فما الظن بعبد الذی کان عمره — باحمد مسرورا و مات موحدا

قوله: وقد ظهرلی تخریجها الخ فی شرح المواهب اللدنیة للعلامة الزرقانی وسبقه انی ذلک الحافظ ابن رجب اھ۔

نبی کریم نے خود اپنا عقیقہ کیا......ابولہب کا مرنے کے بعد مستفید ہونا

قوله :وظهرلی تخریجه علی اصل آخر وهو مارواه البیهقی الخ تعقبه النجم بانه حدیث منکر کما قاله الحافظ بل قال فی شرح المهذب انه حدیث باطل فالتخریج علیه ساقط اھ۔

ودرشرح سفر السعادت است:درحدیث انس رضی اللّٰه تعالی عنه چنانچه در بعض روایات آمده وارد است که رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بعداز ظهور نبوت عقیقه خودرا چوں در وقت ولادت معلوم وے نشد که کردند بانه ذبح کرده امادر اسناد آں حدیث ضعفی است وخالی از بُعدے هم نیست واللّٰه اعلم اھ۔

وفی زاد المعاد: ذکر ابن ایمن عن انس رضی الله تعالی عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم عق عن نفسه بعد ان جاء ته النبوة و هذا الحدیث قال ابوداؤد فی مسائله سمعت احمد حدثهم بحدیث الهشیم بن جمیل عن عبدالله بن المثنی عن ثمامة عن انس ان النبی صلی الله علیه وسلم عق عن نفسه فقال احمد عبدالله بن محمد عن قتادة عن انس ان النبی صلی الله علیه وسلم عق عن نفسه قال ههنا قال احمد هذا منکر ضعف عبدالله المحرر...اھ

قوله : انه قد روی الخ و الرأی له اخوه العباس بعد سنة من وفاة ابی لهب بعد واقعة بدر ذکره السهیلی وغیره کذا فی شرح المواهب اللدنیة العلامة

الزرقانی وهذا ما یرویه غیر واحد من اهل السیر و غراه فی المدارج الی الحدیث وصححه الدمشقی ویعاضده ما اخرج الشیخان عن ابن عباس بن عبدالمطلب و ابی سعید الخدری و البخاری عن ابن المسیب عن ابیه و مسلم عن سفیان فی ابی طالب من احادیث یطول الکلام بذکرها فانها تدل علی ان خیرات الکافر لا تذهب جفاء وانه قد ینتفع بها وما ورد فی خلاف ذٰلک من الآیات والاخبار فقال النبوی قال البیہقی قد یجوز ان یکون ورد ذٰلک فی انه لایکون لها موقع لتخلیص من النار و ادخال الجنة ولکن یخفف عنه عذابه الذی یستوجبه علی جنایات ارتکبها سوی الکفر بما فعل من الخیرات ، قلت : وبه قال المفسر عبد العزیز الدهلوی ونسبه الی ابی حنیفة رضی اللّٰہ تعالٰی عنه ووافقهم الکرمانی علی ذلک و لکن جعله من برکات النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم و خصائصه و اذا عرفت ذٰلک علمت ان الاحتجاج بهذه الروایة لیس بساقط من کل وجه علی انه لا یلزم من کونه لایوجب العلم ان لایصح التمسک به فی غیره ایضًا مع ان العلماء لم یزالوا یتساهلون فی فضائل الاعمال حتّٰی قال اسمٰعیل الدهلوی انه قد یوخذ الموضوع یعنی ما لم یثبت وضعه بخصوصه فی بیان الفضائل ما ثبت فضله بغیره تائیدًا و اذا کان الموضوع بهذه المثابه فالمنقطع بحسب الباطن اولی کذا افاده المحشی و قوله وغراه فی المدارج الی الحدیث حیث قال: اول کسیکه آنحضرت صلی اللّٰہ علیه وسلم را شیرداد ثویبة بود کنیزک ابو لهب بضم مثلثة و فتح واو و سکون تحتانیة وموحده درآخر و این ثویبة آں شب که چوں آنحضرت متولد شد بشارت رسانید وابولهب درخانه عبداللّٰہ برادرِ تو پسرے متولد شدد ابولهب اورا ثمردگانے آزاد کرد وامر کرد که اورا شیر دهدوحق تعالٰی باین شادی وسرور که ابولهب بولادت آنحضرت صلی اللّٰہ علیه وسلم کرد درعذابِ دے تخفیف کرد درروز دو شنبه از وی عذاب برداشت چنانکه در حدیث آمده است و درینجا سنداست مراهل موالیدرا که در شب میلاد آنحضرت صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم سرور کنندو بذل اموال نمایند یعنی ابولهب که کافر بوده قرآن بمذمت وی نازل شده چوں بسرور میلاد آنحضرت صلی اللّٰہ علیه وسلم و بذل شیر جاریه وی

بجهت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جزا داده شده تا حال مسلمان که مملو است بمحبت و سرور و بذل مال در طریق وے چه باشد ولیکن باید که از بدعتها که عوام احداث کرده اند از تغنی و آلات محرمه و منکرات حابسے باشد تا موجب حرمان از طریقۂ اتباع نرود انتهی بحروفه۔

ابولہب کو انگلیوں سے مشروب ملنے کی مزید تحقیق

وفی الخصائص الکبریٰ للعلامۃ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ:

اخرج الشیخان عن عروۃ قال اعتق ابو لھب ثویبۃ فارضعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما مات ابو لھب اُرِیَهُ بعضُ اھلِهٖ فی بِشَرِّ حِیْبَةٍ فقال ماذا لقیت قال ابو لھب لم الق بعدکم غیر انی سُقِیْتُ فی ھذہ بعتاقتی ثویبۃ واشار الی النقرۃ التی بین الابھام والتی تلیھا من الاصابع۔اھ

وفی صحیح البخاری فی کتاب النکاح فی باب امھاتکم اللاتی ارضعنکم ویحرم من الرضاع ما یحرم من النسب: قال عروۃ و ثویبۃ مولاۃ لابی لھب وکان ابو لھب اعتقھا فارضعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما مات ابو لھب اریه بعض اھله بشر حیبۃ قال له ما ذا لقیت قال ابو لھب لم الق بعدکم غیر انی سقیت فی ھذہ بعتاقتی ثویبۃ انتھی بحروفه

وفی فتح الباری: للعلامۃ ابن حجر و عمدۃ القاری للعلامۃ العینی ذکر السھیلی ان العباس قال لما مات ابولھب رایته فی منامی بعد حول فی شر حال فقال ما لقیت بعدکم راحۃ الا ان العذاب یخفف عنی کل یوم اثنین قال وذلک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولد یوم الاثنین وکانت ثویبۃ بشرت ابا لھب بمولده فاعتقھا ... بحروفھا

وفی عمدۃ القاری وفی التوضیح وفیه وفی الحدیث من الفقه ان الکافر قد

یعطی عوضًا من اعماله التی تکون منها قربة لاهل الایمان بالله کما فی حق ابیطالب غیر ان التخفیف فی ابی لهب اقل من التخفیف عن ابی طالب ـ ذٰلک لنصرة ابی طالب لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وحیاطة له و عداوة ابی لهب له... اھ

وفی فتح الباری قال البیهقی ماورد من بطلان الخیر لکفار فمعناه انهم لا یکون لهم تخلص من النار ولا دخول الجنة و یجوز ان یخفف عنهم من العذاب الذی یستوجبونه علی ما ارتکبوه من الجرائم سوی الکفر بما عملوه من الخیرات واما عیاض فقال : انعقد الاجماع علی ان الکفار لا تنفعهم اعمالهم و لا ثیابون علیها بنعیم ولا تخفیف عذاب وان کان بعضهم اشد عذابًا من بعض۔

قلت : وهذا لا یرد الاحتمال الذی ذکره البیهقی فان جمیع ما ورد من ذلک یتعلق بذنب الکفر و اما ذنب غیر الکفر فما المانع من تخفیفه وقال القرطبی هذا التخفیف خاص بهٰذا و بمن ورد النص فیه قال ابن المنیر فی الحاشیة هنا قضیتان احدهما محال و هی اعتبار طاعة الکافر مع کفره ولان شرط الطاعة ان تقع بقصد صحیح و هٰذا مفقود من الکافر الثانیة اثابة الکافر علی بعض الاعمال تفضلا من اللّٰہ تعالٰی و هٰذا لا یحیله العقل فاذا تقرر ذٰلک لم یکن عتق ابی لهب لثویبة قربة معتبرة و یجوز ان یتفضل اللّٰہ علیه ما شاء کما تفضل علی ابی طالب و المتبع فی ذٰلک التوقیف نفیا و اثباتًا۔

قلت : وتتمة هٰذا ان یقع التفضل المذکور اکرامًا لمن وقع من الکافر البر له و نحو ذلک انتهی بحروفه۔

وفی سیرة الشامیة : قال شیخنا فی فتاواه عندی ان اصل المولد الذی هو اجتماع الناس وقراءة ما تیسر من القرآن ورواية الاخبار الواردة فی مبدء النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وما وقع فیه من الآیات ثم یمدلهم سماط یاکلون منه ویتفرقون من غیر زیادة علی ذٰلک من البدع الحسنة ای ثیاب علیهما صاحبها لما فیه من تعظیم قدر النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم واظهار الفرح ولا استبشار بمولده الشریف وقال قد ظهر لی تخریجه علی اصل غیر الذی ذکره الحافظ وهو ما رواه البیهقی عن انس رضی

اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی ﷺ عق عن نفسه بعد النبوة مع انه ورد ان جده عبد المطلب عق عنه فی سابع ولادته و العقيقة لا تعاد مرة ثانية يحمل ذلک علی ان الذی فعله صلی اللّٰہ علیہ وسلم فعله اظهار اللشکر علی ایجاد اللّٰہ تعالی ایاه رحمة للعالمین و تشویقًا لامته کما کان یصلی علی نفسه لذلک فیستحب لنا ایضًا اظهار الشکر بمولده بالاجتماع و الاطعام وغیر ذلک من وجوه القربات والمثوبات۔

وقالؒ فی شرح سنن ابن ماجة : الصواب انه من البدع الحسنة المندوبة اذا خلی عن المنکرات شرعا اھ۔

ودر تقریر مولانا حضرت جمال الدین المعروف به میرزا حسن علی المحدث الکهنوی سابق مذکور شده است که در حدیث آمده است که فرمود آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم حضرت بلال را که ترک مکن روزۂ دو شنبه را زیرا که من زائیده شده ام روز دو شنبه و این حدیث اصل است در جواز تعیین روز مولد...اھ۔

وفی مشکوة المصابیح عن ابی قتادة قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم الاثنین فقال : فیه ولدتُ و فیه انزل علیّ رواہ مسلم اھ۔

قال العلامة علی القاری فی شرحه : وفی الحدیث دلالة علی ان الزمان قد یتشرف بما یقع فیه و کذا المکان انتهی بحروفه۔

قال الشیخ تاج الدین الفاکهانی رحمه اللّٰہ : الشهر الذی ولد فیه صلی اللّٰہ علیه وسلم وهو ربیع الاول هو بعینه الشهر الذی توفی فیه فلیس السرور فیه اولی من الحزن اھ۔

قال العلامة مولانا جلال الدین السیوطی رحمه اللّٰہ تعالیٰ رد اعلیه : جوابه ان ولادته صلی اللّٰہ علیه وسلم اعظم النعم علینا و وفاته اعظم المصائب بنا و الشریعة حثت علی اظهار شکر النعم و الصبر و السکون و الکتم عند المصائب و قد امر الشرع بالعقیقة عند الولادة وهی اظهار الشکر و فرح بالمولد و لم یامر عند

الموت بذبح و لا بغیره بل نهی عن النیاحة و اظهار الجزع فدلت قواعد الشرع علی انه یحسن فی هذا الشهر اظهارُ الفرح بولادته صلی اللّٰہ علیہ وسلم دون اظهار الحزن فیه بوفاته انتهی۔

ایک اعتراض

وبعضی مانعین مولد شریف میگویند: وقد صح انه قیل لابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه ان قوما اجتمعوا فی مسجد یهللون و یصلون علی النبی صلی الله علیه وسلم و یرفعون اصواتهم فذهب الیهم ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه و قال ما عهدنا علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم و ما اراکم الا مبتدعین فما زال یذکر ذٰلک حتی اخرجهم من المسجد کذا فی التا تارخانیة وطوالع الانوار

همچنیں انعقاد ایں مجلس مولود بهیئت کذایه ملتزمه موقته را باید فهمید که معهود ومعمول بزمان آنحضرت صلی اللّٰہ علیه و سلم و آل عظام وصحابه کرام نبود پس ایں را برهماں طریق باید داشت واختراع از طرف خود هرگز نباید ساخت علماء می نویسند که اتباع چنانکه در دعا کردن می باید همچناں در ترک آن نیز شاید فالاتباع کما یکون فی الفعل یکون فی الترک کذا فی المواهب اللطیفیة شرح مسند ابی حنیفة وجناب مولاناشاه عبد العزیز صاحب قدس سره در تحفه اثنا عشریه اشاره فرموده اند که روز تولد نبی ووفات نبی را عیدقرار نداده اند۔

جوابِ اعتراض

جوابش اینست که مولانا جلال الدین سیوطی رحمة اللّٰہ علیه ایں اثر را که بمعرض استدلال برائی ابطال انعقادمجلس مولود آورده تضعیف نموده گفته

که بمعرض استدلال برائی ابطال انعقادمجلس مولود آورده تضعیف نموده گفته

که بر تقدیر صحت معارض احادیث کثیره که مثبت خلاف ایں اثر است نمی تواند شد ونیز بر تقدیر صحت ایں اثر گویم که محتمل است که باعث بر منع و

اخراج ایں قوم از مسجد شور شغب این جماعة برفع صوت بوده باشد که منافی ادب و مخالف آدابِ مسجد است نمیدانی که ایں شور و هنگامه موجبِ انتشارِ شاغلینِ عبادتِ خدا و نمازیان اخلاص انتما میشود و واقعی است که چنیں شور و هنگامه معهود در عهد رسولِ خدا صلی اللّٰه علیه وسلم نبوده و لا تهلیل وصلوة بران حضرت علیه الصلاة والسلام و اجتماع مسلمانان در مسجدِ خود ماثور ومنقول دراں عهد رسالت مهد بوده است پس داعی بر منع واخراج قوم از مسجد فقط رفع صوت و شورو شغب خواهد بود معهذا ایں روایت صلاحیت معارضه بروایتی که درصحیح بخاری درباب من جعل لاهل العلم ایاما معلومة مذکوراست ندارد و آن اینست که کان عبداللّٰه یذکّر الناس فی کل خمیس یعنی بود عبداللّٰه بن مسعود که پند میداد مردم را بروز پنجشنبه پس بر طبع سلیم وعقل مستقیم البته پوشیده نباشد که ایں تعیین و تخصیص روز پنجشنبه برائی وعظ و تذکیر که عبداللّٰه بن مسعود از طرفِ خود ایجاد کردند در عهد آنحضرت صلی اللّٰه علیه وسلم نبوده پس چه باعث شد که عبداللّٰه بن مسعود بادی ترک کلیه الاتباع کما یکون فی الفعل یکون فی الترک گردیده معاذ اللّٰه خویشتن را مرتکب کراهة و بدعة فرمودند پس ایں روایت بخاری اظهر من الشمس وابین من الامس است که تعیین وتخصیص روز برائ عمل خیر اگرچه آن روز از آنحضرت صلی اللّٰه علیه وسلم ماثور نباشد جائز ومستحسن است بالجمله از تعیین و تخصیص عبداللّٰه بن مسعود روز پنجشنبه را برائے وعظ وتذکیر مقرر فرموده اند استخراج اصل را برائ تعیین مجلس مولود بهیئت بملتزمه درایِ اصول ثلثه مذکوره سابقه که صوم عاشوراء صوم دو شنبه و اعاده عقیقه است ثابت ومتحقق گردید ومتروک شارع که واجب الاتباع است آن متروک بمعنی دیگر است نه مطلق متروک خواه معدوم بعدمِ مستمر درزمان شارع باشد یا بمقتضائ مصلحتی معدوم بعدم طاری و لاحق بعد وجوه سابق گردد وعلماء تصریح نموده اند که گاهی مقصود شارع از ترک فعلی وفور شفقت وغایت رحمت بر اُمّت می باشد یعنی اگر شارع آن فعل را ترک نمی فرمود التزام

استمراری آں فعل موجب وجوب بر امت می گشت چنانچه در ترک التزام تراویح همیں مصلحت قرار داد علماء است پس ایچنیں ترک لا محاله واجب الاتباع نباشد و فعل ایں متروک و التزام آں از حریم اباحت و استحسان خارج نیفتد که مظنۂ وجوب که در فعل و التزام شارع بوده در فعل و التزام دیگرے متصور نیست چنانچه علامه فیروز آبادی در صراط مستقیم بعد نقل اقوال مختلفه در صلوۃ الضحی گفته صواب آنست که مواظبت بران نیز مستحب است و خوف توهم فرضیت مرتفع شد و استناد بعبارتِ تحفه دریں مقام مدفوع ست باینکه مدلول ایں عبارت مخالفت صریحه به قول و فعل صاحب تحفه دارد پس لا محاله ماوّل و مصروف عن الظاهر خواهد بود تفصیل ایں اجمال اینست که صاحب تحفه خودش در جوابِ سائل که سوال از جواز تقریر و تعین روز بعد سال بنا بر رفتن بزیارتِ بزرگان نموده می نویسند که رفتن بر قبور بعد سال یک روز معین کرده بسه صورت است اول آنکه یک روز معین نموده یک شخص یا دو شخص بغیر سیئات اجتماعیه مردم کثیر بر قبور محض بنا بر زیارت و استغفار روند این قدر از روئے روایاتِ صحیحه ثابت است در تفسیر درمنثور نقل نموده که هر سال آنحضرت صلی اللّٰه علیه وسلم بر مقابر می رفتند و دعائے مغفرتِ اهلِ قبور می نمودند ایں قدر ثابت است و مستحب★

دوم آنکه هیئت اجتماعیه مردم کثیر جمع شوند ختم کلام اللّٰه کنندۂ فاتحه بر شیرینی و طعام نموده تقسیم درمیان حاضران نمایند ایں قسم معمولِ زمانۂ پیغمبر خدا صلی اللّٰه علیه وسلم و خلفاءِ راشدین نبوده اگر کسے ایں طور بکند باک نیست زیرا که دریں قسم قبح نیست بلکه فائده احیاء و اموات را حاصل می شود★

سوم طور جمع شدن برقبور اینست که مردمان یک روز معین نمودۂ لباسهائے نفیس و فاخره پوشیده مثل عید شادمان شده برقبه ها جمع شوند رقص و غیره سماع با مزامیر و دیگر بدعات ممنوعه مثل سجود برائے قبور و طوائف گردان قبور می نمایند ایں قسم حرام و ممنوع بلکه بعضی بحدِ کفر می رسند

وھمیں محل ایں ہر دو حدیث است **ولا تجعلوا قبری عیدًا ولا تجعلوا قبری وثنًا** چنانچہ در مشکوۃ موجود است انتہی۔

ونیز مولانا ممدوح در جواب سائلے کہ سوال از جوازِ عُرس بزرگانِ نمودہ نوشتہ اند کہ زیارت وتبرک بقبورِ صالحین و امدادِ ایشاں باھداءِ ثواب تلاوت قُرآن و دُعاھاءِ خیر وتقسیم طعام وشیرنی امر مستحسن وخوب است باجماع علماء و تعیین روز برائے آنست کہ آں مذکّرِ انتقالِ ایشاں می باشد ازدار العمل بدار الثواب وإلّا بہ روز کہ ایں عمل واقع شود موجب فلاح ونجات است وخلف را لازم است سلف خود را بایں نوع برّ واحسان نماید چنانچہ در احادیث مذکور است کہ ولد صالح یدعولہ وتلاوت قرآن واھداءِ ثواب عبادت موتی قرار دادن مبنی بر کمال بلادت وفرط جھل است آری اگر کسے سجدہ و طواف ودُعا بنحو یا فلاں افعل کذا بعمل آرد البتہ مشابھت باعبدۃ الاوثان کردہ باشد و چوں چنیں نیست پس چرا محل طعن باشد در دُرِ منثور سیوطی مرقوم است اخرج ابن المنذر وابن مردویہ

ہر سال نبی کریم، صدیق، عمر اور عثمان شہداءِ احد کے پاجاتے اور سلام کہتے

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ وسلم کان یاتی اُحُدًا کل عام فاذا اتی الشعب سلم علی قبور الشھداء فقال سلام علیکم بما صبرتم الخ واخرج ابن جریر عن محمد بن ابراھیم قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاتی قبور الشھداء علی راس کل حول فیقول السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار وابو بکر وعمر وعثمان یفعلون ھذا انتھی★

ونیز مولانا ممدوح در جواب سائلی کہ استفسار ازمجلس محرم ومرثیہ خوانی نمودہ افادہ فرمودہ کہ در تمام سالدو مجلس در خانۂ فقیر منعقد می شود مجلس ذکر مولود شریف ومجلس ذکر شھادت حسنین و تمام عبارت آں جواب بعینھا در فصل سابق نوشتہ شدہ است من شاء فلینظر ثمہ★

وجناب مولانا شاه رفیع الدین صاحب که برادر کوچک جناب حضرت مولانا شاه عبد العزیز صاحب بودند کیفیت تبحر حدیث وتفسیر علوم نقلیه وعقلیه حضرت ایشاں معلوم خواص وعوام است وجواب سوالی آنچه می نویسند بعینه دریں جا برائے فائدۂ عامه نقل نموده مے شود۔

سوال: بر قبر بزرگے در سال جمع امدن وآن را روزِ وفات وعرس قرار دادن باوجودیکه زمان امر سیّال غیر قارّ است چه حکم دارد؟

جواب: زمان اگرچه سیال غیر قاراست اما آنچه بآں تقدیر کرده می شود زمان را از شب وروز وماه وسال اینها را شرعاً دوره مقرراست چوں یک دوره تمام می شود باز از سر شروع می شود همیں حساب رمضان بشهر صوم وذی الحجه بشهر حج وهمچنیں شهورِ دیگر در دوره حکم اتحاد به نظر اوداده می شود چنانچه در حدیث است که یهود عرض کردند در حضور جناب نبوت صلی اللّٰه علیه وآله وسلم که حق تعالیٰ نجات حضرت موسیٰ علیه الصلاۃ والسلام وغرق فرعون دریں روز عاشوراء کرده است برائے شکرانه روزمیگیریم جناب نبوت صلی اللّٰه علیه وآله وسلم فرموده انا احق بموسٰی منکم فصام یوم عاشوراء وامر الناس بصیامه ونیز حضرت نبی صلی اللّٰه علیه وسلم بلال راوصیت کردند بصوم روز دوشنبه وفرمودند فیه ولدت وفیه انزل وفیه هاجرت وفیه اموت بنا بریں یاد کردن آں تاریخ وآں ماه رسم مردم افتاده وچوں مردمان ازیں جهان محافظت ایں رسم گذشته اند ایشاں را انتظارے بسوی ولد یا کسے دیگر از اقارب خود می باشد پس رفع انتظاری آں فایده ایست معتدبه وبمعاملات مکاشفه دریافت شد که در چنیں روز اجتماع ارواحِ دوستاں در عالم بررخ هم می شود پس امداد بدعا وختم وطعام بدعتی مباح است و وجه قبح ندارد و اما ارتکاب محرمات از روشں ساختن چراغاں و ملبوس ساختن قبور و سرود نواختن معارف همه بدعات شنیعه اند وحضور چنیں مجالس ممنوع انتهی★

ازیں جوابات افادت آیاتِ چند فائده مستنبط میشود اول آنکه رفتنِ مردم بهیئت اجتماعیه وجمع شدن بر قبور بعدِ سال برائی زیارت بزرگان وختم

قرآن کردن وفاتحه بر شیرینی یا طعامی خوانده تقسیم آن نمودن ایں قسم اگرچه معمول زمانۂ پیغمبرِ خدا صلی اللّٰہ علیه وسلم وخلفائِ راشدین نبوده لیکن چوں ایں طور قبحی ندارد اگر کسے بعمل آرد باک نیست بلکه بنا بر اشتمال برفائده برائی احیاء واموات طرفے از استحباب واستحسان خواهد داشت ونیز ازین جا مقترح میشود که نبودن امرے از امور خیر در زمانِ آنحضرت صلی اللّٰہ علیه وسلم وخلفاء راشدین موجب عدم جواز وکراهت وبدعت سیئه بودنش نیست وایں فائده مبنی بر همان قول حضرت امام شافعی علیه الرحمة است که مختارِ امام نووی وغیره علمائِ دین است که هر امر مستحدث که مخالف قواعد شرعیه نباشد آں ازمستحسنات و بدعاتِ حسنه است لهٰذا اجتماعِ مردم خواه بروزِ ولادت یا وفات بارتکاب امور ممنوعه شرعیه البته بدعت سیئه و ناجائز خواهد بود که بایں صورت مخالف قواعد شرعی ست★

دوم آنکه تعیینِ روز و ماه برائی مولود شریف واجتماع مردم یکجا درماه ربیع الاول وهمچناں برائی انعقادِ مجلسِ ذکرِ شهادتِ امامِ حسین علیه الصلاة والسلام درماه محرم روز عاشوراء یا غیر آں وشنیدم سلام ومرثیه مشروع وگریه وبکا بر حال شهدائِ کربلا جائز ودرست است۔

سوم آنکه عید گرفتن روزولادت یا وفات نبی یا غیر آں عبارت از اجتماع مردم بارتکاب محظورات شرعی است وآں البته ممنوع وبهمین معنی روز تولد و وفات نبی را عید قرار نداده اند گفتن صحیح است نه مجرد اجتماع مردم دراں روز وتلاوت قرآن وذکر احادیث وخواندن درود شریف و تقسیم طعام یا شیرینی بعد فاتحه به حاضرین مجلس که ایں امر مستحسن و موجب ثواب است۔

چهارم آنکه زمان اگرچه سیال غیر قار است لیکن چوں تقدیر زمان از شب وروز ماه وسال است وهریکی را ازینها شرعًا وعرفًا دوره مقرر است که بعد انقضائِ یک دوره دورۂ دیگر شروع می گردد لهٰذا بنظر اعاده ایں ادوار لاتقضیه هر دوره را حکم اتحاد با نظیرش داده می شود بهمیں حساب رمضان بشهر صوم

و ذیحه بشهر حج وهمچنیں شهور دیگر مثل ربیع الاول بشهر ولادت و وفاتِ سرور کائنات صلی اللہ علیه وسلم وغیر آں درهرسال محسوب است ومبنی برهمیں اعتبار است درشرع صوم عاشوراءوصوم دوشنبه وایام بیض وصوم عرفه ودیگر امور شرعیه که منوط ومربوط بیعتین وتخصیص روزیاماه یا سال است★

پنجم آنکه باوجودیکه جواز استحباب اجتماع مردم بروز عرس واهدائے ثواب ازخواندنِ قرآن واطعامِ طعام وتقسیمِ شیرینی به اقوالِ علماءمستند به اثبات رسید معامله مکاشفه هم مؤید اینست که در چنیں روز اجتماعِ ارواحِ دوستان در عالمِ برزخ هم می شود پس امداد بدُعا وختم وطعام بدعتی مباح است و وجه قبح ندارد کما مرّ التصریح بهذا التعیین من مولانا رفیع الدین و برتصریح مولانا ممدوح موقوف نیست دیگر بزرگان مثل مولانا شیخ عبدالحق محدث دهلوی رحمۃ اللہ علیه وغیرآں نیز بهیمن راه رفته اند وحکم اتحادِ نظیر در دورهٔ روز وماه وسال در عبارتی که سابق از رسالهٔ علامه مولانا سیوطی منقول شد نیز مستفاد است بلکه مذهب جمهور علماء سلف همین است والا اعتبار اکثرے از احکامِ شرعیه که تفصیل بعضے ازانها آنفاً گذشت از دست خواهد رفت وازین جاے شائبه تکلف و بے فائله تصلف بمعرض ثبوت میرسد که اعاده شادی میلاد شریف آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم هر سال درماه ربیع الاول مثل اعادهٔ صوم عاشوراء وصوم دوشنبه امور مستحسنه ومستحبه است نمی دانی که شکرانهٔ نعمت نجاتِ حضرت موسیٰ علیه الصلاة والسلام ازدستِ فرعون در روزِ ولادت آنحضرت علیه الصلاة و التحیة که مناطِ اعادهٔ صوم عاشوراء وصوم دوشنبه است همان مناط اعادهٔ شادی میلاد شریف دربارهٔ ربیع الاول موجود است بلکه انعقادِ مجلس میلاد شریف چون متضمن اشاعت و نشر فضائل و معجزات آنحضرت علیه الصلوات الزاکیات والتسلیمات الوافیات به شکرانهٔ نعمت وجودِ باوجود است استحسان و استحباب آں زیاده تر از استحسان و استحبابِ صوم دوشنبه ونظائرآں خواهد بود انتهی ما افاده مولانا العلامة الشیخ محمد سلامت اللہ علیه الرحمة باختصار والتقاط واللہ سبحانه وتعالی اعلم

فصل نمبر: ۴} میلادِ مصطفیٰ کی محفل میں جب ممنوعاتِ شرعیہ ومحرمات ومنکرات نہ ہوں توحکم کیا ہے؟ اوردن متعین کرنے وغیرہ کی صورت میں حکم کیا ہے؟

مجددالف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ

قال العلامه حضرت مولانا الامام الربانی مجدد الف الثانی رحمة اللّٰه علیه فی مکتوبه الشریف (مکتوب هفتاد دوم درجلد ثالث ۱۲ منه) الی جناب خواجه حسام الدین احمد دیگر در باب مولود خوانی اندراج یافته بود در نفس قرآن خواندن بصورت حسن ودر قصائد نعت ومنقبت خواندن چه مضائقه است ممنوع تحریف و تغییر حروفِ قرآن است و التزام رعایت مقامات نغمه و تردید صوت بآن بطریق الحان بالتصفیق مناسب آن که در شعر نیز غیر مباح است اگر برنهجی خوانند که تحریفی در کلمات قرآنی واقع نشود ودر قصائد خواندن شرائط مذکوره متحقق نگردد وآن راهم بغرض صحیح تجویز نمایند چه مانع مخدوما بخاطر فقیر میرسد تا سدِّ این باب مطلق نکنند ابو الهوسان ممنوع نمی گردند اگراندک تجویز کردند منجربه بسیار خواهد شد قلیلة یفضی الی کثیره قول مشهور است والسلام۔

و افاد ایضًا فی مکتوبه الشریف (یعنی مکتوب د ویست وهفتاد وسوم جلد اول) الی جناب مرزا حسام الدین احمد اندراج یافته بود اگرچنانچه مبالغه در منع سماع متضمن منع مولود که عبارت از قصائد نعت و اشعار غیر نعت خواندن است نیز بود اخوی واعزی میر محمد نعمان و بعض یاران اینجائی که در واقعهٔ آنحضرت را صلی اللّٰه علیه وآله وسلم دیده اند که ازیں معرکه مولود بسیار راضی اند برینها ترک شنودن مولود بسے مشکل است مخدوما اگر وقائع را اعتبار بوده وبر منامات اعتبار باشد مریدان را به پیران هیچ احتیاج نباشد والتزام طریقی از طرق عبث می افتد، هر مریدی موافق وقائع خود خواهد کرد ومطابق مناماتِ خود زندگانی خواهد نمود آن وقائع ومنامات موافق طریق پیر باشند یا نباشند ومرضی اوبوند یا نبوند بریں تقدیر سلسلۂ پیری ومریدی برهم مے خورد

وهر ابو الهوسی بوضعِ خود مستقل می گرد ومریدِ صادق هزار وقائع را باوجود پیر به نیم جو نمی خِرَد وطالب رشید بد ولت حصورِ پیر منامات را ز ۔ سغاث احلام می شمرد و هیچ التفات بآنہا نہ نماید شیطان لعین دشمنی است قوی منتهیان از کید او ایمن نیستند و از مکر او ترسان ولرزان اند از مبتدیان ومتوسطان چه گویدغایة ما فی الباب منتهیا ن محفوظ اند وازسلطانِ شیطان مصئون بخلاف متبدیان ومتوسطان پس وقائع ایشان شایانِ اعتماد نباشدواز مکر دشمن محفوظ نبوند★

سوال: واقعه که دراں واقع حضرت پیغمبر ما را به پیند صادق است و از کید ومکرِ شیطان محفوظ:**فان الشیطان لایتمثل بصورته کماورد** پس وقائع ما نحن فیه صادق باشندواز مکر شیطان محفوظ★

جواب : صاحبِ فتوحات مکیه عدم تمثل شیطان را مخصوص بصورت خاصه آں سرور علیه وعلی آله الصلاۃ والسلام که مدفون دں مدینه است میسازد وحکم بعدمِ آں تمثل بهر صورتیکه بیند تجویز می نمایند وشک نیست که تشخیص آن صورت علی صاحبها الصلاۃ والسلام خصوصا در منامات بسیار متعسراست پس چگونه شایان اعتماد بودواگر عدم تمثل شیطان رامخصوص بصورت خاصه آں سرور علیه وعلی آله الصلاۃ والسلام نسازیم و بهر صورتیکه به بیند عدم آں تمثل رادرصورت تجویز نه نمائیم چنانچه بسیار از علماء بداں رفته اند ونیز مناسب رفعتِ شان آن سرور راست علیه الصلاۃ و السلام وعلی آله گویم که اخذ احکام ازاں صورت ودر یافتن مرضی و نا مرضی آں از مشکلات است چه تواند بود که دشمن بعین درمیان متوسط شده باشد وخلاف واقع را بواقع نموده بود وبیننده را در اشتباه والتباس انداخته عبارت و اشارت خود را عبارت واشارت آں صورت علی صاحبها الصلاۃ والسلام دانینده باشد الی ان افاد رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه در حالتِ منام که محل تعطیل حوا ٫ است وجاۓ التباس و اشتباه باوجود تنهائی رائی از کجا معلوم شود که آں واقعه از تصرّفِ شیطان محفوظ است واز تلبیسِ او مصئون یا آںکه گویم چوں در ادهان

قصائد نعت خوانندگان و شنوندگان متمکن شده بود که آن سرور علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام ازیں عمل راضی خواهند بود چنانچه ممد و حان ازم ؛ حان راضی اند و این معنی درمتخیلهٔ ایشان متنقش گشته تواند بود که در واقعهٔ آن صورت مخیله خود را دیده باشند بے آنکه آن واقعه را حقیقتے باشد ویا تمثل شیطانی بود و ایضًا واقعات ورؤیایٔ صادقه گاهی محمول بر ظاهر اند وحقیقت آنها همان است که رائی دیده است مثلاً صورت زید را در خواب دیده است ومراد همان حقیقت زید است و گاهی مصروف از ظاهرند ومحمول بر تعبیرِ صورتِ زید را درخواب دیده است ومراد ازاں عمرو داشته اند مثلاً بواسطهٔ علاقه مناسب که درمیان عمرو وزید بوده است پس این واقع یاران از کجامعلوم شود که محمول بر ظاهر اند واز ظاهر مصروف نیند چرا نتواند بود که مراد ازان وقائع تعبیرات بود وآن وقائع کنایات باشد ازامور دیگر بی آنکه تمثل شیطانی را گنجائش بود بالجمله اعتماد بر وقائع نباید نهاد الی ان افاد رضی اللّٰه تعالیٰ عنه یاران انجا مدتیست که بوضع خود زندگانی نموده اند زمامِ اختیار بدستِ ایشانست امامیر محمد نعمان را غیر از انقیاد چه چاره است عیاذًا بالله سبحانه اگر لمحه بعد از منع توقف نماید اگر فرضًا توقف کند که را ضرر خواهد کرد مبالغه فقیر درمنع بواسطه مخالفت طریقت خود است مخالفت طریق خواه بسماع و رقص بود خواه بمولود و شعر خوانی هر طریق را وصولیست بمطلب خاص و وصول بمطلب خاص این طریق منوط بترک این امور است هر که را طلب مطلب این طریق بود باید که از مخالفت این طریق اجتناب نماید و مطالب طرق دیگر منظور نظر او نباشد حضرت خواجه نقشبندی قدس سره فرموده اند نه این کار می کنم و نه انکار می کنم یعنی این کار منافی طریق خواص هست پس نکینم وچون مشایخ دیگر کرده اند ازاں انکار هم ننمائیم **لِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا** فیروزآباد که ملجاء ملاذِ ما فقراء ست وقدوهٔ ما پیروانِ هر گاه درو ی امری حادث شود که مخالف این طریقه عالیه بود جایٔ اضطراب ما فقراء است مخدوم زادهٔ ما احق اند بمحافظت طریق والد بزرگوار خود فرزندان حضرت خواجه

احرار قدس سرہ بعد از تغیر طریق والد بزرگوار ایشاں طریق اصل را ایشاں محافظت نمودند و باتغیر کنند گان مجادلہ فرمودند چنانچہ بسمع شریف شما نیز رسید باشد الی ان افاد رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ واگر فرضًا حضرت ایشاں دریں اوان دردنیا زندہ بودند و ایں مجلس واجتماع منعقد میشد آیا بایں امر راضی میشدند وایں اجتماع رامی پسندیدند یا نہ یقینِ فقیر آن است کہ ہرگز ایں معنی راتجویز نمی مودند بلکہ انکار می نمودند مقصودِ فقیر اعلام بودہ قبول کنید یا نہ کنید ہیچ مضائقہ نیست و گنجائش مشاجرہ نہ اگر مخدوم زادہ ھا و یارانِ آنجائ برھماں وضع مستقیم باشند ما فقیراں را از محبت ایشاں غیر از حرمان چارہ نیست زیادہ چہ تصدیعہ دہد والسلام اولًا وآخرًا انتہی باختصار★

نقل عبارت مولانا محمد مظہر قدس سرہ

وجناب حضرت مولانا مولوی محمد مظہر صاحب نقشبندی مجددی دھلوی مدنی در مقامات سعیدیہ دربیانِ حالاتِ حضرت والد ماجد خود قدس سرہ ترقیم فرمودہ اند عبارت حضرت ایشاں بعینہا این است می فرمودند کہ خواندنِ مولود شریف وقیام نزدیک ذکرِ ولادتِ باسعادت مستحب است و دریں باب رسالہ خاص دارند و دراں تحقیق فرمودہ اند کہ منع حضرت مجدد الف ثانی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ از مولود خوانی محمول بر سماع وغنا است لا غیر انتہت بحروفہا★

الشیخ تاج الدین الفاکہانی

قال الشیخ تاج الدین الفاکھانی الذی ملخصہ ان دخلہ الجنایہ و ضاف الیہ الغناء والرقص واجتماع الشبان مع النساء وغیر ذلک من المحرمات فہذاالذی لا یختلف فی تحریمہ اثنان اھ۔

علامہ مولانا جلال الدین سیوطی کارد

قال العلامۃ مولانا جلال الدین السیوطی ردا علیہ ھذا کلام صحیح فی نفسہ غیر ان التحریم فیہ انما جاء من قبل ھذہ الاشیاء المحرمۃ التی ضمت الیہ لا من حیث الاجتماع لاظہار شعار المولد بل لو وقع مثل ھذہ الامور فی الاجتماع

لصلاة الجمعة مثلا لكانت قبيحة شنيعة و لا يلزم من ذلک ذم اصل الاجتماع
لصلاة الجمعة کما هو واضح وقدرءینا بعض هذه الامور فی لیالی من رمضان عند
اجتماع الناس لصلوة التراویح ایحرم الاجتماع لاجل هذه الامور التی قرنت بها
کلا بل نقول اصل الاجتماع لصلاة التراویح حسن و سنة و قربة والضم الیها من
هذه الامور الشنیعة قبیح شنیع کذلک نقول اصل الاجتماع لاظهار شعار المولد
مندوب وقربة وماضم الیه من الامور المذمومة مذموم ممنوع انتهی۔

نقل عبارت رسالہ فیصلہ مولانا کرامت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

وعبارة "رسالة الفیصلة،، لمولانا واستاذنا المولوی کرامت علی
رحمة الله علیه: بسم الله الرحمن الرحیم حامدًا ومصلیًا

فقیر کرامت علی جونپوری کی طرف سے برادران دینی، جو اس فقیر سے حاضرانہ اور غائبانہ محبت رکھتے ہیں، اور اپنے امام کے مذہب پر مضبوط ہیں، اور حضرت مرشد برحق سید احمد قدس سرہ سے اعتقاد رکھتے ہیں، اور اُن کی کتاب صراط المستقیم کو سچی کتاب جانتے ہیں، بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے، مطالعہ فرمائیں کہ حاجی جہانگیر صاحب ساکن مبارک پور کے زبانی معلوم ہوا کہ مولوی فیض اللہ صاحب نے اعظم گڑھ میں حاجی جہانگیر سے کہا کہ "ایضاح الحق،، کے رد کرنے سے ہم لوگوں کو تمانچہ لگا، سو تم مولوی صاحب سے ہاتھ جوڑ کے ہماری طرف سے کہو کہ جس طرح اس کو رد کیے ہیں، اسی طرح سے اس کتاب کو صحیح لکھ دیں، کہ یہ کتاب صحیح ہے، ہم سے غلطی ہوئی جو ہم نے اس کو رد کیا، تو اس لکھنے سے سارا کام بن جائے، ابھی کچھ بگڑا نہیں ہے، اور یہ بات کہنا کہ کسی مقام میں ہم نے "ایضاح الحق،، کی تحقیق کے واسطے لکھا تھا کہ یہ کتاب کس کی تصنیف ہے، اور اس مقام کی تین مولویوں نے، جو بڑے معتبر ہیں، حلف کر کے لکھا کہ یہ کتاب "ایضاح الحق،، مولانا محمد اسمعیل کی تصنیف ہے، اور اس مقام کا نام حاجی صاحب مذکور نے کہا کہ ہم کو یاد نہیں، سو اس بات کو سن کر نہایت افسوس ہوا کہ اس فقیر نے رسالہ "اطمینان القلوب،، میں "ایضاح الحق،، کی خرابی اور لامذہبی کو ظاہر کر دیا، اور فقہ کی کتابوں کے مسئلوں کا جو "ایضاح

الحق،، میں رد لکھا ہے، اس کو بھی کھول دیا، اور ہمارے مرشد حضرت احمد سید قدس سرہ کی کتاب ''صراط المستقیم،، کے جن جن مقاموں کا رد ''ایضاح الحق،، کے جس مقام میں کیا ہے، اس کو بھی کھول دیا، اور یہ لکھ دیا کہ صراط المستقیم کے مصنف حضرت مرشد ممدوح ہیں، اور اس کے لکھنے والے مولانا محمد اسمٰعیل مرحوم ہیں، اور ''ایضاح الحق،، کا مصنف کوئی دوسرا مولوی اسمٰعیل ہے، تو ہم نے اس میں کیا بُرا کیا؟ ہم نے تو اپنے مرشد اور مولانا محمد اسمٰعیل کے سنت و جماعت ہونے سے لوگوں کو خبردار کر دیا، اور ''ایضاح الحق،، کے مصنف کی لامذہبی اور ہمارے مرشد سے اس کی عداوت کے حال کو کھول دیا، سو ہزار ہزار تعجب ہے کہ ''ایضاح الحق،، میں جو ''صراط المستقیم،، کا رد ہے، اس سے مولوی صاحب کو تمانچہ نہ لگا، تو اب جناب مولوی صاحب ممدوح اور سارے مسلمانوں کو مناسب ہے کہ ''ایضاح الحق،، اور ''صراط المستقیم،، دونوں کے اُس مقام کو دیکھیں اور خوب دریافت کریں کہ ''ایضاح الحق،، کے مصنف نے ''صراط المستقیم،، کو رد کیا ہے یا نہیں، اگر رد کیا ہے تو اپنے مرشد حضرت سید احمد کی کتاب ''صراط المستقیم،، کو حق جانیں اور اسی پر عمل کریں، اور ''ایضاح الحق،، کو جھوٹی جانیں، سو عجب تماشے کی بات ہے کہ دونوں کتاب کو نہ لا کے، اور حق تحقیق نہ کر کے ہم کو کہا کہ ہم ''ایضاح الحق،، کو صحیح لکھ دیں، تو اب مسلمانو! انصاف کرو کہ ہم اپنے مرشد سے جو ۵۱ را کاون برس سے اعتقاد رکھتے ہیں، سو اُس اعتقاد کو ہم کیسے جھوٹے، جاہل، لامذہب اور گمنام کے لکھنے سے کسی طرح چھوڑ دیں، اور ایسے اندھے بن جائیں کہ ''ایضاح الحق،، کے رد ہونے سے ہم کو طمانچہ لگے، اور ''صراط المستقیم،، کے رد ہونے سے تمانچہ نہ لگے، اس مضمون کو سارے اہل سنت و جماعت لوگ خصوصاً واعظ لوگ غور کریں، اور ایسی جھوٹی کتاب کے فریب کے جال سے مسلمانوں کو بچائیں، اب اس بات کو خوب سوچو کہ جب ''ایضاح الحق،، والے نے ''صراط المستقیم،، کو رد کیا ہے، تو اب ''ایضاح الحق،، کا مصنف مولانا محمد اسمٰعیل مرحوم کو ثابت کرنا کیا فائدہ؟ اگر یہ بات ثابت ہوگئی کہ ''ایضاح الحق،، مولانا محمد اسمٰعیل کی تصنیف ہے، تو اس سے کیا فائدہ ہوا، اور جنگل میں بیل

پکا تو کوے کے باپ کا کیا، یعنی "صراط المستقیم"، تو رد ہونے کی نہیں، مولانا محمد اسمٰعیل پر ہی عیب لگ جائے گا، اسی طرح سے مولود شریف اور قیام کے مسئلہ میں ہی "ایضاح الحق"، کے معتقدوں کی ٹیڑ ہی سمجھ کا حال سمجھو، اور مولود شریف اور قیام کو جو شخص منع کرتا ہے، یا حرمین شریفین کے لوگوں پر طعن کرتا ہے، اور اُن کا عیب تلاش کرتا ہے، یا ایک شخص معین کی تقلید کو واجب نہیں کہتا ہے، یا فقہ پر عمل کرنا واجب نہیں جانتا، تو اُس میں خواہ مخواہ لامذہبی اور وہابی پن کی کوئی بات ہوتی ہے، اور ہم نے رسالہ ملخص میں مولود شریف کو پچیس عالموں اور اماموں کے قول اور فعل سے اور اپنے طریقہ کے پیشواؤں کے قول سے اور توارث سے ثابت کیا ہے، اور مولود کا منع کرنے والا فقط ایک شخص فاکہانی مالکی ہے۔ سو جماعت کے مقابلہ میں اکیے دُکے کا کیا اعتبار، اور قیام کو ایک مجتہد اور مکہ معظمہ کے دو معتمد اور نامی عالم قدیم کے فتوی سے اور بڑی بڑی معتبر کتاب سے اور توارث سے ثابت کیا ہے، اور یہ قیام چونکہ قیام تعظیم کا ہے، اس واسطے اس کی اصل کو حضرت عائشہ کی حدیث سے ثابت کیا ہے۔

اب ایک بات بڑی فائدہ کی یاد رکھو، وہ یہ ہے کہ لفظ مولد النبی ﷺ میں تعظیم مضاف کی ہے مانند بیت اللہ کے اور عہد الخلیفہ کے، یعنی جب کسی چیز کی نسبت کسی بڑی کی طرف کرتے ہیں یعنی جب کسی چیز کا علاقہ کسی بڑی سے لگاتے ہیں، تب اس چیز کی تعظیم ثابت ہوتی ہے، جیسے: مولود نبی ﷺ کا اور ان کا موئے مبارک اور نعلین شریف وغیرہ، یا جیسے اللہ کا گھر اور بادشاہ کا غلام، تو اس مقام میں گھر کی تعظیم اور غلام کی تعظیم ثابت ہوتی ہے، اسی واسطے یہ عاشق رسول اللہ ﷺ کے مولود کی تعظیم کرنے والوں کی طرف ہے، سو جو لوگ دھوکا کھا گئے ہیں، وہ توبہ کریں، اور مولود کو منع کرنے والوں سے علاقہ توڑ ڈالیں، اور یہ اضافت تحقیر کے واسطے کب ہوتی ہے، جب کسی چیز کی نسبت چھوٹی اور حقیر اور ذلیل چیز کی طرف کرتے ہیں، جیسے: ولد الحجام یعنی حجام کا بیٹا۔ جو چاہے اس قاعدہ کو مختصر معانی میں دیکھے۔ سو یہ بات سمجھ میں آ گئی، تو مولود کی حقارت کرنا درست نہ ہوگا، یہ لفظ کہہ کر کہ مولود بدعتِ مذمومہ ہے، یا گمراہی، یا حرام ہے، یا مکروہ ہے، اور یہ کہنا کبھی درست نہ ہوگا کہ یہ

رسالہ مولود کے باطل کرنے کے واسطے ہے، جیسا کہ ایک رسالہ کا نام کسی نے رکھا ہے ''غایۃ الکلام فی ابطال عمل المولد والقیام،، قافیہ تو مل گیا، مگر ایمان کا کیا حال ہوا! یہ مضمون بحث اور زبانی تقریر کر کے باطل نہ ہو سکے گا، جب تک مختصر معانی کے مضمون کو اس کے برابر کی کتاب سے کوئی رد نہ کرے گا، اب اسی ایک مضمون سے تم لوگ وہابیوں کے مذہب اوران کے علم کی حقیقت سمجھو، کتاب کا نام مقرر کرنے میں تو ان کا یہ حال ہوا، اسی مضمون سے تم لوگ ان کے سارے عقیدہ اور علم اور مسئلوں کا حال سمجھو، اور قیام کا منع اب تک کسی کتاب میں نہ پایا، اور حال کے وہابیوں نے جو اپنے رسالوں میں قیام کو منع لکھا ہے، یا اب کوئی جاہل منع کرے، تو اس کی بات کون سنتا ہے، اور رسالہ ملخص جلدی چھپ کر آتا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی سب حقیقت کھل جائے گی، اور یہ بات سب پر ظاہر ہے کہ حرمین شریفین یعنی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ دین کا دیس ہے، تو جو مذہب حرمین شریفین میں نہیں ہے، اس مذہب کو اکاس بنور کی طرح سے بے جڑ کا جانو، اور دِل میں یقین رکھو کہ حرمین شریفین کے علماء کی بھاری جماعت کی پیروی کرنے میں بڑی خیر ہے۔ ''ردالمحتار،، میں، تیسری جلد میں، باب البغاۃ میں، تین سو نو صفحہ میں، خارجی لوگ جس پر خروج کرتے ہیں، اُس کے کافر ہونے کا جو اعتقاد رکھتے ہیں، اسی بات کے بیان میں فرماتے ہیں: جیسا کہ واقع ہوا ہے ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے تابعداروں میں، جو نجد سے نکلے تھے اور حرمین شریفین پر قابض ہو گئے تھے، اور وہ لوگ فریب سے اپنے تئیں حنبلی مذہب کہتے تھے، لیکن وہ لوگ اعتقاد رکھتے تھے کہ وہی لوگ مسلمان ہیں، اور جو لوگ ان کے اعتقاد کی خلاف اعتقاد رکھتے ہیں، وہ سب مشرک ہیں، اور اسی اعتقاد کے سبب سے اہل سنت و جماعت اور ان کے علماء کے قتل کرنے کو انہوں نے مباح کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت کو توڑا یعنی ان کی لڑائی کی بڑی ہیبت جو لوگوں کے دِل میں سمائی تھی، سو نکل گئی اور خوب مارے گئے اور اللہ تعالیٰ نے خراب کیا اُن کے شہروں کو، اور ان کے اوپر فتح دیا مسلمانوں کے لشکروں کو بارہ سو تینتیس ہجری میں، انتھی

فائدہ: حجاز کی زمین کے سوای کونجدی کہتے ہیں۔ ''مشکوۃ المصابیح،، کے باب ذکر الیمن والشام کی پہلی فصل کے آخر میں بخاری کی روایت والی حدیث جو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے، اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

نجد میں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور نجد سے شیطان کے لشکر اور شیطان کے مدد گار لوگ نکلیں گے۔

یہ خاکسار کہتا ہے کہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معجزہ کے طور پر فرمائی تھی، سو ویسا ہی ظاہر ہوا، اور وہابیوں کا فتنہ اس ملک میں بھی پہنچا، یہاں سے ان شاء اللہ تعالیٰ وہابی لوگ نکالے جائیں گے، پھر یہاں کے وہابی لوگ بھی کئی فرقہ ہیں: ایک وہ ہیں جو سارے مقلدوں کو مشرک جانتے ہیں اور مشرکوں کے حق میں جو آیت اُتری ہے اس کو مقلدوں کے حق میں پڑھتے ہیں اور آپ کسی کی تقلید نہیں کرتے، ایسے لوگ دلی، بنارس، عظیم آباد، مرج گڑھی، کلکتہ، ڈھاکہ اور رَامپور بوالیا کے متعلق دیہات وغیرہ مقاموں میں نکلے ہیں، اور دوسرے فرقے تقلید کرتے ہیں، اور جیسا کہ پُرانے وہابی اپنی تیئں حنبلی کہتے تھے، ویسا ہی یہ لوگ بھی اپنے تیئں حنفی کہتے ہیں، جیسے بنگالہ میں ڈھاکہ، فرید پور اور بریسال کے متعلق دیہات ہیں، دودامیاں کے گروہ کے لوگ اور چاٹگام کے متعلق بعضے دیہات میں مخلص الرحمن کے گروہ، اور بھی کئی قسم کے وہابی لوگ ہیں، سو وہ سب کس طرح سے پہچان پڑیں کہ یہ وہابی ہیں؟ ان کی شناخت یہ ہے کہ وہ اپنے گروہ کے سوا سب کو مشرک جانتے ہیں، اگرچہ ظاہر میں مشرک نہ کہیں، بلکہ نماز بھی ساتھ پڑھ لیں، مگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہونے کے وقت اپنے گروہ کے سوا کسی کی بات نہ مانیں گے، چنانچہ ہندوستان اور بنگال کے وہابیوں میں اب تک وہی پُرانا اعتقاد پُرانے وہابیوں کا موجود ہے، جو چاہے سو آزمالے، وہ یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے گروہ کے سوا سب کو مشرک جاننے کے سبب سے اپنے گروہ کے سوا کسی عالم کی بات نہیں مانتے، حرمین شریفین اور تمام دنیا کے عالم کو پیٹ پالنے

والا اور انگریز کا عالم کہتے ہیں، یہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ رامپور بوالیا میں ایک دغا باز دلی سے جا کر رہا ہے، وہ کہتا ہے کہ مولود شریف بدعتِ سیئہ ہے، اور اس میں قیام کرنا شرک ہے ، اور اسی قیام کے سبب سے کہتا ہے کہ (العیاذ باللہ!) روم کا بادشاہ اور حرمین شریفین کے سارے علماء اور سارے لوگ مشرک ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ جمع نہیں کرے گا میری امت کو گمراہی پر۔

اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ جس بات پر اس امت کے لوگ اتفاق کریں گے وہ بات حق ہی ہوگی

اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ یہ ایک خاصیت ہے کہ پروردگار تعالیٰ نے اس امت مرحومہ کو اس کے ساتھ خاص کیا ہے کہ جس بات پر اس امت کے لوگ اتفاق کریں گے وہ بات حق ہی ہوگی، پوری اس حدیث کو اشعۃ اللمعات میں باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ کی دوسری فصل میں دیکھو، سو اس حدیث کی مخالفت کر کے وہابی لوگ اپنے گروہ کے لوگوں سے دو تین آدمیوں کا نام لے کر کہتے ہیں کہ فلانے فلانے کی بات مانو اور جو مسئلہ پوچھنا ہو سو انھیں سے پوچھو، پس یہی ایک بات اُن دغا باز فریبیوں کے فساد سے بچنے کے واسطے کافی ہے، بھلا کیا سبب ہے کہ حرمین شریفین، جہاں قیامت تک دین باقی رہنے کی بشارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے، وہاں کے علماء کی جماعت اور اس ملک ہندوستان کے سارے علماء کی جماعت کے ماننے اور ان سے مسئلہ پوچھنے سے اپنے گروہ کے لوگوں کو منع کرتے ہیں، اور اپنے گروہ کے دو تین یا چار پانچ عالم کی بات ماننے اور ان سے مسئلہ پوچھنے کی تاکید کرتے ہیں، اور لکھنہ ہی بھیجتے ہیں، تو سنت و جماعت مذہب کے ہزاروں علماء کی جماعت کو چھوڑ کر اپنے ہی گروہ کے دو تین شخص چُن لینا اور اُن کے سپرد اپنے معتقدوں کو کرنا، یہ تو اپنے وہابی پنے اور لامذہب ہونے کا صاف اقرار کرنا، اور سنت و جماعت کے گروہ سے جُدا ہو جانا ہے۔

ایک تمثیل عام لوگوں کی سمجھ کے لیے

اب ایک بات بڑے کام کی تم لوگ سنو، کہ مثلاً ایک شخص اچھا پکا سونا ایک سیر لایا ہے، اور شہر اور گاؤں کے لوگوں سے کہتا ہے کہ تم لوگ پچاس یا سو سنار کے پاس ہمارا سونا لے جاؤ، وہ توے اور سوراخی کسوٹی پر گھسائے، اگر اچھا ٹھہرے تو سولہ روپے تولہ ہمارا سونا خرید لو، اور ایک دوسرا شخص ایک سیر پیتل ملمع کیا ہوا لایا ہے، اور چھپ چھپ کر نادان لوگوں سے کہتا ہے کہ ہمارا سونا بہت اچھا ہے، ہم سترہ روپیہ تولہ بیچتے ہیں، تم لوگ چوکو مت، ہم سے خرید کر لو، جب کوئی خریدار کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اچھا ہمارے ساتھ چلو ہم دس بیس سنار کو تمہارا سونا دکھلا کر سب خرید لیں گے، تب وہ کہتا ہے: تمام جہان کے سنار اندھے ہیں، فقط ہماری ہی آنکھ ہے، اور ہمارے ساتھ کے فلانے فلانے کی آنکھ ہے، اگر تم کو خریدنا ہو تو ہم لوگوں کی آنکھ سے سونا خرید کرو۔ تو اب بھائیو! انصاف سے کہو کہ ان دونوں میں کون ٹھگ ہے، اور ایسے ٹھگ کی باتوں کو کوئی عقل والا قبول کرے گا یا نہیں: اور ہم کہتے ہیں کہ ہماری باتوں کو ہندوستان اور بنگالہ کے ہزاروں سنت وجماعت کے علماء سے اور حرمین شریفین کے سارے علماء سے اور جہان کے سارے سنت وجماعت علماء سے تحقیق کر لو، سچ ٹھہرے تو مانو، جھوٹ ٹھہرے تو ہماری بات کو نہ مانو، بلکہ ہم کو مطلع کرو، تا کہ ہم بھی اُس سے توبہ کریں۔ اور حقیقت میں قیامت تک اس امت کے لوگوں میں جتنا اختلاف ہوگا، سب کا فیصلہ آپ فرما گئے ہیں، مختصر فیصلہ یہ ہے کہ ایک حدیث جو پہلے مذکور ہو چکی، اور دوسری حدیث جو اب لکھتے ہیں، سارے اختلاف کا فیصلہ کرنے کو کافی ہے، دوسری حدیث یہ ہے ”مشکوۃ المصابیح میں باب ثواب ہذہ الامۃ“ کی دوسری فصل میں سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میری امت بارش کی طرح ہے دریافت نہیں ہوتا
پہلا مینہ فائدہ مند ہے یا آخری

مَثَلُ اُمَّتِیْ مَثَلُ الْمَطَرِ لَایُدْرٰی اَوَّلُهٗ خَیْرٌ اَمْ آخِرُہٗ۔

مثل میری امت کی مانند مینہ (بارش) کے ہے، دریافت نہیں ہوتا کہ پہلا مہینہ بہتر اور فائدہ دینے والا زیادہ ہے یا اس کا آخر۔

اشعۃ اللمعات میں جو اس حدیث کی شرح ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ساری امت بہتر ہے، جیسے مینہ (بارش)، کہ سب کا سب بہتر اور فائدہ مند ہے، ویسے یہ امت بہتر ہونے میں سب برابر ہے، یعنی صحابہ کے وقت تک کی ساری امت نیک ہونے میں برابر ہیں، تو پہلی حدیث اور اس حدیث کا مضمون مل کے یہ بات ثابت ہوئی کہ صحابہ کے وقت سے لے کر قیامت تک جس زمانہ کے امت کے لوگ جس بات پر اتفاق کریں گے وہ بات گمراہی پر نہ ہوگی، تو ایک جگہ بیٹھ کے دو چار آدمی کا بحث اور جھگڑا کرنا، اور ہار جیت سے کچھ فائدہ نہیں، یہ تو جان بچانے کی حکمت ہے، اصل بات وہی ہے جو دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتی ہے، سو جو شخص اپنی بات پر اتفاق دکھلائے گا، اس کو تمام زمانہ پہچان جائے گا یہ شخص سچا ہے، جیسے مولود شریف اور قیام کا مسئلہ یا مرید ہونے کا مسئلہ وغیرہ ہے، اور توضیح اور مجالس الابرار اور سنت و جماعت مذہب کی بہت سی کتابوں سے یہی بات ثابت ہے کہ مراد امت مطلقہ سے اہل سنت و جماعت ہیں، اور اہل سنت و جماعت وہی لوگ ہیں کہ طریقہ ان کا طریقۂ رسول علیہ الصلاۃ والسلام اور اُن کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ ہے، اور اہل بدعت مراد نہیں ہیں، تو یہاں سے لے کر حرمین شریفین تک کے سارے اہل سنت و جماعت کو چھوڑ کر، جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت فرمایا ہے، نجد کے گروہ کے دو تین یا چار پانچ لوگوں سے، جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیطان کا لشکر فرمایا، مسئلہ پوچھنا اور اُن کے مذہب پر چلنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کھلم کھلی کرنا ہے، مسلمانو! ہم نے تم لوگوں کی بڑی خیر خواہی کی ہے کہ اس رسالہ فیصلہ میں ٹھگ کی پہچان کروادی، ہمارے حق میں دُعا کرو! والسلام، انتہت بحروفها۔

نقل عبارت مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

وقال العلامة مولانا الشیخ عبد الحق المحدث الدهلوی فی مدارج النبوة اول کسی که آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم را شیر داد، ثویبه بود کنیز ک ابولهب بضم مثلثه وفتح واو وسکون تحتانیه وموحده در آخر وایں ثویبه آن شب که چوں آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم متولد شد بشارت رسانید باابولهب که در خانۂ عبداللہ برادر توپسرے متولد شد وابولهب او را بشمردگانی آزاد کرد وامر کرد که او را شیر دهد وحق تعالیٰ بایں شادی وسرور که ابولهب بولادت آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم کرد در عذاب وے تخفیف کرد در روز دوشنبه از وے عذاب برداشت چنانچه در حدیث آمده است ودرین جا سند است مر اهل موالید را که در شب میلاد آنحضرت صلی اللہ علیه وآله وسلم سرور کنند و بذل اموا نمایند یعنی ابولهب کافر بود وقرآن مذمت وے نازل شده چوں بسرور میلاد آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم وبذل شیر جاریۂ وے بجهت آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم جزا داده شد تا حالِ مسلمان که مملوّ است بمحبت ومسرور وبذلِ مال نه طریق وے چه باشد ولیکن باید که از بدعتها که عوام احداث کرده اند از تغنی وآلات محرمه ومنکرات خالی باشد تا موجب حرمان از طریق اتباع نگردد، وانتهی بحروفه واللہ سبحانه وتعالیٰ اعلم وعلمهٗ اتم۔

باب نمبر ۸ میلاد شریف کی محفل میں قیام کرنا

فی کتاب انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون : جرت عادۃ کثیر من الناس اذا سمعوا بذکر وصفہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیماً لہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و ھذا القیام بدعۃ لا اصل لھا ای لکن ھی بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ مذمومۃ **و قد قال سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی اجتماع الناس لصلاۃ التراویح نعمت البدعۃ**⭑

علامہ عز بن عبد السلام رحمہ اللہ

قد قال العز بن عبد السلام رحمہ اللّٰہ ان البدعۃ تعتبر بھا الاحکام الخمسۃ و ذکروا من امثلۃ کل ما یطول ذکرہ و لا ینافی ذلک قولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: **ایاکم و محدثات الامور فان کل بدعۃ ضلالۃ** وقولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم **من احدث فی امرنا** ای شرعنا **مالیس منہ فھو رد** لانہ ھذا عام ارید بہ الخاص فقد قال امامنا الشافعی قدس سرہ ما احدث و خالف کتابا او سنۃ او اجماعا او اثرا فھو من البدعۃ الضلالۃ و ما احدث من الخیر و لم یخالف شیئا من ذلک فھو من البدعۃ المحمودۃ وقد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من عالم الامۃ ومقتدی الائمۃ دینا وورعاً الامام تقی الدین السبکی وتابعہ علی ذلک مشائخ الاسلام فی عصرہ فقد حکی بعضھم ان الامام السبکی اجتمع عندہ جمع کثیر من علماء عصرہ فانشد نشد قول الصرصری رحمہ اللّٰہ فی مدحہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وشرّف وعظّم ؎

قلیل لمدح المصطفی الخط بالذھب   علی ورق من خط احسن من کتب

وان تنھض الاشراف عند سماعہ   قیاما صفوفا و جثیا علی الرکب

فعند ذٰلک قام الامام السبکی رحمہ اللّٰہ و جمیع من بالمجلس فحصل انس کبیر بذلک المجلس ویکفی ذٰلک فی الاقتداء...اھ

و فی کتاب السیرۃ المحمدیۃ والطریقۃ الاحمدیۃ لمولانا العلامۃ المولوی محمد کرامت العلی الدھلوی رحمۃ اللّٰہ علیہ جرت عادۃ کثیر من

الناس انه اذا سمعوا بذکر وضعه علیه الصلاة والسلام ان یقوموا تعظیما له علیه الصلاة و السلام و قد وجد القیام عند ذکر اسمه الشریف من الامام تقی الدین السبکی وتابعه علی ذلک مشائخ الاسلام فی عصره اه بحروفه۔

وفی السیرة الشامیة جرت عادة کثیر من المحبّین اذا سمعوا بذکر وضعه صلی اللّٰہ علیه وسلم ان یقوموا تعظیمًا له صلی اللّٰہ علیه وسلم و هذا القیام بدعة لااصل لها وقال ذو المحبة الصادقة حسّانُ زمانه ابو زکریا یحی بن یوسف الصرصری رحمة اللّٰہ علیه فی قصیدة من دیوانه ۔

قلیل المدح المصطفی الخط بالذهب	علی فضة من خط احسن من کتب
و ان تنهض ا لاشراف عند سماعه	قیاماً صفوفا او جثیا علی الرکب
ا ما اللّٰہ تعظیمًا له کتب ا سمهٔ	علی عرشه یا رتبةً رسمت الرتب

واتفق ان منشدا انشد هذه القصیدة فی ختم درس شیخ الاسلام الحافظ تقی الدین ابی الحسن السبکی والقضاة والاعیان بین یدیه فلما وصل المنشد الی قوله وان تنهض الاشراف عند سماعه الی آخرِ البیت قام الشیخ للحال قائما علی قدمیه امتثالًا لما ذکره الصرصری وحصل الناس ساعة طیبة ذکر ذلک ولده شیخ الاسلام ابو نصر عبد الوهاب فی ترجمة من الطبقات الکبری انتهت ومراد ازیں قول وهذا القیام بدعة لا اصل لها بدعت حسنه است چنانچه صاحب سیرة حلبی بتصریح آں پرداخته ومعنی لا اصل لها لا نظیر لها ای فی القرون الثلثة باشد ودر بعضی از اطلاقاتِ علماء لااصل لها بمعنی لاوجود لها نیز واقع است کذا افاده مولانا العلامة محمد سلامة اللّٰہ علیه الرحمة وایضًا افاد رحمة اللّٰہ علیه اما عمل مولد پس اگر چه حدوثِ ایں عمل شریف بایں هیئتِ کذائی متعارف نیز بعد انقضائ قرون ثلثة است و لهٰذا اطلاقِ بدعتِ حسنه بر آں نموده اند چنانچه از قول امام سخاوے ودیگرے از ائمۂ دین تصریحش رفت لیکن برائے ایں عمل چوں اصلی بلکه احوال ثلثة استخراج کرده اند وورائ ایں اصول ثلثة اصل اصلی در قرون اول از تخریج ابن دحیه که بیانش گزشت نیز پیدا است اطلاق لااصل لها بریں بدعت حسنه بایں اعتبار نمی توان کرد بخلاف قیام که هر چند ایں هم

از بدعتِ حسنه است لیکن چوں برای آن اصلی بمعنی متعارف مستخرج نشد اطلاق لا اصل لها بریں بدعت حسنه نمودند و همیں است تفاوتے در عمل مولد وقیام اگر چه هر دواز بدعاتِ حسنه و امور مستحبه موافق تحقیقِ تدقیقِ اکابرِ دین است انتهی ۔

علامہ مولانا وشیخ شیخنا عبداللہ سراج الحنفی مفتی مکۃ المکرمۃ رحمۃ اللہ علیہما

و افاد العلامة مولانا و شیخ شیخنا عبداللّٰہ سراج الحنفی مفتی مکة المکرمة رحمة اللّٰہ علیهما اما القیام اذاجاء ذکر ولادته صلی اللّٰہ علیه وسلم عند قراءة المولد الشریف توارثه الائمة الاعلام و اقره الائمة و الحکام من غیر نکیر منکر ولا ردّ رادّ و لهذا کان مستحسنا و من یستحق التعظیم غیره و یکفی اثر عبداللّٰہ بن مسعود ما رآه المسلمون حسنا فهو عنداللّٰہ حسن واللّٰہ ولی التوفیق و الهادی الی سواء الطریق حرره خادم الشریعة والمنهاج عبداللّٰہ بن المرحوم عبد الرحمن سراج المفسر المحدث بالمسجد الحرام۔

السوال: وسئل مولانا العلامة الشیخ جمال مفتی مکة المکرمة عن القیام عند ذکر ولادته هل هو ادب لا باس به ام بدعة مذمومة بیّنوا لنا★

الجواب : فاجاب بقوله الیقام عند ذکر مولده الاعطر جمع من السلف استحسنه فهو بدعة حسنة الخ۔

السوال: وسئل مولانا العلامة الشیخ عبد الرحمن سراج عن القیام عند ذکر ولادته صلی اللّٰہ علیه وسلم اهو بدعة سیئة ام مستحب اوغیر ذلک بینوا وتوجروا★

الجواب : فاجاب بقوله القیام عند ذکر ولادته صلی اللّٰہ علیه وسلم جائز ومستحسن کماهو مختار علماء الحرمین والروم ومصر والشام من مقلدی الائمة الاربعة المجتهدین ان کان علی سبیل المحبة ولم یکن علی سبیل الالتزام واللّٰہ سبحانه وتعالیٰ اعلم امر رقمه خادم الشریعة و المنهاج عبد الرحمن بن عبداللّٰہ سراج الحنفی مفتی مکة المکرمة کان اللّٰہ لهما حامدًا ومصلیًا ومسلمًا و کتب بعد ذٰلک مولانا مولوی رحمة اللّٰہ سلمه اللّٰہ اصاب من اجاب۔

(عبدالرحمن سراج)　　(محمد رحمت اللہ)

مفتی المالکیۃ ابو بکر حجی بسیونی

وکتب بعد ذلک مفتی المالکیۃ ابو بکر حجی بسیونی الحمدللہ وحدہ وصلی اللہ علی من لانبی بعدہ رب زدنی علمًا امابعد فقد اطلعت علی ھذاالسوال و ماحررہ مفتی الاحناف بمکۃ المشرفۃ فی الحال ھو عین الصواب والموافق للحق بلاشک ولاارتیاب واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم★

مفتی الشافعیۃ بمکۃ المحمیۃ مولانا محمس سعد بن محمد بال

وکتب وکیل مفتی الشافعیۃ بمکۃ المحمیۃ مولانا محمس سعد بن محمد بالصبیل بعد ذلک ان القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم قیل انہ مندوب وقیل انہ بدعۃ حسنۃ لان البدعۃ تنقسم الی واجبۃ و الی مستحبۃ و الی بقیۃ الاحکام الخمسۃ کل بینہ العلماء فی محلہ الخ

مفتی حنابلۃ

وکتب بعد ذلک مفتی الحنابلۃ اماالقیامعند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم فقد سنہ العلماء واھل الفضل تعظیما لقدرہ صلی اللہ علیہ وسلم والقیام مسنون للوالدین و اھل العلم وسید القوم امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصحابہ حین اتاھم سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی بنی قریظۃ فقال لھم صلی اللہ علیہ وسلم قوموا لسیدکم واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم امر برقمہ الحقیر خلف ابن ابراھیم خادم افتاء الحنابلۃ بمکۃ المشرقۃ حالا حامدًا مصلیًا مسلمًا★

وکتب ایضًا فی جواب سوال آخر مانصہ اماالقیام عند ذکر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم فھوادب حسن ولا یخالف مشروعا ومن ترکہ مع قیام الناس علی اختلاف طبقاتھم فقد سلک مسلک الجفاء وبما یحصل علیہ من الذم والتوبیخ مالاخیر فیہ و لا یھولنک الشطع والتعمق والتشوید فی انکارہ فانہ ھو سعی و استخفاف بالجناب الاعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فھذہ اقاویل العلماء کما تراہ فی ادنی منہ فقد ذکر فقھائنا رحمھم اللہ تعالیٰ انہ مندوب فی حق الوالدین والعالم وسیدالقوم ففی شرح الغایۃ والضروع والبدع یوخذ من فعل الامام احمد

حو ودک نه ذکر عنده ابراهیم بن طهمان کان متکئیا فاستوی جالسا وقال لا ینبغی ان یذکر الصالحون فنتکی قال ابن عقیل فاخذت من هذه حسن الادب فیما یفعله الناس عند ذکر امام العصر من النهوض لسماع تو قیعاته قال فی الفروع: ومعلوم ان مسئلتنا اولی۔

ابن الجوزی رحمہ اللہ تعالیٰ

وذکر ابن الجوری ان ترک القیام کان فی الاول ثم صار ترک القیام کالهوان بالشخص فاستحب لمن یصلح له القیام واللّٰہ سبحانه وتعالیٰ اعلم امر برقمه الحقیر خلف بن ابراهیم خادم افتاء الخابلة بمكة المشرفة★

شیخ مولانا محمد بن عبداللہ ابن حمید مفتی حنابلہ مکہ

وکتب شیخه مولانا محمد بن عبداللّٰہ ابن حمید مفتی الحنابله بمکة المشرفة ان المولد النبوی فصل من السیرة النبویة ومعلوم استحباب قراءة السیرة الشریفة کلًا او بعضًا واما القیام عند ذکر ولادته صلی اللّٰہ علیه وسلم فهو مقتضی الادب ولا ینافی مشروعا وقد ذکر ابراهیم بن طهمان عندالامام احمد رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه وکان متکیا فاستوی جالسا وقال لا ینبغی ان یذکر الصالحون ونتکی ومسئلتنا اولی خصوصًا اذا اعتاد الناس القیام واللّٰہ سبحانه وتعالیٰ اعلم کتبه الحقیر محمد بن عبداللّٰہ بن حمید مفتی الحنابلة بمکة المشرفة لطف اللّٰہ به حامدًا مصلیًا مسلمًا★

وکتب مولانا محمد بن یحی مفتی الحنابلة فی مکة المشرفة نعم یجب القیام عند ذکر ولدته صلی اللّٰہ علیه وسلم استحسنه العلماء الاعلامه وقداة الدین والاسلام فذکروا ان عند ذکر ولادته صلی اللّٰہ علیه وسلم یحضر روحانیته صلی اللّٰہ علیه وسلم فیجب التعظیم والقیام واللّٰہ سبحانه وتعالیٰ اعلم کتبه الفقیر الی اللّٰہ محمد بن یحی مفتی الحنابلة فی مکة المشرفة اھ۔

فائدہ عظیمہ

فی "شرح الشفاء" للعلامة علی القاری علیه رحمة اللّٰہ الباری فی

الجلد الثانی فی فصل فی المواطن التی یستحب فیھا الصلوٰۃ و السلام علی النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم قال ابن دینار و ھو من کبار التابعین المالکیین و فقھائم ان لم یکن فی البیت احدفقل السلام علی النبی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ ای لان روحہ علیہ السلام حاضر فی بیوت اھل الاسلام السلام علینا وعلی عباداللّٰہ الصالحین ای من الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین السلام علی اھل البیت لعلہ اراد مومنی الجن و رحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ .انتھی بحروفہ

مولانا حسین بن ابرھیم مفتی مالکی مکہ شریفہ

وکتب مولانا حسین بن ابراھیم مفتی المالکیۃ بمکۃ المحمیۃ: القیام عند ذکر ولادۃ سید الاولین والآخرین صلی اللّٰہ علیہ و سلم استحسنہ کثیر من العلماء واللّٰہ اعلم کتبہ حسین بن ابراھیم مفتی المالکیۃ بمکۃ المحمیۃ★

مولانا محمد عمران ابی بکر رئیس

وکتب مولانامحمد عمران ابی بکر الرئیس مفتی الشافعیۃ بمکۃ المکرمۃ : نعم القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم استحسنہ العلماء وھو حسن لما یجب علینا من تعظیمہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کتبہ فقیر لربہ محمد عمر بن ابی بکر الرئیس مفتی الشافعیۃ بمکۃ المکرمۃ★

مولانا عثمان دمیاطی شافعی

وکتب مولانا عثمان حسن الدمیاطی الشافعی رحمۃ اللّٰہ علیہ : القیام عند ذکر ولادۃ سید المرسلین صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی قراء ۃ المولد الشریف تعظیمًا لہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم امر لا شک فی استحسانہ و طلبہ واستحبابہ و ندبہ ویحصل لفاعلہ من الثواب الحظ الاوفر و الخیر الاکبر لانہ تعظیم ای تعظیم للنبی الکریم ذی الخلق العظیم الذی اخرجنا اللّٰہ بہ من ظلمات الکفر الی نور الایمان و خلصنا بہ من نار الجھل الی جنات المعارف و الایقان فتعظیمہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فیہ مسارعۃ الی رضاءِ ربِ العالمین و اظھار لاقوی شرائع الدین **وَ مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۔ وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ** وذکر القاضی عیاض فی ''الشفاء،، والعلامۃ القسطلانی

فی "المواھب،، علامات کثیرة لمحبة النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فمن اعظمھا الاقتداء بہ و الرضاء بما شرعہ و کثرة ذکرہ وتعظیمہ عند ذکرہ واظھار الخشوع والخضوع والانکسار مع سماع اسمہ فکل من احبّ شیئا خضع لہ کما کان کثیرا من الصحابة بعدہ اذا ذکروہ خشعوا و اقشعرت جلود ھم وبکوا و کذلک کان کثیر من التابعین فمن بعدھم یفعلون ذلک محبة وتوقیرا★

علامہ ابن حجر

وقال العلامة ابن حجر فی "الجوھر المنظم،،: تعظیم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بجمیع انواع التعظیم التی لیس فیھا مشارکة اللّٰہ فی الالوھیة امر مستحسن عند من نوّر اللّٰہ بصائرَ ھُم ور حِمَ اللّٰہ البوصیری حیث قال ؎

دع ما ادعتہ النصاری فی نبیھم　　واحکم بما شئت مد حافیہ واحتکم

وثبت فی السنة طلب القیام لغیرہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فلان یطلب لہ من باب اولی روی البخاری ومسلم عن ابی سعید الخدری ان ناسا نزلوا علی حکم سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ فارسل الیہ فجاء علی حمار فلما ابلغ قریبا من المسجد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قوموا الی خیر کم اوسید کم★

نووی، بغوی وخطابی کا فیصلہ

قال النووی قال البغوی والخطابی ان قیام المرء وس المرئیس الفاضل و الوالی العاقل وقیام المتعلم للعالم مستحب غیر مکروہ عملا بھذا الحدیث ثم قال الدمیاطی بعد نقل الاحادیث المثبتة للقیام فاستفید من مجموع ما ذکرنا استحباب القیام لہ عند ذکر ولادتہ لما فی ذلک من کمال تعظیم لہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا یقال القیام عند ذٰلک ذکر ولادتہ بدعة لانا نقول لیس کل بدعة مذمومة کما اجاب ذٰلک الامام المحقق الولی ابوزرعة العراقی حین سئل عن فعل المولد مستحبًا او مکروھا و ھل ورد فیہ شیئ او ھل فعلہ من یقتدی بہ فاجاب بقولہ الولیمة واطعام الطعام مستحب کلّ وقت فکیف اذا انضم السرور بظھور نور النبوة فی ھذا الشھر الشریف ولا نعلم ذٰلک عن السلف و لاٗ یلزم من کونہ بدعة کونہ

مکروھافکم من بدعة مستحبة بل واجبة اذالم ینضم لذلک مفسدة و اللّٰہ الموفق انتھی۔

علامۃ ابن حجر فی مولدہ الکبیر

نقله عنه العلامة ابن حجر فی مولده الکبیر فیقال نظیر ذلک فی القیام عند ذکر ولادته صلی اللّٰہ علیه وسلم ایضًا قد اجتمعت الامة المحمدیة عن اهل السنة والجماعة علی استحسان القیام المذکور **وقد قال صلی اللّٰہ علیه وسلم لا یجتمع امتی علی ضلالة** قال العلامة المدائنی جرت العادة بقیام الناس اذاانتهی المدّاح الی ذکر مولده وهی بدعة مستحبّة لمافیه من اظهار الفرح والسرور والتعظیم وفی هذاالقدر کفایة لمن وفقه اللّٰہ وهداه وصلی اللّٰہ علی سیدنا محمد وعلی آله واصحابه وسلم تسلیمًا کثیرًا قال بفمه و امر برقمه الفقیر الی احسان ربه فی الدنیا والآخرة عثمان الدمیاطی الشافعی خادم طلبة العلم بالمسجد الحرام حالا وبالجامع الازهر سابقاغفر اللّٰہ له جمیع ذنوبه و ستر فی الدارین جمیع عیوبه واحبابه اجمعین الحمد لله رب العلمین اه باختصار۔

پس اگر کسی از حضار مجلس منیف مولد شریف تخلف ازیں قیام سازد و باتباع حاضرین مجلس در قیام نه پردازد البته مورد ملام وهدف سهام سرزنش وعتاب هر خاص وعام باشد که تخلف و انحراف بلا ارتیاب بظاهر شرع که مامور به امتثال آنیم دلیل اعراض واغماض از تعظیم وتکریم آنحضرت صلی اللّٰہ علیه وسلم است وباوجود ایں محظور شرعی چنیں تخلف منافی آدابِ صحبت وحُسن معاشرت که قطع نظر از امر مندوب و مستحسن موافقت باقوم در امر مباح هم از مستحسنات عادی و عرفی است و مخالفت دراں قبیح ومذموم که مستلزم نفرت ووحشت جماعت ست پس این تخلف وانحراف از موافقت با جماعت هر گز وجهی از جو از ندارد که باوجودِ مخالفت با فعل جماعت مستلزم انحراف از تعظیم کسی است که معظم ومکرم نزد خدا وجمله انبیاء وسائر برایا است انتهی ما افاده مولانا العلامة الشیخ محمد سلامة اللّٰہ علیه الرحمة باختصار والتقاط★

نقل جواب حضرت علامہ مولانا مولوی تراب علی صاحب قدس سرہ

وافاد مولانا العلامة و استاذ نا البحر الفهّامة ابو البركات ركن الدين محمد المدعو بتراب عليؒ قدس سره فی جواب سوال چہ می فرمایند علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین در مولد شریف ونمودن مجلس و اقامت کردن چنیں ذکر مولد شریف از کدام حدیث عمل می فرمایند خصوص بماہ ربیع الاول کہ از دریافت آں تقویتِ جوابِ منکر گردد بینوا وتوجروا!

جواب: حامدًا ومصلیًا در پردہ مباد کہ ذکر ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم وهمچناں ذکرِ معراج وغزوات و معجزات وماندِ اینها بروایات معتمدہ معتبرہ درهر وقت وهر مکان ظاہر بلا تقیید وتعیین تاریخ وماہ معرّے از بدعات منفردًا او مجتمعًا بزبانِ عربی باشد یا فارسی یا اُردو ونثر باشد یا نظم بالاتفاق از مثوبات است و خیر محض و موجب تقویتِ ایمان و اما تعیینِ آں در شهر ربیع الاول و در شب دوازدهم آں یا در روزِ وی پس نزد محدثین ماندِ امامِ نووی و حافظ ابو شامہ استاذ امام نووی و ابن جوزی و شیخ ابو موسی زرهونی وعلامہ ناصر الدین مبارک معروف بابن طبّاخ وجلال الدین سیوطی وعلامہ ظهیر الدین جعفر و محمد بن علی دمشقی مصنف سبل الهدی وامام بزرنجی و شیخ عبدالحق محدث دهلوی وغیرهم قدست اسرارهم پس از امور مستحسنہ است واز ادلہ قویہ دندان شکن مبرهن و مبثت شدہ توضیحش آنکہ قال الحافظ ابن حجر قد ظهرلی تخريجها علی اصل ثابت و هو ما ثبت فی الصحيحين ان رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم قدم المدينة فوجد اليهود يصومون يوم عاشوراء فسألهم فقالوا هذا يوم اغرق الله فيه فرعون و نجا موسىٰ فنحن نصومه شكرًا لِلّٰه تعالیٰ علیٰ ما من به فی يوم معيّن من ابداء نعمة او دفع نقمة و يعاد ذٰلک علی نظير ذٰلک اليوم من كل سنة و الشكر لله تعالیٰ يحصل بانواع العبادات من الصيام و السجود و الصدقة و التلاوة★

وایّ نعمة اعظم من النعمة ببروز هذا النبی الكريم نبی الرحمة فی ذلک

اليوم وعلى هذا فينبغي ان يتحرى اليوم بعينه حتى يطابق قصة موسى فی یوم عاشوراء و نیز در حدیثِ صحیح آمده که فرموده آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم حضرت بلال را که ترک مکن روزه دوشنبه زیرا که من پیدا شدم دران روز شبہ نیست دران که این حدیث اصل است در جوازِ تعینِ روزِ مولد و ایضًا مثبت است آں دعوی را آنچه خطیب قسطلانی در مواهب لدنیه افاده فرموده اذا کان یوم الجمعة التی خلق فيه آدم عليه الصلاة والسلام خص بساعة لا يصادفها عبد مسلم فسال الله فيها خيرا الا اعطاه اياه فما بالک بالساعة التی ولد فيها سيد المرسلين انتهى★

وعلامه جلال الدین سیوطی رساله مبسوط در اثبات دعوی مذکوره تصنیف کرده و دادِ انصاف داده من شاء الاطلاع عليها فليرجع اليها المرام برائ اثبات مجلس میلادِ شریف مطلقًا ومقیّدًا دلائل کثیره اند و برای استیعاب آنها کتابی ضخیمه باید و فیما نقلناه کفایة لمنصف فانصف ولا تتبع الهوى باقی ماند قیل وقال در قیامِ هنگامِ ذکرِ ولادتِ بابرکت سید انام علیه الصلاة والسلام پس باید دانست که اصلِ قیام برائے تعظیم ثابت ومتحقق است در صحیحین بروایت ابو سعید خدری ثابت شده که هرگاه سعد بن معاذ نزد رسولِ خدا صلی اللّٰه علیه وسلم حاضر شده فرمودند که **قوموا الى سيدكم** یعنی استاده شوید بجهت سردارِ خود امامِ بغوی وخطابی تصریح فرمودند باینکه قیامِ رعایا برائ تعظیمِ حاکمِ عادل وقیامِ شاگرد بجهتِ تعظیمِ استاذ مستحب است نه مکروه بدلیل این حدیث و احادیث دیگر درین باب نیز مروی است بخوف اطناب از ذکر آنها معذور ماندم۔

المرام چون اصل محکم برائ جوازِ قیامِ تعظیمی هویده شده پس قیام ممدوح به نیتِ تعظیم وتکریمِ آنحضرت صلی اللّٰه علیه وسلم بدعت سیئه نباشد بلکه محدثین راسخین باستحسانش تصریح کردند قال عثمان بن حسن الدمياطی الشافعی قد اجتمعت الامة المحمدية من اهل السنة والجماعة على استحسان القيام المذكور و **قال صلى الله عليه وسلم لا يجتمع امتی على**

الضلالة وقال عبداللہ بن عبد الرحمن السراج اما القیام اذا جاء ذکر ولادته عند قراءة المولد الشریف فتوارثه الائمة من غیر نکیر ولهذا کان مستحسنا ویکفی فیه اثر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه ما رآه المسلمون حسناً فهو عنداللہ حسن علاوہ آنکه هر گاه از آیۂ کریمه **وتعزروه وتوقروه** وجوب تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم مثبت شده پس قیامِ مذکور که از افرادِ تعظیم است نیز بپایۂ ثبوت مستحکم باشد در هدایه مذکور است که اعمالِ امصار نزدِ امامِ اعظم وابو یوسف ومحمد رحمۃ اللہ تعالیٰ ونزدِ همه فقهاء معتبر است تاوقتیکه مانعے دراں موجود نباشد وظاهر است که همه علمائِ حرمین شریفین واکثر علماء هند باستحسانِ قیامِ ممدوح فتوٰی دادند پس عمل ایشاں بطریقِ اولیٰ قابل استناد باشد بالجمله هر گاه توارثِ عامه مسلمین حجت قطعی باشد پس توارثِ علمائ حرمین شریفین چراحجتِ قطعی نباشد فی الهدایة فی الاذان قبل الوقت یجوز للفجر من النصف الاخیر من اللیل لتورات اهل الحرمین انتهی۔

افادۂ قاضی ناصر الدین عبداللہ بیضاوی

وقاضی ناصر الدین عبداللہ بیضاوی در تفسیر انوار التنزیل افاده فرموده وقرء الباقون ملک وهو المختار لانه قرءه اهل الحرمین انتهی، چون قراءۃِ اهل حرمین برائ مذهبِ مختار حجتے باشد پس فعلِ شاں یعنی قیامِ تعظیمی نزد متبعانِ سنت نیز حجت باشد و هر که فتوی داده (یعنی مولوی الهداد مدرس کلکته) که محفل مولود بدعتِ سیئه است درقرونِ ثلثه نبود از طریق مستقیم انحراف ورزیده زیرا که دلیلش بطبق شکلِ اول چناں میشود که محفل مذکور درقرون ثلثه نبود وآنچه درقرون ثلثه نباشد آں بدعتِ سیئه باشد پس مفتی صاحب راباید که کبرٰی مذکوره رااز دلیل محکم مدلل کنند ودونه خرط القتاد کما لا ینبغی لاهل السداد تحقیقِ بدعت در رساله عجاله نافعه وتفصیلِ تعیین در رساله هدایة النجدین واثبات محفل شریف وقیام منیف در رساله اشباع الکلام مذکور است من شاء الاطلاع علیها فلیرجع الیها ★ واللہ اعلم وعلمهٗ اتم۔

حررہ ابوالبرکات رکن الدین محمد المدعو بہ تراب عَلِیّ عفی عنہ انتہی بحروفہ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم

الحمد لله اولا و آخرًا و ظاهرًا و باطنًا و صلّی اللّٰه تعالیٰ علی خیر خلقه محمدو آله وصحبه وسلم تسلیمًا کثیرًا کثیرًا

کتبه العبد الضعیف الراجی رحمة ربه الحق

محمد عبدالحق عفی عنهٗ

تقریظات

تقریظ عمدۃ العلماء زبدۃ العرفاء حضرت مرشدنا ومولانا شاہ ابوالخیر فاروقی نقشبندی مجددی نفعنا اللہ بطول بقاءہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم: الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی عبداللہ ابوالخیر احمدی بمطالعہ ایں رسالہ شریف مشرف شد جزاللہ مؤلفا خیرًا واسبغ علیه نعمه فی الدنیا والآخرة بسیار خوب و زیبا نوشته اند صحیح است و معمولِ صلحائِ مومنین است وجناب مؤلف عمدۃ اتقیائ زمانه اند و د رصلاح و تقوی و استقامت و علم و عمل چه جائ هندوستان که در حرمین محترمین نظیر خود ندارند مجددی مشرب حنفی مذهب صدیقی نسب اند بقیۂ سلف اند و امید از حق تعالیٰ دارم که حجۂ خلف گردند وبارک اللہ فی عمرہ وعلمہ وارشادہ آمین (ابوالخیر عبداللہ بن عمر الفاروقی النقشبندی)

تقریظ عمدۃ الواصلین زبدۃ المقربین حضرت مولانا شاہ حاجی امداد اللہ صاحب فاروقی چشتی مہاجر مکہ معظمہ

مؤلف علامہ جامع الشریعۃ والطریقۃ نے جو کچھ رسالہ "الدرر المنتظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم"، میں تحریر کیا وہ عینِ صواب ہے، فقیر کا بھی یہ ہی اعتقاد ہے، اور اکثر مشائخ عظام کو اسی طریقہ پر پایا، خداوند تعالیٰ مؤلف کے علم وعمل میں برکت زیادہ عطا فرمائے!

العبد الضعیف فقیر امداد اللہ الچشتی الصابری عفی اللہ عنہ (محمد امداد اللہ فاروقی)

تقریظ جناب مولانا محمد رحمت اللہ صاحب مہاجر مکہ معظمہ

اس رسالہ کو میں نے اول سے آخر تک اچھی طرح سُنا، اس کا اسلوبِ عجیب اور طرزِ غریب بہت ہی پسند آیا، اگر اس کے وصف میں کچھ لکھوں تو لوگ اسے مبالغہ پر حمل کریں گے، اس لیے اُسے چھوڑ کر دُعا پر اکتفاء کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اِس کے مصنف محقق منصف کو اجرِ جمیل اور ثوابِ جزیل عطا فرمائے! اور اس رسالہ سے منکروں کے تعصبِ بے جا کو توڑ کر اُن کو راہِ راست پر لائے! اور مصنف کے علم، فیض اور تندرستی میں برکت بخشے! اور میرے اساتذہ کرام کا اور میرا عقیدہ مولد شریف کے باب میں قدیم سے یہی تھا اور یہی ہے، بلکہ بحلف سچ سچ ظاہر کرتا ہوں کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ

بریں زیستم هم بریں بگذرم

اور وہ عقیدہ یہ ہے کہ انعقادِ مجلس مولود، بشرطیکہ منکرات سے خالی ہو، جیسے تغنی اور باجا اور کثرت سے روشنی بیہودہ نہ ہو، بلکہ روایاتِ صحیحہ کے موافق ذکرِ معجزات اور ذکرِ ولادتِ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا جائے، اور بعد اُس کے اگر طعامِ پختہ یا شیرینی بھی تقسیم کی جائے، اُس میں کچھ حرج نہیں، بلکہ اس زمانہ میں جو ہر طرف سے پادریوں کا شور اور بازاروں میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے دین کی مذمت کرتے ہیں، اور دوسری طرف سے آریہ لوگ جو (خدا اُن کو ہدایت کرے!) پادریوں کی طرح بلکہ اُن سے زیادہ شور مچا رہے ہیں، ایسی محفل کا انعقاد، اُن شروط کے ساتھ جو میں نے اوپر ذکر کیں، اس وقت میں فرضِ کفایہ ہے، میں مسلمان بھائیوں کو بطورِ نصیحت کہتا ہوں کہ ایسی مجلسوں کے کرنے سے نہ رُکیں، نہ روکیں، اور اقوالِ بیجا منکروں کی طرف جو تعصب سے کہتے ہیں، ہرگز التفات نہ کریں، اور تعیین یوم میں اگر یہ عقیدہ نہ ہو کہ اس دِن کے سوا اور دن جائز نہیں، تو کچھ بھی حرج نہیں، اور جواز اِس کا بخوبی ثابت ہے، اور قیام وقتِ ذکرِ میلاد کے چھ سو برس جمہور

علماءِ صالحین نے متکلمین اورصوفیہ صافیہ اور علماءِ محدثین نے جائز رکھا ہے، اور جناب صاحب رسالہ نے اچھی طرح ان امور کو ظاہر کیا ہے، اور تعجب ہے کہ اُن منکروں سے کہ ایسے بڑھے کہ فا کہانی مغربی کے مقلد ہو کر جمہور سلف صالح کو متکلمین اور محدثین اور صوفیہ صافیہ سے ایک ہی لڑی میں پرو دیا، اور اُن کو ضال مضل بتلایا، اور خدا سے نہ ڈرے کہ اس میں اُن لوگوں کے استاذ اور پیر بھی تھے، مثل حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی اور اُن کے صاحبزادے شاہ رفیع الدین دہلوی اور اُن کے بھائی شاہ عبدالعزیز دہلوی اور اُن کے نواسے حضرت مولانا محمد اسحٰق دہلوی قدس اللہ اسرارہم، سب کے سب انہیں ضال مضل میں داخل ہو جاتے ہیں، اُف ایسی تیزی پر کہ جس کے موافق جمہور متکلمین اور محدثین اور صوفیہ سے حرمین اور مصر اور شام اور یمن اور دیارِ عجمیہ میں لاکھوں گمراہی میں ہوں، اور یہ حضرات چند ہدایت پر، یا اللہ! ہمیں اور اُن کو ہدایت کر اور سیدھے راستہ پر چلا! آمین ثم آمین!

اور وہ جو بعضے میری طرف نسبت کرتے ہیں کہ عرب کے خوف سے تقیہ کے طور پر سکوت کرتا ہوں، اور حق ظاہر نہیں کرتا، بالکل جھوٹ ہے، اور اُن کا قول مغالطہ دہی ہے، میں بحلف کہتا ہوں کہ میں نے کبھی حضرت سلطان کے سامنے، جو میرے نزدیک خلاف واقع ہو، اُن کی رعایت یا اُن کے وزراء وامراء کی رعایت سے کبھی نہیں کہا، بلکہ صاف صاف دونوں دفع میں جو مَیں بُلایا گیا ہوں، کہتا رہا ہوں، اور کبھی خیال نہیں کیا کہ حضرت سلطان المعظم یا اُن کے وزراء امراء ناراض ہوں گے، اور میرا جھگڑا اور گفتگو جو عثمان نوری پاشا، کہ بڑے پاشا مہیب اور زبردست تھے، اور اپنے حکم کی مخالفت کو بدترین امور سمجھتے تھے، میری گفتگو سخت جو مجلس عام میں آئی، تمام حجاز والے، خاص کر حرمین والے بڑے چھوٹے سب کے سب بخوبی جانتے ہیں کہ میں اگر تقیہ کرتا تو ان حضرات منکرین کے خوف سے تقیہ کرتا، مجھے یقین ہے کہ جب ان کے ہاتھ سے امام سُبکی اور جلال الدین سیوطی اور

ابن حجراور ہزار ہا عالم تقویٰ شعار، خاص کر اُن کے استادوں اور پیروں میں شاہ عبدالرحیم اور شاہ ولی اللہ اور اُن کے بیٹے شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالعزیز اور اُن کے نواسہ مولوی محمد اسحٰق قدس اللہ اسرارہم نہ چھوٹے ،تو میں غریب نہ اُن کے سلسلہ اور استادوں میں شامل ہوں اور نہ سلسلہ پیروں میں، کس طرح چھوٹوں گا، یہ تو ہر طرح سے تفسیق بلکہ تکفیر میں بھی قصور نہ کریں گے، پر میں اُن کی اِن حرکات سے نہیں ڈرتا، اور جو میرے ان اقوال کی تائید اور سند جناب محقق مصنف رسالہ نے جا بجا تحریر فرمائی ہے، اسی پر اکتفاء کرتا ہوں، واللہ اعلم وعلمہٗ اتم فقط امر برقمہ وقال بفمہ الراجی رحمۃ ربہ المنان محمد رحمت اللہ بن خلیل الرحمن غفرلہما اللہ الحنان۔ ۱۲۹۳ھ

تقریظ سید حمزہ شاگرد رشید احمد گنگوہی

الحمدللہ الذی انعمنا بولادۃ النبی الاکرم والصلوۃ علی الرسول الذی امر باتباع السواد الاعظم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین اما بعد! عرض کرتا ہوں کہ یہ رسالہ "الدرر المنظم فی مولد النبی الاعظم" اس ناچیز کی نظر سے گزرا، اس کا ہر مضمون لاجواب ہے، اور پسندیدۂ اولوالالباب، اور کیوں کر نہ ہو کہ اس کے مصنف تحقیق میں کشمسٍ فی نصف النہار ہیں، اور تدقیق میں منبع الاسرار، علماء عرب وہند وروم ومصر کے مستند بلکہ کافہ فضلائے عالم کے معتمد، اور جیسا کہ ان کا علم وذکاء معتبر، ویسا ہی ورع واتقاء مشتہر، امید ہے کہ یہ کتاب مقبولِ خاص وعام ہوگی، اور راحتِ جانِ اہلِ اسلام، کیوں کہ اس میں مجلس مولد شریف کا ثبوت ہے، وہ مجلس شریف کہ جو گلدستہ خوبیٔ دین ہے، اور عطر مجموعۂ فلاح یقین وہ مجلس کہ جو امور مذکورۂ ذیل پر مشتمل ہے: (۱) ذکرِ ولادتِ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۲) استعمالِ خوشبو (۳) آراستگیٔ مکانِ ذکر (۴) شیرینی (۵) درود شریف (۶) قیام (۷) تداعی (۸) یقین (۹) وقت ذکر مبارکہ کی خوبی جس میں فضائل ومدح وبیانِ ولادت

داخل ہے۔ اس آیہ شریفہ سے بوجہ احسن مستفاد ہوتی ہے: كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ. (ہود/ ۱۲۰) اھ جب ذکرِ رسل تثبیتِ فؤاد اور موعظۃ اور ذکری کا مثمر ہو فما ظنک بذکر سید المرسلین حبیب احسن الخالقین فتنبہ و کن من الشاکرین لانعام خیر المنعمین، اس آیہ شریفہ سے یہ بھی واضح ہوا کہ یہ ذکر شریف افرادِ وعظ میں داخل ہے، بلکہ اعلیٰ اور اہم بھی ہے، کیونکہ یہ ذریعہ عمدہ ازدیادِ محبتِ سرورِ کائنات کا ہے، اور محبت ذریعہ کمالِ اتباع کا ہے کما لا یخفی علی المنصفین الماہرین نیز ظاہر ہے کہ جو مومن ہے، وہ محبوبِ انس و جان سے محبت رکھے گا، جو آپ سے محبت رکھے گا، آپ کا ذکر کثرت سے کرے گا۔

پس معلوم ہوا کہ جو مومن ہے، آپ کا ذکر کثرت سے کرے گا، دونوں مقدمے اس قیاس کے، دو حدیثوں مسطورۂ ذیل سے ثابت ہیں: اول سے اول، ثانی سے ثانی (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تو مومن نہ ہوگا جب تک ہر محبوب سے مجھے محبوب تر نہ بنائے گا۔ (۲) دوسری حدیث میں: مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ۔ استعمالِ خوشبو خواہ مکان بسایا جائے یا حاضرین پر چھڑکا جائے یا کپڑوں میں ملا جائے سب ایک کلی کے افراد ہیں، جو ''استعمالِ خوشبو'' ہے، اور وہ ایک فعل ہے محبوبِ دو عالم کے افعالِ محبوبہ میں سے، پس سنّتِ سنیہ پر عمل کرنا اور اپنے اخوان کو ایسے عمل میں شریک کرنا، مزید مرتبہ ایمانیہ کا باعث نہ ہوگا تو کیا ہوگا؟

آراستگیٔ مکان، ذکر آراستگی سے مراد عمدہ فروش اور چوکی ہے، فروش سے مہمانوں کی خاطر اور چوکی سے ذکر کی تعظیم مقصود ہوتی ہے، دونوں کے نظائر بہت سے شریعت میں موجود ہیں، خطبہ اور وعظ اور قراءتِ حدیث اور حضرت حسان کے لئے منبر کا ہونا، نیز قراءتِ حدیث اور وعظ کے واسطے چوکی کا لعال دلیل کافی ہے، ثبوتِ تعظیم ذکر پر

رہی مہمانوں کی خاطر حدیث شریف سے ایک نظیر واضح کرتا ہوں۔

جب حضرت امِ ایمن زیارتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر ہوا کرتی تھیں، سرورِ مخلوقات علیہ الف الف تحیات اپنی ردائے مبارک اُن کے واسطے بچھا دیا کرتے تھے۔ اگر کوئی کہے: وہ رضاعی ماں تھیں، اُن کی تعظیم کیوں کر نہ فرماتے؟

ہم کہیں گے: جب ایسا بادشاہ ایک حق کا ایسا خیال کرے، پھر ہم کو اپنے بزرگوں اور بھائیوں کا خیال بدرجۂ اولیٰ چاہیے۔

شیرینی، حدیثِ صحیح میں آیا ہے کہ جب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوتے تھے، حضرت ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا عسل (شہد) پیش کیا کرتی تھیں، اس سے معلوم ہوا کہ ہدیہ روحِ پُرفتوح حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اور شکریہ قدوم برادر مومن کے لیے شیرینی خوب چیز ہے، اور صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مٹھاس بہت مرغوب تھی، پس آپ کے ہدیہ کے لیے اور آپ کی امت کی خاطر داری کے لئے مٹھائی بہت مناسب ہے، ہم ایصال ثواب ونیز تواضعِ احباب ؎

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کام

پنجم کثرتِ درود، فضائلها لا تحتاج الی البیان

قیام، مستحسناتِ جمہور علماء سے ہے، مستحسناتِ علماء کا انکار کون کرسکتا ہے، کیوں کہ اس انکار سے بہت مسائل فقہیہ اور احادیث کا انکار لازم آتا ہے، اعاذنا اللہ منہ! طلبہ جو کہ علت کے جویاں رہتے ہیں، اُن کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وجہ استحسانِ علماء کی یہ ہے کہ یہ قضیہ مجربات سے ہے کہ اس وقتِ خاص میں خواصِ امت کو مشاہدۂ جمالِ مصطفیٰ حصول ہوتا ہے اور اس مشاہدہ کے واسطے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر مجلس میں تشریف لانا ضروری نہیں بلکہ ارتفاعِ حجاب کافی ہے، اس کی ایک نظیر محسوسات میں

آفتاب ہے، کہ اُس کے لیے ایک جگہ معین ہے، اور ہر اہلِ بصر مکان میں اُس کی روشنی سے فائدہ اُٹھاتا ہے، نابینا تقلیداً روشنی کا معتقد ہے، پس علماء کہ حکمائے امت ہیں، مستحسن سمجھے کہ اہلِ وجد وذوق کی تقلید سے عوام بھی بہ نیت استحسان قیام کرلیا کریں۔ ھکذاافادنی شیخی سید العاشقین امداد اللّٰہ للعالِمین والعالَمین مدّ اللّٰہ ظلہ علی رء وس المستمدّین★

فائدہ: جب یہ مجلس اُمورِ حسنہ سے مرتب ہوئی، تو اُس کی ہیئت کذائی مالیس منہ کے قبیل سے نہ ہوئی، بلکہ تدوین کتبِ احادیث وبنائے مدارس وایجادِ علومِ الٰہیہ کے ہوئی اور یہ مجلس مطہر فعل خیر۔

لطیفہ: جب بریانی کا طباق سامنے آتا ہے تو ہم لوگ اُس کی ہیئت کذائی پر اعتراض نہیں کرتے، بلکہ جھٹ پٹ آستین چڑھا کر کلیہ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ میں داخل کر لیتے ہیں، پس مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مجموعہ حسنات کو بھی وَاعْمَلُوْا صَالِحًا کے تحت میں داخل رکھیں۔

تداعی، یہ مجلس فعل حسن ہے، تو اُس کے تداعی کیوں حسن نہ ہوں گے، بلکہ احکامِ آیۃ کی تعمیل ہوگی: اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ، تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی، اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ وغیرہا۔

تعیین وقت، حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر وظیفۂ شب کا ناغہ ہو جائے تو اُس کو ظہر سے اول پڑھ لیا کرو، لفظ (وظیفۂ شب) سے دلالت ہے تخصیصِ وقت کی مقبولیت پر، نیز ان کو پڑھنے کے واسطے فرمانا دلیل ہے پسندیدگیٔ مداومت پر، اور بہت سی احادیث سے خوبیٔ مداومت ثابت ہے، پس مداومت فعلِ خیر کے بہت مناسب ہے، اس زمانہ میں تو لابدّ منہ کی قبیل سے ہے، کیونکہ جو لوگ وعظ کے نام سے نفرت کرتے ہیں، اُن کو احکامِ خداوندی سُنانے کی کوئی صورت اس نالائق ننگِ خلائق کے نزدیک اس کے سوا نہیں، پس

اس کی اشاعت پر کوشش علماء کو ضروری ہے، واضح ہوا کہ امور مذکورہ بالا کی اور بہت سی براہین موجود ہیں، مگر تفصیل اس مقام کی مناسب نہیں جس کو زیادہ مطلوب ہو اس رسالہ شریفہ اور انوار ساطعہ وغیرہما کتب محققین سے مل سکتے ہیں۔

تنبیہ: مجلس مقدس مولود عبارت مجموعہ امور خیر سے ہے، جیسا کہ کتب معتبرہ اس پر شاہد ہیں، اگر کوئی اپنی جہالت یا ہوائے نفسانی سے اس میں کچھ خرابی ملا دے تو اُس شخص کے فعل کی وجہ سے یہ مجلس مقدس علی الاطلاق خراب نہ کہلائے گی، جس طرح کہ نماز، جو شارع کی مامور بہ اور فعل حسن ہے، کسی نمازی کے خرابی مخلوط کرنے سے بد نہ بن جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم وھو یھدی من یشاء الی سواء السبیل حررہ المفتقر الی امداد اللہ القوی حمزہ . . . الدھلوی المقیم ببلد اللہ الامین زادہ اللہ شرفا الی یوم الدین ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین اللھم امتنی فی احد الحرمین علی الایمان وابعثنی یوم القیمۃ من الآمنین آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ وسلم علی خیر خلقہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔

تقریظ جناب مولوی عبدالسمیع رامپوری صاحب مؤلف انوار ساطعہ

الحمد للہ سرًا وجھارا والصلوۃ علی النبی وآلہ لیلا ونھارا اما بعد! اس صدی کے آدمیوں کا باہمی شقاق، بات بات میں پھوٹ اور افتراق دیکھ کر دِل میں خیالات آتے تھے: یارب العالمین! وہ تیری بندے سلف صالحین کیسے تھے، جن کا سینہ غبارِ کینہ سے صاف، آنکھوں میں حیا، دِل میں انصاف، حُبِ رسول اُن کی اصل طینت، اتباعِ حق اُن کی جبلی فطرت، اِنھیں خیالات میں تھا کہ یکا یک غیب سے آگاہ کیا گیا کہ اے عبدالسمیع بیدل! تیرا دھیان کدھر ہے، کیا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے بے خبر ہے کہ فرمایا:

لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِيْ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللهِ

اور فرمایا: لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ ظَاھِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ

پس اللہ کے پیارے بندے سدا رہیں گے، حق کریں گے، حق کہیں گے۔

ازاں جملہ دیکھو وہ مہاجر مقیم حرم صراطِ مستقیم پر ثابت قدم صوفی فقیہ محدث موردالصدق والحق حلال مضامین ادق لکلِّ خطاب صحیح احق جناب مولوی عبدالحق رقاہ اللہ الی درجات الکمال طبقًا عن طبق واقعی جب اس نحیف نے اُن کی تصنیف رسالہ "الدرر المنظم فی بیان حکم مولدالنبی الاعظم،، دیکھا، معلوم کیا کہ اس کا مصنف مجسم انصاف کا پُتلا ہے، نہ تفریط کا نشان، نہ افراط کا پتا ہے، مولد شریف مع القیام کا استحباب وامور محرمہ سے اجتناب مرقوم، کہ یہی محققینِ اہلِ سنت کا بھی مذہب، اور راقم الحروف کا بھی یہی عمل اور عقیدہ ہے، میں نہیں جانتا کہ مانعین کو اس میں تردد کیا ہے، کیا کلام اللہ میں نہیں پڑھا:

وَاشْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔ اور کیا نہیں پڑھا:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ۔ مواہب لدنیہ وغیرہ محدثین کی تصنیفات میں دیکھا کہ منجملہ اسماء مبارکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک اسمِ مبارک آپ کا نعمۃ اللہ بھی ہے اور فضل اللہ اور رحمت بھی ہے، پھر مولد شریف میں اُس نعمتِ الٰہی کا شکر، اور رحمت وفضلِ الٰہی کا فرحت و سرور ہی تو ہے، اور شکر ادا ہوتا ہے انواعِ عبادات سے، مثل تلاوتِ آیاتِ قرآن وقراءتِ معجزاتِ سیدِ الانس والجانّ واطعام طعام ودعوتِ اہلِ اسلام، یہ سب کچھ مولد شریف میں موجود ہے، اور جو سامانِ استعمال عطریات وزینت واجتماعِ مومنین واحباب واعزہ واہل قرابت ہے، یہ سب سامانِ سُرور وفرحت ہے، بناءً علیہ یہ محفل داخل تحت مضمونِ ارشاد حضرت رب العزت ہے، جو فضل اللہ اور رحمت الٰہی کی فرحت وسرور اور بجا آوری شکر نعمت اللہ کی ہدایت ہے، اور کیا نہیں پڑھا اُنہوں نے:

وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ اور نبی کریم علیہ

الصلاۃ والتسلیم اعظم شعائر اللہ میں ہیں،

پس جس وقت ایسے اعظم شعائر اللہ کے ظہور کا بیان ہو، اُس وقت تعظیماً کھڑا ہونا اور درود وسلام پڑھنا کیوں کر بدعتِ ضلالت ہوا، اپنے منعم ومحسن کے ذکر اور آثار کی تعظیم بعینہٖ منعم ومحسن کی تعظیم ہے۔

اسماعیل دہلوی

مولوی اسمعیل صاحب صراط مستقیم مطبوعہ ہاشمی میرٹھ صفحہ شانزدہم میں لکھتے ہیں:

وازفروغ حب منعم است تعظیم شعائرِ اُو مثل تعظیم نامِ اُو کلامِ او لباسِ اُو دسلاحِ او حتی کہ مرکبِ اُو ومسکنِ اُو چنانکہ بر کسیکہ ممارست این امور کردہ ومجانست با حقوق شناسان از امرائ عظام بلکہ جمیع مصاحبان کرام وتعظیم ایشاں را مرفرمان بادشاهی و تخت بادشاهی رادیدہ پوشیدہ نخواهد ماند چون تعظیم شعائر منعم بکمال میرسد باعثِ تعظیم هر چیزیکہ مؤید حب ومروج شکراو باشد میگردد انتهی۔

اور مولوی اسمعیل تو اولیاءِ کرام کی محبت کو علامتِ تقوی اور داخل تعمیل آیہ: وَمَنۡ يُّعَظِّمۡ شَعَائِرَ اللّٰهِ فرماتے ہیں، بھلا حضرت نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی محبت وتعظیم وفرحتِ وجود باوجود کیوں کر تعمیل آیہ وَمَنۡ يُّعَظِّمۡ شَعَائِرَ اللّٰهِ نہ ہوگی، عبارت اُن کی صراط مستقیم صفحہ ۴۳ میں یہ ہے: اگر نیک تامل کنی دریابی کہ محبت امثال ایں کرام خود شعائر ایمان محبت وعلامت تقوی اوست ذلک وَمَنۡ يُّعَظِّمۡ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنۡ تَقۡوَى الۡقُلُوۡبِ۔ انتهی کلامہ۔

اس کلام کے نقل کرنے سے ہم کو یہ بھی مدنظر ہے کہ بعض مغالطہ دینے والے ناواقفوں کو شک میں ڈالتے ہیں کہ یہ آیت تو فلاں موقع میں نازل ہوئی ہے، پھر استدلال کے ساتھ تو یہ مغالطہ سخت بے جا ہے، کیونکہ علماءِ اصول وفقہ کے نزدیک عمومِ الفاظ پر حکم دیا

جاتا ہے، خصوص اسباب نزول وغیرہ پر منحصر نہیں رہتا، اسی بنا پر مولوی محمد اسمعیل صاحب نے عمومِ لفظ شعائر اللہ میں تعظیمِ اولیاء کرام کو داخل کیا ہے، کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی محبت وتعظیم بدرجہ اولیٰ اِس میں داخل ہے۔

اب اگر کوئی یہ وسواس پھیلائے کہ یہ قیام محدث (نئی چیز) ہے، تو ہم کہیں گے محدث ہونا کچھ موجبِ نقص نہیں، اور نہ ہم کو ذرہ بھر مُضر، کئی وجہ سے: وجہ اول یہ کہ جوامرِ جدید کسی دلیل شرعی کے تحت میں داخل ہو، اس کو علماء بدعتِ حسنہ اور سنتِ حکمیہ کہتے ہیں، بدعت اس واسطے کہ بخصوصہٖ ظہور اُس کا بعد میں ہوا، اور حسنہ اور سنت اس لیے کہ وہ عمومِ مندوبات شرعی میں داخل ہے، اور یہ قیام مروج ایسا ہی ہے، تشریح اس کی یہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی تعظیم نصوصِ قرآنی سے ثابت ہے: وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۔ وَصَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ ...★ ان آیات، نیز دیگر مقامات سے تعظیمِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کا ایک مفہوم کلی ثابت ہوا ، اور جب مفہوم کلی کا ثبوت ہوا تو اُس کے کل افراد کا ثبوت ہو گیا، فرق اس قدر ہے کہ بعض افراد تعظیمی وہ ہیں جو عین قرونِ ثلثہ میں ظاہر ہوئے، اور بعض وہ ہیں جو بعد میں ظاہر ہوئے ، سو اس صورت میں تغیر وتبدل اصل ماہیت میں نہیں، کیونکہ نوع کا مقتضیٰ طبعی اپنے افراد میں نہیں بدلتا، بناءً علیہ وہی تعظیم کی مشروعیت کا حکم جو افرادِ موجودہ قرونِ ثلثہ میں تھا، افرادِ محدثہ مابعد میں بھی باقی رہا، اور افراد محدثہ میں جو تغایر اور تخالف ہے، وہ ہیئت وتشخص کا اختلاف ہے، سو یہ کچھ مضر نہیں۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ رسالہ ''انتباہ،، میں لکھتے ہیں:

باید دانست کہ یکے از نعم خداتعالیٰ برامتِ مصطفویہ علی صاحبہا الصلاۃ والتسلیمات آنست کہ تا امروز سلسلہ ہائے ایشاں تا حضرت پیغامبر

صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم صحیح و ثابت است و اگر چہ اوائل امت را باَواخرِ امت در بعض امور اختلاف بودہ است پس صوفیہ صافیہ ارتباط ایشاں در زمنِ اول بہ صحبت و تعلیم و تاَدّب باآدابِ تہذیبِ نفس بودہ است نہ بخرقہ و بیعت، در زمن سید الطائفہ جنید بغدادی رسم خرقہ ظاہر شد و بعد ازاں رسم بیعت پیدا گشت وارتباط سلسلہ بہ ہمہ ایں امر تحقق است و اختلاف صور ارتباط ضرر نمکیند الی ان قال علمائے کرام ارتباط ایشاں در زمن اول باستماع احادیث وحفظ آں در دعائے قلب بود و بعد ازاں تصنیفِ کتب وقراءت و منادلہ واحادثِ آں پیدا شد و ارتباط سلسلہ بہمہ نوع ایں امور صحیح است و اختلاف صور را اثری نیست انتہی★

صاحبِ بنایہ کا فیصلہ

اور یہی مضمون صاحب بنایہ کی عبارت کا ہے، کوئی سمجھے یا نہ سمجھے، وہ بیان بدعت میں لکھتے ہیں:

وما کان واقعا تحت عموم ماندب اللّٰہ الیہ وحض رسولہ فھو فی حیز المدح ومالم تکن لہ مثال موجود کنوع الجود والسخاد فعل المعروف فھو من الافعال المحمودۃ ولا یجوز ان یکون ذلک فی خلافِ ماورد الشرع بہ:

لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد جعل لہ فی ذلک ثوابا فقال من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا۔

ہم کہتے ہیں یہ قیام تعظیمی عموم مفہوم کلی تعظیم ثابت بالقرآن میں داخل ہے، تو محمود اور فعل معروف ہوا، اور کسی فعل معروف کا وجود بخصوصہ وتشخصہ اگر صدرِ اول میں نہ ہو اور حال یہ کہ وہ فعل عموم حکم شرعی میں داخل ہے، تو وہ خلاف ماورد بہ الشرع میں داخل نہیں ہوسکتا جیسا کہ صاحب نہایہ نے تصریح کی ہے۔

دوسری وجہ یہ کہ اس قیام میں ایک عظمت نکلتی ہے، اور ادب پیدا ہوتا ہے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، اور ایجاد کرنا ایسی چیز کا مستحب ہے، حدیث شریف میں اس کی ترغیب واقع ہوئی ہے:

مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يُنْقَصُ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئٌ. رواہ مسلم

امام نووی نے شرح مسلم میں اور ملا محمد طاہر نے مجمع البحار میں ذیل حدیث مذکورہ میں لکھا ہے، کہ نیک طریقہ جاری کرنے میں، خواہ اُسی کا خود ایجاد ہے اور پہلے نہ تھا، یا تھا مگر پھر بند ہو گیا تھا پھر اُس نے جاری کیا، دونوں صورتوں میں اُس کو ثواب ملے گا، اور وہ طریقہ خواہ علم ہو، خواہ عبادت، خواہ ادب ہو، عبارت یہ ہے:

کان ذلک تعلیم علم او عبادۃ او ادب۔

پس ہم کہتے ہیں کہ یہ قیام طریقۂ حسنہ ہے، جاری کیا گیا واسطے ادب کے، بناءً علیہ یہ موجبِ اجر و مستحسن ہوا۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ قیام کسی امر شرعی کے مخالف نہیں، اور ممنوع وہ امر جدید ہوتا ہے جو مخالف ہو، اور مٹادے کسی امر سنت کو، قال الامام حجۃ الاسلام الغزالی انما المحذور بدعۃ تراغم سنۃ ماموراً بھا، اور مانعین جو اپنی طرف سے عقائد باطلہ فاعلین عمل مولد کے ذمہ افتراء کر کے حکمِ ممنوعیت لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ قیام کو فرض اعتقاد کرتے ہیں، اور نیز جانتے ہیں کہ ولادت شریف آپ کی اس محفل میں ہوئی، معاذ اللہ! اور نیز حضرت کو عالم الغیب بالذات جانتے ہیں، سو یہ تینوں باتیں غلط محض ہیں، قیام کو ہم مستحسن جانتے ہیں، اور ولادت باسعادت کو جو قاریٔ مولد شریف صاف بیان کر دیتا ہے کہ فلاں سال و ماہ زمان و مکان میں ہوئی، نہ کہ اس محفل میں، معاذ اللہ!، اور نبی کریم علیہ التسلیم کو ہم عالم الغیب بالذات نہیں جانتے، بلکہ یہ جانتے ہیں کہ آپ کو جو علم ہوا اور ہوتا ہے وہ ملائکہ کی خبر رسانی اور اللہ تعالیٰ کی وحی والہام و کشف و مشہود کر دینے سے ہے،

پس جب انعقادِ محفل وقیام میں کوئی عقیدہ اور فعل مخالفِ اہل سنت نہ ہوا، پھر امتناع کیا!

چوتھی وجہ: یہ کہ ما رآہ المسلمون حسنًا فھو عند اللہ حسنٌ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور اِس میں لفظ مسلمون واقع ہے، لفظ صحابہ وتابعین وغیرہ کا نہیں، والعبرۃ لعموم الالفاظ. بناءً علیہ جس امر کو کسی طبقہ کے اہل اسلام پسند کریں گے، وہ عند اللہ بھی پسند ہوگا، لیکن مطلق سے مراد فردِ کامل ہوتا ہے ،تو لفظ مسلمون سے، جو مسلمان کامل ہیں، وہ ہی مراد ہوں گے۔اس تقریر سے ثابت ہوا کہ عہدِ صحابہ میں، اُن اصحاب کا پسند کیا ہوا پسند ہوگا جو درجۂ علم وعمل میں کامل ہوں گے، اسی طرح طبقۂ تابعین اور تبع تابعین اور مجتہدین میں اُن کا پسند کیا ہوا پسند ہوگا اور مستحسن ہوگا جو اپنے ہمعصروں میں اعلیٰ درجہ کی قوتِ نظری وعملی رکھتے ہوں گے، اسی طرح طبقات مجتہدین کے بعد عامہ مسلمین میں اُن کا پسند کیا ہوا مستحسن عند اللہ ہوگا کہ جو شخص ممتاز ہوں گے روایت اور درایت میں، مثل علماء دین ربانی ومفتیان شرح متین حقانی، سو یہ قیام ایسی چیز ہے کہ جب سے احداث اس کا ہوا ہے، بڑے بڑے علماء دین اس کو مستحسن فرماتے رہے ہیں، پس اُن کے مقابل میں دوسرے آدمیوں کا قول، جو قیام سے انکار کرتے ہیں، مسموع نہ ہوگا، کیونکہ مطلق میں فرد کامل مراد ہوتا ہے، اور علمائے کاملین شرقًا وغربًا قیام کا استحسان فرما چکے ہیں، اَب ہم اُن کی دو چار نقلیں درج کرتے ہیں:

محمد ابن علی دمشقی محدث لکھتے ہیں:

جرت عادۃ کثیر من المحبّین اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا. پھر ان کے بعد صاحبِ سیرۃ الشامیہ نے اس قیام کا ذکر کیا، اور محدث دمشقی مذکور کی عبارت کو کھول دیا اور لکھ دیا کہ ھذا القیام بدعۃ حسنۃ ، پھر ان کے بعد صاحبِ سیرتِ حلبی نے بھی یہی لکھا اور اسی طرح علامہ مدابغی نے اپنی مولد میں لکھا کہ جرت العادۃ بقیام الناس اذا انتھی المداح الی ذکر مولدہ صلی

اللہ علیہ وسلم وھی بدعة مستحسنة مستحبه ،اور لکھ چکے ہم اوپر کہ بدعت حسنہ کو سنتِ حکمیہ کہتے ہیں، اور وہ موجبِ ثواب ہوتی ہے، تو یہ قیام بھی موجبِ حصولِ ثواب ہوا، اور ایک موقع میں جو چند اشعارِ مدحِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم پڑھے گئے، شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ تعظیماً کھڑے ہو گئے، اور اُن کے ساتھ جمیع علماء اور کبراء جو حاضر تھے، وہ بھی صف کی صف کھڑے ہو گئے، اور حال اس امامِ وقت کا علامہ زرقانی نے جلد اوّل شرح مواہب میں اس طرح لکھا ہے:

امام علامہ ابوالحسن علی ابن عبدالکافی ملقب بہ تقی الدین سبکی

الشیخ الامام العلامه ابو الحسن علی ابن عبد الکافی الملقب به تقی الدین السبکی الفقیه الحافظ المفسر الاصول المتکلم النحوی اللغوی الجدلی الخلافی النظار الشیخ الاسلام بقیة المجتهدین برع فی العلوم انتهت الیه الریاسة بمصر انتهی

اور چونکہ یہ بڑے درجہ کے شخص تھے، اسی لیے سیرتِ حلبی میں بھی اُن کی سند پکڑی ہے، اور نام ان کا اس تعظیم اور صفت سے لکھا ہے، جو مرقوم ہوتا ہے:

وقد وجد القیام عند ذکر اسمه صلی اللّٰه علیه وسلم من عالم الامة ومقتدی الائمة دیناو ورعا الامام التقی الدین السبکی و یکفی مثل ذلک فی الاقتداء انتهی مخلصًا

واضح ہو کہ ولادت اس امام کی ۶۸۳ھ اور وفات ۷۵۶ھ میں ہوئی، اور اپنے وقت میں مقتدیٰ ایک عالم کے ہوئے، اسی واسطے محدثِ حلبی و دیگر اکابر سلف رحمہم اللہ لکھتے ہیں کہ اقتداء امام سبکی کا کافی حجت ہے مستحسن ہونے قیام میں، اور لکھا امام برزنجی نے مولد شریف میں وقد استحسن القیام عند ذکر مولده الشریف ائمة ذو روایة درایة فطوبی لمن کان تعظیمه صلی اللّٰه علیه وآله وبارک وسلم غایة مرامه ومرماه۔

اور علماء عہد کے درة التاج شیخ عبداللہ سراج مفتی حنفی مکی نے قیام مروّجہ میلاد کے لئے لکھا: توارثه الائمة الاعلام واقره الائمة الحکّام من غیر نکیر منکر ورد راد یعنی اس قیام پر ائمہ اعلام اور ائمہ حکام میں سے کسی نے رد و انکار نہیں کیا بلکہ سب نے مقرر رکھا

اور سب میں جاری رہا، پھر اُن کے بعد مفتی عبدالرحمن سراج مفتی مکّہ نے لکھا: وعلماء العرب والمصر والشام والروم والاندلس کلھم راہ حسنا فعلی حاکم الشرع تعزیر منکرہ۔

اس وقت راقم الحروف اسی قدر پر اکتفاء کرتا ہے، اور جس مبصر منصف حق طلب کو مولد شریف کی اور زیادہ تحقیق منظور ہو، وہ میرے رسائل دافع الاوہام وانوار ساطعہ وغیرہ کو ملاحظہ فرمائیں، اور جو کچھ میری دلائل پر براہینِ قاطعہ وغیرہ میں جرح وقدح کیا گیا ہے، بارِ دوم جو انوار ساطعہ کو نظر ثانی کر کے چھپوایا ہے، اُس میں اُن کے سب شکوک واوہام کو بحول اللّٰہ وقوتہ القویہ کھول دیا گیا ہے:

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین وصلِّ اللھم علی نبیک سید المرسلین وآلہ واصحابہ ومحبہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین★

حررہ عبدالسمیع غفراللہ لہ ولوالدیہ

تقریظ جناب مولانا قسیم الدین احمد رضوی عظیم آبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرًا والصلوۃ والسلام علی حبیبہ ورسولہ المخاطب یاایھا النبی انّآ ارسلناک شاھدًا ومبشرًا ونذیرًا★وداعیًا الی اللّٰہ باذنہ وسراجًا منیرًا★وعلی آلہ واھل بیتہ الذین طھرھم اللّٰہ تطھیرًا واصحابہ الذین اتبعوا النبی الامی وفرحوا بمیلادہ الشریف فبشرھم رسول اللّٰہ بالنجاۃ مبشرًا اما بعد!

بندۂ بارگاہِ حضرتِ صمد، سید قسیم الدین رضوی حنفی قادری منعمی عظیم آبادی، غفرلہ ولوالدیہ، عاشقانِ روئے احمدی ومشتاقانِ کوئے محمدی کو بشارت دیتا ہے کہ رسالہ ''الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم،، جس کو حضرتؔ مولانا البحر الطمطام دار البحر القمقام الغائص فی بحار التوحید القائم فی مقام التجرید والتفرید المھاجر الی اللّٰہ ورسولہ السالک مسالک اقوم طرق حبیبہ وآلہ حضرت مولانا بالفضل

اولنا الحاج الشاہ محمد عبد الحق الہ آبادی ثم جعلہ اللہ بکیًا لازالت شموس افاضتہ طالعۃ علی الغلمین والمسترشدین بالحق نے تالیف کیا ہے، ایسی کتابِ لا جواب ومسائل حقہ سے معمور بلا ارتیاب ہے، کہ جس کے دیکھنے سے منکرین کو بجز سکوت چارہ نہ ہوگا، محبین کا دل باغ باغ ومنکرین کا کلیجہ داغ داغ ہوگا۔

الحق، مولانا نے اسم بامسمی اپنی کتاب کو کیا ہے، یعنی موتیوں کو پرو دیا ہے، اللہ تعالیٰ مولانا ممدوح کو مجھ سے اور سب مسلمانوں کی جانب سے جزائے خیر دے! اور ذات کو ان کی مفیضًا علی الحق قائم رکھے، اور کیوں کر خوشی میلاد شریف سے مسلمان منکر ہوسکتا ہے، جب اللہ تعالیٰ نے لقد من اللہ علی المؤمنین کہہ کر ذاتِ پاک نبی کریم کی ولادت سے مسلمانوں پر احسان جتایا ہے تو بہ مقتضائے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان، ہم لوگوں کو ہمیشہ اظہارِ احسان کرنا وممنون ہونا چاہئے، وبفحوائے حدیث شریف کہ تکمیل وصحتِ کلمہ لا الٰہ الا اللہ بغیر قول محمد رسول اللہ نہیں ہوتی، اور ظاہر تلفظ محمد رسول اللہ بغیر بے دریافت کمالات ذاتی وصفاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بکار آمد نہیں، اور موقوف علیہ فرض، فرض ہوتا ہے، بیانِ حالاتِ رسول اللہ فرض ہوا، وبعد بیان الیوم اکملت لکم دینکم الخ کے اللہ تعالیٰ نے کتاب کریم کو اپنی بیانِ میلاد پر حضرت رسول اللہ کے ختم کیا یعنی:

لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رءوف رحیم۔

پھر منکرین پر فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم۔ فرما کر عتاب کیا فاعتبروا یا اولی الابصار۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ عبداللہ داماد قاسم نانوتوی

الحمدلله علی ما رزقنا بمنه وفضله اخوة الایمان وربط بالاتحاد والالفة حسن نظام الایقان واوجب علینا حضور الجماعات الخمسة والجمع والاعیاد ومدح الاجتماع فی حلق الذکر واستحب الجمع لمحافل المیلاد وحرم علینا المناقشة فیما بیننا والجدال والتباغض وشنع المنافة فینا والمراء والتحاسد وجعل اختلاف الامة رحمةً للعلمین واظهر رأفة باباحة الرخص علی المؤمنین والصلوة علی من اختصه بالخلق العظیم وعلی آله الذین اهتدوا بهدیه المستقیم۔

بعد حمد وصلوۃ کے، الفقیر الی الباری عبداللہ الانصاری تمام برادرانِ دینی کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ مدت سے اختلافِ باہمی در بابِ مسئلۂ میلادِ سرورِ کائنات علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتحیات سنتا تھا، اور طرفین کا تعصب یوماً فیوماً ترقی پذیر دیکھ کر شبانہ روز دِل سے دُعا کیا کرتا تھا، کہ یا اللہ! کوئی صاحب مقبولِ انام، مرجع خاص وعام، اس بارہ میں ایسی تحریر فرمائیں کہ جس سے فریقین اپنے تعصبِ بے جا سے خبردار ہو کر باز آئیں، اور حق پرست اور منصف مزاج اور طالبانِ روایت طریقِ مستوی پر لگ جائیں، سو اسی دوران فقیر نے کتاب ''دُرالمنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم،، دیکھی جس کے مصنف مخدومنا ومولانا شاہ عبدالحق محدث مہاجر ہیں، (الحق) اس کتاب کے ہر مسئلہ کو بہ دلائلِ کتاب وسنۃ واجماعِ امۃ مدلل پایا، اگر اس کتاب کے مصنف کو منصف وفاروق اور کتاب کو قولِ فیصل وصراطِ مستقیم کہا جائے، تو بجا ہے، اور کیوں نہ ہو، مصنف، دام ظلہٗ العالی، مکہ معظمہ زادہا اللہ تعظیماً وتشریفاً میں علماً وفہماً وورعاً مثلِ آفتاب مشہور ہیں، اولیٰ دلیل اُن کی دلائل مقبولیت سے یہ ہے کہ وہ حرم محترم میں شیخ الدلائل ہیں، فقیر کو اُن کی توصیف کی کچھ ضرورت نہیں، کیوں کہ تمام مضامین اس کتاب کے اُن کے فضل وکمال پر براہین قاطعہ ہیں، اور صحتِ عبارات کی خود بخود انوار ساطعہ ہیں، ہاں اس قدر گزارش ضروری ہے کہ جو کچھ

مصنف مدظلہ نے درباب جوازِ میلادِ فخرِ عباد تحریر فرمادیا، وہ ہی مسلک قولاً وفعلاً ہندوستان کے مشاہیر علماء کا سلف سے لے کر خلف تک رہا ہے۔

چنانچہ جناب مولانا شاہ عبدالحق محدث وحضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث ومولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی ومولانا مولوی احمد علی محدث ومولانا مولوی مفتی عنایت احمد ومولانا عبدالحی رحمہم اللہ تعالیٰ واستاذنا مولوی محمد لطف اللہ ومولانا مولوی ارشاد حسین ومولانا الحافظ الحاج محمد ملا نواب سلمہم اللہ تعالیٰ کا اسی پر عمل رہا اور ہے، اور نیز زبدۃ الفضلاء استاذ العلماء مولانا مولوی محمد یعقوب صاحب مرحوم مدرس اعلیٰ مدرسہ عربیہ ودیوبند خاص دیوبند میں بارہا محافل میلاد میں شریک ہوئے، اور بحالتِ قیامِ قاری وسامعین قیام بھی کیا، اور فرمایا کہ اگرچہ اس کی اصل، جیسے کہ چاہئے، نہیں، پر جبکہ تمام مجلس ذکر ولادت کی تعظیم کو اُٹھ کھڑی ہو، ایسی حالت میں قیام نہ کرنا سوءِ ادبی سے خالی نہیں، چنانچہ مولانا مخدومنا کے اس قول اور فعل پر بہت سے شاگردِ رشید وباشندگانِ شہر شاہد ہیں، ماسوا اس کے سلالۂ خاندانِ مصطفوی جامع الشریعۃ والطریقۃ حاجی سید محمد عابد مہتمم مدرسۂ دیوبند نے خاص مولانا ممدوح سے خاص اپنے مکان پر ذکرِ ولادت شریف بطریق وعظ کرایا اور شیرینی بھی تقسیم فرمائی، اور نیز کہف الفضلاء مولانا مولوی محمد قاسم صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) ناظم مدرسۂ مذکور کی زبانی کرۃً مرۃً سُنا گیا ہے کہ ذکرِ ولادتِ باسعادت موجبِ خیر وبرکت ہے اور خاص مولانا بھی بعض بعض جگہ مجلس میلاد میں شریک ہوئے، چنانچہ پیر جی واجد علی صاحب دیوبندی جو مولانا کے مرید اور مولود خوان ہیں، اس امر کے شاہد ہیں، پس یہ جو بعض اشخاص بلا تحقیق اہالیانِ مدرسۂ دیوبند کو اپنی تحریرات میں مانعینِ ذکرِ ولادت باسعادت سے ٹھہراتے ہیں، سراسر بے جا ہے، اور اتہامِ عظیم ہے، جس کو کچھ ہی عقل ہوگی وہ سمجھ لے گا کہ اہل مدرسہ سے مدرسِ اعلیٰ ومہتمم ومدبرِ مدرسہ کے اقوال وافعال کا اعتبار ہے......(واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ جناب مولوی محمد جمیل الرحمن خان صاحب خلف الصدق مولوی عبدالرحیم خان صاحب مرحوم

الحمد لمن بعث حبیبه الی الخلق رحمة للعالمین، والشکر لمن ارسل رسوله الی الوری خاتما النبیین، والصلاة علی من خوطب بخطاب **الم نشرح لك صدرك**⋆ثم بشر ببشارة **ورفعنا لك ذكرك**⋆ وامر بذکره حجة عباد اللّٰه بقوله **و اذكروا نعمة الله** کیف لا فان اللّٰه وملائکة یصلون علی النبی تکریمًا ⋆**فیا ایها الذین آمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما**⋆ وعلی جمیع آله وصحبه الذین فدوا اعمارهم وما ملکت ایمانهم فی مرضاة اللّٰه وحب رسوله فطوبی لهم، **اولئك حزب الله الا ان حزب الله هم المفلحون**⋆فتیسر اللّٰه لی ولسائر المسلمین اتباعهم لانهم هم المهتدون⋆ و بعد فهذه رسالة عجیبة غریبة بارعة ومقالة انیقة رشیقة قارعة، اصلها ثابت وفرعها فی السماء تَتَلَئْلَؤُ فیها آیات واحادیث کالیلة القمراء، یعجب حسن زانته مضامینها کل ناظر ماهر، ویغرب حصانته بیانها کل طالع باهر فی جواز مولد البشیر النذیر، رزق اللّٰه شفاعته کل صغیر وکبیر، تنشرح بها صدر المحبین وتضیق بها قلوب المنکرین، تمرح بها نفوس اهل الحق والوداد، وتمرح منها عیون اهل الهواء والعناد، دلائلها فالقة لاکباد الزائغین، عن سبیل الرشاد، حججها خارقة لاکناد الرائغین الی طریق الفساد، ولیت شعری الدلیل عندی رمط الجاحدین، وما الحجة عند قوم المانعین، وهی لانکارهم من هذا الفعل الحسن اصل، وایش لهم ثبوت بالنقل، لا واللّٰه بل هم جاءوا بالشقر والبقر، عن نبات آخر، ومحض الحقد والشین، ومحض البغض والمین، فمالهؤلاء القوم لا یکادون یفقهون حدیثا، ولا یعرفون من السبت خمیسا، لعمری ان عمل المولد النبی الکریم، موجب لفوز درجات النعیم، علی ان فیه ارغام الشیطان، وازدیاد حب اللّٰه لاهل الایمان، کیف لا وقد نطق بها العالم الکبیر، الفاضل الخبیر، الفقیه الجلیل، والمحدث النبیل، المولنا الحاج محمد عبد الحق الٰہ آبادی، ابقاه اللّٰه فی بسط الایادی، المهاجر بیت اللّٰه الحرام،

والزائر روضة النبی الفخام، فلله درمولفها حیث الفها، ومرصعها حین اصفها ،لاینزع فیضانه عن کل عالم وعامی ولایحرم من هدایته کل اقاصی وادانی، فما اذکی ذهنه الثقیف، و ما اشحذ فکره الحصیف ، لعلمی انه یخطر ببالی مرة بعد اخری، وکرّه بعد اولی، ان تحریر مثل هذه الرسالة لا مرفخیم، و الی بیان هذه المسئلة للناس احتیاج عظیم،الی ان جاء محظور بابی مخلعته من ظهر الغیب بخلعة الوجود، ومکللا باکلیل الطبع من توفیق الملک المعبود، ینظر اهل الرشاد من المسلمین ، ان هذا الفعل مقبول محبوب بین المؤمنین ، من قدیم الایام الی زماننا الذی قلب له ظهر المجن فالحق **ماراٰه المؤمنون حسنا فهو عندالله حسن**، ولیعلموا الذین ظلموا علی انفسهم بالانکار، وتشمروا فیه ذیل الاصرار، ویتجاوزون فی ذلک شتتا، ویحیدون عن طریق المستقیم شططا، ویتنابذون اهل السنة بالقاب اهل البدعة والشرک والجحیم، **فسبحانک هذا بهتان عظیم**، فعسی ان یکون لهم هذه الرسالة فصل الخطاب، ان نظروا بعین الانصاف طالبا للصواب، لان المؤلف سلک فیها مسلک المحققین ، واختار مذهب المدققین، باعِدًا عن التفریط والافراط، آخِذًا الطریقة السداد بالاحتیاط، **والله یهدی من یشاء الی صراط مستقیم، ویضل من یشاء وهو الحکیم العلیم، ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین وآخر دعوٰنا ان الحمد لله رب العالمین** ،صلی الله علی خیر خلقه محمد سید المرسلین، برحمتک یاارحم الراحمین★

نمقه احقر عبادالله المنان عبده محمد جمیل الرحمن خان عفی عنه
مدرس اللسان العربی فی مشن کالج دهلی

قصیدہ عرضِ حال پُرملال اشرفِ شکستہ بال بحضور پُرنور حضرت سرور کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم

الصلوٰۃ اے پیشوائے انبیاء! السلام اے مقتداء اولیاء!
الصلوٰۃ اے حضرت شمس الضحیٰ! السلام اے حضرت بدر الدجیٰ!

الصلوٰۃ اے سید نور الہدیٰ! السلام اے سرور ہر دوسرا!

الصلوٰۃ اے سید خیر الوریٰ! السلام اے شافع روزِ جزا!

الصلوٰۃ اے رحمۃ للعالمین! السلام اے مظہر ذاتِ خدا!

الصلوٰۃ اے سرورِ دُنیا و دیں! السلام اے باعث تکوینِ ما!

گر نبودے ذاتِ پاکت را وجود کُن نہ گفتے خالقِ ارض و سما

ہر چہ ہست از ہستیٔ تو ہست شد نیستی را ہستیت آمد فنا

اوّل آمد نور، آخر شد ظہور شد بنامت ابتداء و انتہاء

تو نبی بودے و آدم آب و گِل ہیچ کس را نیست بر تو ابتداء

سیّدِ اولادِ آدم ذاتِ تو کے میسر شد کسے را ایں عطا

فسحتِ عالم شبِ دیجور بود از تو روشن گشتِ یا بدر الدجیٰ!

ذرّہ ذرّہ نور یاب از حُسنِ تو بُد رخِ پُر نور یا شمس الضحیٰ!

سورۂ واللیل وصفِ زلفِ تو و الضحیٰ تفسیر روئے دلربا

اے کہ مدّاحت خدائے ذوالجلال از ثنایت خامشی حدِّ ثنا

آنکہ وصفِ اوست قرآن مجید کیست در وصفش کند چون و چرا

یا نبی اللہ بحالم کن نظر سوختم در آتشِ ہجرِ شما

پردہ افگن از رُخِ پُر نورِ خویش کز فراقت برلب آمد جانِ ما

یا بخواں مارا حضورِ خویشتن مخلصی یابیم زیں دارِ عنا

تابِ تنہائی ندارم بعد ازیں از چنیں محبوب محبوبِ خدا

آرزو دارم زِ خاکِ کوئے تو ہر دو چشمِ خویش سازم سرمہ سا

سجدۂ خاکِ درِ دربارِ تو عاشقانت را خوش از ظلِ ہما

گر ہمایوں بختِ من یاری کند جاں بخاکِ کوئے تو سازم فدا

آں کمندِ زلفِ مشکینت کجاست / تا کشد فرقم بسوئے خاکِ پا

شوکتِ سلطاں نگردد ہیچ کم / ز التفات او سُوئے حالِ گدا

جانِ شیریں تلخ شد در ہجرِ تُو / جامِ وصلت بخش از بہرِ خدا

بعد مُردن گر بدست آید وصال / صد ہزاراں جاں بریں مُردن فدا

بحر رحمت ایزدی من تشنہ کام / در تب و تابم بصد رنج و عنا

وعدۂ وصلت بروز محشر ست / من کجا و وعدۂ وصلت کجا

تابِ مہجوری ندارم ساعتے / تا بکے مانم دریں رنج و بلا

یا الٰہی! زود تر محشر شود / تا بچشمِ سر بہ بینم آں لقا

عشقِ حق در عشق تو دارد مقر / منکرش را لعن گویم برمَلا

قطع بہ دستیکہ در دستِ تو نیست / لنگ باد آں پا زِ راحت ناشنا

کور بہ چشمی نہ خواہد دیدنت / کر بود گوشے کہ نشنید از شما

در سرے سودات نے با واقلم / دل کہ بے دردت بود بروے بلا

یارسول اللہ! منعم بے چاریئے / بیکس و بے یار و یاور بے نوا

زاد راہِ آخرت موجود نیست / ہر زمانم الرّحیل آمد ندا

منزلم دُور و دراز و پُرخطر / بے سروسامانم و بے دست و پا

نَے بدستم زہد و نَے حُسنِ عمل / از تہی دستی رسد کارم کجا

کار بد، اخلاق بد، گفتار بد / خبثِ باطن را نہ حد و انتہا

ہرچہ کردم نیست دروی جز بدے / بار نیکی نا درو تخمِ خطا

ہر دم از عمرم دُرِ شہوار بود / ہر زمانم گنجِ گوہر بے بہا

دانہ دانہ منتشر کردم بخاک / وائے بر حالم دریغا! حسرتا!

خرمنِ عمرم بہ برقِ لہو سوخت / بے سروساماں شدم مفلس گدا

صرف کردم عمر در لہو و لعب — نیست در دستم بجز حرص و ہوا
خوابِ خرگوشم بگوشم پنبہ کرد — ہیچ نہ شنیدم ز پندِ دلکشا
نفس وشیطاں دشمنانم درپے اند — نیست جز ذاتت گر ملجائے ما
دشمنم بر حالِ زارم گریہ کرد — دیدہ آید دوست چوں سازد بما
بارِ عصیاں گردنم دو تا نمود — زیں گر انباری سُبک دوشم نما
گرچہ غرقابِ گناہانم و لے — نیستم مایوس ز امیدِ نجا
چشم دارم یار من یاری کند — او رحیم و من گرفتارِ بلا
از تہی دستی چہ باشد خوف وبیم — تُو محمد بادشہ اشرف گدا

تقریظ منظوم من تصنیف منشی محمود صاحب التخلص بہ رونق

یہ تصنیف کیا عمدہ اور دلنشیں ہے — کتاب ایسی اب تک تو دیکھی نہیں ہے
ہے کس بحرِ دانش کی یہ دُر فشانی — کہ ہر اک ورق دامنِ گوہریں ہے
عجب لکھی ہے یہ کتابِ مدلل — مؤلف کو اس کی ہزار آفریں ہے
روایت قویہ درایت صحیحہ — نہیں ایسی خوبی جو اس میں نہیں ہے
بغور اس کو دیکھا تو اصل اس کی بے شک — حدیثِ شریف اور کتابِ مبیں ہے
جو فعلِ بزرگاں ہے وہ مستند ہے — جو قولِ مشائخ ہے محکم متیں ہے
یہ وہ شاہدِ دلربا جلوہ گر ہے — فدا جس کی خوبی پہ ماہِ مبیں ہے
ہر اک صفحہ اس کا رُخِ دل رُبا ہے — ہر اک سطر اِک گیسوئے عنبریں ہے
ہر اک دائرہ ہے اگر دُرجِ گوہر — تو ہر ایک نقطہ بھی دُرِّ ثمیں ہے
جو دیکھے گا صلِ علٰی ہی کہے گا — کہ مملو بذکرِ شہِ مرسلیں ہے
ہیں اس دُرِ منظّم سے محروم منکر — کہ یہ در خورِ گوشِ اہلِ یقیں ہے
لکھے ہیں وہ اِس میں دلائل قویہ — کہ منکر کو گنجائش اصلاً نہیں ہے

بُرا وہ ہی سمجھے گا ذکرِ نبی کو — جو سآء المصیراور جو بئس القرین ہے
نہ مانے اگر منکر اَب بھی تو کیا ہے — ہمیشہ سے اُن کی تو عادت یوہیں ہے
نہ معجز سے بھی لایا بو جہل ایماں — علاج اس جہالت کا ممکن نہیں ہے
جو ہیں منکرِ بزمِ میلاد دیکھیں — کہ کیسی قوی حجتِ مثبتیں ہے
دُعا مانگو اللہ سے یہ باتیں چھوڑو — کہ ذات اُس کی بس ارحم الراحمیں ہے
محبت نبی کی تو ہے اصلِ ایمان — جو یہ ہی نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے

قطعہ تاریخ طبع منشی رونق

بہت خوب ہے دُر منظم چھپا — کسی شے کا اس میں نہیں کچھ قصور
کہا جب کہ رونق سے تاریخ کو — تو فوراً کہا اُس نے خیر السرور
۱۳۰۷ھ

قطعہ تاریخ طبع زاد مولانا قسیم الدین صاحب رضوی عظیم آبادی

ہوئی جبکہ مطبوع تری یہ کتاب
کہ ہر قول اِس کا ہے بس باصواب
ندا ہاتفِ غیب نے دی مجھے
کہ دُرِّ منظّم ہے یہ لاجواب
۱۳۰۷ھ

قطعہ تاریخ دیگر

چھپ چکی جب کتاب مولانا (یعنی مولوی عبدالحق صاحب الہ آبادی مہاجرِ بیت اللہ) واقعی جو دُرِ منظّم ہے، میں نے ایک دوست سے کہا اپنے، جو کہ دل سا رفیق وہمدم ہے، ہم بھی تاریخ کا ثواب تو لیں، کہ یہ ذکرِ رسولِ اکرم ہے، بولا راشد کتاب یہ واللہ بحرِ حبِ نبی اعظم ہے۔
۱۳۰۸ھ

تقریظ دل پسند و دل ربا بھی

از محمد یاسین قادری شطاری باوفا بھی

الحمدللہ! حق یہ کہ حق ہوا نہ ادا بھی ۔ درود و سلام بر رسل انبیاء و سید انبیاء بھی
پاک باز انِ خلق پر ہر دم صلوٰۃ و سلام ۔ نیز بر آل و اصحابِ نبی علماء و اولیاء بھی
حمدِ الٰہی لکھ، اے قلم! اور چل باحیا بھی ۔ نگاہِ مصطفیٰ رہے، نہ ہو غافل بندہ بھی
میرے اللہ! دعا ہے تجھی سے، التجا بھی ۔ جنت بھی کر عطا اور مزید اس کی جزا بھی
انعام ایسا ملے ان کو جو نہ ملا ہو کسی کو ۔ کرم تیرا ہو خصوصی اور عطا ہو لقا بھی
امن و سکون اور ہر عیش میں رہیں ۔ نہ لگے ان کو ہرگز کبھی تتی ہوا بھی!
محتاج ہیں تیرے تجھی سے ہے مانگا ۔ رجوع طرف تیری اور دست بہ دعا بھی
دریائے علم نہیں سمندر ہیں وہ علم کا ۔ محبوب ہیں ہمارے اور محبوبِ خدا بھی
لکھی ایسی کتاب لگے انبارِ دلائل ۔ مختصر ایسی بند ہوا کوزے میں دریا بھی
قبر اُن کی ٹھنڈی ہو خدایا جس نے ۔ رد بھی کیا اور پھر منکر کو دیا ہے بھگا بھی
شیطان نامراد ایسا ہوا کہ نہ ہوگا کبھی ۔ مکر کی اس کے نہ ہے گنجائش ذرا بھی
میلاد پر خاک اس نے ڈالی تھی خود ۔ اپنے سر پر اور اب پڑی ہے سُوا بھی
عاشقانِ مصطفیٰ کے لئے ہے یہ کیسا ۔ پیارا ساماں اور دردِ عشق کی دوا بھی
پڑھا جب میں نے اس کتابِ شفا کو ۔ دل باغ باغ ہوا دور ہوئی ہے وبا بھی
اس کتاب میں کوئی ریب و شک نہیں ۔ ہیں احادیث، آثار و اقوالِ بے بہا بھی
اس کی تقریظاتِ نظم سے متاثر یوں ہوا ۔ کہ لکھی تقریظ فی البدیع، رُکا نہ ذرا بھی
یہ ہے فضلِ ربِ رحیم و علیم و قدیر و بصیر ۔ عطا و نگاہ و توجہ محمد مصطفیٰ و مجتبیٰ بھی
اے لوگو! پڑھ کر یہ کتاب ہوؤ ہوشیار ۔ دلائل یاد رکھیں اور ہر ہر ادا بھی
جتنی احادیث ہیں درج اس بک میں ۔ برابر نہیں اُن کے ہرگز گوہر بے بہا بھی۔

جو اُن کا ہو دل و جان سے، ہو جائیں | اس کے محمد مصطفیٰ اور محمد کا خدا بھی
محفل آپ کی دلیل محبت ہے مومنو! | پڑھ دیکھ قرآن، مَنۡ اَحَبَّ شَیۡئًا بھی
دشمن جو اُن کا دشمن اس کا خدا ہے | در دنیا ذلت و خواری در آخرت سزا بھی
جو پڑھے اس کتاب کو تسلیم ہی کریگا | مگر یہ کہ دل میں ہو اس کے حسد ذرا بھی
کرد اختیار طریق بحر حب نبی اعظم | کہ دُرِ منظم ہے خیر السرور و جائے پناہ بھی
1436ء 1308ء | 1307ء 1307ء

بہر محمد یارب! مجھ سے قبول نذر ہو | ہے بندہ طلبگارِ غفران و عفو اور وفا بھی
ماں باپ آل و اولاد سب کی خیر ہو | نہ رہیں محروم اساتذہ و احباء بھی
مشائخ سلسلہ عالیہ قادریہ کی طفیل | کر معاف خطائیں صدقہ ابی ضیاء بھی

محمد یاسین قادری شطاری ضیائی

مدرس مدرسہ اسلامیہ حیدری مسجد کامونکی

((کرد اختیار / 1436 موجودہ تاریخ اشاعت ہے۔
{ کہ در منظم } اور { خیر السرور } اور { بحر حب نبی اعظم }
جب پہلی بار کتاب چھپی یا لکھی گئی وہ تواریخ ہیں۔
محمد یاسین قادری شطاری ضیائی))

12 ربیع الاول 1436ھ

جنوری 2015ھ

حضرت شمس الدین محمد حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نور القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
۱۳۶۹

اے پیکرِ حسن اور اے سرتاجِ انسانیت ! یقیناً (چودھویں کا) چاند آپ ہی کے نور افشاں چہرے سے درخشاں (ہوا) ہے (پوری انسانیت بھی ایک زبان ہو کر) آپ کے اوصاف و کمالات بیان کر پائے ؟ یہ ممکن ہی نہیں ! اس (بے پناہ) داستان کو یوں مختصر کرتا ہوں کہ خدا کے بعد آپ ہی کی ذات بزرگ و برتر ہے ۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا یؤمن احدکم
تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ
حتی اکون احب الیہ من
اپنی اولاد، والدین خود اپنی جان اور تمام لوگوں سے زیادہ
ولدہ ووالدہ ومن نفسہ
مجھ سے محبت نہ رکھتا ہو (حدیث شریف)
والناس اجمعین
او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام

بہترین تصانیف